www.KitaboSunnat.com

صحابیات الرسول ﷺ رضی اللہ عنہن

گلشن رسالت کی مہکتی کلیاں

تالیف
فضیلۃ الشیخ ابو عمار محمود المصری حفظہ اللہ

ترجمہ
ابو ضیاء محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ

دار السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحابیات الرسول ﷺ

گلشنِ رسالت کی مہکتی کلیاں

Dar-ul-Andlus

تالیف

فضیلۃ الشیخ ابو عمار محمود المصری حفظہ اللہ

ترجمہ

ابو ضیا محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ

دار الاندلس ® اسلام کی نشر و اشاعت کا عالمی مرکز
۴-لیک روڈ۔ چوبرجی لاہور۔ پاکستان
Ph: 92-42-7230549
Fax: 92-42-7242639
www.dar-ul-andlus.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

صحابیات الرسول

گلشنِ رسالت کی مہکتی کلیاں

تالیف

فضیلۃ الشیخ ابو عمار محمود المصری

ترجمہ

ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

اشاعت اوّل .... ستمبر 2008ء

ناشر .... دارالاندلس

کمپوزنگ .... حافظ آصف رشید، محمد شفیق

قیمت ....

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

دارالاندلس ® اسلام کی نشر و اشاعت کا عالمی مرکز

۴۔لیک روڈ، چوبرجی لاہور، پاکستان

Ph: 92-42-7230549 Fax: 92-42-7242639 www.dar-ul-andlus.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گلشنِ رسالت ﷺ کی مہکتی کلیاں

- عرضِ ناشر 29
- حرفِ چند 31
- مقدمہ 33

سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

- سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کون ہیں؟ 41
- ذاتی حالات کا نشیب و فراز 42
- ستاروں سے ہم آغوش خواب 43
- شادی مبارک 45
- سعادت کا نزول 48
- رحم دل خاتون 49
- اولاد 50
- سخاوت اور ایثار 51
- سرورِ عالم ﷺ 52
- وحی کی ابتدا 54
- سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون 57
- بابرکت گھر 58
- خانۂ نبوی ﷺ کے آنگن میں 59
- اہلِ مکہ کو دعوت 60

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- صبر اور ثواب کی نیت 61
- معاشرتی بائیکاٹ اور ظالمانہ معاہدہ 62
- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام 65
- جیسا عمل ویسی جزا 65
- غم کا سال 67
- وفاداری ایسی ہوتی ہے 68
- بڑی فضیلت 71
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چشمک 72
- پاکیزگی اور پاکدامنی کی راہ پر چلنے کے لیے زادِ سفر 75

ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

- شرک وکفر کی تاریکیوں سے توحید وایمان کے نور کی طرف 77
- اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے والے 78
- صبر اور ثواب کی نیت 78
- دردناک جدائی 80
- سعادت کی گھڑی 80
- ام المومنین بننا 81
- خانۂ نبوی کے آنگن میں 83
- دائمی سعادت 84
- یادیں بیدار ہوئیں 84
- مدینہ منورہ کی طرف ہجرت 85
- برکات کی برسات 86
- اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح 86

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتی ہیں 87
- محبت وشفقت 87
- نیکیوں میں سبقت 88
- کرم اور سخاوت 90
- ساتویں آسمان کے اوپر سے اجازت 91
- کوچ کا وقت قریب آ گیا 91

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

- اعلیٰ نسبتوں کے ہالے میں 93
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قدر ومنزلت 94
- اسلام کا سورج جزیرہ نمائے عرب کی سرزمین پر چمکتا ہے 95
- دنیا وآخرت میں رفیقہ حیات 96
- شادی مبارک کی کہانی 97
- اللہ کی طرف سبقت 99
- سعادت کا مکمل ہونا 100
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کنواری سے شادی نہیں کی 101
- سعادت اور برکت 101
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت 103
- گھوڑے کے پر 103
- ادلے کا بدلہ 104
- ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آپ کی معاہدے میں شرکت 104
- بلند اخلاق 105
- ...ـتی ...ساق 106

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- بے احتیاطی اور انصاف ... 107
- حبیب کبریا علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی غیرت ... 108
- تمھاری ماں غیرت کھا گئی ... 109
- آپ کا رب آپ کی خواہش کے مطابق بہت جلد حکم نازل کر دیتا ہے ... 110
- ذہانت و فطانت ... 111
- شہد کی کہانی ... 112
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ غیرت ... 114
- یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے ... 115
- دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح ... 117
- امہات المومنین کو اختیار ... 122
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقام و مرتبہ ... 124
- میں نے تو صرف آپ کا نام لینا چھوڑا ہے ... 128
- جبرئیل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام ... 129
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لحاف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ... 129
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی انفرادیت ... 130
- زہد اور انفاق فی سبیل اللہ ... 132
- روزے دار، عبادت گزار ... 137
- عورتوں کا جہاد ... 138
- سرزمین جہاد میں ... 139
- مسلمانوں کے گھر ایسے ہونے چاہئیں ... 141
- خواب کی تعبیر پوری ہوئی ... 141
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شرم و حیا ... 142

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- واقعہ افک 143
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کڑی آزمائش 144
- سات آسمانوں کے اوپر سے براءت 145
- ایسا غم جس سے پہاڑ پھٹ جائیں 147
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اہل خانہ کے بارے میں حسن ظن 148
- صبر ہی بہتر ہے 149
- براءت کے لیے وحی کا نزول 150
- آزمائش کی گھڑیاں 152
- گراں قدر موقف 153
- اللہ مومنوں کا دفاع کرتا ہے 155
- یہ بلاشبہ بڑی بریت ہے 156
- ایک عظیم نعمت 156
- تیمّم کی آیت کا نزول 160
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات 161
- دنیاوی دولت کا خوف 162
- معوذات سے برکت کا حصول 162
- ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم 162
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری لمحات 163
- صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا موقف 166
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین 167
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عالمہ، فاضلہ 168
- ادب نبوت کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟ 172

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم طب 175
خلافت اسلامیہ کے زیر سایہ 176
صالحین کی موت پر غم 177
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات 178
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایثار 180
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جنگ جمل میں حاضری 180
کوچ کا وقت 182
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف 182
رفیق اعلیٰ کی جانب 183

ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

بابرکت پرورش 187
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا فتح کی نوید تھا 187
سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی خنیس رضی اللہ عنہ سے شادی 189
اللہ کی طرف بھاگو 189
دردناک جدائی 189
ام المومنین کا شرف 190
سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا بلند مرتبہ ومقام 191
مثال سے بات واضح ہوتی ہے 192
حبیب کبریا ﷺ کی خوشنودی 192
سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی جنت میں بھی بیوی ہوگی 193
سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا علمی وفقہی مقام 194
حبیب کبریا ﷺ کی وفات حسرت آیات 194

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاروق اعظم مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں 195
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مقتل 195
سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید کی امانت اپنی گردن پر اٹھائی 196
قرآن جمع کرنے کی کہانی 197
رحلت کا وقت 200

ام المومنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت آغاز 203
خانۂ نبوی میں داخل ہونے سے پہلے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی 204
ام المومنین کا شرف 205
مساکین کے ساتھ شفقت اور رحم دلی 206
سارا وقت اللہ کے لیے 206
خانۂ نبوی کے آنگن میں 207
رحلت کا وقت 208

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

عمدہ پرورش اور بابرکت شادی 212
حبشہ کی طرف ہجرت 213
صبر اور ثواب کی نیت 214
حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں 217
عزت وشرف 217
ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا لشکر 218
ایسی وفا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی 219

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- شادی مبارک 221
- شادی کے بعد گھر میں 222
- سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا میں عقل و دانش کی فراوانی 223
- سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نرم دلی 225
- سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عظیم فضیلت 227
- سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فقاہت 228
- رحلت کا وقت 229

ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

- یہ ہے حقیقی فخر 232
- پرورش 233
- ہجرت 234
- انصار کے آنگن میں 235
- کسی مومن مرد اور مومن عورت کو اختیار نہیں 236
- ام المومنین کا اعلیٰ مقام 240
- اللہ کی طرف سے شادی کا حکم 242
- رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مقام و مرتبہ 243
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں مقام و مرتبہ 245
- سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی دنیا سے بے رغبتی 246
- رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی 248
- رحلت کا وقت 249

ام المومنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

- نعمتوں کی آغوش میں پرورش 251

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوہ بنی مصطلق 252
سیدہ جویریہ کا قبول اسلام اور رسول اللہ ﷺ سے شادی 253
خانۂ نبوی میں داخلہ 255
علم کے چشمے سے سیرابی 256
حبیب کبریا ﷺ کی وفات 256
رحلت کا وقت 257

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنتِ ابی سفیان رضی اللہ عنہا

شخصی تعارف 259
قبولیت اسلام 260
حبشہ کی طرف ہجرت 261
قریش کا مکر 262
تنگی کے بعد آسانی 265
ام المومنین بننا 266
سب سے عظیم خاوند 267
دوستی اور دشمنی کا معیار 267
دردناک جدائی 267
رحلت کا وقت قریب آ گیا 268

ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

ابتدائی زندگی 269
اسلام اور یہود دشمنی 270
یہود کی غداری 271

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ایک حقیر سازش 275
- اللہ کی مرضی کے موافق فیصلہ 276
- سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے باپ کا قتل 278
- غزوۂ خیبر 279
- لشکر اسلام خیبر کی طرف 281
- فتح کا علم 282
- سعادت کی گھڑی 283
- خانہ نبوی میں 285
- سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی خیر سگالی 287
- نبی کی بیٹی، نبی کی بھتیجی اور نبی کی بیوی 287
- رسول اللہ ﷺ کی گواہی 289
- نبی کریم ﷺ کا شک دور کرنا 290
- حصول علم کی لگن 290
- دردناک جدائی 291
- اللہ کے پسندیدہ لوگ 291
- سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں موقف 292
- رحلت کا وقت 293

ام المومنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

- پاکیزہ خاندان 295
- معزز ترین لوگ 296
- زرخیز مٹی 296
- گراں قدر خواہش 297

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سعادت کی گھڑی 297
- نبوی آنگن میں 301
- گراں قدر گواہی 301
- اللہ کی حدود قائم کرنے پر اس کا حرص 302
- دردناک جدائی 302
- سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بطور راوی الحدیث 304
- رحلت کا وقت 304

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

- پیدائش و پرورش 310
- خدمت گزاری 311
- فضائل ومناقب 312
- سبقت لے جانے والی 313
- ایذا رسانی پر حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر 314
- سیدہ فاطمۃ الزہراء کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع 316
- سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی والدہ کی وفات 318
- مبارک ہجرت 318
- جیسا عمل ویسا بدلہ 319
- فاطمہ رضی اللہ عنہا کی علی رضی اللہ عنہ سے شادی 322
- علی رضی اللہ عنہ کی تعریف 323
- بیچ میں برکت 325
- خادم سے بہتر ذکر 326
- سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی حیا 328

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ابوتراب 329
- رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ؟ 330
- سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قدر ومنزلت 331
- سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سب کے لیے نمونہ 334
- نوجوانان اہل جنت کے سردار 336
- نبی اکرم ﷺ کا سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھیلنا 338
- سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور جہاد 340
- دنیا کی حقیقت 342
- غم اور خوشی 343
- نبی کریم ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات 345
- مسلمانوں کے گھر، غم واندوہ کا گہوارہ 347
- رحلت کا وقت 348

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

- حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادتِ باسعادت 349
- حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی رضاعت 351
- دردناک جدائی 355
- رسول اللہ ﷺ کے ہاں قدر ومنزلت 355
- وفاداری 356
- رحلت کا وقت 356

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا

- ام ایمن رضی اللہ عنہا کون؟ 358
- حبیب کبریا ﷺ کی پرورش 358
- حبیب کبریا ﷺ کی برکت 360

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام ایمن رضی اللہ عنہا کی آزادی 361
جزیرہ عرب پر آفتاب 362
سعادت کی گھڑی 362
بابرکت ہجرت 364
اللہ تعالیٰ کی راہ میں ام ایمن رضی اللہ عنہا کا جہاد 365
سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا اور غزوۂ احد 365
غزوۂ خیبر اور ام ایمن رضی اللہ عنہا 366
انسان کی آزمائش 367
غزوۂ حنین 369
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقام ومرتبہ 369
حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی غمی خوشی کی شریک 371
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات 372
سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات 376
رحلت کا وقت 376

سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش 377
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت 378
محبت میں اضافہ 379
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پرورش 380
تنگی کے بعد آسانی 380
مدینہ منورہ کی طرف ہجرت 382
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقام ومرتبہ 382

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک مقام و مرتبہ 383
- عمدہ خوش دامن 383
- رحلت کا وقت 384
- نبی کریم ﷺ کی طرف اسے عزت و تکریم 384

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا

- تعارف 388
- اسلامی زندگی کا آغاز 388
- بچوں کی تربیت 388
- سعادت کی گھڑی 389
- نبی کریم ﷺ کی خدمت کا شرف 390
- نبی کریم ﷺ کے رازوں کی حفاظت 391
- سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی دینی پختگی 392
- رسول اللہ ﷺ کے ہاں مقام و مرتبہ 393
- اسلام قبول کرنا حق مہر ٹھہرا 395
- اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح 398
- واہ سبحان اللہ! مبارک گھر 399
- پسینا بطور خوشبو 401
- نبی کریم ﷺ کے بالوں کی حفاظت 402
- کمال صبر و حوصلہ 402
- سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا اللہ کی راہ میں جہاد 404

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- جنت کی بشارت 406
- رحلت کا وقت 406

سیدہ ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا

- اعلیٰ وارفع فضائل ومناقب کے آنگن میں 407
- حارثہ بن النعمان کے گھر میں ایمان کا داخلہ 410
- حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں 411
- مبارک پڑوس 412
- حصول علم کا لالچ 413
- موت پر بیعت 414
- رحلت کا وقت 415

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا

- بلند فضائل ومناقب 418
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت 418
- عظیم امانت 419
- سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا جہاد فی سبیل اللہ 419
- غزوہ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع 420
- ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے حق میں عظیم گواہی 423
- جنت میں ساتھ 424
- زخم اور خوشی 425
- سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی بیعت رضوان میں شمولیت 425
- معرکوں میں شرکت 426

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- غزوۂ حنین میں 427
- شہید کی والدہ 428
- سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی جنگ یمامہ میں شرکت 431
- رحلت کا وقت 432

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا

- شجرۂ نسب 433
- قبول اسلام میں سبقت 434
- خاوند عشرہ مبشرہ میں سے 435
- سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نیک بیوی 436
- ذو النطاقین کا لقب 437
- فوری جواب اور حسن تدبر کی انوکھی مثال 438
- صبر اور ثابت قدمی 438
- ذات النطاقین کا عظیم کارنامہ 439
- پہلا بچہ جس نے دار الہجرت میں جنم لیا 439
- سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی سخاوت 440
- عبادت اور اطاعتِ الٰہی 441
- صلہ رحمی 442
- بلند صفات اور مقام و مرتبہ 443
- غموں کا تسلسل 444
- عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قتل اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا 445
- رحلت کا وقت 451

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا

- شجرۂ نسب 454
- انتظار اور آرزو 454
- خوش قسمت خاوند 455
- سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب 456
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقام و مرتبہ 456
- اللہ کی راہ میں شہادت کی خوشخبری 457
- ثابت قدمی کا مظاہرہ 459
- جنگ کی بشارت اور شہادت کی کامیابی 459

سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا

- مدینہ منورہ کا نور توحید سے جگمگانا 462
- سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا کا قبول اسلام 462
- اہل مدینہ کی خوش بختی 467
- سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا کی دلی خواہش 468
- انصار کے گھروں کی خیر و برکت 470
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے بیعت 471
- نا قابل فراموش موقف 471
- مدد ایسے کی جاتی ہے 472
- غزوۂ احد میں 473
- جنت میں ایک دوسرے کے رفیق 474
- سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا کی تمنا 475

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ 476
- ام سعد کے علاوہ ہر رونے والی جھوٹ کہتی ہے 478
- وفات پر عرشِ الٰہی کا تھرتھرانا 480
- رحلت کا وقت 482

سیدہ سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا

- سعادت کی گھڑی 483
- سرزمین عرب پر آفتاب اسلام 484
- دنیا و آخرت کی جنت 485
- صبر اور ثواب کی نیت 486
- سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا! اسلام کا برملا اظہار کرنے والی پہلی خاتون 486
- جنت کی بشارت 488
- تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون 488

سیدہ ام ورقہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

- سبقت لے جانے والی خاتون 491
- نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری پر سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی خوشی 492
- اپنے محراب میں عبادت کرنے والی 494
- رسول اللہ ﷺ کے ہاں اس کا مقام و مرتبہ 495
- شہادت کی بشارت 496
- معمولات پر مداومت 497
- رحلت کا وقت 498

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا

بزرگی ہر طرف سے اس کے شامل حال تھی 501
پرورش 502
ہر بہادر یا عظمت کے پس پردہ 502
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قریبی رشتہ داروں کو دعوت 504
یثرب کی طرف ہجرت 505
اللہ کی راہ میں جہاد 505
سیدہ صفیہ کا غزوہ احد میں جہاد 506
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع اور اپنے بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر صبر وتحمل 506
پہلی خاتون جس نے ایک مشرک کو قتل کیا 507
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات 508
رحلت کا وقت 509

سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا

توحید کا سفر 513
عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کی عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شادی 518
عمر رضی اللہ عنہ سے شادی 519
دردناک جدائی 521
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور شہادت 523
سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا کی حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی 524
رحلت کا وقت 526

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

قبول اسلام 527

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزمائش 528
حبشہ کی طرف ہجرت 529
کشتی والوں کی دو ہجرتیں 530
دردناک جدائی 532
جنگ موتہ اور شہادت 532
جنت میں پرواز 535
نبی کریم ﷺ کا جعفر رضی اللہ عنہ پر غمگین ہونا 536
سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب 537
اللہ تعالیٰ کی طرف سے بریت 537
حجۃ الوداع اور ولادت مبارکہ 538
غم تازہ ہوتے ہیں 538
سعادت کی گھڑی 538
وفا کی چوٹی 539
رحلت کا وقت 540

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا

دعوت اِلی اللہ انبیا کا وظیفہ 542
لوگوں کو دعوت دینے کا طریقہ 543
آسمان سے پانی آنا 544

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا

مبارک خاندان 547
مشرکین کا مطالبہ 549
پرورش 550

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غم واندوہ 550
فدیے کا ہار 550
ایفائے عہد 552
مدینہ منورہ میں آمد 553
ہار کا تحفہ 554
سعادت کی گھڑی 555
غموں کی دستک 556
شادی مبارک 557
رحلت کا وقت 558

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا

فضائل ومناقب 559
جنگ بدر اور عظیم کارنامہ 560
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقام ومرتبہ 563
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ 564
سورج سے زیادہ خوبصورت 564
دین کی سربلندی کا شوق 565
خوشبو کا سودا 565
بیعت رضوان میں شمولیت 566
سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا کی روایت حدیث 568
رحلت کا وقت 568

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا

- فضائل ومناقب 569
- معزز خاتون 570
- مومن بہنیں 571
- سبقت لے جانے والیوں میں سے 571
- صبر اور ثواب کی نیت 571
- مدینہ منورہ کی طرف ہجرت 572
- عباس کا جنگ بدر کے لیے بادل نخواستہ نکلنا 572
- عباس کا بدر کے دن قیدی ہونا 573
- نادر بہادری 573
- حضرت حسین کو دودھ پلانا 574
- بھرپور سعادت 575
- عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش پیشین گوئی 576
- ذہانت وفطانت 577
- دردناک جدائی 578
- رحلت کا وقت 578

سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا

- بھائی کی موت پر غم 579
- آفتاب اسلام 582
- قادسیہ کے دن صبر اور ثواب کی نیت 582

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی قسم! میں اسے گھٹیا مال نہیں دوں گا 585
رحلت کا وقت 586

سیدہ ام معبد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا

مبارک ہجرت 587
ام معبد کے گھر پڑاؤ 590
قبول اسلام 593
مقام ومرتبہ 594
رحلت کا وقت 594

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا

قبولِ اسلام 595
عقبہ بن ابی معیط 595
ظالم کا انجام 597
بابرکت ہجرت 598
شادی مبارک 602
رحلت کا وقت 602

سیدہ ام المنذر بنتِ قیس رضی اللہ عنہا

فضائل ومناقب 603
مبارک دعوت کے ثمرات 604
حبیب کبریا کی بیعت 604
رسول اللہ ﷺ کے ہاں قدر ومنزلت 605

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ بنی قریظہ اور سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا کا موقف 605
سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا اور بیعت رضوان 607
روایت حدیث کا شرف 609
وفات 609

سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا

ابتدائی حالات 611
جنگ بدر اور ہند بنت عتبہ 612
جنگ احد، بدلے کا دن 613
غزوۂ احد میں ہند کا کردار 614
حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا قتل اور مثلہ 615
فتح مکہ اور سیدہ ہند کا قبول اسلام 618
بیعت 619
عظیم نعمت 621
رسول اللہ ﷺ کی نصیحت 621
دردناک جدائی 622
جنگ یرموک اور سیدہ ہند رضی اللہ عنہا 622
رحلت کا وقت 624

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ.

''گلشن رسالت ﷺ کی مہکتی کلیاں'' مدرسہ نبوی ﷺ کی تربیت یافتہ صحابیات رضی اللہ عنہن کا ایمان افروز تذکرہ ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء ﷺ کی صحابیات کے شرف کے لیے منتخب فرمایا اور جنھوں نے غلبۂ اسلام کی عظیم تحریک میں مردوں کے شانہ بشانہ جرأت و بسالت کی عظیم روایات قائم کیں۔

جن کی صفات کا تذکرہ قرآن مجید نے اس طرح کیا:

﴿ إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصّٰٓئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ [الأحزاب: ٣٥]

''بے شک مسلم مرد اور مسلم عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان کے لیے اللہ نے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

زیر نظر کتاب درحقیقت فضیلۃ الشیخ ابو عمار محمود المصری کی مایۂ ناز عربی کتاب ''صحابیات الرسول''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اردو ترجمہ ہے، جسے معروف سیرت نگار اور نامور مصنف مولانا محمود احمد غضنفر نے اردو قالب میں ڈھالا ہے۔

یقینی طور پر اردو دنیا میں یہ کتاب ایک مفید اضافہ ہے اور ان شاء اللہ اردو داں بہنیں اس کتاب کو بے حد پسند کریں گی اور صحابیات کریمات کی سیرت و کردار کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنے کے لیے کتاب کے مندرجات سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گی۔

کتاب کی تہذیب و تسہیل کا فریضہ محمد زاہد الرحمٰن بھائی نے ادا کیا۔ جبکہ کمپوزنگ محمد شفیق اور حافظ آصف رشید بھائی اور سرورق ضیاء الرحمان بھائی نے تیار کیا ہے۔ ادارہ دارالاندلس اس عظیم کتاب کو شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔ [الحمد لله علی ذالك]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اردو خواں بہنوں کے لیے مفید بنائے اور مؤلف، مترجم اور ان تمام احباب کے لیے کہ جنھوں نے اس کی تیاری میں کسی قدر بھی اپنا کردار ادا کیا ہے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

محمد سیف اللہ خالد
مدیر دارالاندلس
۲۳ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ چند

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ .

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے صحابہ کرام اور صحابیات کریمات کی سوانح حیات پر میری چند تالیفات وتراجم پہلے بھی منظر عام پر آ چکی ہیں۔جن میں سے :

۱۔ حیات صحابہ رضی اللہ عنہم کے درخشاں پہلو۔

۲۔ جرنیل صحابہ رضی اللہ عنہم۔

۳۔ حکمران صحابہ رضی اللہ عنہم۔

۴۔ شہسوار صحابہ رضی اللہ عنہم۔

۵۔ مبشر صحابہ رضی اللہ عنہم۔

۶۔ صحابیات مبشرات رضی اللہ عنہن۔

۷۔ صحابیات طیبات رضی اللہ عنہن۔

قابل ذکر ہیں۔اب قارئین کی خدمت میں عربی ادب کی شاہکار کتاب ''صحابیات حول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم'' تالیف الشیخ ابو عمار محمود المصری کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

اس ترجمے کا نام ''صحابیات الرسول گلشن رسالت کی مہکتی کلیاں'' تجویز کیا گیا ہے۔اس میں پینتیس عدد جلیل القدر صحابیات کی سوانح حیات قلم بند کی گئی ہے۔میرے خیال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات الرسول رضی اللہ عنہن پر میں نے آج تک جتنا بھی لکھا ہے، ان سب میں سے اس کتاب نے مجھے زیادہ متاثر کیا ہے، مجھے امید ہے کہ یہ کتاب معزز خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگی اور اردو ادب میں اسے بنظر استحسان دیکھا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعات نگاری میں حقیقت پسندی کو ملحوظ خاطر رکھنے کے ساتھ ساتھ ادبی اسلوب نگارش کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ جس کی بنا پر کتاب کی اثر انگیزی میں خاطر خواہ اضافہ محسوس ہوا ہے۔

یہ کتاب دارالاندلس کے زیر اہتمام شائع ہو کر منظر عام پر آ رہی ہے امید ہے کہ یہ ظاہری طور پر بھی دلکش، دلفریب اور دلنشین ہو گی۔

جملہ قارئین کرام سے التجا ہے کہ وہ میرے والدین اور اہل خانہ کی دنیا و آخرت کی بہتری کے لیے خلوص دل سے دعا کریں۔

ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

۲۶ ستمبر ۲۰۰۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

[آل عمران : ۱۰۲]

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔''

﴿ يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء : ۱]

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناتے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الأحزاب : ۷۰، ۷۱]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سچی باتیں کیا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے کام سنوار دے اور تمھارے گناہ معاف فرما دے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔"

((أَمَّا بَعْدُ ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، الضَّلَالَةُ فِي النَّارِ)) (ابو داؤد : ۲۱۱۸۔ نسائی : ۱۵۷۸۔ ابن ماجہ : ۱۸۹۲)

اما بعد!

یہ امت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک وہ منہج اختیار نہ کیا جائے کہ جو سلف صالحین نے اختیار کر کے اپنی اصلاح کی تھی۔

عام طور پر تاریخ اسلام کا مطالعہ اور خاص طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات الرسول رضی اللہ عنہن کی سوانح حیات کا مطالعہ امت کو سر بلند کرنے کے لیے از بس ضروری ہے۔ یہی طریق کار امت مسلمہ کو دوبارہ اپنے پاؤں میں کھڑا ہونے پر معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

اسی سے غفلت کا غبار ذہنوں سے چھٹے گا، اسی سے امت کی سرفرازی، عزت اور سر بلندی اور عظمت رفتہ واپس آ سکے گی، تب جا کر یہ امت مسلمہ ساری دنیا اور قوموں کی قیادت کرنے کے قابل ہو سکے گی۔

نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نسل انسانی میں سب سے بہتر اور ممتاز تھے وہ بلا شبہ انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے بعد ساری مخلوق میں بہتر اور افضل تھے، وہ ایسے لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی صحبت کے لیے منتخب کیا۔ ان کے دل پاک، ان کی فکر گہری اور وہ ہر قسم کے تکلفات سے بالاتر تھے۔ بعد میں آنے والے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے آنے والے کے فضل و شرف کو پہچانے۔ اس لیے کہ ہم ایک ایسے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں کہ اس میں نیکی کے نمونے خال خال دکھائی دیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے ان عظیم لوگوں کے بارے میں لکھنا اور ان روشن صفحات سے پردوں کو ہٹانا ہم پر فرض ہے کیونکہ ہم ایک ایسے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں کہ جس میں افکار الجھے ہوئے ہیں، عدل و انصاف کے ترازو مضطرب ہیں اور کافروں کی دوستی کا غلغلہ سنائی دیتا ہے۔ ان حالات میں ان قدسی صفات شخصیات کی سوانح حیات کو عمدہ انداز میں قلم بند کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

اس وقت امت اپنی عزت کے مرکز شرف وعزت کے منبع اور شرافت وکرامت کے سرچشمے سے بہت دور ہٹ چکی ہے، اسی لیے اللہ نے اسے تمام اقوام سے زیادہ ذلیل وخوار کر کے رکھ دیا ہے۔

جس وقت حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے منہج پر گامزن ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں عزت اور سرفرازی عطا کر دی۔

اب ہم صحابیات کریمات رضی اللہ عنہن کی عطر بیز زندگی کے دلکش، دلفریب، دلربا اور دلآویز نمونے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، بلا شبہ یہ ان معزز خواتین کی سوانح حیات کا تذکرہ ہے، جن کی مبارک سیرت نے سیرت کی کتابوں کو معطر کر دیا ہے اور ان کی سیرت کے خوشبودار جھونکوں سے فضا مہک اٹھی ہے۔

اس سے پہلے میں نے ''اصحاب الرسول ﷺ'' کے عنوان پر کتاب لکھی جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے علما، مبلغین اور طلبہ میں قبول عام عطا کیا۔ اس کے بعد مجھے صحابیات کریمات رضی اللہ عنہن کی سوانح حیات قلم بند کرنے کی سعادت میسر آئی تاکہ اس منفرد معاشرے کی ایک جھلک دکھلائی جائے جو دوبارہ نوع انسانی کو اب تک دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ اگرچہ مردوں کے کمالات کے نمونے بے شمار ہیں، لیکن خواتین کے حیرت انگیز کمالات کے نمونوں کی بھی کوئی کمی نہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان عورت اپنے دین میں ثابت قدمی کے اعتبار سے مردوں سے کم نہ تھی، عقیدے کے حوالے سے اس کی قربانیوں کی داستان بھی بڑی طویل ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے اس میدان میں بھی حیرت انگیز کارنامے سر انجام دیے۔ مسلم خاتون نے اسلام کی سربلندی کی خاطر ہر وہ چیز قربان کر دی جو اس کی ملکیت میں تھی، مسلم خاتون نے اپنے عقیدے کی حفاظت کے لیے ہر قسم کے ظلم وستم اور موت تک کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

یہ تو مسلمان خواتین کے کارناموں کی کیفیت کی ایک جھلک ہے اور جہاں تک اس کے کارناموں کی مقدار کا تعلق ہے تو یہ بات ہر ایک کے علم میں ہے کہ عورت انسانی معاشرے کا نصف حصہ ہے اور معاشرے کی تشکیل میں اسے بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ عورت دو دھاری تلوار ہے، جب یہ درست سمت پر چلتی ہے اور اہداف حاصل کرنے کے لیے اپنے فرائض کو دیانت داری کے ساتھ ادا کرتی ہے تو صالح اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بنیادی اینٹ ثابت ہوتی ہے اور وہ معاشرہ اخلاقی سربلندی اور مضبوط مقاصد کی برتری کے حوالے سے مثالی نوعیت کا ہوتا ہے۔

اس لیے ہم محسوس کرتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو بڑی اہمیت دی ہے اس کی تربیت اور نگہداشت کا خاص خیال رکھا ہے۔ اس کی فطرت کے حوالے سے اس کے حقوق کا تعین کیا ہے جس کی مثال اقوام عالم میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ اسلام نے مسلمان عورت کی تربیت کا ایسا عظیم اہتمام کیا کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ مسلمان عورتوں کے جگر گوشوں نے روئے زمین کو حکمت اور عدل سے بھر دیا اور ان عالی مرتبت شخصیات نے ایشیا کے وسط، افریقہ کے دہانے اور یورپ کے اطراف واکناف میں اسلامی جھنڈے لہرا دیے۔

وہاں اپنے دین، شریعت، زبان اور ادب کے نادر نمونے چھوڑے جن سے لوگوں کے دلوں پر نہایت خوشگوار اثرات مرتب ہوئے اسی لیے تو قدیم زمانے سے یہ بات کہی جاتی ہے:

''ہر عظیم مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔''

وہ عظیم مائیں جن کے دم قدم سے اسلام کی روشنی پھیلی، اسلامی عظمت کو چار چاند لگے، ان کی قوت ایمانی سے اسلام کو تقویت میسر آئی، اسلامی اخلاقیات کی اشاعت ہوئی اور اسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادیں راسخ ہوئیں، بلا شبہ یہ مائیں اسلام کے روشن و درخشاں دور میں شرف، آزادی، عزت اور بزرگی کا مرکز ومحور تصور کی جاتی تھیں۔

ہر وہ مومن بہن جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کی خدمت میں منفرد معاشرے کی ایک معطر اور خوشگوار جھلک پیش کرتا ہوں تاکہ ہر مومن بہن خلوص دل سے ان قدسی نفوس صحابیات کریمات رضی اللہ عنہن کی عطر بیز سیرت سے حقیقت پر مبنی نمونوں کی معرفت حاصل کرتے ہوئے اپنی زندگی کو مثالی بنا سکے۔

بلا شبہ یہ سیرت کے ایسے معطر نمونے ہیں جن کی خوشبو اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔

اللہ کی قسم! ہمارے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات الرسول رضی اللہ عنہن کی سیرت کا مطالعہ از بس ضروری ہے، تاریخ کی ورق گردانی سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام اور صحابیات کریمات کا ہی وہ منفرد معاشرہ تھا، جس نے دعوت الی اللہ کے لیے تن، من، دھن کی بازی لگا دی اور اس امانت کو پوری ذمے داری سے ادا کیا، اور اس راہ میں انھوں نے بے شمار تکالیف اور مصائب کا سامنا کیا۔ ہمیں ان کی قدر ومنزلت، مقام و مرتبہ اور فضل و شرف کا دلی طور پر اعتراف کرنا چاہیے، بلاشبہ ہم اس مثالی معاشرے پر فخر کرتے ہیں، بلا شبہ یہ ہمارے نوجوانوں، دوشیزاؤں، ماؤں اور بہنوں کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے۔ موجودہ امت کے افراد جب تک اپنے ماضی سے رابطہ قائم نہ کریں گے اس وقت تک انھیں سرفرازی و سربلندی نصیب نہیں ہو سکتی۔

آیئے! اب ہم اس خوشگوار میدان میں اتریں اور صحابیات کریمات، مومنات صادقات کی عطر بیز سیرت سے اپنے دلوں کی دنیا کو ایمان وتوحید کی خوشبو سے معطر کرنے کی سعادت حاصل کریں ہو سکتا ہے کہ اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں دنیا میں صدق اور اخلاص کی نعمت سے نوازے اور آخرت میں ہمیں اپنی رضا سے سرفراز کردے۔

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ میری اس کتاب کو میری مسلمان بہنوں میں قبولیت عام سے نوازے اور انھیں اس کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے صحابیات کریمات رضی اللہ عنہن کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور میں اللہ تعالیٰ سے یہ بھی التجا کرتا ہوں کہ جب مجھے کفن پہنایا جائے تو میری یہ کتاب میری نیکیوں میں شمار ہو۔ آمین!

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ أَشْهَدُ اَنْ لَا إِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوبُ أِلَيْكَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

أبو عمار محمود المصری

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین کی سردار سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

آسمان نبوت کے کہکشاں کا ایک چمکتا ہوا تارا کہ جس کی ضیا پاشی نے کائنات کے گوشے گوشے کو جگمگا دیا اور گلشن رسالت کی ایک مہکتی ہوئی کلی کہ جس کی نشاط انگیز خوشبو نے پوری کائنات کی فضا کو مہکا دیا۔

وہ عالی مقام خاتون جو نوع انسانی میں پاکیزگی، پاکدامنی اور تقویٰ کا استعارہ بن کر متعارف ہوئیں، جس نے تاریخ انسانیت میں ایمان، ایثار، سخاوت اور فدائیت کے حیرت انگیز کارنامے سر انجام دیے۔

جس نے خواتین میں سب سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان لانے کا شرف حاصل کیا اور جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

وہ پہلی جلیل القدر خاتون جس کے جگر گوشوں سے کاشانۂ نبوت رونق افروز ہوا۔ وہ عظیم المرتبت خاتون کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سب سے پہلے جنت کی بشارت سے سرفراز کیا۔ وہ سعادت مند خاتون جسے اس کے رب تعالیٰ نے سب سے پہلے سلام کہنے کا اعزاز بخشا، جسے مومن خواتین میں سب سے پہلے صدیقہ ہونے کی سعادت میسر آئی اور جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سب سے پہلے دنیائے فانی سے کوچ کیا۔

وہ بابرکت خاتون کہ جب اس نے مکہ معظمہ میں وفات پائی تو اس کی قبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے خود اترے اور پھر اسے دفن کرنے کا حکم دیا۔

وہ سعادت مند خاتون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے آپ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا رسول ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کی صداقت کو اس وقت تسلیم کیا جب لوگوں نے آپ ﷺ کو جھٹلا دیا تھا۔ جس نے اس وقت اپنے مال و دولت سے رسول اللہ ﷺ کی ڈھارس بندھائی جب لوگوں نے آپ کے ساتھ بخل کا معاندانہ رویہ اختیار کیا تھا۔

وہ خوش نصیب خاتون جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے رسول اقدس ﷺ کو اولاد کی نعمت سے نوازا۔ ایک دانشور، عقلمند، غیرت مند، دولت مند، مشہور ومعروف تاجر اور معزز خاتون جس کو زمانہ جاہلیت میں طاہرہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا، وہ اسلام کے زیر سایہ آ گئیں تو ان کی عظمت، رفعت اور پاکیزگی کے کیا کہنے؟

ایسی پاکیزہ، پاکدامن، طاہرہ اور طیبہ خاتون کہ دامن نچوڑ دے تو فرشتے وضو کریں۔ وہ فرشتہ سیرت خاتون نبی کریم ﷺ کے لیے سراپا سکھ چین ثابت ہوئیں، جس نے آپ ﷺ کو ہر طرح سے تقویت بہم پہنچائی اور جو آپ ﷺ کے ساتھ ہمہ وقت شانہ بشانہ کھڑی رہیں تاکہ آپ اپنے رب کا پیغام دل جمعی سے لوگوں تک پہنچا سکیں۔

یہ عظیم المرتبت خاتون خواتین عالم کی سردار بنیں، اسے سید الاولین والآخرین ﷺ کی رفیقہ حیات بننے کا شرف حاصل ہوا۔

دنیا اسے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نام سے جانتی ہے۔ ایمان، پاکیزگی، پاکدامنی، شرافت، سخاوت اور وفاداری کے جہان میں اس کا ستارا بہت بلند ہوا۔

دنیا بھر کی خواتین میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سب سے پہلی صدیقہ کائنات ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

وہ صرف ام المومنین ہی نہیں بلکہ ہر قسم کے فضل وشرف سے آراستہ وخوش قسمت خاتون تھیں۔

اب ہم سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عطر بیز سیرت کے چند نمونے اپنی ماؤں، بہنوں، بیویوں اور بیٹیوں کی سیرت سازی کے لیے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، آیئے ہم اپنے دل کی دنیا کو اس کی بابرکت سیرت سے معطر کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کون ہیں؟

یہ عظیم المرتبت خاتون ام المومنین اور اپنے دور میں خواتین عالم کی سردار تھیں۔ ان کی کنیت ام القاسم اور ان کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے:

خدیجہ بنت خویلد بن أسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب قریشیہ أسدیہ۔

یہ خوش نصیب خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں کی والدہ اور سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والی اور آپ کی صداقت کا اعتراف کرنے والی تھیں۔ ان کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں، یہ ان خواتین میں سے تھیں جو کائنات میں درجہ کمال کو پہنچیں۔

یہ عقلمند، جلیل القدر، دیندار، غیور، دولت مند اور معزز خاتون تھیں کہ زندگی ہی میں انھیں لسان رسالت سے جنتی ہونے کی بشارت مل گئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بہت زیادہ تعریف کیا کرتے اور انھیں تمام امہات المومنین پر فوقیت دیا کرتے، یہاں تک کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہنا پڑا:

((مَا غِرْتُ مِنِ امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ مِنْ خَدِيْجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا)) [بخاری، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ : ۱۰۲/۷، ۱۰۳۔ مسلم، باب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم : ۲۴۳۵]

''میں نے کسی عورت سے اتنی غیرت نہ کھائی جتنی مجھے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے غیرت محسوس ہوئی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی کثرت سے اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔''

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شان وشوکت اور عزت وتکریم کا آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے کسی عورت سے شادی نہیں کی اور نہ ہی اس کی زندگی میں کسی دوسری عورت سے شادی کی اور نہ ہی کبھی اس بارے میں سوچا اور اسی سے آپ کی اولاد ہوئی اس کی وفات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ غم کیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بہتر رفیقہ حیات ثابت ہوئی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے دریغ اپنا مال خرچ کیا کرتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے لیے [illegible] کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ زبیر بن بکار کہتے ہیں:

((كَانَتْ خَدِيْجَةُ تُدْعٰى فِي الْجَاهِلِيَّةِ الطَّاهِرَةُ وَ أُمُّهَا هِيَ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَائِدَةَ الْعَامِرِيَّةُ))

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت میں طاہرہ کے لقب سے پکاری جاتی تھی اور اس کی والدہ کا نام فاطمہ بنت رائدہ العامریہ تھا۔''

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی ابو ھالہ بن زرارہ التمیمی سے ہوئی اس کے وفات پا جانے کے بعد عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے شادی ہوئی لیکن اس کے ساتھ نباہ نہ ہو سکا اور اس سے طلاق لے لی۔ پھر اس کی شادی نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوئی جبکہ آپ ﷺ کی عمر پچیس سال تھی، اور یہ آپ ﷺ سے پندرہ سال بڑی تھی اس وقت اس کی عمر چالیس سال تھی۔

[سیر اعلام النبلاء للامام ذھبی : ۲/ ۱۰۹، ۱۱۱]

اس کی پیدائش ام القریٰ مکہ معظمہ میں عام الفیل سے تقریباً پندرہ سال پہلے ہوئی۔

ذاتی حالات کا نشیب وفراز:

تجارت کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قابل رشک کامیابی حاصل کرنے کے باوجود اس کا دل کسی ایسی غذا کا متلاشی تھا، جس کے بغیر دل زندہ نہیں رہ سکتا..... اور وہ غذا ایمان کی تھی جسے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے تھے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تجارتی قافلہ قریش کے جملہ تجارتی قافلوں کے برابر ہوتا، لیکن پھر بھی ان کا دل حقیقی مسرت وشادمانی کی تلاش میں تھا۔ اسے دراصل روحانی غذا کی تلاش تھی جبکہ ان کے دلی ارمان یہ تھے کہ ایسی اعلیٰ وارفع اور پرسکون زندگی میسر آئے جو سراسر ایثار، محبت، قربانی اور جود وسخا پر مبنی ہو۔

اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ التمیمی سے ہوئی، ان کی بھرپور کوشش تھی کہ ان کا خاوند اتنا بڑا تاجر بن جائے کہ پوری قوم اسے اپنا سردار تسلیم کر لے، لیکن خاوند کی وفات نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ ان کے خاوند جلد ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ ان سے ہند نامی ایک بیٹا پیدا ہوا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد قریش کے ایک سردار عتیق بن عابد بن عبداللہ المخزومی سے شادی ہوئی لیکن یہ شادی زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکی، چنانچہ طلاق سے علیحدگی ہوگئی اور یوں قریش کی نامور خاتون سیدہ خدیجہ بنت خویلد اکیلی رہ گئیں۔ سرداران قریش میں سے کئی ایک آپ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کی دلی خواہش رکھتے تھے۔

ستاروں سے ہم آغوش خواب:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بلند ہمت، پر جوش، وسیع الوسائل، دیندار، صفائی پسند اور پاکیزہ طینت خاتون تھیں۔ وہ اپنی سہیلیوں اور قریشی خواتین میں طاہرہ کے لقب سے معروف تھیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اس وصف نے انھیں انسانیت کے بلند مقام پر پہنچا دیا تھا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اکثر اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل سے انبیاء علیہم السلام اور دینی مسائل کا تذکرہ سنا کرتی تھیں۔

ایک دفعہ رات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بیت اللہ کا طواف کر کے تھکی ماندی اپنے گھر آ کر اپنے بستر پر دراز ہوئیں اور نیند کی آغوش میں چلی گئیں۔ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے سورج ان کے گھر میں اتر آیا ہے، اس نے گھر کے گوشے گوشے کو بقعہ نور بنا دیا ہے۔ روشنی گھر کے اردگرد ہر طرف پھیلتی جا رہی ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہڑ بڑا کر اٹھیں اور حیرانی کے عالم میں اپنے اردگرد دیکھنے لگیں۔ انھوں نے غور سے دیکھا کہ رات کی تاریکی تو ابھی بدستور چھائی ہوئی تھی۔

جب رات نے دنیا کو خیر باد کہا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا صبح سویرے اپنے بستر سے اٹھیں اور سورج طلوع ہوتے ہی اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے گھر کی طرف چل دیں تاکہ رات والے خواب کی تعبیر معلوم کر سکیں۔ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں تو وہ اس وقت آسمانی صحیفے کا مطالعہ کر رہے تھے۔ جب ان کے کانوں میں سیدہ خدیجہ بنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خویلد کی آواز پڑی تو انھوں نے تعجب سے پوچھا: ''خدیجہ طاہرہ آئی ہیں؟'' وہ بولیں:

''جی ہاں! میں ہی ہوں۔''

حیران ہو کر پوچھا: ''اتنے سویرے کیسے آنا ہوا؟''

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پاس بیٹھ کر خواب کا ایک ایک منظر پوری تفصیل سے بیان کیا۔ ورقہ بن نوفل بڑے انہماک سے خواب سننے لگے اور ہاتھ میں پکڑا ہوا آسمانی صحیفہ بھول گئے۔ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بات پوری کر لی تو ورقہ بن نوفل کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ انھوں نے بڑے اطمینان وسکون کے ساتھ باوقار لہجے میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

''میری بہن، خوش ہو جا! اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تیرا خواب سچا کر دیا تو تیرے گھر میں نبوت کا نور ضرور داخل ہو گا اور اس گھر سے خاتم النبیین کے نور کا فیض ہر سو پھیلے گا۔''

خواب کی یہ تعبیر سن کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی۔ ان کے سینے میں تمنا اور امید بھرے احساسات کا طوفان بپا ہو گیا، گویا امیدوں کے چراغ جل اٹھے اور تمناؤں کی دنیا آباد ہو گئی۔

چنانچہ اب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس امید پر زندگی کے دن بسر کرنے لگیں کہ کب انھیں وہ دن دیکھنا نصیب ہو جس میں ان کا خواب شرمندہ تعبیر ہو، جو نوع بشریت کے لیے خیر و برکت کا منبع اور دنیا کے لیے روشنی کا مینار بن جائے، اور جب ان کے دل کو نیکیوں کا سرچشمہ بننے کا شرف حاصل ہو جائے۔ وہ اپنی عقل و دانش سے ظاہری حالات کو اس قابل رشک اعزاز کے حصول کے موافق پا رہی تھی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جب کوئی قریش کا سردار نکاح کا پیغام بھیجتا تو وہ پیغام رساں کو اس معیار پر پرکھتی جو اسے ورقہ بن نوفل نے خواب کی تعبیر کے ضمن میں بیان کیا تھا، لیکن ابھی تک جس نے بھی نکاح کا پیغام بھیجا اس میں وہ اوصاف دکھائی نہیں دیتے تھے جن کی نشاندہی ورقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن نوفل نے کی تھی، جو بھی پیغام آتا وہ اسے نہایت احسن انداز میں مسترد کر دیتیں۔ صاف کہہ دیتیں کہ میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔

شادی مبارک:

مشہور و معروف سیرت نگار محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ایک معزز و مالدار تاجر خاتون تھیں۔ وہ تاجروں کو مضاربت پہ اپنا مال دیا کرتی تھیں، جب انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، امانت اور حسن اخلاق کا پتا چلا تو انھوں نے آپ کی خدمت میں پیغام بھیجا اور یہ پیشکش کی کہ اگر آپ تجارت کی غرض سے ملک شام جانا پسند فرمائیں تو میں اپنا نفیس ترین تجارتی مال آپ کے سپرد کروں گی اور آپ کا ہاتھ بٹانے کے لیے میرا غلام میسرہ بھی آپ کے ساتھ ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیش کش قبول کر لی اور اس کا مال لے کر اس کے غلام میسرہ کے ہمراہ سرزمین شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

شام پہنچ کر ایک پادری کے گرجے کے قریب درخت کے سائے تلے بیٹھ گئے۔ پادری نے میسرہ سے پوچھا کہ یہ درخت تلے بیٹھنے والا شخص کون ہے؟

اس نے بتایا کہ یہ حرم کے متولی قریشی خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ پادری نے میسرہ سے کہا: ''میری معلومات کے مطابق اس درخت کے نیچے نبی کے علاوہ کوئی نہیں بیٹھتا۔''

[طبقات ابن سعد : ۱۲۹/۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ لایا ہوا مال تجارت بیچ دیا، وہاں سے عمدہ سامان خریدا اور واپس مکہ معظمہ کی طرف چل دیے۔ میسرہ آپ کے ساتھ تھا، وہ اپنا حیرت انگیز مشاہدہ بیان کرتا ہے کہ دوپہر کے وقت جب گرمی شدید ہو جاتی تو دو فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوپ سے بچانے کے لیے آپ پر چھتری تان دیتے۔ آپ اونٹ پر سوار بدستور اپنے سفر پر رواں دواں رہتے۔ یہاں تک کہ آپ مکہ معظمہ تشریف لے آئے اور آپ نے شام سے خریدا ہوا مال سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا۔ اس نے اسے بیچا تو اسے دوگنا نفع حاصل ہوا۔ میسرہ نے سیدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پادری کی بات اور راستے میں فرشتوں کے آپ پر سایہ کرنے کا حیرت انگیز واقعہ بتایا تو وہ انگشت بدنداں رہ گئی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بڑی محتاط، شریف الطبع اور دانشمند خاتون تھیں۔ اس کے نہاں خانۂ دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انھیں اپنی کسی عظیم نعمت سے نوازنا چاہتے ہیں۔[سیرت ابن هشام: ۱/۱۶۵، ۱۶۶]

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذہن کی وادی میں یادوں کے قافلے چلنے لگے، انھوں نے اپنے غلام میسرہ سے دورانِ سفر مشاہدات کو غور سے سنا کہ پادری نے سیدنا محمد ﷺ کے بارے میں یہ کہا کہ جس درخت کے سائے میں یہ تشریف فرما ہوئے، اس درخت کے زیر سایہ ستانے والا اللہ کا سچا نبی ہوتا ہے اور یہ کہ دوران سفر رسول اللہ ﷺ کو دھوپ کی تمازت سے بچانے کے لیے فرشتوں نے آپ پر سایہ کیے رکھا۔ چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کا یہ بیان کرنا کہ سیدنا محمد ﷺ اس امت کے نبی ہوں گے اور وہ ختم نبوت کے منصب پر فائز ہوں گے۔ خواب میں یہ دیکھنا کہ آسمان سے سورج ان کے گھر میں اتر آیا ہے، جس سے گھر کے در و دیوار جگمگا اٹھے ہیں اور پھر یہ روشنی چاروں طرف پھیلتی جا رہی ہے۔ ان جملہ خیالات نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذہن میں ایک ہلچل مچا دی تھی۔ چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کی یہ آواز اس کے کانوں سے مسلسل ٹکرا رہی تھی کہ ''اے میری بہن! اگر اللہ نے تیرا یہ خواب سچا کر دیا تو نورِ نبوت ضرور تیرے گھر میں داخل ہوگا اور پھر اس سے ختم نبوت کا نور آشکارا ہوگا۔''

ایک روز سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سخت حیرت، پریشانی اور اضطراب کے عالم میں بیٹھی ہوئی تھیں کہ ان کے پاس ان کی گہری سہیلی نفیسہ بنت منبہ آئیں۔ وہ پاس بیٹھ کر راز و نیاز کی باتیں کرنے لگی۔ نفیسہ چونکہ ان کی گہری سہیلی اور راز دان بھی تھیں۔ وہ حالات کو بھانپتی ہوئی وہاں سے اٹھی اور سیدھی سیدنا محمد ﷺ کے پاس پہنچ کر بلا تکلف کہنے لگی کہ آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے، کیا رکاوٹ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے بے ساختہ جواب دیا: ''شادی کرنے کے لیے میرے پاس مالی وسائل نہیں۔'' نفیسہ کہنے لگی: ''اگر کوئی خاندانی، مالدار، معزز اور حسین و جمیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتون شادی کی پیش کش کرے اور آپ کو کچھ خرچ بھی نہ کرنا پڑے تو پھر کیا خیال ہے؟ آپ نے پوچھا: ''وہ خاتون کون ہے؟'' نفیسہ نے کہا: خدیجہ بنت خویلد! آپ نے فرمایا: ''اگر وہ چاہتی ہیں تو مجھے منظور ہے۔'' آپ کی زبان مبارک سے رضا مندی کا اظہار سن کر وہ خوشی سے جھوم اٹھیں اور یہ خوشخبری سنانے کے لیے جلدی سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف روانہ ہو گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچوں کو اطلاع دی کہ میں خدیجہ بنت خویلد سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ ابو طالب بن عبدالمطلب اور حمزہ بن عبدالمطلب سیدہ خدیجہ بنت خویلد کے چچا عمرو بن اسد کے پاس گئے اور ان سے اس کی بھتیجی کا رشتہ مانگا، انھوں نے رضا مندی کا اظہار کر دیا تو آپ کے چچاؤں نے حق مہر پیش کیا۔ اس سہانی مجلس میں ابو طالب کھڑے ہوئے اور ساڑھے دس اوقیہ سونا حق مہر کے بدلے آپ کا نکاح سیدہ خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ کر دیا۔

جب نکاح ہوگیا تو جانور ذبح کیے گئے اور ان کا گوشت فقرا، مساکین اور رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا گیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے رشتہ داروں کے لیے کھول دیے گئے۔ اس وقت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی اور سیدنا محمد ﷺ پچیس سال کے جوان رعنا تھے۔ اس مبارک شادی کے بعد سیدہ ایک محبت کرنے والی وفادار بیوی اور بچوں کے لیے انتہائی شفیق اور ہمدرد ماں کے روپ میں ظاہر ہوئیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا واقعی ہر اعتبار سے ایک بہترین رفیقہ حیات ثابت ہوئیں۔ انھوں نے اپنی فہم و فراست سے ہر کام میں سیدنا محمد ﷺ کی پیروی کو اپنے لیے سعادت سمجھا۔ جب آپ مسند رسالت پر فائز ہوئے تو سب سے پہلے انھوں نے آپ پر ایمان لانے کا شرف حاصل کیا۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا:

''آج مجھے جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھنے کا طریقہ سکھلا دیا ہے۔''

سیدہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! وہ طریقہ مجھے بھی سکھلا دیجیے۔'' چنانچہ آپ نے نماز پڑھنے کا طریقہ انھیں بھی سکھلا دیا جو جبریل علیہ السلام نے آپ کو بتلایا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وضو کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی، کہنے لگیں...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ))

''میں اقرار کرتی ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' [الاصابة: ٤/ ٢٧٤]

سعادت کا نزول:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر سعادت نے ڈیرے ڈال دیے تھے۔ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے دیانت و امانت کے پیکر سیدنا محمد ﷺ کو بہترین رفیق حیات پایا۔ وہ بڑے نرم مزاج، بھرپور محبت و شفقت سے پیش آنے والے انسان تھے۔ آپ ہر کسی سے بڑی محبت، شفقت، نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ نبی کریم ﷺ کی وفاداری کا عالم یہ تھا کہ وہ اس عظیم المرتبت خاتون جس کو آپ اپنی والدہ ماجدہ کے بعد ماں کہہ کر پکارتے تھے، کو آپ نے کسی مرحلے پر بھی نظر انداز نہیں کیا، بلکہ جب آپ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد اس کے گھر میں منتقل ہو گئے تو اسے بھی اپنے ہمراہ یہاں لے آئے۔ یہ عظیم المرتبت خاتون سیدہ ام ایمن حبشیہ تھیں، جس نے نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ بنت وہب کی وفات حسرت آیات کے بعد انتہائی محبت و شفقت سے پالا تھا جبکہ آپ کی عمر صرف چھ سال تھی۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حکیم بن حزام نے عکاظ کی منڈی سے خریدا تھا اور اسے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کے لیے بطور تحفہ دے دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر منتقل ہوئے تو زید بن حارثہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی سعادت میسر آئی۔ آپ اس نوجوان کے ساتھ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ جس کی وجہ سے اس کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت گھر کر گئی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے لیے راحت و آرام کے تمام اسباب مہیا کیا کرتی تھیں اور ان کی یہ ہر ممکن کوشش ہوتی کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہر طرح کی نعمت میسر آئے۔ آپ کی سہولت کی خاطر وہ بے دریغ اپنا مال و دولت خرچ کیا کرتیں۔ اس حوالے سے وہ ذرا برابر بھی بخل سے کام نہیں لیتی تھیں۔ وہ خیالات و احساسات اور مالی اعتبار سے جود و سخا کی پیکر خاتون تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحم دل خاتون:

ایک روز سیدنا محمد کریم ﷺ گھر میں بیٹھے اپنی رفیقہ حیات سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے باتیں کر رہے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ اندر آئی اور عرض کی: میرے آقا! گھر کے دروازے پر ایک خاتون اندر آنے کی اجازت طلب کر رہی ہے، وہ اپنا نام حلیمہ بنت عبداللہ بن الحارث السعد یہ بتا رہی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی رفیقہ حیات، سیدہ خدیجہ کو مختصر الفاظ میں حلیمہ سعدیہ کا تعارف کرایا تو وہ جلدی سے انھیں اور گھر کے دروازے پر پہنچ کر انھیں اندر لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انتہائی احترام واکرام کے ساتھ ان کا استقبال کیا، بیٹھنے کے لیے اپنی چادر زمین پر بچھا دی اور پھر ان سے پوچھا:

''امی جان! آج کل کیسے گزر اوقات ہو رہی ہے۔ حلیمہ سعدیہ نے بتایا کہ حالات بہت تنگ ہیں، قحط سالی کا دور ہے، بڑی مشکل سے گزارہ ہو رہا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ ان کی معاشی تنگ دستی کا سن کر کبیدہ خاطر ہوئے، آپ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بات کی اور فرمایا:

''یہ میری رضاعی والدہ ہے۔ قحط سالی کی بنا پر معاشی تنگدستی کا شکار ہے، اس کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں۔ بچپن میں یہ مجھ سے بڑی محبت وشفقت سے پیش آئی ہیں۔ بڑے لاڈ پیار سے میری پروش کی ہے۔''

یہ سنتے ہی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جود وسخا کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے چالیس بکریاں اور ایک اونٹ جو خورد ونوش کی اشیاء سے بھرا ہوا تھا، حلیمہ سعدیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے سرتاج سیدنا محمد ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بے دریغ اپنا مال خرچ کیا کرتی تھیں، ایسا کرنے میں انھیں دلی خوشی محسوس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی تھی ان کی دلی تمنا تھی کہ وہ ہر ایسا کام کر گزریں جس سے سیدنا محمد کریم ﷺ خوش ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی انھیں ہر چیز پر مقدم تھی۔

اولاد:

یہ بابرکت گھرانا الفت، محبت اور شفقت کی بنیاد پر قائم تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حبیب کبریا ﷺ کے دل میں سعادت اور خوشی پیدا کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رہنے دیتی تھیں، ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ رسول اللہ ﷺ ہر دم شاداں وفرحاں رہیں۔ ان کے دل کی آرزو تھی کہ اللہ تعالیٰ انھیں بیٹا عطا کرے۔ پھر وہ سعادت کی گھڑی آ پہنچی کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کو جنم دیا جس کا نام قاسم رکھا گیا، اسی مناسبت سے رسول اللہ ﷺ کی کنیت ابو القاسم قرار پائی، پھر یکے بعد دیگرے زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔

ان اولادوں کی ولادت سیدنا محمد کریم ﷺ کے منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے ہوئی اور نبوت ملنے کے بعد عبداللہ پیدا ہوا، اس کو طاہر اور طیب کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رسول اللہ ﷺ کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ جن کے نام ترتیب وار یہ ہیں:

قاسم، عبداللہ، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہم [دلائل النبوۃ للبیہقی: ۲/ ۷۰]

نبی کریم ﷺ کا تیسرا بیٹا ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوا۔ تینوں بیٹے بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ بیٹیوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ جب وہ فوت ہوگئیں تو سیدہ ام کلثوم کی ان سے شادی ہوئی، اس طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہ کی شادی ابو العاص بن ربیع بن عبد شمس سے ہوئی اور سیدہ فاطمۃ الزہراء کی شادی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ [تہذیب الاسماء واللغات: ۱/ ۲۶]

تین بیٹیاں نبی کریم ﷺ کی زندگی میں وفات پا گئیں، جبکہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات کے چھ ماہ بعد فوت ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ اپنے اس بابرکت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنبے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ کنبے کے تمام افراد بڑے اطمینان، سعادت، خوشحالی اور خوشگواری کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک مثالی بیوی تھیں، وہ اچھی طرح جانتی تھیں کہ وہ اپنے سرتاج اور اولاد کے دلوں میں مسرت کی لہر کیسے پیدا کر سکتی ہیں۔ جس قدر ان کی معاشرت کا دورانیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طویل ہوتا جا رہا تھا اسی قدر ان کے پاکیزہ دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا جذبہ بڑھتا جا رہا تھا۔

سخاوت اور ایثار:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جود و سخا کی پیکر تھیں۔ یہ ہر اس چیز کو پسند کرتیں، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے سرتاج کو خوش کرنے کے لیے ہر اس چیز کی قربانی دیتیں جو ان کی ملکیت میں ہوتی۔ جب حبیب کبریا علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے چچا کے بیٹے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنی کفالت میں لیا تو انھوں نے سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا حسن سلوک دیکھا کہ وہ ایک شفیق، ہمدرد اور محبت کرنے والی ماں کے روپ میں ان سے برتاؤ کر رہی ہیں۔ اس کے طرزِ عمل سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یوں محسوس ہوا جیسے یہ ان کی اصلی والدہ ہیں، کیونکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نہایت شفقت بھرے انداز میں پیش آتیں اور انھیں گھر میں کسی نوعیت کی اجنبیت کا ذرا برابر احساس نہ ہونے دیتیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس گھر کے آنگن میں پرورش پا کر جوان ہوئے۔ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ محسوس کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے اور اس کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے ہیں تو انھوں نے اپنا غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کو بطور عطیہ پیش کر دیا۔ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ دل میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ اور زیادہ بڑھ گیا، ان کے اس کارنامے پر آپ نے دلی خوشی کا اظہار فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا اور غلامی کے بندھن توڑ کر اسے آزادی کی نعمت سے سرفراز کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرور عالم ﷺ:

نبی کریم ﷺ میں بچپن سے ہی بہت سی امتیازی خوبیاں جمع ہو گئی تھیں۔ ہر قسم کی خرافات سے قطعی اجتناب، لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت، شراب سے دلی نفرت، آستانوں پہ ذبح کیے گئے جانور کا گوشت کھانے سے قطعی پرہیز، بت خانوں پر منعقد ہونے والے میلوں میں شرکت سے اجتناب، عوامی محفلوں سے کنارہ کشی، معبودانِ باطلہ سے شروع دن سے ہی دلی بغض اور نفرت۔ نبی کریم ﷺ کی شروع سے عادت یہ تھی کہ آپ کے سامنے اگر کوئی لات وعزیٰ کی قسم کھاتا تو آپ فوراً اس کو ٹوک دیتے۔ یہ سنتے ہی آپ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا۔ مندرجہ بالا تمام خوبیاں نبی کریم ﷺ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ [سیرت ابن هشام : ١/ ١٢٨]

بخاری شریف میں جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب کعبہ کی تعمیر شروع ہوئی تو سیدنا عباس بن عبدالمطلب اور نبی کریم ﷺ بھی پتھر اٹھا کر لانے لگے۔ نبی کریم ﷺ کا ابھی بچپن تھا۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب نے انھیں مشورہ دیا کہ اگر اپنا تہ بند کندھے پر رکھ لیں تو پتھر سے زخم آنے کا اندیشہ نہیں رہے گا۔ آپ نے ایسے ہی کیا تو آپ غشی کھا کر زمین پر گر پڑے۔ ہوش آئی تو آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف دیکھ رہی تھیں اور آپ کی زبان پر میرا تہ بند میرا تہ بند کے الفاظ تھے۔ تہ بند تو بدستور آپ کی کمر سے بندھا ہوا تھا۔

[بخاری : ٣٦٤۔ مسلم : ٣٤٠]

فرشتے آپ کی غلامی پر فخر کرتے تھے، جبریل علیہ السلام بڑے ادب و احترام سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ خود اللہ تعالیٰ کو آپ کے ساتھ انتہا درجے کی محبت تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ملاقات کے لیے آپ کو عرش معلی پر بلایا، راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اور اپنے قرب کا شرف بخشا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو پوری کائنات میں سب سے بڑھ کر حسین وجمیل بنایا۔ آپ میں تمام خوبیاں جمع کر دیں:

حسن یوسف، دم عیسیٰ یہ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے مداح رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں:

وَ اَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَ اَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

''آپ سے بڑھ کر حسین میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا...... آپ سے بڑھ کر جمیل کسی ماں نے جنم ہی نہیں دیا...... آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں...... یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو آپ کی منشا کے مطابق پیدا کیا گیا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی میٹھی میٹھی باتوں، اعلیٰ اخلاق، شریفانہ عادات واطوار کے لحاظ سے اپنی قوم میں ممتاز تھے۔ آپ جوانمردی و بہادری کے اعتبار سے اپنی قوم میں سب سے افضل، خلق عظیم کے اعتبار سے سب سے زیادہ بہتر، حلم اور بردباری کے اعتبار سے سب سے زیادہ بڑھ کر، گفتگو کے اعتبار سے سب سے زیادہ سچے، طبیعت کے اعتبار سے سب سے زیادہ نرم، کردار کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر پاکدامن، خیر و بھلائی کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر معزز، عمل کے اعتبار سے سب سے زیادہ پارسا، وعدے کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر ایفاء کرنے والے اور امانت و دیانت کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر امین۔ اس خوبی سے متاثر ہو کر قوم نے آپ کا نام ہی الامین رکھ دیا۔

یہ دلکش، دلفریب، دلربا اور دل آویز خوبیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حد کمال کو پہنچی ہوئی تھیں۔ ام المومنین سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا اپنے سرتاج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتی ہے:

((كَلَّا، وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ، وَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَ تَقْرِي الضَّيْفَ، وَ تُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ))

[بخاری، ۳۔ مسلم: ۲۵۲۔ ترمذی: ۳۶۳۶]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قطعاً نہیں اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا..... آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، فقیروں اور محتاجوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے سلسلے میں پیش آنے والے مصائب میں مدد کرتے ہیں۔''

وحی کی ابتدا:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نزول وحی کے ابتدائی دنوں میں رسول اللہ ﷺ کو نیند میں سہانے اور عمدہ خواب آنے لگے، آپ رات کو جو خواب دیکھتے صبح اس کی تعبیر سامنے آ جاتی۔ خواب میں دیکھا ہوا منظر آپ کی آنکھوں کے سامنے آ جاتا۔ پھر گوشہ تنہائی میں رہنا آپ کا محبوب مشغلہ بن گیا۔ آپ عبادت گزاری کے لیے غارِ حرا میں تشریف لے جاتے، اپنے ساتھ خوراک لے جاتے اور کئی کئی راتیں وہیں بسر کرتے۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا تو آپ گھر تشریف لے آتے، سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا مزید سامان تیار کر دیتیں اور آپ دوبارہ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے۔ ایک روز یہ حیرت انگیز واقعہ پیش آیا کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے کہنے لگے کہ پڑھیے آپ نے فرمایا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' اس نے آپ کو اپنی بغل میں لے کر محبت بھرے انداز میں خوب دبایا، پھر چھوڑ کر کہنے لگے، پڑھیے میں نے پھر یہی کہا کہ ''میں پڑھا ہوا نہیں۔'' انھوں نے تین مرتبہ آپ کو اپنی بغل میں لے کر خوب دبایا اور پڑھنے کا مطالبہ کیا، آپ نے ہر دفعہ یہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر اس نے ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝﴾ آپ کو سنائی اور چلے گئے۔ اس صورتِ حال سے رسول اللہ ﷺ کے جسم میں کپکپی طاری ہو گئی۔ آپ غارِ حراء سے اتر کر سیدھے سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمانے لگے: ''مجھے کمبل اوڑھا دیجیے۔''

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے جسم کی کپکپاہٹ دیکھ کر کمبل اوڑھا دیا جس سے آپ کی کپکپی جاری رہی۔ آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ پیش آنے والی صورتِ حال سے آگاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ مجھے تو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔''

اس نے آپ کی گھبراہٹ کو دیکھتے ہوئے تسلی دی:

((كَلَّا، اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَ تَقْرِي الضَّيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ))

[بخاری : ۳۔ مسلم : ۲۵۲۔ ترمذی : ۳۶۳۲]

''قطعاً نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، فقیروں اور محتاجوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے سلسلے میں پیش آنے والے مصائب میں مدد کرتے ہیں۔''

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں۔ وہ زمانہ جاہلیت میں نصرانیت قبول کر چکا تھا۔ اس پر بڑھاپا طاری ہو چکا تھا اور بینائی بھی ختم ہو گئی تھی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: ذرا اپنے بھتیجے کا حال تو پوچھیں، وہ آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: سنائیے کیا حال ہے؟ آپ نے غارِ حرا میں پیش آنے والا سارا واقعہ سنا دیا۔ اس نے کہا یہ تو وہی فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا، اگر میں اس وقت تک زندہ رہا جب آپ کو آپ کی قوم وطن سے نکال دے گی تو میں آپ کی ضرور مدد کروں گا۔ آپ نے تعجب سے پوچھا: ''کیا میری قوم مجھے میرے وطن سے نکال دے گی؟'' اس نے کہا: ہاں! آج تک جو بھی وہ پیغام لے کر آیا جو آپ لائے ہیں تو قوم اس کی دشمن بن گئی، میں اس وقت زندہ ہوا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا، پھر اس کے بعد ورقہ بن نوفل فوت ہو گئے اور نزول وحی میں وقفہ آ گیا۔ [بخاری : ۳۔ مسلم : ۲۵۲]

جب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے ہوئے تو صبح کے وقت وحی نازل ہوئی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو منصب رسالت پر فائز کر دیا۔ عقل و دانش اور قلب اطہر پر انوارِ الٰہیہ کی تجلیات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ورود ہونے لگا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات اقدس پر یقین میں بے پناہ اضافہ ہو گیا اور آپ منصب نبوت پر فائز کر دیے گئے۔

جب ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی کہ قریش رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف صف آراء ہو رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لیے پوری طرح تیار ہیں اور وہ آپ کے ساتھ ہر صورت لڑائی کا پختہ ارادہ کیے ہوئے ہیں تو اس جلیل القدر خاتون نے قریش مکہ کا مقابلہ کرنے اور اس تند و تیز ہوا میں اپنا چراغ جلائے رکھنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ تاکہ قیامت تک آنے والی سچائی کی خوگر مومن خواتین کے لیے یہ بات مشعل راہ بن جائے اور انھیں یہ سبق دے کہ آڑے وقت میں ایک مومن بیوی کا کردار کیا ہونا چاہیے؟ اس ناز و نعم میں پرورش پانے والی عظیم المرتبت خاتون نے تیز آندھیوں اور طوفانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ہر حالت میں اپنے سرتاج سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور ساتھ دیا، ان کا ہاتھ بٹایا اور ان کی ڈھارس بندھائی تاکہ آپ پوری دلجمعی کے ساتھ اطراف عالم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پیغام پہنچا سکیں۔

کیا پوری کائنات میں اس کے علاوہ کوئی بیوی دکھائی دیتی ہے جس نے اپنے خاوند کی دعوت کو اس والہانہ انداز، اس پختہ یقین اور اس محبت بھرے اسلوب میں قبول کیا ہو جو دعوت وہ غار حرا سے لے کر آئے تھے، اس کی حقانیت میں ذرا برابر بھی شک کی آمیزش نہیں ہونے دی اور اپنے سرتاج کو تسلی دیتے ہوئے پورے وثوق سے کہا:

"اللہ ہرگز آپ کو رسوا نہیں کرے گا؟"

کیا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ پوری دنیا میں کوئی ایسی خاتون دکھائی دیتی ہیں کہ جو انتہائی مالدار ہو، مشہور و معروف تاجر ہو، ناز و نعم میں پلی ہو اور اس نے اپنے خاوند کی آسائش کے لیے اپنا سارا مال و متاع اس کے قدموں میں نچھاور کر دیا ہو اور مشکل ترین حالات میں اس کے شانہ بشانہ چلنے میں دلی مسرت کا مظاہرہ کیا ہو؟

جس نے اپنے خاوند کی راحت کے لیے گوناگوں تکالیف خندہ پیشانی سے برداشت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں؟ واللہ! سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس حوالے سے ہر اعتبار سے ممتاز دکھائی دیتی ہیں۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم المرتبت خاتون پر اپنا بے پناہ احسان کیا، انھیں توفیق عطا کی کہ وہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائیں تاکہ آپ فریضہ رسالت کی ادائیگی میں بآسانی اپنا قدم آگے بڑھا سکیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ تمام لوگوں سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا۔ اپنا سرمایہ آپ کے قدموں پر نچھاور کیا۔ رہنے کے لیے اپنا گھر پیش کیا اور ہر طرح سے آپ کا ہاتھ بٹایا۔ [سیدات بیت النبوۃ، ص: ۲۳۷]

سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون:

یہ اعزاز عرب خواتین کے حصے میں آیا کہ سب سے پہلے ایک عرب خاتون کو اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ سب سے پہلے اس کا دل اسلام کی کرنوں سے روشن ہوا اور وہ اپنے دور میں تمام خواتین کی سردار کہلائی۔ وہ خوش نصیب جلیل القدر خاتون تھی، ام القاسم سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا۔ امام عزالدین ابن اثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"خَدِيجَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللهِ أَسْلَمَ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ"

[اسد الغابة: ۷/ ۷۸]

''اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔''

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا دیگر عورتوں سے عقل و دانش، حکمت و دانائی، ذہانت و فطانت اور حسب و نسب میں کہیں ممتاز تھیں بلکہ یہ متعدد خوبیوں میں مردوں پر بھی فوقیت رکھتی تھیں۔ انھوں نے دین اسلام کو کسی لالچ کے نتیجے میں قبول نہیں کیا بلکہ بڑی حقانیت، غور و فکر اور اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر اسے قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔

[عودة الحجاب محمد اسماعيل: ۲/ ۵۳۹]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بابرکت گھر:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور اس کی بیٹیوں کو سب لوگوں سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بلکہ اس بابرکت گھر میں جو بھی رہائش پذیر تھے سبھی بہت جلد دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے مثلاً: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ اس اعتبار سے یہ گھر کائنات کے تمام گھروں سے بڑھ کر خیر و برکت والا ثابت ہوا۔ اس گھر میں خواتین عالم کی سردار سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا رہائش پذیر رہیں۔ اس گھر میں خواتین اہل جنت کی سردار سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا رہائش پذیر رہیں اس گھر میں حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور اس گھر میں سرور عالم ﷺ رہائش پذیر رہے۔

اس گھر میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پرورش پائی جو ان دس خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ایک تھے جنھیں لسان رسالت سے زندگی ہی میں جنتی ہونے کی بشارت ملی اور اس گھر میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے پرورش پائی۔ صرف یہی ایک ایسے صحابی ہیں کہ جن کا نام قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے، ان کے علاوہ کسی صحابی کا نام قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَٰكَهَا ﴾ [الأحزاب: ۳۷]

"جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا، تو ہم نے اس خاتون کا نکاح تم سے کر دیا۔"

علامہ طبری بیان کرتے ہیں:

"مکہ معظمہ میں مسجد حرام کے بعد سب سے افضل گھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ طویل عرصہ سکونت پذیر رہے اور یہاں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی رہی۔"

امام الفاسی بیان کرتے ہیں:

"مکہ معظمہ کے گھروں میں سب سے بڑھ کر بابرکت گھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس گھر میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور اس کی بہنوں نے جنم لیا۔ اسی گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شادی کے بعد رہائش پذیر ہوئے۔ اسی گھر میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی، اسی گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے تک سکونت اختیار کی۔ ہجرت کے بعد اس میں عقیل بن ابی طالب رہائش پذیر ہوئے، پھر اس گھر کو سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اپنے دور خلافت میں خرید کر اسے مسجد میں تبدیل کر دیا تاکہ لوگ وہاں نماز پڑھیں۔"

[شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام : ۱ / ۳۸ ۴]

خانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنگن میں:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں پچیس سال کا عرصہ بسر کیا اور آپ سے راہنمائی حاصل کی اور آپ سے اخلاق، علم، شفقت کا درس لیا۔ اس طرح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایسی سعادت حاصل کی کہ قلم اس کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے اور الفاظ اس کی تعریف کرنے کے حوالے سے شرمسار دکھائی دیتے ہیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر نماز ادا کیا کرتی تھیں۔ اس وقت دو رکعت صبح اور دو رکعت شام کو ادا کی جاتیں اور یہ پانچ نمازیں فرض ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، موجودہ نمازیں تو معراج کی رات فرض کی گئیں۔

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے مرحلے میں دو دو رکعت نماز فرض کی گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے ہر نماز کو قیام کے دوران چار رکعت کر دیا اور سفر میں دو رکعت ہی رہنے دیا۔"

[بخاری : ۱۰۹۰۔ مسلم : ۱ / ۴۷۸]

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پانچ نمازیں فرض ہونے سے پہلے وفات پا گئی تھیں۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تو فرائض اور احکام کے نازل ہونے سے پہلے ہی وفات پا گئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے اسے جنت کی ایک نہر کے کنارے پر واقع عالی شان محل میں دیکھا ہے، اس محل میں نہ کوئی شور وغوغا تھا اور نہ ہی کوئی اکتاہٹ کے آثار تھے۔'' [مجمع الزوائد هيثمي: ١٥٢٧٤]

عفیف الکندی بیان کرتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میرے دوست تھے، وہ عطریات خریدنے کے لیے یمن آیا کرتے تھے تاکہ موسم حج میں اسے مکہ معظمہ میں فروخت کیا جائے۔ ایک روز میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھرو جوان آیا، اس نے وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگا، ایک عورت نمودار ہوئی اس نے وضو کیا وہ بھی وہاں کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی، پھر ایک لڑکا نمودار ہوا اس نے وضو کیا، وہ بھی اس بھرو جوان کے پہلو میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میرے لیے یہ منظر نیا اور بڑا ہی عجیب وغریب تھا۔ میں نے کہا: اے عباس! یہ کیا طریقہ ہے؟ اس نے کہا: یہ میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ کا دین ہے۔ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ یہ میرے بھائی کا بیٹا علی بن ابی طالب ہے اور یہ خاتون خدیجہ بنت خویلد مکے کی مشہور ومعروف تاجر میرے بھتیجے کی بیوی ہے۔

جناب عفیف الکندی اسلام قبول کرنے کے بعد کہتے ہیں:

''کاش اس روز نماز پڑھنے والوں میں چوتھا میں ہوتا۔'' [عيون الأثر: ١/١١٦۔ السيرة الحلبية: ١/٤٣٦]

اہل مکہ کو دعوت:

نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم اور رشتہ داروں کو اسلام اور توحید کی دعوت دینی شروع کی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جب ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝﴾

''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔''

آیت نازل ہوئی تو نے رسول اللہ ﷺ نے قریش کو بلایا وہ خاص وعام اکٹھے ہو گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے بنو کعب بن لوئی! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو، اے بنو مرہ بن کعب! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو، اے بنو عبد شمس! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو، اے بنو عبد مناف! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو۔ اے بنو ہاشم! تم اپنے آپ کو جہنم کے عذاب سے بچا لو، اے بنو عبد المطلب! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو، اے فاطمہ! تو اپنے آپ کو جہنم سے بچا لے۔ میں اللہ کے ہاں تمھارے کچھ کام نہیں آ سکوں گا۔ البتہ میں تمھارا رشتہ دار ہوں، تمھارے ساتھ صلہ رحمی کروں گا۔''

[مسلم، کتاب الإیمان، باب " و انذر عشیرتك الأقربین "]

اس موقع پر مشرکین نے یہ طے کیا کہ اسلام کے خلاف نبرد آزما ہونے میں کوئی کسر باقی اٹھا نہ رکھی جائے اور جو دائرہ اسلام میں داخل ہوں انھیں عبرت ناک سزائیں دی جائیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف اعلانیہ دعوت دی تو قوم بھی کھل کر اس گمراہی کا مظاہرہ کرنے لگی جو انھیں اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملی تھی۔ اہل مکہ غصے سے بھڑک اٹھے، معاشرے کے عام افراد مسلمانوں کو اپنے باپ دادا کا نافرمان قرار دینے لگے۔ ان کے قدموں کے نیچے زمین کپکپانے لگی۔ حرم میں بھی مسلمانوں کے خون، مال اور عزتوں کو پامال کرنا مباح قرار دے دیا گیا اور انھیں ہر قسم کے ظلم و ستم کا تختہ مشق بنا کر رکھ دیا گیا۔

غرضیکہ ہر طرح سے مسلمانوں کو تحقیر، تذلیل اور توہین کا نشانہ بنایا گیا۔

[فقه السیرة للغزالی، ص : ۱۲۰]

صبر اور ثواب کی نیت:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حبیب کبریا ﷺ کے ساتھ پیش آنے والے ناگفتہ بہ حالات کو دیکھ رہی تھیں کہ کس طرح آپ کو مذاق کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور طرح طرح کی تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتیں، آپ کی ڈھارس بندھاتیں، اس طرح وہ لوگوں کی طرف سے پہنچائی جانے والی تکالیف کو ہلکا کرنے کی کوشش کرتیں۔ اس اعتبار سے وہ مسلمان بہن کے لیے ایک منفرد اور مثالی نمونہ بن گئی کہ ان کا سرتاج اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہے اور یہ ایسی مشکلات اور مصائب میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہیں کہ جن مشکلات میں اگر کوئی حلیم الطبع مبتلا ہو جائے تو وہ بھی حیران و پریشان ہو جائے۔ مشرکین کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کو طرح طرح کی اذیت ناک مشکلات و مصائب پہنچانے کے دور میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہایت صبر وتحمل اور خندہ پیشانی سے شب و روز بسر کیے۔

ماہِ رجب، نبوت کے پانچویں سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پہلا قافلہ حبشہ کی طرف مہاجر بن کر روانہ ہوا، اس قافلے میں بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں اور اس کے سربراہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے ہمراہ ان کی بیوی سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ اس موقع پر آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد یہ دونوں خوش نصیب ہیں جنھیں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔[مجمع الزوائد : ۹/ ۸۱]

ہماری اماں جان سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور اپنے داماد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو الوداع کر رہی تھیں تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ لیکن انھوں نے کمال درجے کے صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا، دل میں ثواب کی نیت تھی، ان کے دل کی گہرائی میں یہ احساس تھا کہ سب قربانیاں دین اسلام کی نصرت کے لیے دی جا رہی ہیں۔ اللہ کی رضا کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینا بھی آسان ہے، خواہ اس کی بھاری بھرکم قیمت ہی کیوں نہ چکانی پڑے۔

معاشرتی بائیکاٹ اور ظالمانہ معاہدہ:

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی، علامہ اسود، امام زہری، موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق رحمہم اللہ کہتے ہیں: ''قریش نے جب یہ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایک پر امن ملک میں قیام پذیر ہو گئے ہیں اور حبشہ کے حکمران نجاشی کے پاس جو بھی پناہ لیتا ہے وہ اس کی ہر طرح سے حفاظت کرتا ہے۔ ادھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے، وہ سرزمین عرب کی بڑی بارعب شخصیت ہے کوئی اس کے مقابلے کا یارا نہیں رکھتا۔ کسی میں یہ جرأت نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس کا سامنا کر سکے، اس کے اسلام قبول کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ساتھیوں کو تحفظ حاصل ہوا۔ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے افراد سے بات کی کہ آپ ہم سے دوگنی دیت لے لیں اور ہم قریش کے علاوہ کسی قاتل کی خدمات حاصل کریں گے لیکن آپ کی قوم بنو ہاشم نے صاف انکار کر دیا اور بنو عبدالمطلب نے بھی ان کی تائید کی۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ان کے دفاع کے لیے کمربستہ ہے تو مشرکین مکہ نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ تمام مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے نکال کر شعب ابی طالب میں محصور کر دیا جائے۔ قریش نے باہمی مشورے کے بعد بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے خلاف ایک معاہدہ کیا جس میں یہ درج تھا کہ آج کے بعد ہم ان سے نہ رشتہ لیں گے اور نہ ہی ان کو رشتہ دیں گے، نہ کوئی چیز مسلمانوں کو بیچیں گے اور نہ ان سے کوئی چیز خریدیں گے، نہ ان سے مصالحت کی کوئی پیشکش قبول ہو گی اور نہ ان کے ساتھ اس وقت تک کسی نرمی اور الفت سے پیش آیا جائے گا جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لیے ہمارے سپرد نہیں کر دیتے۔ جب وہ ان تجاویز پر متفق ہو گئے تو انھوں نے اس معاہدے پر دستخط کیے اور اسے کعبے کے اندر لٹکا دیا تاکہ اس معاہدے پر پابندی سے عمل درآمد ہو سکے۔ مسلمانوں کا عملاً معاشرتی بائیکاٹ کر دیا گیا، بازار سے وہ کوئی بھی ضرورت کی چیز خرید نہیں سکتے تھے۔ مسلمانوں کو اپنے لیے کھانا اور سالن بازار سے خریدنے کی اجازت بھی نہیں تھی۔

حکیم بن حزام بسا اوقات اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے لیے گندم خریدتا۔ ایک دن ابوجہل نے اسے ایسا کرنے سے روکا۔ وہ دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے کہ ابوالبختری نے دونوں کے درمیان مداخلت کرتے ہوئے حکیم بن حزام کو اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف گندم اٹھا کر جانے دیا۔ ان دنوں ابوطالب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بڑا اندیشہ رہتا تھا۔ جب لوگ نیند کی آغوش میں جانے کے لیے اپنے بستروں پر لیٹتے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے کہ آپ میرے بستر پر لیٹ جائیں تاکہ بری نیت رکھنے والے کی آنکھوں میں دھول ڈالی جا سکے۔ جب سبھی لوگ سو جاتے تو ابوطالب اپنے کسی بیٹے یا بھتیجے کو حکم دیتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو جائے اور ان میں سے کسی ایک کو حکم دیتے کہ وہ اپنا بستر اسے لا دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اور شعب ابی طالب میں محصور مسلمان حج کے موسم میں حصار سے نکلتے، لوگوں سے ملتے اور انھیں اسلام کی دعوت دیتے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پھر قریش کے بہت سے افراد نے اس معاہدے کو توڑنے کی کوشش کی، اس سلسلے میں ہشام بن عمرو بن ربیعہ پیش پیش تھا۔ وہ اس سلسلے میں مطعم بن عدی اور قریش کے چند افراد کے پاس گیا، انھوں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاہدے کی دستاویز کی طرف دیمک کو بھیجا، وہ ساری دستاویز کو کھا گئی صرف اللہ کا نام لکھا ہوا باقی رہا۔ سبحان اللہ، اللہ اکبر، پھر بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب مکہ معظمہ کی طرف لوٹے اور ابوجہل عمرو بن ہشام کے نہ چاہتے ہوئے بھی صلح ہو گئی۔ [الفصول في اختصار سيرة رسول الله، حافظ ابن كثير، ص: ٩٠، ٩١]

سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا اس معاشرتی بائیکاٹ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ڈٹی رہیں۔ قوم کی طرف سے مسلط کی جانے والی تکالیف کو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں راضی خوشی اور صبر و تحمل کے ساتھ ثواب کی نیت سے برداشت کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس ظالمانہ معاہدے کو ختم کر دیا جو ان مسلمانوں پر برہنہ شمشیر بن کر لٹک رہا تھا کہ جو سیدنا محمد کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لے آئے تھے۔

محاصرہ ختم ہوا، ام المومنین سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا اس محاصرے سے کامیاب و کامران باہر آ گئیں۔ انھوں نے اپنے صبر کا پھل پا لیا تاکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باقی زندگی ایک وفادار، دیانتدار اور سلیقہ شعار بیوی کے روپ میں گزار سکے۔ واقعی اس نے وفاداری، دیانتداری اور نہایت ہی عمدہ صبر و تحمل سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کا فریضہ سر انجام دیا۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شعب ابی طالب میں معاشرتی بائیکاٹ کی سختیوں کو صبر و تحمل سے جھیلا، اللہ تعالیٰ نے ان کا آخرت میں درجہ بہت بلند کر دیا۔ انھیں دنیا میں زمین کے سردار بنا دیا، صبر کرنے والوں اور شکر کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا جاتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ جَزَاهُمْ فِي جَنَّةِ الْخُلْدِ فِيمَا
صَبَرُوْا وَهِيَ مِنْهُ خَيْرُ جَزَاءٍ

''جو انھوں نے صبر کیا اس کا بدلہ انھیں سدا بہار جنت کی صورت میں ملا..... اور یہ ایک بہترین بدلہ ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سیدنا جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئے۔ آپ کے پاس سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا:

''اللہ تعالیٰ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہتے ہیں۔'' تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا:

''اللہ تعالیٰ خود سلام ہے۔ جبریل علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔'' [النسائي في فضائل الصحابة : ٢٥٤]

واہ کیا بات ہے! دانشور اور ذہین اماں جان نے سلام کا جواب دیتے وقت کس قدر ادب و احترام اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ ادب و احترام کا یہ سلیقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہتے ہوئے سیکھا، جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام فضائل و مناقب اور اعلیٰ اخلاقی قدریں پیدا کر دی تھیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿٤﴾ [القلم : ٤]

''اور بے شک آپ اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہیں۔''

جیسا عمل ویسی جزا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لا رہی ہیں، ان کے ہاتھ میں ایک برتن ہے جس میں سالن، کھانا اور پانی ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آ جائیں تو انھیں ان کے رب تعالیٰ اور میری طرف سے سلام کہیں اور اسے یہ خوشخبری دیں کہ اللہ نے ان کے لیے جنت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوف دار موتی سے ایک ایسا گھر تعمیر کیا ہے جس کا اندرونی ماحول انتہائی پرسکون ہوگا۔ نہ اس میں کوئی شور وغوغا ہوگا نہ ہی تھکن کے آثار ہوں گے اور نہ ہی کسی قسم کی اکتاہٹ کا کوئی شائبہ تک ہوگا۔ [بخاری: ۳۸۲۰۔ مسلم: ۲۴۳۲]

مسلم شریف میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی:

> ''یا رسول اللہ ﷺ! میری امی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ ایک جوف دار موتی سے بنائے گئے گھر میں ہے۔ میں نے عرض کی جوف دار موتی سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ فرمایا: ''اس گھر کی زیبائش کے لیے ہیرے جواہرات اور یاقوت سے جڑاؤ کیا گیا ہے۔''

علامہ السہیلی کہتے ہیں کہ حدیث میں قصب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، لولو کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا، اس لیے کہ قصب جوف دار موتی کو کہتے ہیں، ایمان کے حوالے سے اس لفظ کا استعمال زیادہ مناسب ہے۔ [فتح الباری: ۷/ ۱۷۱، ۱۷۲]

جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس گھر میں نہ شور وغوغا ہوگا اور نہ ہی کسی قسم کی تھکاوٹ ہوگی، یہ دراصل اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کا جیسا عمل ہوگا ویسا ہی اسے قیامت کے دن بدلہ دیا جائے گا۔

''صَخَبُ'' عربی زبان میں شور وغوغا اور چیخ و چنگھاڑ کو کہتے ہیں اور ''نصب'' کا معنی تھکاوٹ ہے۔ علامہ السہیلی کہتے ہیں کہ ان دو الفاظ کا استعمال اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اسلام کی دعوت دی تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے برضا و رغبت اسلام کو قبول کر لیا، اس نے اس موقع پر نہ تو کوئی بحث ومباحثہ کیا اور نہ ہی کوئی حیل و حجت کی۔ اسلام کی دعوت سنتے ہی سر تسلیم خم کر دیا جس سے اس کی تمام الجھنیں دور ہو گئیں، دل کو راحت اور سکون میسر آیا، ہر قسم کی وحشت و گھبراہٹ سے نجات مل گئی اور ہر مشکل آسان ہو گئی۔ اسی مناسبت سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پروردگار نے انھیں جنت میں ایک ایسے محل کی خوشخبری دی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں نہ تھکاوٹ ہوگی اور نہ ہی کسی قسم کی اکتاہٹ ہوگی، ہر لحاظ سے محل کا اندرونی ماحول انتہائی پرسکون ہوگا۔ [فتح الباری : ۷/ ۱۷۲]

غم کا سال:

مسلمانوں نے شعب ابی طالب سے نکل کر اسلام کی ترویج کے لیے از سر نو جد و جہد شروع کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت پر فائز ہونے سے لے کر اب تک مسلمانوں کے خلاف بڑے بڑے واقعات رونما ہو چکے تھے۔ مسلمان مسلسل مصائب کی چکی میں پس رہے تھے۔ پھر یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا صدمہ سہنا پڑا اور پھر آپ کے چچا ابو طالب وفات پا گئے۔

یہ دونوں صدمے آپ کے لیے انتہائی تکلیف دہ تھے، آپ نے اپنی خاص و عام زندگی میں انھیں بڑی شدت سے محسوس کیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھیں، انھوں نے مشکل اوقات میں آپ کی ڈھارس بندھائی اور فریضہ رسالت کو انجام دینے میں آپ کی مدد کی۔ انتہائی مشقت کی گھڑیوں میں آپ کی شریک کار رہیں۔ انھوں نے اپنی ذات اور مال کو آپ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کائنات تھیں۔ انھوں نے اپنے سرتاج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اضطراب و بے چینی کی گھڑیوں میں محبت و الفت نچھاور کی۔ وہ حزن و ملال کے لمحات میں امن، سکون، سلامتی اور فرمانبرداری کے اعتبار سے خوشگوار ہوا کا جھونکا ثابت ہوئی۔ نزول وحی کے اثرات کی وجہ سے سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی پر پسینہ آ جاتا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا محبت بھرے انداز میں نہایت نرمی کے ساتھ آپ کی پیشانی پر ظاہر ہونے والا پسینہ صاف کرتیں۔ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں پچیس سال بسر کیے۔ آپ کے منصب رسالت پر فائز ہونے سے پہلے بھی وہ آپ کا حد درجہ احترام کرتی تھیں۔ آپ کی ہر ادا کو محبت کی نگاہ سے دیکھتیں، آپ کسی مسئلے پر غور و خوض کر رہے ہوں یا گوشہ نشینی میں اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی عبادت میں مصروف ہوں، غرضیکہ آپ کی جملہ عادات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دلی طور پر پسند تھیں۔ سیدنا محمد اکرم ﷺ کے منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہا نے ہر طرح کے کٹھن حالات میں رسول اقدس ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ دشمنوں نے طرح طرح کی تکالیف دیں۔ معاشرتی بائیکاٹ کے درد والم میں مبتلا کیا۔ دعوت کے میدان میں رکاوٹیں کھڑی کیں، جو بھی حالات پیدا ہوئے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر پچاس برس کی تھی جبکہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پینسٹھ برس کی ہو گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ پوری زندگی آپ رضی اللہ عنہا کو یاد کرتے رہے۔ [فقہ السیرۃ للغزالی، ص: ۱۴۳]

وفاداری ایسی ہوتی ہے:

نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر بڑے غمگین ہوئے، یہ آپ کی بڑی صابرہ اور مخلص بیوی تھیں جنھوں نے ساری زندگی آپ کی بھرپور مدد کی۔ دین اسلام کے غلبے کی خاطر انھوں نے ہر قیمتی اور عمدہ چیز کو بے دریغ خرچ کر دیا۔ نبی کریم ﷺ زندگی بھر آپ کی خدمات و احسانات کو بھلا نہ سکے۔ آپ ﷺ نے اس طرح انھیں یاد کیا کہ قلم اس کیفیت کی تفصیلات بیان کرنے سے عاجز ہے۔

حبیب کبریا ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَ لَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَ إِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ))

[البدایۃ والنہایۃ: ۳/۱۲۹۔ مسند امام احمد۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ]

”مردوں میں بہت سے کامل ہوئے اور عورتوں میں صرف فرعون کی بیوی آسیہ، عمران کی بیٹی مریم اور خدیجہ بنت خویلد کامل ہوئیں اور بلاشبہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہوتی ہے۔‘‘

اس حدیث پر بعض علماء نے بہت عمدہ تبصرہ کیا ہے، فرماتے ہیں کہ مذکورہ تین خواتین میں جو قدر مشترک پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے انبیاء علیہم السلام کی کفالت کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا اور پھر ان پر ایمان لے آئیں۔

آسیہ بنت مزاحم نے موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی، اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئی اور جب اسے منصب رسالت پر فائز کر دیا گیا تو اس پر ایمان لے آئی۔ مریم علیہا السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کی کفالت کی اور اس کی پرورش کی، جب اسے منصب رسالت پر فائز کیا گیا تو اس کی تصدیق کی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دلی رغبت کا اظہار کیا، اپنی ذات اور مال آپ پر نچھاور کر دیے۔ آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو سب سے پہلے تصدیق کی اور ایمان لانے کی سعادت حاصل کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پہلے کسی سے شادی نہیں کی تھی اور ان کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَدِيجَةَ حَتّٰى مَاتَتْ»

[مسلم: ٢٤٣٦]

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محبت، مودت، الفت، شفقت، اللہ کی اطاعت اور دین اسلام کی دعوت کے اعتبار سے زندگی کے بڑے ہی حسین دن گزارے۔ ان کے وفات پا جانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ والہانہ محبت اور ایفا کا انداز اختیار کیا۔ آپ ان کی ہمیشہ تعریف کرتے تھے اور جو بھی احترام سے ان کا نام لیتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بہت اچھا لگتا تھا۔ بلکہ آپ کی دلی خواہش ہوتی کہ آپ کسی ایسے شخص کو دیکھیں یا سنیں جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ کے ساتھ گزرے ہوئے حسین دنوں کا تذکرہ کرتا ہے۔

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن جعفر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سنا، انھوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ نِسَآءِ هَا مَرْيَمُ، وَ خَيْرُ نِسَآءِ هَا خَدِيْجَةُ)) [بخاری: ٣٨٢٥۔ مسلم: ٢٤٣٠۔ ترمذی: ٣٨٧٧]

''دنیا کی بہترین خاتون مریم ہے اور دنیا کی بہترین خاتون خدیجہ ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَفْضَلُ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَ آسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ أَجْمَعِيْنَ)) [مسند امام احمد: ١/ ٢٩٣۔ طبرانی: ١١٩٢٨]

''اہل جنت کی تمام عورتوں سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ) فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور عمران کی بیٹی مریم ہیں۔ رضی اللہ عنہن''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَ آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ)) [ترمذی: ٣٨٧٨۔ مسند امام احمد: ٣/ ١٣٥۔ مستدرک حاکم: ٣/ ١٥٧]

''ساری دنیا کی عورتوں میں چار سے تمہیں کافی ہیں، مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی آسیہ۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ بَعْدَ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ فَاطِمَةُ، وَ خَدِيْجَةُ، وَ آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ)) [معجم کبیر طبرانی: ١٢١٧٩]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مریم بنت عمران کے بعد اہل جنت کی عورتوں کی سردار فاطمہ، خدیجہ اور فرعون کی بیوی آسیہ ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کس نوعیت کا تعلق تھا اور آپ نے ان کے وفات پا جانے کے بعد کس طرح ان کو یاد رکھا، ذرا اس واقعہ سے اندازہ لگائیے۔ غزوۂ بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ابو العاص بن الربیع بھی شامل تھا۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی وفا دار معزز بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی زینب کا خاوند تھا۔ وفادار زینب نے اپنے خاوند ابو العاص کی رہائی کے لیے وہ قیمتی ہار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، جو سخاوت کی پیکر اس کی والدہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے موقع پر اسے دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار دیکھا تو آپ کے دل میں رقت پیدا ہوگئی اور آنکھوں میں آنسو آ گئے، آپ کو اپنی وفا دار بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

《 انْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا وَ تَرُدُّوا عَلَيْهَا قِلَادَتَهَا 》

''اگر تم مناسب سمجھو تو اس کے قیدی کو رہا کر دو اور اس کا ہار واپس لوٹا دو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا حکم سر آنکھوں پر...... انھوں نے دیکھا کہ صدیقہ کائنات، وفادار، عظیم المرتبت بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات واحساسات میں ہلچل مچا دی ہے۔

بڑی فضیلت:

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وہ دلآویز خوبیاں بیان کی ہیں جن میں انھیں پوری کائنات میں اولیت حاصل ہے

1. انھوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔
2. سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ان سے ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سب بیویوں سے پہلے آپ کو جنت کی بشارت دی۔

④ سب سے پہلے انھیں ان کے رب تعالیٰ نے سلام کیا۔

⑤ انھیں مومن عورتوں میں سب سے پہلے صدیقہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

⑥ نبی کریم ﷺ کی سب بیویوں سے پہلے آپ نے وفات پائی۔

⑦ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ میں آپ کی قبر میں داخل ہوئے۔ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے ایمان قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے پروردگار کی جانب سے منصب رسالت کو قبول کیا اور اپنے گھر کی طرف لوٹے، آپ جس درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپ کو سلام کہتا۔ جب آپ ﷺ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انھیں جبریل علیہ السلام کی آمد، وحی کے نزول کا انداز اور اپنی طبیعت پر ہونے والے خوفناک اثرات سے آگاہ کیا۔ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ خوش رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بہترین سلوک کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو آپ کے پاس پیغام آیا ہے وہ برحق ہے، گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔

[تاریخ اسلام ذہبی ۱/۱۲۰]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چشمک:

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سیدہ سودہ بنت زمعہ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قدرے غیرت محسوس کیا کرتی تھیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بہت زیادہ ذکر کیا کرتے تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر کبیدہ خاطر اس لیے ہوا کرتی تھیں کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تمام بیویوں سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ پر میں جز بز ہو جایا کرتی، حالانکہ میں نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ جب کوئی بکری ذبح کرتے تو فرماتے: ''اس کا گوشت خدیجہ طاہرہ کی سہیلیوں کو پہنچا دو۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن میں نے آپ کو ناراض کر دیا۔ میں نے کہا: یہ کیا آپ ہر وقت خدیجہ کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''میرے دل میں اس کی محبت بسا دی گئی ہے۔''

[بخاری: ۵۲۲۹۔ مسلم: ۱۸۸۸]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک روز سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہالہ بنت خویلد نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ ﷺ اس کا نام سنتے ہی خوشی سے پکار اٹھے: ''واہ سبحان اللہ! خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد آئی ہیں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر مجھے بڑی غیرت محسوس ہوئی۔ میں نے کہا: آپ ہر وقت قریش کی ایک سرخ، چوڑے کانوں والی بڑھیا کا تذکرہ لے کر بیٹھ جاتے ہیں، وہ کب کی مر کھپ گئی اسے اب چھوڑیں بھی۔ اللہ نے اس سے بہتر آپ کو رفیقہ حیات عطا کر دی ہے۔

[بخاری: ۳۸۲۱۔ مسلم: ۲۴۳۷]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: مجھے نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی کے خلاف غیرت محسوس نہیں ہوئی جتنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آئی، وہ میری شادی سے پہلے وفات پا چکی تھیں۔ جب میں رسول اللہ (ﷺ) کی زبان مبارک سے ان کا تذکرہ سنتی اور اللہ نے اپنے نبی علیہ السلام کو حکم دیا کہ اسے جنت میں جوف دار موتی سے تعمیر کیے گئے محل کی خوشخبری دے دیں اور جب آپ کسی بکری کو ذبح کرتے تو زیادہ تر گوشت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے ہاں بھیج دیتے۔

[بخاری: ۳۸۱۶۔ مسلم: ۲۴۳۵۔ ترمذی: ۳۸۷۵]

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ بکری کو ذبح کرتے، پھر اس کی بوٹیاں بناتے، پھر اسے سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے گھر بھیج دیتے۔ بسا اوقات میں رسول اللہ ﷺ سے کہتی: گویا دنیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی عورت ہے ہی نہیں۔ میری بات سن کر آپ ﷺ فرماتے: ''اس میں بے شمار خوبیاں تھیں اور اسی سے میری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد ہوئی۔" [بخاری: ۳۸۱۸]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتے، تو ان کی بے حد تعریف کرتے۔ ایک دن مجھے غیرت محسوس ہوئی تو میں نے کہہ دیا کہ آپ اکثر سرخ رنگ، چوڑے جبڑے والی خاتون کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر رفیقہ حیات عطا کر دی ہے۔ آپ نے یہ بات سن کر فرمایا: کیا کہا، اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بہتر بیوی عطا کر دی ہے؟ سنیے! وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب لوگوں نے انکار کر دیا تھا، اس نے میری اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا تھا، اس نے اپنے مال سے اس وقت میری ڈھارس بندھائی جب لوگوں نے مجھے محروم کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے مجھے اولاد عطا کی۔ [مجمع الزوائد الهيثمي: ١٥٢٨١]

عبداللہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے تو دیر تک ان کی تعریف کرتے رہتے، آپ کو اکتاہٹ ہی محسوس نہ ہوتی۔ ان کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے۔ ایک دن جب آپ ﷺ نے اس کا تذکرہ کیا تو مجھے غیرت آ گئی۔ میں نے کہا: آپ ایک سرخ رنگ، چوڑے جبڑے والی بڑھیا کو یاد کرتے رہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے بدلے ایک نوعمر بیوی عطا کر دی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بڑے غضب ناک ہوئے تو میرا دل خوفزدہ ہو گیا، میں نے دل میں کہا: الٰہی اگر تو اپنے رسول مقبول ﷺ کے غصے کو مٹا دے تو میں کبھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو برے لفظوں میں یاد نہیں کروں گی۔ جب نبی کریم ﷺ نے میری دگرگوں حالت دیکھی تو فرمانے لگے: "تم نے ایسی بات کیسے کہہ دی؟

اللہ کی قسم! وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا تھا۔ اس نے اس وقت مجھے جگہ دی جب لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ اس سے مجھے اولاد کی نعمت میسر آئی، اس بات کا اثر آپ کی طبیعت پر ایک مہینہ رہا۔ [الاصابة: ٢/ ٢١٧ ـ ٢١٨]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ بڑی عجیب وغریب صورت حال پیدا ہوئی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک ایسی بوڑھی عورت کے بارے میں غیرت آئی جو ان کی شادی سے پہلے وفات پا چکی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بیویاں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں موجود تھیں ان کے خلاف انھیں کبھی غیرت محسوس نہ ہوئی۔ اس حکمت کا پہلو یہ ہے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عنایت، نوازش اور اس کا کرم ہے کہ ایسی صورت حال دیگر بیویوں کے درمیان پیدا نہیں ہوئی۔ اس میں حکمت کا پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باہمی تعلقات کو خوشگوار رکھنا چاہتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ محبت نے اس غیرت کی کیفیت کو ہلکا کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دیگر کرامتوں کا ظہور بھی ہوا۔ ایک دن سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک سہیلی آئی۔ وہ بہت عمر رسیدہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بڑی عزت سے بٹھایا۔ اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی۔ اس پر اسے بیٹھنے کے لیے کہا، اس کے حالات دریافت کیے اور اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب وہ چلی گئی تو میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کالے رنگ کی بوڑھی عورت کی یہ عزت افزائی؟ آپ نے فرمایا: یہ عورت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کے لیے آیا کرتی تھی۔ کسی ہمدرد ساتھی کا خیال رکھنا بھی ایمان کی علامت ہے۔ [مسند امام احمد: ٦٥/٢]

پاکیزگی اور پاکدامنی کی راہ پر چلنے کے لیے زادِ سفر:

وقت مقررہ آنے پر نفسِ مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضی خوشی پرواز کر گیا۔ انھوں نے دعوت الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں ایک مثالی کردار ادا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دانشمند، سلیقہ شعار اور سمجھدار رفیقہ حیات کے روپ میں نقوش نمایاں کیے۔ انھوں نے اللہ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنے کی خاطر اپنی کسی بھی چیز کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرچ کرنے میں کبھی ذرا برابر بھی بخل نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ جنت کی بشارت حاصل کرنے کی مستحق ٹھہریں۔

اللہ کی قسم! ہماری اماں جان کے احسانات قیامت تک ہر مسلمان مرد اور عورت پر رہیں گے، ان احسانات کا بدلہ ہم چکا نہیں سکتے۔

اس عظیم المرتبت خاتون نے حبیب کبریا ﷺ کے دعوت کے میدان میں ہاتھ مضبوط کیے۔ اللہ کی راہ میں تگ و دو کے سلسلے میں آپ کا ہاتھ بٹایا۔ مصیبت میں آپ کی دلجوئی کی اور تنہائی میں آپ سے الفت ومودت کا رویہ اپنایا۔ ہم ان کی سیرت ہر مسلمان بہن کی راہنمائی کے لیے پیش کر رہے ہیں تاکہ وہ اس حقیقت کو اچھی طرح جان لے کہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہر دور کی مسلمان خواتین کے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں۔

میری بہن! یہ ہماری اماں جان سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک ایسا نمونہ ہیں کہ اس طرح کے مثالی نمونے خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ بلاشبہ ان کی سیرت پاکیزگی، پاکدامنی، سخاوت، ایثار و قربانی کی راہ پر چلنے کے لیے زادِ سفر کا کام دیتی ہے۔

آخر میں ہم اپنی پیاری اماں جان کو الوداع کہتے ہوئے اللہ رب العزت کا یہ فرمان دہرانے کی سعادت حاصل کریں گے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ﴾

[القمر: 54، 55]

"بے شک بچ کر چلنے والے باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ صدق کی مجلس میں، عظیم بادشاہ کے پاس، جو بے حد قدرت والا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

آج ہم ایک ایسی بابرکت جلیل القدر صحابیہ کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جنھوں نے اپنے طرز عمل سے نبی کریم ﷺ کے دل کو خوش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ یہ عظیم المرتبت صحابیہ اسلام میں سبقت لے جانے والی خواتین میں سے تھیں۔ انھوں نے دو ہجرتیں کرنے کی سعادت حاصل کی، پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ انھوں نے اپنی ذات پر رسول اللہ ﷺ کو ترجیح دی۔

وہ ایک ایسی خاتون تھیں جس کے بارے میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''سب خواتین میں سے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ایسی خاتون تھیں کہ مجھے ان جیسا بننا بہت زیادہ پسند تھا۔''

یہ تھیں ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

آئیے! دل کی گہرائیوں سے اس جلیل القدر خاتون کی عطر بیز سیرت کا تذکرہ کریں، جس کی سماعت سے دلوں میں ایک خوشگوار اثر پیدا ہو۔

شرک وکفر کی تاریکیوں سے توحید وایمان کے نور کی طرف:

انسانیت جاہلیت اور شر کے ماحول میں الجھی ہوئی تھی کہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ دین اسلام لے کر تشریف لائے، تاکہ انسانیت کو شرک اور کفر کے اندھیروں سے توحید اور ایمان کی روشنیوں کی طرف نکال لائیں۔ جو سلیم الفطرت اور صاف دل لوگ تھے انھوں نے اسلام کی دعوت کو قبول کر لیا۔ جاہلیت کا لباس ارقم بن ابی ارقم کی دہلیز پر اتار دیا اور اسلام کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لباس پہن لیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرتے ہی دینی امانت کی حفاظت کا احساس کرتے ہوئے لوگوں کو اس کی دعوت دینے کے لیے نکل پڑے۔ جن دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں جنتی ہونے کی بشارت دی ان میں سے چھ خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہیں جنھوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ان نیک دل، پاکیزہ فطرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، قیامت کے دن جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میدان محشر میں تشریف لائیں گے اور یہ نیکیاں ان کے اعمال کے ترازو میں ہوں گی تو ان کی کیا شان ہوگی، انھیں کیا اعزاز حاصل ہوگا؟

[أصحاب الرسول، محمود المصري: ۱/ ۵۸، ۵۹]

اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے والے:

جن قدسی نفوس نے پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے میں سبقت کی ان میں جلیل القدر صحابی سہیل بن عمرو کے بھائی السکران بن عمرو تھے۔ السکران رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور ایمان ان کے شفاف دل میں جاگزیں ہوا۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جو ان کے چچا کی بیٹی تھی بھی اسلام قبول کرنے کی سعادت سے بہرور ہوئیں، پھر دونوں میاں بیوی توحید اور ایمان کے میدان میں اپنی عمر کے خوشگوار لمحات گزارنے لگے۔

صبر اور ثواب کی نیت:

چند گھڑیوں میں سیدنا السکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی خبر ان لوگوں تک پہنچ گئی جن کے کانوں میں شیطانوں نے پھونک ماردی تھی اور ان کی عقل و دانش پر تسلط جما لیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو سردار سمجھتے تھے، حالانکہ وہ اپنے پیٹ اور شرمگاہوں کے غلام تھے۔ جب انھیں سیدنا السکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا پتا چلا تو انھوں نے آپ کو دردناک سزا دینی شروع کر دی اور کسی قرابت داری اور معاہدے کا پاس نہیں رکھا۔ مشہور ومعروف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نگار محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جو بھی اسلام قبول کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے لگتا تو یہ نابکار اس پر چڑھ دوڑتے، ہر قبیلہ کے لوگ اس شخص پر حملہ آور ہو جاتے کہ جو ان کے قبیلے میں سے اسلام قبول کر لیتا۔ اسے حبس بے جا میں رکھتے، اسے بھوکا پیاسا رکھتے اور طرح طرح کی دردناک سزائیں دیتے، جب گرمی اپنے زوروں پر ہوتی تو مکہ کی گرم ترین سرزمین پہ کمزور مسلمانوں کو ٹخنوں سے پکڑ کر گھسیٹتے اور انھیں دین چھوڑنے پر مجبور کرتے۔ بعض بیچارے تو ایذا رسانی کی شدت کو برداشت نہ کر سکتے اور بعض کو سولی پر لٹکا دیا جاتا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ان کم بختوں سے بچا کر اپنے پاس لے جاتا اور انھیں ابدی سکون حاصل ہو جاتا اور وہ اللہ کی راہ میں شہادت کا درجہ حاصل کر کے جنت الفردوس کے باشندے بن جاتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مصائب میں گرفتار دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مظلوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

((لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَإِنَّ بِهَا مَلِكاً لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ))

[البداية والنهاية : ٣/ ٦٦ـ السيرة النبوية لابن هشام : ١/ ٢٦٦]

"اگر تم سرزمین حبشہ چلے جاؤ تو بہتر ہوگا، کیونکہ وہاں کے بادشاہ کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتنے میں مبتلا ہونے کے اندیشے کی بنا پر اور اپنے دین کی حفاظت کے لیے پہلے سفر ہجرت پر سرزمین حبشہ روانہ ہو گئے۔

ام المومنین سیدہ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"جب ہم سرزمین حبشہ میں فروکش ہوئے، ہمیں نجاشی کی صورت میں بہترین پڑوسی میسر آیا اور ہم دینی لحاظ سے محفوظ و مامون ہو گئے۔ پرسکون انداز میں ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے، ہمیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں تھی اور نہ ہی کوئی ایسی بات ہم سنتے جو ہمیں ناپسند ہوتی۔"

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا السکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر ہجرت پر روانہ ہوئیں، میاں بیوی نجاشی کے دیس میں راضی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔ یہ عادل بادشاہ ایسا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش نصیب تھا کہ اس نے ایمان اور توحید کے زیر سایہ بہت عمدہ زندگی بسر کی۔

مکہ والوں کے اسلام قبول کرنے کی افواہ سن کر بہت سے مسلمان مکہ مکرمہ لوٹ آئے۔ جب سیدنا السکران بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا دونوں حبشہ سے مکہ معظمہ واپس آئے تو انھوں نے دیکھا کہ قریش تو بدستور نبی کریم ﷺ کی دعوت کو علانیہ ٹھکرا رہے ہیں اور آپ کے راستے میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ آپ کے مجاہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طرح طرح کی سزائیں دے رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ اپنے ساتھیوں کو دلاسہ دیتے ہوئے فرما رہے ہیں: ''صبر کرو! اللہ کی مدد قریب ہے، بلا شبہ کامیابی، عزت اور غلبہ مسلمانوں کو حاصل ہوگا اور اللہ کے دشمن رسوائی کی اتھاہ گہرائی میں جا گریں گے۔''

دردناک جدائی:

دن گزرتے گئے، دونوں میاں بیوی زندگی کا ہر لمحہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی روشنی میں برضا و رغبت گزارتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ گھڑی بھی آ گئی جس میں سیدنا السکران بن عمرو رضی اللہ عنہ بستر مرگ پر دراز ہوئے اور ان کی روح قفص عنصری سے اپنے رب کی طرف پرواز کر گئی۔ انھوں نے مکہ معظمہ میں وفات پائی، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو بہت صدمہ ہوا۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اس دنیا میں اکیلی رہ گئی۔ لیکن اس نے کمال درجے کا صبر کیا اور اللہ کی تقدیر پر راضی ہوگئی۔ وہ اچھی طرح اس حقیقت کو جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس ماں سے زیادہ شفیق ہے جو ماں اپنے دودھ پیتے بچے پر شفیق ہوتی ہے اور اسے اس حقیقت کا بھی علم تھا کہ بندہ جب کسی مصیبت پر صبر کرتا ہے اور ثواب کی نیت کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا بہتر بدلہ عطا کرتے ہیں، لیکن اس کے دل میں کبھی یہ احساس تک پیدا نہیں ہوا تھا کہ وہ ام المومنین اور سرور عالم ﷺ کی رفیقہ حیات بننے کا اعزاز حاصل کر لے گی۔

سعادت کی گھڑی:

نبی کریم ﷺ ان دنوں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی وجہ سے بہت زیادہ غمگین تھے کیونکہ یہ عظیم المرتبت خاتون حبیب کبریا، سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو سب لوگوں سے بڑھ کر عزیز تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعثت کے دسویں سال سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ آپ کے ہمدرد چچا ابو طالب اللہ کو پیارے ہوئے، اسی مناسبت سے اس سال کا نام (عام الحزن) یعنی غم کا سال رکھ دیا گیا۔

لیکن سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو سعادت کی گھڑی نصیب ہوئی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یہ مشیت ٹھہری کہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے شادی کر لیں۔ لیکن یہ کیسے ہوا؟ آیئے! اب ہم اس دلآویز واقعے کو بیان کرتے ہیں۔

ام المومنین بننا:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کیا قدر و قیمت ہے۔ جب وہ فوت ہو گئیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعم البدل عطا کر دے، تاکہ آپ کے غم و اندوہ میں کچھ تخفیف ہو سکے۔ لیکن کسی صحابی کو یہ جرأت نہ تھی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کے موضوع پر بات کر سکے۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایک جلیل القدر صحابیہ سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے موضوع پر بات کرنے کی جسارت کی، تاکہ آپ کا غمگین دل خوشیوں کا گہوارہ بن جائے۔

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ شادی نہیں کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کس سے؟'' انھوں نے کہا: اگر آپ کنواری دوشیزہ سے شادی کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ہے اور اگر آپ کسی بیوہ سے شادی کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ہے۔ آپ نے پوچھا: ''کنواری دوشیزہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: آپ کو جو شخص ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے اس کی بیٹی عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بیوہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا! وہ آپ پر ایمان لا چکی ہے اور وہ آپ کی اطاعت گزار ہے، آپ نے فرمایا: ''جاؤ! ان دونوں سے میرے بارے میں بات کرو۔''

[مجمع الزوائد الهيثمي: ۱۵۲۸۵]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسند امام احمد میں الفاظ کے تھوڑے سے فرق سے یہ روایت مذکور ہے۔

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں سودہ رضی اللہ عنہا اور اس کے باپ کے پاس گئی، اس کا باپ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور بڑھاپے کی وجہ سے گھر میں ہی رہتا تھا۔ میں نے جاتے ہی انھیں کہا: واہ سبحان اللہ! اللہ نے کس قدر تم پہ اپنی خیر و برکت نچھاور کر دی! سودہ نے گھبراہٹ سے پوچھا: ''خولہ وہ کیا؟'' میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ میں آپ کو ان کی طرف سے شادی کا پیغام دوں۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سودہ رضی اللہ عنہا کے والد کے پاس حاضر ہوئی اور وہ سلام کہا جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا۔ یعنی میں نے کہا: أَنْعِمْ صَبَاحًا ''صبح بخیر۔''

اس نے کہا: ''آپ کون ہیں؟''

میں نے کہا: ''عثمان بن مظعون جمحی کی بیوی خولہ بنت حکیم بن امیہ السلمی۔''

پھر اس نے وہی باتیں کیں جو میرا اللہ اس سے کہلوانا چاہتا تھا۔ اسے یہ معلوم تھا کہ میں معبودانِ باطلہ کو چھوڑ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی ہوں اور حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، پھر مکہ معظمہ واپس آ گئی۔

اس نے مجھ سے پوچھا: ''آج ہمارے ہاں کیسے آنا ہوا؟'' میں نے کہا: سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب آپ کی بیٹی سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔

وہ یہ بات سنتے ہی کہنے لگا: ''رشتہ تو بہت مناسب ہے۔ سیدنا محمد ﷺ بہت اچھے ہیں، لیکن آپ کی سہیلی سودہ کی کیا رائے ہے؟''

میں نے کہا: اسے یہ رشتہ پسند ہے، سودہ رضی اللہ عنہا کے باپ نے کہا: تو پھر اس کو میرے پاس بلائیں، میں اسے بلا لائی، باپ نے کہا:

''یہ خولہ بنت حکیم کہتی ہے کہ محمد ﷺ نے رشتے کا پیغام بھیجا ہے، میری معلومات کے مطابق یہ رشتہ نہایت مناسب ہے، کیا تجھے یہ پسند ہے کہ میں تیری شادی اس سے کر دوں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سودہ رضی اللہ عنہا نے قدرے شرماتے ہوئے اور خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا: ابا جان! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں راضی ہوں، خوشی اس کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی۔ سودہ رضی اللہ عنہا کے باپ زمعہ نے خولہ سے کہا: سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیں کہ وہ تشریف لے آئیں۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، نکاح ہوا اور آپ نے چار سو درہم حق مہر ادا کیا۔ [مجمع الزوائد الهيثمي : ١٥٧٨٦]

ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا ایک بھائی عبداللہ بن زمعہ تھا۔ وہ قریش کے دین پر کاربند تھا۔ شادی کے موقع پر وہ مکہ معظمہ سے باہر تھا۔ جب وہ گھر آیا اور اسے پتا چلا کہ اس کی بہن سودہ بن زمعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئی ہے تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ غصے سے وہ لال پیلا ہوگیا اور جاہلیت کا بھوت اس پر سوار ہوگیا۔ اس نے شدتِ غم میں مبتلا ہو کر اپنے سر میں مٹی ڈال لی اور اپنے باپ سے غوں غاں کرنے لگا اور مارے غصے کے چیخنے چلانے لگا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے نور اسلام کے محاسن کو دیکھنے کے لیے اس کی بصیرت اور بصارت کے دروازے کھول دیے تو وہ اللہ تعالیٰ اور سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا تو خود کلامی کا انداز اپناتے ہوئے کہنے لگا:

"اپنی بہن سودہ رضی اللہ عنہا کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کی خبر سن کر، جس دن میں نے غم میں مبتلا ہو کر اپنے سر میں مٹی ڈالی تھی، یہ میری بہت بڑی حماقت تھی۔" [مجمع الزوائد الهيثمي : ١٥٣٤٠]

خانۂ نبوی کے آنگن میں:

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی خاتون ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد شادی کی۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں تین سال گزارے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی۔

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا یہ بات اچھی طرح جانتی تھیں کہ وہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خلا تو پر نہیں کر سکتی لیکن وہ مقدور بھر کوشش ضرور کرتیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ رہتے ہوئے ان کے بابرکت گھر کو خوشیوں کا گہوارہ بنا دے۔ رسول اللہ ﷺ کو مشرکین کی جانب سے جو تکالیف برداشت کرنا پڑتیں ان کا غم ہلکا کرنے کے لیے حبشہ میں پیش آنے والے واقعات رسول اللہ ﷺ کو سناتیں۔ زیادہ تر آپ کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پیش آنے والے حالات کا تفصیل سے تذکرہ کیا کرتی تھیں۔ کیونکہ انھیں یہ پتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ آپ کو بیٹی اور داماد کے حالات سے آگاہ کیا جائے، آپ ﷺ ان کا تذکرہ بڑی دلچسپی سے سنتے۔ اس طرح سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی ہر ممکن یہ کوشش ہوتی کہ رسول اللہ ﷺ کے دل کو خوش رکھا جائے۔

دائمی سعادت:

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں زندگی بسر کرتے ہوئے آپ کے طرز عمل، اخلاق، علم اور بردباری سے خوشہ چینی کرنے لگیں، حتیٰ کہ یہ صورت حال پیدا ہوگئی کہ یہ سعادت عظمیٰ ایک لمحے کے لیے بھی ان کے دل سے الگ نہ ہوتی۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے دل میں کبھی یہ خیال بھی نہیں آیا تھا کہ وہ کسی دن رسول اللہ ﷺ کی بیوی بن کر ام المومنین کے بلند مقام کو حاصل کرے گی۔ لیکن یہ اللہ کا فضل و کرم ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل عظیم سے نواز دیتا ہے۔

یادیں بیدار ہوئیں:

خانہ نبوی میں ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے بڑے روشن کارنامے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور اس کا خاوند سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حبشہ سے مکہ معظمہ میں آئے۔ اس کی نگاہ اپنی امی جان سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے عالی شان قیمتی گھر پر پڑی جہاں اس نے اپنی عمر کے سہانے دن گزارے تھے۔ جو گھر وحی اور ایمان کا گہوارہ اور صدق وصفا کا مرکز ثابت ہوا۔ جس گھر میں افسردگی، خوف، غمی، خوشی اور بے چینی وسکون کے ملے جلے دن بسر کیے۔

اس نے دروازے پر دستک دی، یہ خبر پھیل گئی کہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ سیدہ ام کلثوم، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور باقی جو افراد گھر میں موجود تھے جلدی سے دروازے تک پہنچے۔ بہنوں نے معانقہ کیا۔ آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ یادیں بیدار ہوئیں سب نے شفیق ماں کی جدائی کو شدت سے محسوس کیا۔ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اپنے جذبات و احساسات کا بوجھ اٹھائے تشریف لے آئیں۔ انھوں نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خوش آمدید کہا۔ پلک جھپکنے میں مہاجرین کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی یادیں ذہن کے پردے پر ابھریں۔ پھر وہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھنے لگیں جو حبشہ میں رہ گئے تھے۔ حبشہ میں قیام کے دوران سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا زیادہ تر وقت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا، خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا اور دیگر خواتین کے ساتھ گزرتا، جو اکثر و بیشتر اسلام کے بارے میں باتیں کیا کرتی تھیں۔ اسی طرح ان کی گفتگو کا محور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور اسلام کے بارے میں ان کی مساعی جمیلہ ہوتا۔

جب سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا چلا کہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور عثمان رضی اللہ عنہ حبشہ سے واپس آ گئے ہیں تو آپ ہنستے مسکراتے گھر تشریف لائے۔ آپ کا دل شفقت کے جذبات سے معمور تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کو شفقت بھرے انداز میں سر پر پیار دیتے ہوئے اسے خوش آمدید کہا اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے محبت بھرے انداز میں بغل گیر ہوئے۔ پھر سب اہل خانہ بیٹھ گئے اور ہمہ تن گوش ہو کر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے حبشہ کی ہجرت، مسلمانوں کی حالت اور نجاشی کے طرز عمل کے بارے میں تفصیلات سننے لگے۔ سرزمین حبشہ کی باتیں شروع ہوئیں تو کبھی کبھی سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا بھی گفتگو میں شریک ہو جاتیں۔

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت:

جب مشرکین کی جانب سے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایذا رسانی شدت اختیار کر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف توجہ کی، تاکہ اسلام کے لیے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی سلطنت قائم کریں جو سارے جہان کے لیے مینارۂ نور ہو۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کر لی تو آپ ﷺ نے زید بن حارثہ اور اپنے غلام رافع کو دو اونٹ اور ایک سو درہم دے کر مکہ بھیجا تا کہ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مدینہ لے آئیں۔ [طبقات ابن سعد : ۱/ ۲۳۷ ۔ ۲۳۸]

برکات کی برسات:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا خانہ نبوی میں رہائش پذیر ہوئیں۔ تھوڑے ہی عرصے میں نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے، وہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ پیار کیا کرتی تھیں۔ اس حوالے سے اسکے ساتھ بہت سے روشن، درخشاں اور دلچسپ واقعات رونما ہوئے۔

نبی کریم ﷺ نے یکے بعد دیگرے تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو اپنے حبالہ عقد میں لے لیا تا کہ اس قیمتی ہار کی لڑی کو مکمل کر لیا جائے۔

اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح:

ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا حسب استطاعت حبیب کبریا محمد مصطفی ﷺ کو خوش رکھنے کی کوشش کیا کرتی تھیں، خواہ انھیں اس کے لیے کتنی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے، وہ اسے اپنے لیے سعادت سمجھتی تھی۔

وہ یہ بات اچھی طرح جانتی تھیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کو اپنی تمام بیویوں سے زیادہ عزیز ہے۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دل میں خوشی اور سعادت کی لہر دوڑائی جائے، تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کے لیے اپنا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، جس بیوی کے نام قرعہ نکلتا اسے آپ سفر میں اپنے ساتھ لے جاتے۔ آپ ﷺ اپنی ہر بیوی کے نام قرعے میں شامل کرتے سوائے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے، کیونکہ انھوں نے اپنی باری میرے نام ہبہ کر دی تھی۔ [بخاری : ۲۵۹۳]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''اے میری بہن کے بیٹے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم میں ہم میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ہر روز حال احوال دریافت کرنے کے لیے تھوڑی دیر کے لیے اپنی ہر بیوی کے ہاں تشریف لے جاتے، لیکن رات کو قیام اسی کے پاس کرتے جس کی باری ہوتی۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جب عمر رسیدہ ہوگئیں تو انھوں نے از خود عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کرتی ہوں۔'' [ابوداود: ۲۱۳۵]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتی ہیں:

کسی عورت کا سوکن کو اپنی ذات پر ترجیح دینا، اتنا بڑا ایثار ہے کہ عورتوں کی دنیا میں اس کا وجود بڑا ہی نادر معلوم ہوتا ہے۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے جب اس نوعیت کے ایثار و قربانی کا انداز اپنایا، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر متاثر ہوئیں کہ بے ساختہ آپ کی تعریف کی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''مجھے سب سے زیادہ یہ بات پسند آئی اور میں نے چاہا کہ میں بھی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جیسی بن جاؤں، فرماتی ہیں کہ جب وہ عمر رسیدہ ہوگئی تو اس نے اپنی باری مجھے دے دی اور یہ کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کرتے، ایک دن اس کا اور ایک دن سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا۔'' [مسلم: ۴۷]

www.KitaboSunnat.com

محبت و شفقت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ [الروم: ۲۱]

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے، جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا گھر محبت وشفقت کا گہوارہ بنا ہوا تھا، خانہ نبوی کے تمام افراد ایک دوسرے سے انتہا درجے کی الفت سے پیش آتے تھے۔ بسا اوقات نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں سے ہنسی مزاح کی باتیں بھی کر لیا کرتے تھے، لیکن وہ باتیں حقیقت اور صداقت پر مبنی ہوا کرتی تھی۔

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر اس کوشش میں رہتیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خوش رکھا جائے۔ ایک دن سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! گزشتہ رات میں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی، جب میں رکوع میں گئی تو میں نے اپنی ناک کو مضبوطی سے پکڑ لیا کہ کہیں اس سے خون کے قطرے نہ ٹپکنے لگ جائیں، رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرانے لگے۔

سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی یہ کوشش ہوتی کہ میں کوئی ایسی بات کروں جس سے رسول اللہ ﷺ کا دل خوش ہو جائے۔ [طبقات ابن سعد: ۸/ ٥٤١]

نیکیوں میں سبقت:

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ نیکی کے کام کو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت گزاری کو بہت جلد سرانجام دینے کی کوشش کرتیں۔ یہ بابرکت عادت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات کریمات رضی اللہ عنہن میں پائی جاتی تھی۔ ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے سبقت لے جانے کی سعادت حاصل کی جائے۔ کیونکہ وہ اس حقیقت کو جانتے تھے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو دنیا میں بویا جائے گا وہی آخرت میں کاٹا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِى ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلْكَٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ۝ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَٰحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا ٱللَّهَ فَٱسْتَغْفَرُوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِذُنُوبِهِمْ ۖ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿١٣٦﴾ [آل عمران : ۱۳۳، ۱۳۶]

''دوڑ کر چلو اس راہ پر، جو تمھارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ ان خدا ترس لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بدحال ہوں یا خوش حال، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں، ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں، اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھے ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں یاد آ جاتا ہے اور وہ اپنی غلطیوں کی معافی چاہتے ہیں کیونکہ اس کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہو اور وہ دانستہ کبھی اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے، ایسے لوگوں کی جزا ان کے رب کے پاس یہ ہے کہ وہ ان کو معاف کر دے گا اور ایسے باغوں میں انھیں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، کیسا اچھا بدلہ ہے نیک اعمال کرنے والوں کے لیے۔''

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئی تو ہر نیکی کے کام کو سرانجام دینے میں جلدی کرتیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مزدلفہ کی رات سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی کہ لوگوں کے اژدھام سے پہلے مجھے منیٰ جانے کی اجازت دے دی جائے کیونکہ ان کا جسم فربہ تھا اور وہ لوگوں کی بھیڑ سے پہلے منیٰ روانہ ہو جانا چاہتی تھیں۔ آپ نے انھیں جانے کی اجازت دے دی تو وہ لوگوں کی بھیڑ سے پہلے وہاں چلی گئیں اور ہم وہیں ٹھہرے رہے، کیونکہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیام کرنا پسند تھا اور اسی میں ہماری خوشی تھی۔

[بخاری : ۲/ ۴۲۳۔ مسلم : ۱۲۹۰۔ مسند امام احمد : ۶/ ۱۶۴]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے جذبہ اطاعت گزاری پر رشک کیا کرتی تھیں۔ ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت گزاری میں ان کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد بڑی سرعت اور رغبت کا اظہار کیا کرتی تھیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:

" هٰذِهِ ثُمَّ ظُهُورَ الْحُصْرِ "

"میری بیگمات اس مرتبہ تو ٹھیک ہے پھر چٹائیوں پر بیٹھ جائیں۔" [طبقات ابن سعد : ۸/ ۵۵ ـ مسند امام احمد : ۲/ ٤٤٦]

اس کا مطلب یہ ہے کہ ازواج مطہرات اس دفعہ کے بعد اپنے گھروں کو لازم پکڑیں اور سفر کی بجائے گھر میں رہنے کو ترجیح دیں۔ یہ فرمان سننے کے بعد سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ میں اس کے بعد حج نہیں کروں گی۔ وہ دراصل رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے لیے بہت زیادہ حریص تھیں۔

آپ ﷺ کی زندگی میں بھی آپ رضی اللہ عنہا کا طرزِ عمل یہی تھا اور آپ کی وفات کے بعد وہ اسی پر عمل پیرا تھیں۔

کرم اور سخاوت:

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا بڑی کریمانہ عادات اور سخاوت کی پیکر تھیں۔ دنیا کے ساز و سامان کی طرف آپ کا دل کبھی مائل نہیں ہوتا تھا۔ وہ یہ سمجھتی تھیں کہ دنیا کا مال و متاع ختم ہو جانے والی چیز ہے۔ آپ کی دلی رغبت یہ ہوتی کہ ان نعمتوں کے حصول کے لیے کوشاں ہونا چاہیے جو آخرت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ بندوں کے لیے تیار کر رکھی ہیں۔ جو سدا بہار ہوں گی اور ان پر کبھی زوال نہیں آئے گا۔

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے درہموں کی ایک تھیلی سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجی، انھوں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں بتایا گیا کہ تھیلی میں درہم ہیں۔ اپنی کنیز سے فرمانے لگیں: مجھے تو تھیلی میں کھجوروں جیسی کوئی چیز معلوم ہوتی ہے، ذرا میرے پاس پلیٹیں تو لاؤ۔ پلیٹیں پیش کر دی گئیں، انھوں نے پلیٹوں میں درہم ڈال کر مستحقین میں تقسیم کر دیے۔ [طبقات ابن سعد: ۸/۵٦]

ساتویں آسمان کے اوپر سے اجازت:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت باہر نکلیں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھ کر پہچان لیا اور فرمانے لگے: اماں جان! آپ کی جسمانی ساخت ہی ایسی ہے کہ ہر کوئی دیکھتے ہی پہچان جاتا ہے۔ انھوں نے واپس آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے، غالباً انکی رائے یہ ہے کہ میں گھر سے باہر نہ نکلا کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی وقت وحی نازل ہوئی:

((قَدْ أَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوائِجِكُنَّ))

''اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے کہ تم اپنی ضروریات کے لیے گھروں سے باہر جا سکتی ہو۔'' [بخاری: ۵۲۳۷ ۔ مسلم: ۲۱۷۰]

کوچ کا وقت قریب آ گیا:

ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا دل کی گہرائی سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں زندگی بسر کرتی رہیں، کتاب وسنت کی محبت آپ کے رگ وریشے میں رچی بسی ہوئی تھی۔ آپ کے دل پر سعادت اور سکینت کی پھوار پڑتی رہتی تھی۔ لیکن دنیا میں کسی کا ہمیشہ رہنا ناممکن ہے۔ ایک نہ ایک دن انسان کو اس دنیائے فانی سے کوچ کرنا ہی ہوتا ہے۔

آخر کار وہ دن بھی آ گیا جس دن غم واندوہ ان کے دل میں داخل ہو کر ٹھہر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ آپ بڑے شفیق تھے، آپ کی شفقت، محبت، الفت، مودت، علم اور اخلاق نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو آپ کا گرویدہ بنا دیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیائے فانی سے کوچ کرنے سے سب چیزیں جاتی رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وفات سے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ غمگین ہوگئیں۔ قریب تھا کہ شدت غم سے جگر چھلنی ہو جاتا، لیکن آپ نے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کمال درجے کا صبر کیا، تاکہ قیامت کے دن صبر کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہوسکیں۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اس بات پر فخر تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو وہ ان پر راضی تھے۔ انھیں یہ بھی یقین تھا کہ جس طرح دنیا میں آپ کی بیوی بننے کا شرف حاصل ہوا، اسی طرح جنت میں بھی آپ کی بیوی ہونے کی سعادت حاصل ہوگی۔ جنت وہ عالی شان مقام ہے جسے آج تک کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ جس کے بارے میں کسی کان نے سنا۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کی طرح آپ کے بعد بھی عبادت گزار اور نماز روزے کی پابند رہیں۔

یہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک زندہ رہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے مقام و مرتبے اور قدر و قیمت کو جانتے تھے اور ان کے ساتھ غایت درجہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں وہ بستر مرگ پر دراز ہوئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ رضی اللہ عنہا کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور اپنے رب سے جا ملی۔

اگرچہ آپ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا تذکرہ یہاں اختتام کو پہنچا، لیکن ان کی سیرت کی خوشبو نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ وہ ہماری بیویوں، بیٹیوں، بہنوں کے لیے رہتی دنیا تک ایک مثالی نمونہ ثابت ہوگی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئی۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آج ہم اس پاکیزہ اور جلیل القدر ہستی کا تذکرہ قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جس کے علم، فقہ، زہد اور تقویٰ سے پوری دنیا فیض یاب ہوئی۔ جس نے اپنے والدین سے صداقت و امانت کا سبق لیا اور محمدی دسترخوان سے روحانی غذا حاصل کی۔ وہ متقی اور پرہیز گار خاتون ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کی بریت کے احکامات اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے نازل کیے۔ جس کے زہد وتقویٰ اور اعلیٰ کردار کی شہادت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بذات خود دی۔

اعلیٰ نسبتوں کے ہالے میں:

اس جلیل القدر خاتون کی بابرکت داستان بیان کرنے سے پہلے آیئے ذرا ہم ان اعلیٰ نسبتوں کا مشاہدہ کریں جنھوں نے انھیں ہر طرف سے اپنے حصار میں لیا ہوا ہے۔

⌘ انکے خاوند سرور عالم سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جنھیں اللہ نے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا۔

⌘ ان کے والد محترم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کہ انبیا علیہم السلام کے بعد جو ساری دنیا میں زیادہ افضل اور لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے۔

⌘ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ام رومان بنت عامر عظیم المرتبت صحابیہ نے دین اسلام کی بہت زیادہ خدمت کی۔

⌘ ان کی ہمشیرہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہیں جو ''ذات النطاقین'' کے لقب سے معروف ہوئیں۔

⌘ ان کے بہنوئی ان دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک تھے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کی زندگی میں جنتی ہونے کی بشارت دی اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے اپنی تلوار کو نیام سے باہر نکالا۔

⌘ انکے دادا ابو قحافہ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل کیا۔

⌘ ان کی دادی ام الخیر سلمی بنت صخر اور تین پھوپھیوں ام عامر، قریبہ اور فروہ رضی اللہ عنہن نے اسلام قبول کیا اور صحابیہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔

⌘ ان کے حقیقی بھائی اور صحابی رسول عبدالرحمٰن مانے ہوئے بہادر اور ماہر تیر انداز تھے۔

یہ وہ بابرکت نسبتیں ہیں جن کے درمیان ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پرورش پائی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قدر و منزلت:

ذہبی رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا امام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی قریشی، تمیمی نبی کریم ﷺ کی رفیقہ حیات مطلق طور پر ساری امت کی خواتین سے بڑھ کر تھی۔''

ذہبی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: ''ان کا رنگ سفید تھا، نہایت حسین و جمیل تھی۔ اسی لیے اسے حمیراء کہا جاتا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی تمام بیویوں میں صرف ایک یہی تھی جو شادی کے وقت کنواری تھی اور وہ آپ کو سب بیویوں سے زیادہ عزیز تھی۔ وہ امت محمدیہ میں بلکہ ساری دنیا کی خواتین میں سب سے بڑھ کر عالم فاضل تھیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی دنیا و آخرت ہر دو جگہ رفیقہ حیات ہیں۔'' [سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۱٤۰]

۞ کبار تابعی امام مسروق بن عبدالرحمٰن الہمدانی الکوفی جب بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے تو فرط عقیدت سے یہ کہتے:

'' حَدَّثَتْنِي الصِّدِّيقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيقِ، حَبِيبَةُ حَبِيبِ اللّٰهِ، اَلْمُبَرَّآةُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مجھے صدیق اکبر کی بیٹی صدیقہ رضی اللہ عنہا اللہ کے حبیب کی محبوب نظر، اور اس نے کہ جسے اللہ کی کتاب بری قرار دیا گیا، حدیث بیان کی۔''

ابونعیم الاصبہانی رحمہ اللہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق لکھتے ہیں:

''صدیق کی بیٹی صدیقہ، عتیق کی بیٹی عتیقہ، اللہ کے محبوب اور اللہ کا قرب رکھنے والے سید المرسلین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب نظر، تمام عیوب سے بری قرار دی گئی...... دلوں کے شکوک وشبہات سے پاک وصاف، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔'' [حلية الأولياء لأبي نعيم: ۲/ ۴۳]

اسلام کا سورج جزیرہ نمائے عرب کی سرزمین پر چمکتا ہے:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بعثت سے پہلے ہی حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے، وہ ان کی امانت، صداقت اور ان کے عمدہ اخلاق سے واقف تھے، چند سال ہی گزرے تھے کہ جزیرہ نمائے عرب کی سرزمین پر آفتابِ اسلام چمکنے لگا اور حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی۔ خواتین میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کر لیا اور مردوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو دعوت دینے لگے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت سے متاثر ہو کر چھ افراد نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سبھی گھر والے اور ساری اولاد حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ایمان کے ماحول میں ہوئی، جب اس نے شعور کی آنکھ کھولی تو اپنے معزز والدین کو حالت ایمان میں دیکھا اور انھیں یہ محسوس ہوا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری دنیا سے بہتر انسان کی بیٹی ہوں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''لم أعقل أبوي إلا وهما يدينان الدين'' [سير أعلام النبلاء: ۲/ ۱۳۹]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جب سے میں نے عقل وشعور پایا اپنے والدین کو دین دار دیکھا۔“

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے معزز والدین کی آغوش میں پرورش پائی۔

والدین اپنی سعادت مند بیٹی کی برکت کو بچشم خود ملاحظہ تو کرتے رہتے تھے لیکن ان کے دل میں کبھی یہ احساس پیدا نہیں ہوا تھا کہ ان کی بیٹی مستقبل میں سید الانام ﷺ کی رفیقہ حیات بن کر ام المومنین کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جائے گی اور وہ ہر دور اور جگہ کے لیے علم کا مینار بن جائے گی۔

آیئے! ہم چند لمحات ان کی سیرت کے آنگن میں گزاریں تاکہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی قدر و منزلت سے آگاہ ہو سکیں۔

دنیا وآخرت میں رفقیہ حیات:

نبی کریم ﷺ کی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی آسمان سے نازل ہونے والی وحی کی بنیاد پر ہوئی، آپ ﷺ نے تین راتیں مسلسل خواب میں دیکھا کہ جبریل علیہ السلام عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر سامنے کر کے کہتے کہ یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں رفیقہ حیات ہے۔

اللہ اللہ! ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ مقام و مرتبہ، یہ قدر و منزلت یہ عظمت، یہ بلندی اور یہ سرفرازی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے خواب میں تین راتیں تو دکھائی گئی، تیری تصویر ریشم کے رومال میں لپیٹ کر فرشتہ لایا اور اس نے کہا یہ تیری بیوی ہے، پھر اس نے تیرے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو ہو بہو تو ہی تھی، میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو یہ کام ہو کر رہے گا۔“ [بخاري، باب مناقب الأنصار : ٧/ ٧٥ـ مسلم : ٢٤٣٨ـ مسند أحمد : ٦/ ٤١ـ ١٢٨ـ ١٦١]

❁ ابن ابی ملیکۃ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ جِبْرِيْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَ هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ)) [ترمذی، باب المناقب: ۳۸۸۰]

''جبرئیل علیہ السلام اس کی تصویر سبز رنگ کی ریشم میں لپیٹ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہا کہ یہ تیری دنیا اور آخرت میں رفیقہ حیات ہے۔''

شادی مبارک کی کہانی:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ شادی نہیں کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس سے؟ اس نے کہا اگر آپ کنواری دوشیزہ سے شادی کرنا چاہیں تو وہ بھی ہے اور اگر آپ بیوہ سے شادی کرنا چاہیں تو وہ بھی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کنواری کون ہے؟''

اس نے کہا:

''جو سب لوگوں سے بڑھ کر آپ کو عزیز ہے اس کی بیٹی، یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا۔ آپ نے پوچھا:

''بیوہ کون ہے؟'' اس نے بتایا:

''سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا، وہ آپ پر ایمان لا چکی ہے اور دین اسلام کی پیروکار ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جائیے! دونوں سے بات کر کے دیکھ لیجیے۔''

یہ واقعہ مکہ معظّمہ میں پیش آیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خولہ بنت حکیم ہمارے گھر آئیں، میری امی جان ام رومان سے ملیں اور کہنے لگیں: ام رومان مبارک ہو! اللہ نے تمھارے گھر خیر و برکت داخل کر دی ہے انھوں نے کہا: وہ کیسے؟

اس نے کہا: مبارک ہو، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ لینے آئی ہوں، انھوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے آپ کیا خیال ہے؟ انھوں نے کہا: میں تو راضی ہوں، ذرا انتظار کر لیجیے ابوبکر رضی اللہ عنہ آنے ہی والے ہیں۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف لے آئے۔ خولہ نے ان سے کہا:

''مبارک ہو! اللہ تعالیٰ نے تمھارے گھر میں خیر و برکت داخل کر دی ہے۔''

انھوں نے حیران ہو کر پوچھا:

''کیا ہوا؟ کیسی خیر و برکت؟''

اس نے کہا:

''میں رسول اللہ ﷺ کے لیے آپ کی بیٹی عائشہ کا رشتہ لینے آئی ہوں، انھوں نے مجھے بھیجا ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا:

''آپ کا آنا سر آنکھوں پر، لیکن کیا یہ رشتہ درست ہے؟ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی ہے۔''

وہ اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلی گئیں اور انھیں صورتحال سے آگاہ کیا۔

آپ ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا:

''انھیں جا کر بتائیں کہ یہ رشتہ شرعاً درست ہے، وہ میرے دینی بھائی ہیں اس لیے ان کی بیٹی کی شادی میرے ساتھ ہو سکتی ہے۔''

وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور انھیں صورتحال سے آگاہ کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ٹھیک ہے، رسول اللہ ﷺ کو بلا لیں۔''

آپ ﷺ تشریف لے آئے۔ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ نکاح پڑھا دیا جبکہ میں ابھی چھ سال کی تھی۔ [مجمع الزوائد الهيثمي : ١٥٢٨٥]

سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ایک تجربہ کار خاتون تھیں۔ ان کی حالات پر گہری نظر تھی، وہ اچھی طرح جانتی تھیں کہ خانۂ نبوی ﷺ کو کس طرح محبت و الفت اور مسرت و شادمانی کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے وہ نفسیاتی اور معاشرتی معاملات کو خوب اچھی طرح جانتی تھیں، انھوں نے بڑے غور و خوض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شادی کرنے کی تجویز پیش کی۔ اس کی نظر میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے گھر میں جو خلا پیدا ہو گیا تھا اسے پر کرنے کی یہی ایک صورت تھی۔ شاید خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے پیش نظر یہ بات تھی کہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے آنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو ایک تجربہ کار خاتون کی معاونت حاصل ہو جائے گی اور وہ گھر کو اچھے انداز میں سنبھال لے گی اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نعم البدل محسوس ہو گا، جس کی وجہ سے آپ کے دل میں فرحت و انبساط کی کیفیت پیدا ہو گی اور ساتھ ہی اس شادی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان مصاہرت کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا اور سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو شادی کر کے گھر لے آنا اور پھر تین سال گزر جانے کے بعد واقعہ بدر کے بعد ماہِ شوال میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو میکے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھر لانا، نہایت ہی سود مند ثابت ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں سے صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایسی ہیں جو شادی کے وقت کنواری تھیں۔

[سیر اعلام النبلاء : ۲/۱۴۱، ۱۴۲]

اللہ کی طرف سبقت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے بتایا گیا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کی دنیا و آخرت میں بیوی ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بچپن کے باوجود یہ محسوس کیا کہ یہ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ میں سرور عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات بن کر قیامت تک کے لیے ام المومنین کے درجے پر فائز ہو جاؤں گی۔ نکاح کے وقت مکہ معظمہ میں یہ صورتحال تھی کہ مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر طرح طرح کے مظالم ڈھا رہے تھے، حبیب کبریا سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل ترین حالات کو دیکھتے ہوئے اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔ وہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور انصار کے ہاں پناہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔ وہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور انصار کے ہاں پناہ گزیں ہو گئے۔ تھوڑے عرصے کے بعد رسول اللہ ﷺ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے تاکہ اس بابرکت سرزمین پر اسلامی حکومت کی بنیاد رکھیں۔

سعادت کا مکمل ہونا:

بدر کا معرکہ بپا ہوا، جس میں اللہ تعالیٰ نے توحید پرستوں کے لیے فتح ونصرت لکھ دی تھی۔ اس فتح وکامرانی پر نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل خوشی سے لبریز ہو گئے۔ رمضان کا مہینا گزرا، ماہِ شوال شروع ہوا تو مسلمانوں کو ایک اور خوشی کا موقعہ دیکھنا نصیب ہوا، نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کے میکے سے اپنے گھر لے آئے۔ اہل توحید کو اس بات کی خوشی تھی کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی بیوی بن کر ام المومنین کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہوگئی ہیں۔ یہ ایک ایسی فضیلت ہے کہ دنیا کی کوئی چیز اس سے اعلیٰ وارفع اور افضل نہیں ہوسکتی۔ اس دن لوگ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر جمع ہوئے، ہر ایک کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا اور تمام لوگوں کے دل شاداں وفرحاں تھے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب مجھ سے نکاح کیا تو میں صرف چھ سال کی تھی، پھر ہم مدینہ منورہ آ گئے اور بنو حارث بن خزرج کے محلے میں قیام پذیر ہوئے۔ میں یہاں آ کر بیمار ہوگئی اور میرے سر کے بال جھڑ گئے۔ ایک روز میری امی جان ام رومان رضی اللہ عنہا میرے پاس آئیں، میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ انھوں نے اونچی آواز سے مجھے بلایا تو میں انکے پاس آئی، مجھے کچھ پتا نہیں تھا کہ میری امی جان کا کیا ارادہ ہے۔ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر کے دروازے پر لا کھڑا کیا، میرا سانس پھولا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد مجھے سکون محسوس ہوا پھر اس نے پانی سے میرا چہرہ اور سر دھویا پھر مجھے کمرے کے اندر بھیج دیا، گھر میں انصار کی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں انھوں نے مجھے دیکھتے ہی خیر و برکت کی دعا کی اور میری خوش قسمتی کی دعائیں دیں۔ مجھے میری امی جان نے ان کے سپرد کر دیا انھوں نے مجھے دلہن بنایا، جب مجھے رسول اللہ ﷺ کے سپرد کیا گیا اس وقت میری عمر نو سال تھی۔ [بخاری : ۳۸۹۴]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی:

《عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَ فِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا وَ وَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِيْ أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيْرَكَ؟ قَالَ "فِي الَّتِيْ لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا" يَعْنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا》 [بخاری : ۵۰۷۷]

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی:

''یا رسول اللہ ﷺ ! اگر آپ کسی وادی میں فروکش ہوں اور وہاں ایک درخت ایسا ہو جس کو جانوروں نے کھا لیا ہو اور آپ کو ایک ایسا درخت مل جائے جس کو کسی جانور نے بالکل نہ کھایا ہو، تو آپ اپنا اونٹ کس درخت پر چرائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ظاہر ہے اس درخت پر جسے کسی جانور نے نہ کھایا ہو (یہ میاں بیوی کے درمیان اشارے کنائے سے باتیں ہو رہی تھیں) مطلب یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے علاوہ کسی دوسری کنواری عورت سے شادی نہیں کی۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خانۂ نبوی میں داخل ہوئیں، یہ ساری کائنات میں سب سے بڑھ کر خیر و برکت والا گھر تھا۔ حالانکہ وہ ایک سادہ سا حجرہ تھا، جس میں دنیا کا کوئی ساز و سامان نہ تھا، البتہ اس گھر کے مالک پر آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ سے اخلاق، علم، تقویٰ، حلم و بردباری اور ہدایت مسلسل حاصل کرتی رہیں، یہاں تک کہ وہ دنیا میں آباد لوگوں کے لیے علم کا آفتاب بن کر جگمگائیں جس سے تمام لوگ فیض یاب ہوئے۔

سعادت اور برکت:

نبی کریم ﷺ کے جملہ گھروں پر سعادت کے نور کی پھوار مسلسل پڑتی رہتی تھی، باوجود اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کہ دنیاوی لحاظ سے تنگ دستی و فاقہ کشی کی کیفیت رہتی تھی۔ کئی کئی دن اس حالت میں گزر جاتے کہ ان گھروں میں چولہا نہ جلتا اور اہل خانہ پانی اور کھجور پر گزارہ کرتے۔ لیکن حبیب کبریا سیدنا محمد کریم ﷺ کا دل اہل خانہ کے بارے میں شفیق، رحیم اور ہمدرد رہتا تھا۔ اس بنا پر اہل خانہ کو دنیا کی بڑی سے بڑی مصیبت ذرا برابر بھی تکلیف نہیں دیتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے اس مشفقانہ رویے نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عزت، سخاوت، زہد و تقویٰ اور فضل و شرف سے آراستہ کر دیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روشن و درخشاں تاریخ ان کی اعلیٰ و ارفع اخلاقیات اور عادات و اطوار کی داستان بیان کرتی ہے۔ ان تمام تر خوبیوں کو اس نے خانہ نبوی سے حاصل کیا اور زندگی کے آخری سانس تک ان سے آراستہ و پیراستہ رہیں۔

شادی کے ابتدائی ایام میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دلی خواہش تھی کہ خانۂ نبوی ﷺ میں ہر اعتبار سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مقام حاصل کریں، نبی کریم ﷺ اپنے دل میں انھیں وہی مقام دینے لگیں جو سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ پوری کائنات میں سب سے بڑھ کر وفادار تھے۔ آپ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ارفع و اعلیٰ مقام و مرتبے کا دلی طور پر اعتراف کرتے تھے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پہلے خانۂ نبوی میں سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر تشریف فرما ہوئیں، وہ جوانی کی عمر سے گزر چکی تھیں۔ یہ شادی آپ نے وحی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ایک بیوہ خاتون کو سہارا دینے کی غرض سے کی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کو پوری کائنات کے لیے رسول رحمت بنا کر بھیجا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رسول اقدس ﷺ سے دلی پیار تھا۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ ان کے ہاں بھی بیٹا ہو، جیسے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹے نے جنم لیا۔ لیکن دن یونہی گزرتے گئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلی خواہش پوری نہ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں مشورہ دیا کہ اپنی ہمشیرہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نسبت سے اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ لیں۔ اس طرح ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ لی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت:

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اپنی ہم عمر بچیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ بچیاں بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ادھر ادھر منتشر ہونے لگتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچیوں کی میرے پاس موجودگی سے خوش ہوتے۔''

[بخاری، باب الأدب : ۱/ ۴۳۷ ـ مسلم : ۸۱]

گھوڑے کے پر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شفیق اور رحم دل تھے۔ انھوں نے اپنی نوعمر بیوی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کے والدین کی طرف سے ملنے والی شفقت اور محبت کا خلا بہت ہی عمدہ انداز میں پر کیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گھریلو ماحول سے بہت مطمئن تھیں، رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک یا غزوہ خیبر سے واپس تشریف لائے، گھر کے پردے کی اوٹ میں میری گڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ہوا سے پردہ ایک طرف سرکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر گڑیوں پر پڑی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

''عائشہ یہ کیا ہے؟''

میں نے کہا: ''یہ میری بیٹیاں ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ درمیان میں کیا ہے؟''

میں نے کہا: یہ گھوڑا ہے، کپڑوں کی ٹاکی سے اس کے دو پر بنے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پروں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟''

میں نے کہا: ''اس کے پر ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گھوڑا اور اس کے دو پر......؟''

میں نے کہا: ''کیا آپ نے یہ نہیں سنا کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کے پر تھے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری بات سن کر ~~خوب ہنسے~~۔ [ابو داود : ۴۹۳۲]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادلے کا بدلہ:

حلم، بردباری، تواضع، انکسار کا وصف اتنا بلند درجے تک پہنچا ہوا تھا کہ بعض اوقات مناسب موقع دیکھ کر نبی کریم ﷺ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ بھی کرلیا کرتے تھے، تاکہ اسے یقین آ جائے کہ میری زندگی کا ساتھی میرے ساتھ کس قدر لطف و کرم، ہمدردی اور رواداری سے پیش آتا ہے اور مجھے خوش رکھنے کے لیے کس قدر اہتمام کیا جاتا ہے۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک دل میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اپنائیت کے حد درجہ جذبات و احساسات تھے، آپ تو ساری کائنات کے لیے رحمت و شفقت بنا کر بھیجے گئے تھے۔

❁ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی، اس وقت میرا جسم ہلکا پھلکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ تم سب آگے نکل جاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب دور آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ آیئے! آج ہم دوڑ لگاتے ہیں۔ میں دوڑ میں آگے نکل گئی، آپ نتیجہ دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ جب ایک دن پھر سفر درپیش آیا تو دوران سفر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیزی سے آگے بڑھ جانے کا حکم دیا۔ وہ حکم کی تعمیل میں جب کافی دور چلے گئے اور آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ آیئے! آج ہم پھر دوڑ کا مقابلہ کرتے ہیں، اس دفعہ میرا جسم فربہ ہو چکا تھا۔ ہم نے دوڑ لگائی تو رسول اللہ ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے۔ آپ ﷺ نے مسرت کا انداز اپناتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”یہ ادلے کا بدلہ ہو گیا، پہلی دفعہ آپ جیت گئیں تھیں اب کی بار میں جیت گیا ہوں۔“

[مسند امام احمد : ٦/ ٣٩]

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آپ کے معاہدے میں شرکت:

جب بھی نبی کریم ﷺ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو نہایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی خوشگوار انداز میں گفتگو کرتے تاکہ ان کا دل خوش ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو سعادت مند تصور کریں۔

کبھی کبھار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ان دونوں کے پاس تشریف لے آتے اور اس سعادت مند اور خوشگوار ماحول میں شریک ہو جاتے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اندر آ کر یہ منظر دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا غصے کے عالم میں اونچی آواز سے بول رہی تھیں، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بیٹی! میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ تم اپنی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا کر رہی ہو۔ بس اتنا کہنا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باپ بیٹی کے درمیان حائل ہو گئے اور فرمایا: یہ ہمارا گھریلو معاملہ ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر سے باہر چلے گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رفیقہ حیات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے کی غرض سے فرمانے لگے: دیکھا! میں تم دونوں باپ بیٹی کے درمیان کس طرح حائل ہو گیا؟ یہ سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جب آپ گھر کے اندر تشریف لائے تو دونوں میاں بیوی خوشگوار انداز میں ہنس رہے تھے، یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے آپ دونوں اپنی صلح میں بھی شریک کر لیں جس طرح اپنی لڑائی میں شریک کر لیا تھا۔[ابو داؤد، باب الأدب: ٤٩٩٩]

بلند اخلاق:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں جن اخلاق عالیہ اور اوصاف حمیدہ کا بچشم خود مطالعہ کیا قلم کے لیے ان اوصاف کا احاطہ کرنا ممکن ہی نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بڑے جچے تلے الفاظ میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾ [القلم: ٤]

''بلاشبہ آپ تو بڑے بلند اخلاق ہیں۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کو کبھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں مارا اور نہ ہی کبھی اپنے کسی خادم کو مارا اور نہ اپنے ہاتھ سے کسی کو مارا۔ البتہ آپ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے۔ کبھی آپ نے کسی سے اپنا ذاتی انتقام نہیں لیا۔ ہاں! اگر کسی نے اللہ کی حدود کو پامال کیا تو اس پر حد ضرور نافذ کی۔ [مسلم : ۲۳۲۸]

رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ عبادت میں مصروف رہنے اور ساری امت مسلمہ کا درد محسوس کرنے کے باوجود ایک ایسے مثالی خاوند تھے کہ جس کی نظیر ساری دنیا میں ملنی مشکل ہے۔ آپ ﷺ اپنے اہل خانہ کا گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹا دیا کرتے تھے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ گھر میں کام سرانجام دیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: اہل خانہ جس کام میں مصروف ہوتے آپ اس میں ہاتھ بٹایا کرتے تھے، البتہ جب اذان ہو جاتی تو آپ مسجد کی طرف روانہ ہو جاتے۔ [بخاری : ۵۳۶۳]

قیمتی اسباق:

رسول اللہ ﷺ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو باقاعدگی سے تعلیم و تربیت دیا کرتے تھے اور ہمیشہ یہ تعلیم دیتے کہ ہر کام میں نرمی اور شفقت خیر و برکت کا باعث بنتی ہے۔

شریح بن ہانی سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہوئیں وہ اونٹ قدرے اڑیل مزاج تھا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''عائشہ! نرمی اختیار کیجیے، یاد رکھیں! نرمی اختیار کرنے سے کام کی شان دوبالا ہو جاتی ہے، اور اگر کسی چیز سے نرمی کو نکال دیا جائے تو اس چیز کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔'' [مسلم : ۲۲۹٤۔ مسند امام احمد : ۱۱۲/٦۔ ابو داؤد : ۲٤۷۸]

❁ سیدنا عروۃ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ یہودیوں کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، انھوں نے آپ کو ''السام علیکم'' کہا، یعنی ''آپ پر موت واقع ہو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں ان الفاظ کو سمجھ گئی اور میں نے انھیں ''وعلیکم السام و اللعنة'' کہا کہ ''تم پر موت اور لعنت واقع ہو۔'' فرماتی ہیں میرا یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”عائشہ رک جاؤ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔“
میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا جو کچھ انھوں نے کہا ہے آپ نے نہیں سنا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے سن لیا تھا اور جواب میں صرف ”وعلیکم“ کہہ دیا تھا کہ تم پر بھی وہی کچھ ہو جو تم نے کہا ہے، بس ان کو اتنا ہی جواب کافی ہے۔
[بخاری : ٦٠٢٤ـ مسلم : ٢١٦٥]

بے احتیاطی اور انصاف:

حبیب کبریا سیدنا محمد کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں کسی سے مداہنت نہیں کیا کرتے تھے اور نہ ہی کسی سے محبت انصاف کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتی تھی۔
ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: آپ کے لیے تو چھوٹے سے قد کی ہی کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے زیادہ پسندیدہ بیوی کو اس موقع پر کیا کہا؟
((لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ)) [ترمذی : ٢٥٠٢]
”آپ نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ اگر یہ سمندر کے پانی میں ملا دی جائے تو سارا پانی کڑوا ہو جائے۔“
ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محبت و الفت کے باوجود آپ ﷺ نے انھیں یہ اجازت نہیں دی کہ وہ اپنی دینی بہن کی عزت کو پامال کرے اور اس کی غیبت کر کے اس کا گوشت کھانے کی مرتکب ہو۔
✿ جب نبی کریم ﷺ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تصویروں والا پردہ لٹکا ہوا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کو بہت ناگوار گزرا، آپ ﷺ اس موقعے پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سختی سے پیش آئے، حجرے کے دروازے پر آکر کھڑے ہو گئے اور جب وہ پردہ اتار دیا گیا تو آپ ﷺ حجرے کے اندر تشریف لائے۔ [فتح الباری : ٣٢٥/٤]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی محبت و الفت کبھی انصاف کی راہ میں رکاوٹ نہ بنی۔ اگر کبھی ایسی صورت پیش آئی کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے کسی خاتون پر کوئی زیادتی ہوئی تو آپ نے انصاف کرتے ہوئے بدلے کا حکم دیا۔

حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی غیرت:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ انتہا درجے کی محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں آپ ﷺ کے بارے میں بعض اوقات انتہا درجے کی غیرت بھی محسوس ہوتی، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَيْلًا قَالَتْ : فَغِرْتُ عَلَيْهِ، فَجَاءَ فَرَاٰى مَا اَصْنَعُ فَقَالَ : مَالَكِ يَا عَائِشَةُ، أَغِرْتِ؟ فَقُلْتُ : وَمَالِيَ لَا يَغَارُ مِثْلِيْ عَلٰى مِثْلِكَ ؟ فَقَالَ : اَقَدْ جَاءَ كِ شَيْطَانُكِ؟ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَعِيَ شَيْطَانٌ ؟ قَالَ : نَعَمْ قُلْتُ : أَمَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ ؟ قَالَ : نَعَمْ قُلْتُ : اَمَعَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : نَعَمْ وَلٰكِنْ رَبِّیْ اَعَانَنِیْ عَلَيْهِ حَتّٰى اَسْلَمَ))

[مسلم : ۲۸۱۵۔ مسند امام احمد : ۱۱۵/۶]

''ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ اس کے ہاں سے باہر تشریف لے گئے، کہتی ہیں کہ مجھے بڑی غیرت آئی، اتنے میں آپ واپس تشریف لے آئے، آپ نے دیکھا جو میں کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! کیا ہوا؟ کیا تم غیرت کھا گئی ہو؟ میں نے کہا: مجھ جیسی بھلا آپ جیسے کے اچانک غائب ہو جانے پر آخر غیرت کیوں نہ کھائے؟ آپ نے مزاح کے انداز میں مسکراتے ہوئے فرمایا: تیرے پاس تیرا شیطان آ گیا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ساتھ بھی شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے کہا: کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' میں نے کہا: کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے ساتھ بھی شیطان ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! البتہ میرے رب نے مجھے اس پر غلبہ دے دیا ہے اور اس نے اپنا سر جھکا لیا ہے۔"

((وَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ : تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ

[الأحزاب : ٥١]

فَقُلْتُ : لَهَا مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ؟ قَالَتْ : كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُ : اِنْ كَانَ ذَاكَ اِلَيَّ فَاِنِّي لَا اُرِيْدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُوْثِرَ عَلَيْكَ اَحَدًا))

[بخاری : ٤٧٨٩۔ مسلم : ١٤٧٦]

"سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درج ذیل آیت نازل ہونے کے بعد اپنی بیویوں سے اجازت لیا کرتے تھے،

"تم اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے پاس رکھو اور جس کو چاہو الگ کر دو آپ پر کوئی حرج نہیں۔

معاذہ بنت عبداللہ کہتی ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: آپ اس بارے میں کیا فرماتی تھیں؟ انھوں نے فرمایا کہ میں تو اس بارے میں یہ کہتی تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھ سے اس بارے میں پوچھا جائے تو میں کسی کو آپ پر ترجیح نہیں دوں گی۔"

تمھاری ماں غیرت کھا گئی:

یہ ایک تربیتی سبق ہے جس سے ہمارے لیے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مشکل اور پیچیدہ حالات میں کس قدر حکمت، دانائی اور شفقت کا رویہ اختیار کیا کرتے تھے۔ بخاری شریف میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک بیوی کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے، امہات المومنین میں سے کسی نے آپ کے لیے ایک پلیٹ میں کھانا بھیجا اور جس بیوی کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے ہوئے تھے اس نے غصے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیرت کے ملے جلے جذبات سے خادمہ کے ہاتھ پر مارا جس سے پلیٹ زمین پر گر کر ٹوٹ گئی اور کھانا بکھر گیا، نبی کریم ﷺ پلیٹ کے ٹکڑے جمع کرنے لگے، پھر زمین پر گرا ہوا کھانا اکٹھا کرنے لگے اور ساتھ یہ فرمانے لگے: ''تمھاری ماں غیرت کھا گئی ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے خادمہ کو روک لیا اور اس بیوی کے پاس سے اسے نئی پلیٹ لا کر دی جس کے گھر میں آپ ﷺ ٹھہرے ہوئے تھے۔ یہ تاوان اسی پر ڈالا گیا جس نے پلیٹ توڑی تھی۔

[بخاري : ٥٢٢٥]

نسائی شریف میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک پلیٹ میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے کھانا بھیجا، سیدہ عائشہ چادر میں لپٹی ہوئی، ہاتھ میں پتھر تھامے ہوئے آئی اور اس نے پلیٹ توڑ دی۔ نبی کریم ﷺ پلیٹ کے ٹکڑے اکٹھے کرنے لگے اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمانے لگے: کھاؤ! تمھاری ماں غیرت کھا گئی ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے نئی پلیٹ لے کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھیجی، اس طرح سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پلیٹ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ [نسائي : ٧/ ٧٠]

آپ کا رب آپ کی خواہش کے مطابق بہت جلد حکم نازل کر دیتا ہے:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں ان عورتوں پر غیرت کھاتی اور تعجب کرتی تھی جنھوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کیا۔ میں کہا کرتی تھی کہ کیا عورت بھی اپنے آپ کو ہبہ کرتی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت نازل کی:

﴿ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ﴾ [الأحزاب : ٥١]

''تم اپنی بیویوں میں سے جسے چاہو اپنے پاس رکھو، جس کو چاہو الگ کر دو آپ پر کوئی حرج نہیں۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کا رب آپ کی خواہش کے مطابق بہت جلد حکم نازل کر دیتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہانت و فطانت:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما ہوئے تو رات کو اپنی چادر اور اپنے جوتے اتار کر اپنے پاؤں کے قریب رکھ لیے اور اپنی چادر پلنگ پر بچھا کر دراز ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ کو یہ گمان ہوا کہ میں نیند کی آغوش میں چلی گئی ہوں تو آپ اٹھے، اپنی چادر آہستہ سے پکڑی اور آہستہ سے اپنے جوتے پہن کر باہر نکل گئے اور پھر آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے اپنی چادر لپیٹی اور آپ کے پیچھے نکل پڑی، آپ جنت البقیع میں پہنچ گئے تین مرتبہ اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے، دیر تک قیام کیا، پھر واپس پلٹے۔ میں بھی پچھلے پاؤں پلٹ گئی، آپ تیز چلتے تو میں بھی تیز رفتار ہو جاتی، آپ بھاگتے تو میں بھی بھاگنے لگتی۔ میں آپ سے پہلے گھر پہنچ کر لیٹ گئی، آپ اندر تشریف لائے اور فرمایا: عائشہ کیا بات ہے آپ کا سانس پھولا ہوا ہے؟

میں نے کہا: کوئی بات نہیں......!

آپ نے فرمایا: تم بتا دو ورنہ مجھے میرا اللہ لطیف وخبیر بتا دے گا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، پھر میں نے اپنی کارروائی آپ کو بتا دی۔ آپ نے فرمایا: کیا تو وہی سایہ ہے جسے میں نے اپنے آگے آگے چلتے ہوئے دیکھا؟ میں نے کہا: ہاں! آپ ٹھیک فرماتے ہیں۔ آپ نے ازراہ ہمدردی اور شفقت میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

''کیا آپ یہ گمان کرتی ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول تجھے نظر انداز کر دیں گے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض اوقات لوگ آپ سے کوئی بات چھپا لیتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو وحی کے ذریعے سے آگاہ کر دیتا تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو سو چکی تھی تو میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے، میں اس کے کہنے پر چپکے سے اٹھا، میں نے خیال کیا کہ آپ سو چکی ہیں۔

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان پہنچ کر کیا دعا مانگنی چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ”قبرستان جا کر یہ دعا مانگا کرو:

《 اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ یَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ 》

[مسلم : ٩٧٤ ـ النسائی : ٣٩٧٣]

واہ سبحان اللہ! کیا ذکاوت و ذہانت ہے رسول اللہ ﷺ کی اور کیا فطانت اور زود فہمی ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی۔ جب انھوں نے محسوس کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو میرا ان کے پیچھے جانا قدرے ناگوار گزرا ہے اور اس طرز عمل سے آپ کی طبیعت مکدر ہوئی ہے تو فوراً موضوع کو بدلتے ہوئے سوالیہ انداز اپنا لیا جس سے آپ کی طبیعت میں خوشگوار احساسات پیدا ہو گئے اور آپ کی طبیعت سے سارا تکدر جاتا رہا۔ مومن بہنوں کے لیے یہ واقعہ خانگی زندگی کے لیے مشعل راہ ہے۔

جب کوئی مسلمان خاتون یہ محسوس کرے کہ اس کا خاوند قدرے ناراض ہے تو ایسا انداز گفتگو اپنائے کہ جس سے اس کا دل خوش ہو جائے۔ اس طرح گھریلو زندگی خوشگوار ہو جائے گی۔ گھر جنت نظیر محسوس ہونے لگے گا اور گھر کے در و دیوار سے خوشیوں کے ترانے گونجتے ہوئے سنائی دینے لگیں گے۔

شہد کی کہانی :

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو شہد بہت پسند تھا۔ جب آپ عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو تھوڑا تھوڑا وقت آپ ﷺ اپنی ہر بیوی کے ہاں تشریف لے جاتے، اس سے حال احوال دریافت کرتے۔ یہ آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔ ایک روز آپ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس زیادہ دیر تک بیٹھے رہے، مجھے بڑی غیرت محسوس ہوئی۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مجھے بتایا گیا کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے قبیلے کی کسی خاتون نے شہد بطور تحفہ بھیجا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ اس کے ہاں تشریف لے گئے تو اس نے آپ کی خدمت میں شہد پیش کیا، چونکہ شہد آپ کو بہت پسند ہے لہٰذا شہد پینے کے لیے وہاں رک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے جس کی وجہ سے وہاں سے رخصت ہونے میں قدرے دیر لگ گئی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا کہ میں ضرور اس بارے میں کوئی تدبیر کروں گی۔ میں نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس آئیں تو آپ ان سے کہنا شاید آج آپ نے مغافیر (گوند) کھائی ہے۔ وہ فرمائیں گے 'نہیں'۔ تو تم آگے سے کہنا کہ یہ میں کیسی بو محسوس کر رہی ہوں، وہ فرمائیں گے: حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے شہد پلایا ہے۔ تم کہنا کہ ممکن ہے کہ شہد کی مکھی نے کسی بد بودار بوٹی کا رس چوسا ہو۔

جب آپ میرے پاس تشریف لائیں گے تو میں بھی آپ سے یہی کہوں گی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو بھی ہم نے اپنے ساتھ اس منصوبے میں ملا لیا۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بخدا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دروازے پر پہنچے تو میرے دل میں خیال آیا کہ میں آپ کو اس راز سے آگاہ کر دوں، لیکن میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رعایت سے خاموشی اختیار کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے قریب ہوئے تو اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آج آپ نے مغافیر (گوند) کھائی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، تو اس نے کہا: میں یہ کیا بو محسوس کر رہی ہوں؟ آپ نے فرمایا:

"مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد پلایا ہے۔"

اس نے کہا: بالکل ٹھیک، میں سمجھ گئی، شہد کی مکھی نے کسی بد بودار بوٹی کا رس چوسا ہو گا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی یہی کہا اور جب آپ صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو اس نے بھی یہی بات کہی۔ جب آپ دوسرے روز حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو شہد پلاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد پینے سے محروم کر دیا۔ میں نے اسے کہا خاموشی اختیار کریں۔

[بخاري: ٥٢٦٨۔ مسلم: ١٤٧٤]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ غیرت:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے کسی سے اتنی غیرت نہ کھاتی جتنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے غیرت کھاتی۔ حالانکہ میں نے اسے دیکھا نہیں تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ اکثر و بیشتر اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات بکری ذبح کرتے اس کی بوٹیاں بناتے، پھر اس گوشت کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے ہاں بھیج دیتے۔ ایک دن میں نے آپ سے کہا: گویا دنیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی اور عورت ہے ہی نہیں۔

آپ فرمانے لگے: ''اس میں یہ یہ خوبیاں تھیں اور اس سے میری اولاد ہوئی۔''

[بخاری : ۳۸۱۸۔ مسلم : ٦٤٣٥]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک روز سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد آئی اور اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ ﷺ کو جب پتا چلا کہ ہالہ تشریف لائی ہیں تو آپ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مناسبت سے بہت زیادہ خوش ہوئے اور فرمانے لگے: واہ سبحان اللہ! آج ہمارے ہاں ہالہ آئی ہیں خوش آمدید۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ والہانہ انداز دیکھ کر بڑی غیرت آئی میں نے کہا:

''یہ کیا آپ ہر وقت قریش کی ایک سرخ، چوڑے جبڑوں والی بڑھیا کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں جو عرصہ ہوا فوت ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے آپ کو اس سے بہتر بیوی سے نواز رکھا ہے۔'' [بخاری : ۳۸۲۱۔ مسلم : ۲۴۳۷]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ آئی جتنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر، حالانکہ میں نے اسے دیکھا بھی نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب کبھی بکری ذبح کرتے تو فرماتے کہ اس کا گوشت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کی طرف بھیج دو۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک روز رسول اللہ ﷺ کو ناراض کر دیا، میں نے کہا یہ کیا آپ ہر وقت خدیجہ، خدیجہ کہتے رہتے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس کی محبت ڈال دی ہے۔''

[بخاری : ۳۸۱۸۔ مسلم : ۲۲۳۵]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ذہبی رحمہ اللہ اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ بھی عجیب چیز دیکھنے میں آئی کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اس بوڑھی خاتون کے بارے میں رشک اور غیرت کی کیفیت پیدا ہوئی جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے کافی عرصہ پہلے فوت ہو چکی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے ان بیویوں کے ساتھ رشک اور غیرت سے محفوظ رکھا جو اس کی زندگی میں موجود تھیں۔ اس میں حکمت کا پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کو مکدر نہیں بنانا چاہتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اپنا فضل و کرم تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طبعی میلان سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف زیادہ تھا اور اپنے اس اعزاز پر وہ خوش تھیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن ایک کالی کلوٹی عورت ہمارے گھر آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا استقبال کیا۔ میں نے کہا: اس کالے رنگ کی عورت کا یہ استقبال؟ آپ نے فرمایا: یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتی تھی، اچھی روایات کا خیال رکھنا بھی ایمان کی علامت ہے۔ [مسند امام احمد: ٢/ ١٦٥]

یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے دختر رسول سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، آپ میری چادر لپیٹ کر لیٹے ہوئے تھے۔ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی۔ اس نے اندر آتے ہی کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ کی بیویوں نے بھیجا ہے، وہ آپ سے ابو قحافہ کی بیٹی کے حوالے سے عدل و انصاف کا مطالبہ کرتی ہیں، میں خاموشی سے سن رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا۔ بیٹی کیا آپ اس سے محبت نہیں کریں گی جسے میں عزیز رکھتا ہوں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں آپ نے فرمایا: بیٹی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرو، اسے دل سے عزیز جانو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ الزہراء رسول اللہ ﷺ کی بات سن کر اٹھی اور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس واپس گئی اور اس نے انھیں ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا۔ جو اس نے کہا تھا وہ بھی بتا دیا اور جو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا تھا وہ بھی بتا دیا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا اس کی بات سن کر کہنے لگیں آپ نے تو ہمارے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔ تم دوبارہ جاؤ اور رسول اللہ ﷺ سے کہو کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی بیویاں ابوقحافہ کی بیٹی کے حوالے سے عدل و انصاف کا مطالبہ کرتی ہیں۔ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق قطعاً کوئی بات نہیں کروں گی۔ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات نے سیدہ زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدہ زینب مقام اور مرتبے کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے ہاں میرے ساتھ مقابلہ کیا کرتی تھیں۔ زینب سے بڑھ کر دین کے بارے میں خیر خواہ کوئی اور خاتون نہیں دیکھی تھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے بڑھ کر ڈرنے والی، سب سے بڑھ کر سچ بولنے والی، سب سے زیادہ بہتر صلہ رحمی سے پیش آنے والی اور سب سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والی خاتون تھیں۔ وہ اپنی کمائی کا بیشتر حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا کرتی تھیں۔ لیکن ان کا رویہ قدرے تلخ ہوا کرتا تھا البتہ وہ بہت جلد اپنے سخت رویے کی معذرت کر لیا کرتی تھیں۔

انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چادر لپیٹ کر لیٹے ہوئے تھے، بالکل اسی حالت میں جس طرح فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی آمد کے وقت آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی، انھوں نے کہا:

''یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی ازواج مطہرات نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، وہ آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی کے بارے میں عدل و انصاف کا مطالبہ کرتی ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر اس نے مجھ سے تلخ کلامی شروع کر دی اور دیر تک تلخی سے بولتی رہی۔ میں رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتی رہی کہ آپ مجھے جواب دینے کی اجازت دیں گے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتی ہیں کہ زینب رضی اللہ عنہا کا رویہ کافی دیر تک وہی رہا، مجھے یوں لگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جوابی کارروائی کرنا ناگوار نہیں لگے گی تو میں نے بھی اسے ترکی بہ ترکی سنانی شروع کیں اور پھر میں نے اسے بولنے کا موقع ہی نہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ منظر دیکھ کر مسکرائے اور فرمانے لگے: آخر یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔

[مسلم : ٢٤٤٢ ـ مسند أمام احمد : ١٥/١٥١ ـ نسائی : ٣٩٥٦]

دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میری دلی خواہش تھی کہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے بارے میں دریافت کروں جن کے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت اتری:

﴿ إِن تَتُوبَآ إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ ﴾ [التحريم : ٤]

"اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے، کیونکہ تمھارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔"

ایک دن مجھے موقع ملا، ایک برتن سے میں آپ کے ہاتھوں پر پانی انڈیلنے لگا۔ آپ نے وضو کیا، جب فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا: امیر المومنین! وہ دو عورتیں کون ہیں جن کے بارے میں قرآن کی مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی ہے؟

آپ نے فرمایا: ابن عباس بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ کو معلوم نہیں، وہ دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ پھر آپ فرمانے لگے:

"میں اور میرا ایک پڑوسی جو مدینہ منورہ کی قریبی بستی کا باشندہ تھا ہم دونوں باری باری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن میں حاضر ہوتا اور جو آپ کے ارشادات سنتا اپنے ساتھی کو آ کر بتا دیتا اور دوسرے دن وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور جو کچھ وہ سنتا مجھے آ کر بتا دیتا۔ صورتحال یہ تھی کہ ہم مکہ کے رہنے والوں کا اپنی بیویوں پر رعب تھا اور یہاں مدینہ منورہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے آ کر دیکھا کہ یہاں انصار پر ان کی بیویوں کا رعب ہے، یہاں آ کر ہماری بیویوں نے بھی انصاری خواتین کی عادات اپنانی شروع کر دیں۔ ایک دن میں نے بیوی سے ذرا اونچی آواز میں بات کی تو اس نے آگے سے میرے ساتھ اسی انداز میں بات کی تو مجھے بڑا برا محسوس ہوا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آپ کو میرے ساتھ اس طرح تکرار نہیں کرنا چاہیے تھی۔ وہ کہنے لگی: کیوں! میں کیوں نہ کرتی، جبکہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ سے بعض مواقع پر تکرار کرتی ہیں۔''

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ بات سن کر گھبرا گیا اور کہا کہ آپ کی جس بیوی نے یہ رویہ اختیار کیا اس نے اپنا ہی نقصان کیا ہے۔ پھر امیر المومنین رضی اللہ عنہ تیار ہو کر اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور اس سے پوچھا:

''بیٹی کیا یہ صحیح ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کوئی بیوی نبی کریم ﷺ سے کسی بات پر تکرار بھی کرتی ہے۔''

اس نے کہا: ''ہاں ایسا کبھی کبھار ہو جاتا ہے۔''

امیر المومنین نے کہا: ''جو بھی ایسا کرتی ہے وہ اپنا نقصان کرتی ہے، کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن سکتی ہے، اس سے تباہی اور ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ بیٹی تم کبھی ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کرنا اور ساتھ ہی میری تجھے یہ نصیحت ہے کہ کبھی بھول کر بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقابلہ نہ کرنا، وہ تجھ سے ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ دیکھنا! رسول اللہ ﷺ سے کسی بات پر کبھی تکرار نہ کرنا اور نہ ہی ان سے ناراض ہو کر الگ ہونا تجھے جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے مانگ لینا نبی کریم ﷺ کے لیے کسی قسم کی کوئی پریشانی پیدا نہ کرنا۔''

بعد ازاں یہ بات شروع ہو گئی کہ قبیلہ غسان ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیاری کر رہا ہے۔ میرا ساتھی اپنی باری پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے فرامین سن کر واپس آیا۔ عشاء کے وقت میرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہنے لگا: غضب ہو گیا۔ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھبراہٹ میں باہر آیا اور پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا: ایک بہت بڑا حادثہ رونما ہو گیا۔ میں نے پوچھا: کیا ہوا، کیا غسانی لڑنے کے لیے آ گئے؟ اس نے کہا: نہیں! اس سے بھی بڑا حادثہ رونما ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ یہ بات سن کر میرے اوسان خطا ہو گئے، میں نے آہ بھرتے ہوئے کہا: میری بیٹی حفصہ خائب و خاسر ہو گئی، اب اس کا کیا بنے گا؟

میں اسی پریشانی میں مبتلا ہو کر مسجد پہنچا اور نماز فجر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ادا کی۔ نماز پڑھ کر آپ اپنے الگ تھلگ کمرے میں داخل ہو گئے۔ میں اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھی، میں نے کہا:

"بیٹی کیوں رو رہی ہو، کیا میں نے آپ کو محتاط رہنے کا نہیں کہا تھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو طلاق دے دی ہے؟"

اس نے کہا: "ابا جان مجھے معلوم نہیں، وہ الگ تھلگ کمرے میں ہیں۔ میں وہاں سے اٹھ کر مسجد میں آیا تو وہاں کچھ لوگ منبر کے پاس بیٹھے رو رہے تھے۔ میں تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھا، پھر میری طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوئی تو میں اٹھ کر اس کمرے کی طرف آیا جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ وہاں ایک حبشی غلام پہرے پر کھڑا تھا، میں نے اسے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے کہیں کہ باہر عمر اندر آنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ وہ اندر گیا، تھوڑی دیر بعد باہر آ کر اس نے بتایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو آپ کا پیغام دیا تو آپ خاموش رہے، کوئی جواب نہیں دیا۔ میں یہ سن کر دوبارہ مسجد میں منبر کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔ پھر میری طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوئی تو میں دوبارہ نبی کریم ﷺ کے حجرے کی طرف گیا اور پہرے دار سے کہا کہ جائیے! میرے لیے اجازت طلب کریں۔ وہ اندر گیا اور باہر آ کر اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بلایا ہے، آپ اندر تشریف لے جا سکتے ہیں۔ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، آپ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیچے بستر نہیں تھا۔ آپ کے جسم مبارک پر چٹائی کے نشان دکھائی دے رہے تھے۔ آپ چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا اور پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا: ''نہیں!'' میری جان میں جان آئی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ہم قریشیوں کا اپنی عورتوں پر رعب تھا، اب ہم ایک ایسی قوم میں آ کر آباد ہو گئے جن پر ان کی عورتوں کا رعب ہے۔ میری یہ بات سن کر نبی کریم ﷺ مسکرانے لگے، میں نے حوصلہ پا کر دوسری بات یہ کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیٹی حفصہ سے کہا کہ دیکھنا کہیں کسی غرور میں آ کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مقابلہ نہ کر بیٹھنا وہ نبی کریم ﷺ کو بہت عزیز ہے، یہ بات سن کر آپ پھر مسکرائے۔ میں نے آپ کے کمرے پر نظر دوڑائی تو مجھے صرف تین پرانے کپڑے دکھائی دیے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت کو خوشحال بنا دے، ایران اور روم بڑے خوشحال ملک ہیں دنیا کی ہر چیز ان کے پاس ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ آپ بدستور ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے خطاب کے فرزند! کیا آپ شکوک وشبہات میں مبتلا ہو گئے؟ ان لوگوں کو دنیا کی زندگی میں عمدہ ساز وسامان دے دیا گیا میں یہ سن کر کانپ گیا، اس وقت آپ کے مبارک چہرے پر جاہ وجلال کا غلبہ تھا۔ میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ معافی چاہتا ہوں میرے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا فرمائیں۔''

نبی کریم ﷺ کسی وجہ سے ناراض ہو کر ایک ماہ کے لیے اپنی بیویوں سے الگ ہو گئے تھے، جب انتیس دن ہو گئے تو آپ ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، انھوں نے عرض کی:

''یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ایک ماہ کے لیے علیحدگی کا اعلان کیا تھا، آج تو انتیس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن ہوئے ہیں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مہینا انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“

وہ مہینا واقعی انتیس دن کا تھا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بیویوں کو اختیار دینے کے بارے میں جب آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مجھ سے بات کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی تمام بیویوں سے کہہ دوں کہ انھیں اختیار حاصل ہے، وہ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہیں یا دنیاوی ساز و سامان لے کر الگ ہو جانا چاہتی ہیں؟ جو بھی ان کا ارادہ ہے وہ صاف صاف بتا دیں، ان پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں آپ جلد بازی نہ کریں پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسی وقت یہ کہہ دیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں، مجھے آپ کے علاوہ دنیا کی کوئی چیز نہیں چاہیے اور میں والدین سے کیوں پوچھوں؟ میرے والدین کبھی بھی مجھے یہ مشورہ نہیں دیں گے کہ میں آپ سے الگ ہو جاؤں۔

پھر آپ نے یکے بعد دیگرے اپنی تمام بیویوں سے یہی کہا اور ان سب نے وہی جواب دیا جو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔[بخاری : ٢٤٦٨]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے ان کے گھر گئے، وہاں پہنچ کر دیکھا کہ کچھ لوگ آپ کے دروازے پر بیٹھے ہیں جنھیں اندر جانے کی اجازت نہیں ملی۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اندر گئے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اندر گئے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ چپ چاپ بیٹھے ہیں اور آپ کے اردگرد آپ کی بیویاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک ایسی بات کہوں گا جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑیں گے۔ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میری بیوی مجھ سے کوئی مطالبہ کرتی تو میں اس کی پٹائی کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر ہنس پڑے، آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانے لگے: یہ دیکھو! میری بیویاں میرے اردگرد بیٹھی ہیں، یہ مجھ سے گھریلو اخراجات میں اضافے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹ پلائی اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو آپ کے پاس دستیاب نہیں؟ انھوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم آئندہ رسول اللہ ﷺ سے کسی بھی ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی جو آپ کے پاس دستیاب نہ ہوگی، لیکن نبی کریم ﷺ کی طبیعت پر اس مطالبے کا گہرا اثر تھا اس لیے آپ اپنی تمام بیویوں سے ایک ماہ کے لیے الگ ہو گئے۔

پھر تخییر کی آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کے نازل ہو جانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بات کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک معاملے کے بارے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں، آپ اس میں جلدی نہ کریں بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ وہ کیا بات ہے؟ آپ نے آیت تخییر پڑھ کر سنا دی۔ سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یارسول اللہ! آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ آپ تو میرے لیے سب کچھ ہیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میں اللہ، اس کے رسول مقبول اور آخرت کے گھر کو پسند کرتی ہوں اور میری گزارش یہ ہے کہ جو جواب میں نے دیا ہے اس سے آپ اپنی کسی بیوی کو آگاہ نہ کریں۔ آپ نے فرمایا: میں تو سب سے ان کی رائے دریافت کروں گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سخت گیر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ معلم اور آسانیاں بانٹنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

[مسلم: ۱۴۷۸ـ مسند امام احمد: ۳۲۸/۳ـ بیہقی: ۳۸/۷]

امہات المومنین کو اختیار:

جب ہم واقعہ تخییر کا منظر اپنی نگاہوں کے سامنے لاتے ہیں تو طبیعت میں ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے دلوں میں دنیاوی ساز و سامان طلب کرنے کی خواہش انگڑائی لیتی ہے اور اس خواہش کا کسی بھی خاتون کے دل میں پیدا ہونا ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہری عمل ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات کے درمیان خالصتاً ایک گھریلو عاملہ ہے وہ آخر بیویاں ہیں جو اپنے خاوند سے گھریلو اخراجات میں اضافے کا مطالبہ کر رہی ں۔ چونکہ نبی کریم ﷺ دنیا میں بقدر کفایت کوئی چیز حاصل کرنے کے قائل تھے، جب آپ نے بیویوں کا رویہ دیکھا کہ وہ اپنی ضروریات سے زیادہ کی طلبگار ہیں تو آپ کو یہ صورت حال یکھ کر دلی کوفت ہوئی۔ لیکن دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی بلند اخلاقی کا یہ عالم ہے کہ جب یدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اپنی بیٹیوں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو سرزنش کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ پ نے یہ تاثر دیا کہ کوئی بات نہیں اس قسم کے حالات گھریلو ماحول میں پیدا ہو جایا کرتے ں، کسی کے جذبات کو بالکل دبا دینا مناسب نہیں۔ لیکن جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی ریم ﷺ کی بیویوں کے لیے تخییر کا حکم نازل کیا بیویوں نے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور خرت کے گھر کو اپنے لیے پسند کیا حالانکہ اس پسندیدگی کے اظہار کے لیے کسی قسم کی کوئی بوری یا کوئی قدغن نہیں تھی۔ ہر ایک کو مکمل آزادی تھی لیکن سبھی نے جب کمال محبت اور اپنایت مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ، رسول ﷺ اور آخرت کو پسند کیا تو نبی کریم ﷺ کا دل خوشی سے ہوم اٹھا کہ میری بیویوں نے کس قدر بلند اخلاقی کا مظاہرہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تخییر کے عاملے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آغاز کر کے یہ اشارہ دیا کہ آپ کے مبارک دل میں ام بیویوں سے زیادہ ان کا مقام ہے اور جب انھیں قرآنی آیت سنا کر کہا کہ اس سلسلے میں لدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لینا، حالانکہ آپ کو معلوم تھا کہ سیدہ عائشہ مدیقہ رضی اللہ عنہا اگر اپنے والدین سے مشورہ کرے گی تو وہ کبھی بھی اسے مجھ سے جدا ہونے کا مشورہ نہیں یں گے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ کہہ کر کہ مجھے مشورے کی ضرورت نہیں، میرے لیے آپ ہی سب کچھ ہیں۔'' نبی کریم ﷺ کے دل میں اپنے مقام کو اور زیادہ بلند کر لیا۔

یہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذہانت، فطانت اور عظمت کی بہت بڑی دلیل ہے۔

اس موقع پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے یہ گزارش کی کہ اللہ، رسول ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آخرت کے بارے میں جس دلی رغبت کا میں نے اظہار کیا ہے آپ اپنی دوسری بیویوں کو اس کے بارے میں نہ بتائیں۔ دراصل ان کی دلی خواہش تھی کہ اس سلسلے میں مجھے انفرادیت حاصل ہو جائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا۔ بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے اللہ تعالیٰ نے سخت گیر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ معلم اور آسانیاں بانٹنے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

اس حوالے سے آپ نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ مساویانہ رویہ اختیار کیا۔ اس واقعے سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ گھریلو معاملات کو نبٹانے کے لیے کس نوعیت کی ہمدردی، اپنائیت اور خوش اسلوبی درکار ہوتی ہے۔ میاں بیوی کے درمیان اعتماد کی فضا کس نوعیت کی ہونی چاہیے، دنیا کے مال ومتاع کے حصول کی خواہش ایک فطری تقاضا ہے۔ لیکن آپ کی پاکیزہ فطرت کا یہ تقاضا تھا کہ آپ کے زیر اثر کوئی بھی گھر کا فرد دنیا کی کسی چیز سے لو نہ لگائے اور دنیا میں ایک مسافر کی حیثیت سے رہے۔ دنیا بندۂ مومن کے لیے دل لگانے کی جگہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ جب ازواج مطہرات نے گھریلو اخراجات میں اضافے کا مطالبہ کیا تو آپ کو ناگوار گزرا اور آپ ایک ماہ کے لیے اپنی تمام بیویوں سے الگ تھلگ ہو گئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کی لاج رکھتے ہوئے تخییر کا حکم نازل فرما دیا کہ اے پیارے نبی ﷺ اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ جو تم میں سے دنیاوی مال ومتاع چاہتی ہے میں اسے اس کا مطالبہ پورا کر کے احسن طریقے سے الگ کرنے کے لیے تیار ہوں اور اگر اللہ، رسول اور آخرت کی طلب ہے تو اسی طرح روکھی سوکھی پر گزارہ کرنا ہو گا، لیکن تمام بیویوں نے اللہ، رسول اور آخرت کو پسند کر کے اپنی عظمت کو دوبالا کر لیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت اور اپنائیت کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

[في ظلال القرآن: ۲۸۵٦/۵ ـ ۲۸۵۷]

نبی کریم ﷺ کے ہاں مقام ومرتبہ:

حبیب کبریا سیدنا محمد کریم ﷺ کے دل میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بڑا بلند مقام ومرتبہ تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ذہبی رحمہ اللہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقام ومرتبے کے بارے میں کہتے ہیں:

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علاوہ کسی کنواری خاتون سے شادی نہیں کی۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں بہت زیادہ عزیز جانتے تھے اور گاہے بگاہے اس کا اظہار بھی کیا کرتے تھے۔
- سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ۸ ہجری میں اسلام قبول کیا، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ کو سب لوگوں سے بڑھ کر عزیز کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا۔'' انھوں نے پوچھا: ''مردوں میں سے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا باپ۔'' [بخاری، فضائل اصحاب النبی : ۱۹/۷۔ مسلم، فضائل الصحابۃ : ۲۳۸٤]

یہ بات بالکل واضح اور حقیقت پر مبنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیب اور پاکیزہ چیز کو عزیز جانتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''اگر میں اس امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن اسلامی اخوت زیادہ بہتر اور افضل ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے سب سے افضل آدمی اور سب سے افضل عورت کو عزیز جانا۔

- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقام ومرتبہ ایک ایسا واضح امر تھا جسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور تقرب حاصل کرنے کے لیے تحائف پیش کرتے۔

[سیر اعلام النبلاء : ۱٤۲/۲]

- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیویوں میں سے جنت میں کون ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آپ ان میں سے ہوں گی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتی ہیں: ''میرا بھی یہی خیال تھا، کیونکہ میرے علاوہ آپ ﷺ نے کسی کنواری عورت شادی نہیں کی۔'' [مستدرك حاكم : ٤/ ١٣]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

❀ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ سب لوگوں سے بڑھ کر کس کو عزیز جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

'' کیوں کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کی تا کہ میں بھی اسے عزیز جانوں جس کو آپ عزیز جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ کو۔'' [مجمع الزوائد الهيثمى : ١٥٣٠٩]

❀ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں رو رہی تھی، آپ نے پوچھا:

''عائشہ کیوں رو رہی ہو؟''

میں نے کہا: ''مجھے فاطمہ نے برا بھلا کہا ہے۔ آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر پوچھا:

''کیا تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہا ہے؟''

اس نے کہا: ''جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا تو اسے عزیز نہیں جانتی جس کو میں عزیز جانتا ہوں؟'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں!'' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا تم اس سے بغض نہیں رکھتیں جس سے میں بغض رکھتا ہوں؟'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو عزیز جانتا ہوں تم بھی اسے عزیز جانو۔'' سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کہا: ''ابا جان! میں آج کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی نہیں کہوں گی۔''

[مجمع الزوائد الهيثمى : ١٥٣١١]

❀ عمرو بن الحارث بن المصطلق بیان کرتے ہیں کہ زیاد نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کی خدمت میں مال بھیجا تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس دوسری امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی نسبت زیادہ مال بھیجا۔ مال لانے والے قاصد نے اس سلسلے میں سیدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے معذرت کی۔ وہ فرماتی ہیں کہ زیاد نے معذرت خواہانہ انداز اپناتے ہوئے کہا کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں پر فضیلت دیا کرتے تھے ہم بھی اسے فضیلت دینے پر مجبور ہیں۔ [مجمع الزوائد الهيثمي ١٥٣١٤]

- ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں بہت سے لوگ کامل ہوئے اور عورتوں میں فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران کامل ہوئیں اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دیگر عورتوں پر اسی طرح ہے جس طرح ثرید کو تمام قسم کے کھانوں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ [البداية والنهاية : ١٢٩/٣]

- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری موجودگی میں فاطمہ کا تذکرہ کیا تو میں بول پڑی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری کیا حیثیت ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ تم میری دنیا اور آخرت میں بیوی ہو۔'' میں نے کہا: ''واہ سبحان اللہ! کیوں نہیں زہے نصیب، اللہ کی قسم! اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

''عائشہ رضی اللہ عنہا تم میری دنیا اور آخرت میں بیوی ہو۔'' [مستدرك حاكم : ١٠/٤]

ابوعثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل میں لشکر اسلام کا امیر بنا کر بھیجا، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو سب لوگوں سے بڑھ کر کون عزیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عائشہ رضی اللہ عنہا۔''

میں نے پوچھا: ''پھر کون؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا باپ۔؟''

میں نے پوچھا: ''اس کے بعد؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمر بن خطاب۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کئی شخصیات کے نام شمار کیے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں خاموش ہو گیا کہ شاید میرا نام سب سے آخر میں آئے۔ [بخاری: ٤٣٥٨۔ مسلم: ٢٣٤٨۔ ترمذی: ٣٨٨٥]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا تذکرہ کیا کہ آپ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھیں گے، موقع غنیمت جانتے ہوئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اعتکاف بیٹھنے کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ میرے لیے بھی اجازت لے دیں، انھوں اس کے لیے بھی اجازت دے دی۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا تو انھوں نے کہا کہ میرا خیمہ بھی نصب کر دیا جائے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی نماز سے فراغت کے بعد مسجد کے صحن پر نظر پڑی تو آپ نے پوچھا: ''یہ خیمے کیسے ہیں؟'' آپ کو بتایا گیا کہ یہ عائشہ، حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن کے خیمے ہیں وہ بھی اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا وہ ایسا کرنے سے نیکی کا ارادہ رکھتی ہیں؟ میں اعتکاف نہیں بیٹھوں گا، جب رمضان ختم ہو گیا تو آپ ماہِ شوال کے دس دن اعتکاف بیٹھے۔

[بخاری: ٢٠٤٥۔ مسند امام احمد: ٦/ ٨٤]

میں نے تو صرف آپ کا نام لینا چھوڑا ہے:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دختر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت، ادب اور احترام کا جو مظاہرہ کیا وہ مسلم خواتین کے لیے مشعل راہ ہے، اس سے یہ راہنمائی ملتی ہے کہ ایک مسلم خاتون کو اپنے سرتاج کے ساتھ کس نوعیت کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عائشہ! جب تم مجھ پر راضی ہوتی ہو اور جب مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو مجھے پتا چل جاتا ہے۔'' میں نے عرض کی: ''وہ کیسے؟'' آپ نے فرمایا:

''جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو یہ کہتی ہو، مجھے رب محمد ﷺ کی قسم! اور جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناراض ہوتی ہو تو یہ کہتی ہو کہ مجھے رب ابراہیم کی قسم! میں نے کہا آپ کا اندازہ بالکل درست ہے اور ساتھ ہی مسکراتے ہوئے محبت بھرے انداز میں انھوں کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! میں صرف آپ کا نام لینا ہی چھوڑتی ہوں، دل میں تو احترام بدستور رہتا ہے۔''

[بخاري: ۹/ ۲۸۵۔ مسلم: ۲٤۳۹]

جبرئیل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام:

سیدنا جبرئیل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا واقعی ان کی عظمت اور شان کو دوبالا کرتا ہے۔

ابن شہاب ابو سلمہ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عائشہ! یہ جبرئیل علیہ السلام آپ کو سلام کہتے ہیں، میں نے جواب دیا: و علیه السلام و رحمة الله و بركاته''

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں میں وہ نہیں دیکھ رہی۔ [بخاري: ۳۷٦۸۔ مسلم: ۲٤٤۷۔ ترمذي: ۳۸۸۱]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لحاف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول:

ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس دن تحائف بھیجتے جب آپ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما ہوتے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری سہیلیوں یعنی دیگر ازواج مطہرات نے مل کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: بخدا لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس دن تحائف بھیجتے ہیں جس دن آپ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہوتے ہیں، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرح ہماری بھی یہ چاہت ہے کہ تحائف ہمارے پاس بھی آئیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ وہ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ ان کے پاس جہاں بھی ہوں وہاں تحائف بھیج دیا کریں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات کہی۔ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی ان سنی کر دی۔ میں نے دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کی تو آپ نے پھر پہلو تہی اختیار کی، جب میں نے تیسری مرتبہ آپ ﷺ سے یہی بات کی تو آپ نے خفگی کا انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا:

''اے ام سلمہ! عائشہ کے بارے میں مجھے تنگ نہ کیا کرو، اللہ کی قسم! اس کے علاوہ تم میں سے کسی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔'' [بخاری : ۳۷۷۵۔ ترمذی : ۳۸۷۹]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی انفرادیت:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ میں پانچ اوصاف ایسے ہیں جو مریم بنت عمران کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور خاتون کو عطا نہیں کیے، یہ میں فخر سے نہیں کہتی بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتی ہوں۔

عبداللہ بن صفوان نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ام المومنین! وہ اوصاف کون سے ہیں؟ انھوں نے فرمایا:

① فرشتہ میری تصویر لے کر نازل ہوا۔

② رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شادی کی جبکہ میں ابھی چھ سال کی تھی۔

③ نو سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے گھر منتقل ہوئی۔

④ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شادی اس حال میں کی کہ میں کنواری تھی۔

⑤ شادی کے موقعہ پر لوگوں میں سے کوئی بھی آپ کے ہمراہ نہ تھا۔

⑥ بسا اوقات میرے لحاف میں نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو جایا کرتی تھی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مزید یہ ارشاد فرمایا:

① میں رسول اللہ ﷺ کو تمام لوگوں سے بڑھ کر عزیز تھی۔

② میں اس کی بیٹی تھی جو رسول اللہ ﷺ کو سب لوگوں سے بڑھ کر عزیز تھے۔

③ میرے بارے میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔

④ قریب تھا کہ امت میرے بارے میں ہلاکان ہوتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا؟ میرے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے اسے نہیں دیکھا۔

⑥ میرے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔

⑦ میرے اور فرشتے کے علاوہ آپ کے قریب اور کوئی نہ تھا، جو شدت غم میں مبتلا ہو۔

عبدالرحمن بن ضحاک بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن صفوان سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو انھوں نے فرمایا: مجھ میں نو اوصاف پائے جاتے ہیں جو مریم علیہا السلام کے علاوہ کسی اور کو اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں کیے۔ اللہ کی قسم! میں یہ بات اپنی سہیلیوں پر فخر کرنے کے لیے نہیں کہتی بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتی ہوں۔

عبداللہ بن صفوان نے پوچھا: ''وہ کون سے اوصاف ہیں؟''

انھوں نے فرمایا:

۱۔ فرشتہ میری تصویر لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے میرے ساتھ شادی کر لی۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شادی کی اس حال میں کہ میں کنواری تھی۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حال میں وحی نازل ہوئی کہ آپ میرے لحاف میں آرام فرما تھے۔

۴۔ میں سب لوگوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز تھی۔

۵۔ میرے بارے میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔

۶۔ قریب تھا کہ امت میرے بارے میں ہلاکان ہو جاتی۔

۷۔ میں نے جبریل علیہ السلام کو بچشم خود دیکھا اور میرے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی دوسری بیوی نہیں دیکھا۔

۸۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں وفات پائی۔

۹۔ وفات کے وقت آپ کے قریب شدت غم میں مبتلا میرے اور فرشتے کے علاوہ کوئی نہ تھا۔

[مستدرك حاكم : ٤/ ١٠]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زہد اور انفاق فی سبیل اللہ:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد مکرم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پرورش پائی اور ان سے زہد کی تعلیم حاصل کی۔ ہاں ہاں اللہ کی قسم! وہ ایسی عظیم شخصیت تھے کہ جنھوں نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور انھوں نے ایک لمحے کے لیے بھی دنیا کے زائل ہو جانے والے ساز و سامان سے دل نہیں لگایا۔

جب سید الزاہدین رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس رہتے ہوئے زہد و تقویٰ کے درجہ کمال تک پہنچ گئیں۔

وہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہر لمحہ زہد کی جھلک بچشم خود دیکھا کرتی تھیں۔ انھوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیاوی زیب و زینت کو قطعی طور پر چھوڑ رکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں تھیں ان کو پسند کر لیا تھا۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ پر زمین کے خزانوں کی چابیاں پیش کی گئیں، جن کی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مکھی کے برابر بھی قدر و قیمت نہیں تھی لیکن نبی کریم ﷺ نے ان چابیوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

آپ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ اس چیز سے محبت کریں جس کو اس کا خالق ناپسند کرتا ہے یا آپ اس چیز کو بلند کریں جسے اس کے مالک نے پست کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں سے اپنے خزانوں کا رخ موڑ دیا ہے اور اپنے دشمنوں کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیے ہیں۔ اب اگر کوئی دھوکے میں مبتلا، وسائل پہ قدرت رکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ مجھے عزت عطا کی گئی ہے، کیا وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ نبی کریم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھوک کی شدت کو کم کرنے کیلئے اپنے پیٹ پر پتھر باندھنے پڑے؟ لوگوں میں سے اگر کسی کے آگے دنیا کے وسائل فراخ کر دیے جائیں اور اس کے دل میں جواب دہی کا خوف پیدا نہ ہو وہ انسان دراصل کم عقل ہے اور جس کے لیے دنیا کے وسائل تنگ کر دیے جائیں اور وہ اس میں اپنے لیے بہتری خیال نہ کرے وہ بھی کم عقل ہے۔ [منہاج القاصدین : ۲۳۷، ۲۳۸]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر میرے لیے احد پہاڑ سونے کا کر دیا جائے تو مجھے خوشی ہوگی کہ اسے تین دن گزرنے سے پہلے ہی اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں اور اس میں سے اپنے پاس صرف اتنا مال باقی رکھوں جس سے قرض اتار سکوں۔" [فتح الباری : ۵/ ۲۳۸۹۔ مسلم : ۹۹۱]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو گھر میں کھانے پینے کے لیے کچھ بھی نہ تھا جسے کھا کر کوئی جاندار گزارہ کر سکے۔ صرف گھر کی الگنی یعنی چھوٹے سے سٹور میں کچھ جو پڑے ہوئے تھے جو میں کھایا کرتی تھی، کافی مدت گزر گئی تو ایک دن میں نے انھیں تولا تو وہ ختم ہو گئے۔ [فتح الباری : ۱۱/ ۱۴۵۱۔ مسلم، باب فی الزھد و الرقاق : ۲۹۷۳]

ام المومنین سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے بھائی عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں وفات پائی کہ انھوں نے ورثے میں کوئی دینار، درہم، غلام یا لونڈی وغیرہ نہیں چھوڑے، اپنے پیچھے صرف سفید رنگ کی خچر چھوڑی جس پر سواری کیا کرتے تھے یا ہتھیار یا وہ زمین کا ٹکڑا جسے مسافروں کے لیے بطور صدقہ وقف کر دیا تھا۔

[فتح الباری : ۷/ ۴۴۶۱]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سونے کے بعد اٹھے تو آپ کے جسم مبارک کے ایک حصے پر چٹائی کے نشانات تھے، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اجازت ہو تو ہم آپ کے لیے نرم بستر بنا دیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے دنیا سے کیا لینا دینا، میں تو دنیا میں اس مسافر کی مانند ہوں جو کسی درخت کے سائے تلے کچھ دیر آرام کرتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر چل دیتا ہے۔"

[ترمذی، باب فی الزھد : ۴/ ۲۳۷۷۔ ابن ماجہ : ۴۱۰۹]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ~~فرماتی ہیں~~ کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلسل جو کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی، یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔
[فتح الباری : ۹/ ۵٤١٦ـ مسلم : ۲۹۷۰]

ایک روایت میں آیا ہے کہ آلِ محمد ﷺ جب سے مدینہ منورہ آئے انھوں نے کبھی بھی مسلسل تین دن گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:
''میری بہن کے بیٹے اللہ کی قسم! ہم تین چاند دیکھتیں یعنی مسلسل دو ماہ گزر جاتے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں چولہوں میں آگ نہ جلتی۔'' میں نے پوچھا:
''خالہ جان تو پھر آپ کا گزارہ کیسے ہوتا تھا؟''

فرمایا:
''بس کھجور اور پانی سے گزارہ کرتیں یا پھر نبی کریم ﷺ کے انصار پڑوسی دودھ بھیج دیتے وہ ہمیں پینے کے لیے دیا جاتا۔'' [بخاری : ۲۵٦۷/۵ـ مسلم : ۲۹۷۲]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودی تو انھیں سخت محنت کرنا پڑی۔ نبی کریم ﷺ نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا۔ [مسند امام احمد]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں:
''انصار میں سے ایک خاتون میرے پاس آئی، اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر پرانا ہے وہ اپنے گھر واپس گئی اور ایک نیا نرم بستر بھیج دیا جس کے گدے میں اون بھری ہوئی تھی، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو انھوں نے بستر کو دیکھ کر فرمایا:
''یہ کیا ہے؟''
میں نے آپ کو بتایا: ''میرے پاس ایک انصاری خاتون آئی تھی، اس نے آپ کا بستر دیکھا تو اس نے آپ کے لیے یہ بستر بھیج دیا۔''
آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عائشہ! اسے واپس کر دیں، مجھے پرانا بستر پسند تھا۔ میں نے واپس نہیں کیا، میرا دل چاہتا تھا کہ نیا بستر میرے گھر میں رہے۔ آپ نے تین مرتبہ کہا: اے عائشہ! اسے واپس کر دے، اللہ کی قسم! اگر میں چاہتا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلا دیتا۔" [مسند امام احمد]

جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دل و جان سے اپنے والد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اپنے خاوند سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد کو اپنایا تو ان کے دل میں دنیا کے ساز و سامان اور زیب و زینت سے بے رغبتی پیدا ہوگئی، بس ایک لگن دل میں سما گئی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے اور جنت میں ٹھکانہ مل جائے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میں نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا، البتہ جب جی چاہتا تو خوب رو لیتی، بلکہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کو پیارے ہو گئے۔

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کیا کرتی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ انھوں نے ایک ہی دفعہ ستر ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کر دیے اور اپنی قمیص کو پیوند لگا ہوا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دو عورتوں سے بڑھ کر کسی کو سخاوت کرتے نہیں دیکھا اور وہ دونوں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ہیں لیکن ان دونوں کی سخاوت کا انداز مختلف تھا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جمع کرتی رہتیں، جب اچھی خاصی رقم جمع ہو جاتی تو پھر اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتیں اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا جمع نہیں کرتی تھیں، جو چیز جب ان کے ہاتھ میں آتی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتیں۔ وہ کل کے لیے بچا کر نہیں رکھتی تھیں۔
[احکام النساء ابن الجوزی: ۱۲۵]

لیکن عروہ بن زبیر رحمہ اللہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہیں سے کھانے پینے کی چیز اگر آ جاتی تو اسی وقت وہ ضرورت مندوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم کر دیتیں۔ [السمط الثمین : ص ۸۸]

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے، تو انھوں نے وہ سارے درہم تقسیم کر دیے اور ان میں سے ایک درہم بھی باقی نہ رہنے دیا۔ بریرہ نے کہا کہ آپ روزے دار ہیں اگر آپ ہمارے لیے ایک درہم کا گوشت خرید لیتیں تو ہم آج افطاری کا کھانا تیار کر لیتے۔ انھوں نے کہا کہ اگر آپ اس کا پہلے تذکرہ کر دیتیں تو میں ایسا کر لیتی۔

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ ہی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ستر ہزار درہم اللہ کی راہ تقسیم کر دیے جب کہ ان کی قمیص کی ایک جانب پیوند لگا ہوا تھا۔

[حلیة الاولیاء : ۲/ ۴۷۔ مستدرك حاكم : ۴/ ۱۳۔ طبقات ابن سعد : ۸/ ۴۵]

محمد بن منکدر ام ذرہ سے روایت کرتے ہیں جو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتی جاتی رہتی تھی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں دو بوریوں میں نقدی بھیجی۔ میرا خیال ہے کہ تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار درہم ہوں گے، انھوں نے ایک پرات منگوائی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس دن روزہ رکھا ہوا تھا۔

وہ بیٹھ کر ضرورت مند لوگوں میں تقسیم کرنے لگیں، شام تک سب درہم تقسیم کر دیے، ان میں سے ایک درہم بھی اپنے پاس نہ رہنے دیا۔ جب شام ہوئی تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کنیز سے کہا کہ میری افطاری لائیں تو وہ روٹی اور تیل لے کر حاضر ہوگئی۔ ام ذرہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

"آپ نے آج اتنی زیادہ مقدار میں درہم تقسیم کیے ہیں، ان میں سے ایک درہم کا گوشت خرید لیتیں تو افطاری کا کھانا تیار کر لیتے۔"

انھوں نے فرمایا:

"آپ گلہ نہ کریں، اگر پہلے اس بات کا تذکرہ کر دیتیں تو شاید میں خرید ہی لیتی۔"

[طبقات ابن سعد : ۸/ ۴۶۔ حلیة الاولیاء : ۲/ ۴۷]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن یمن المکی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوا تو انھوں نے قطر کی بنی قمیص زیب تن کی ہوئی تھی جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ میری کنیز کی طرف دیکھو، میں نے دیکھا تو اس نے بہت عمدہ قمیص زیب تن کی ہوئی تھی، گھریلو کام کاج میں کم ہی ایسا لباس زیب تن کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک بہت عمدہ قمیص تھی۔ مدینہ منورہ میں جب کسی لڑکی نے دلہن بننا ہوتا تو وہ قمیص عاریۃً حاصل کر لی جاتی۔

[السمط الثمین : ص ۸۷۔ بخاری : ۵/۲۴۱۔۲۴۲]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی اس کی گود میں دو بچیاں تھیں، وہ مجھ سے سوال کرنے لگی میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہ تھا وہ میں نے اسے دے دی، اس نے کھجور کے دو حصے کیے اور دونوں بچیوں کو ایک ایک حصہ دے دیا پھر وہ باہر چلی گئی تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ میں نے آپ ﷺ کو بتایا آپ نے ارشاد فرمایا:

"جو بچیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے تو وہ بچیاں قیامت کے دن اس کے لیے جہنم کی راہ میں آڑ بن جائیں گی۔" [فتح الباری : ۱/۴۲۶۔ مسلم : ص ۲۷، ۳]

اللہ، اللہ! ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دنیا سے بے رغبتی کا اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اپنی زندگی میں ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کیا کہ اس کی کیفیت کو بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔ واقعی یہ کارنامے تاریخ کے ماتھے پر نور کی ایک جھلک ہیں۔

روزے دار، عبادت گزار:

عبادت گزار خواتین میں سرفہرست صحابیات رضی اللہ عنہن دکھائی دیتی ہیں اور ان صحابیات میں سرفہرست امہات المومنین رضی اللہ عنہن ہیں اور ان امہات المومنین میں سرفہرست ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

[illegible] بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روزانہ روزہ رکھا کرتی تھیں۔

[طبقات ابن سعد : ۸/۴۷]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لگاتار روزہ رکھا کرتی تھیں۔
قاسم کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زمانہ بھر کی روزہ دار تھیں، وہ صرف عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن روزہ چھوڑا کرتی تھیں۔ عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہر صبح سلام عرض کرنے کے لیے اپنی خالہ جان ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، ایک صبح میں ان کے ہاں گیا تو وہ نماز میں کھڑی یہ آیت پڑھ رہی تھیں:

﴿ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴾ [الطور: ٢٧]

''اللہ نے ہم پہ فضل کیا اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچا لیا۔''

میں نے دیکھا کہ آپ دعائیں مانگ رہی ہیں، روتی جا رہی ہیں اور بار بار اس آیت کو دھرا رہی ہیں، میں اکتا گیا میں وہاں سے اٹھ کر اپنے کسی کام کے لیے بازار چلا گیا۔
جب واپس آیا تو آپ اسی طرح نماز میں کھڑی رو رہی تھیں جس طرح میں چھوڑ کر گیا تھا۔
[السمط الثمین: ص ٩٠]

عورتوں کا جہاد:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا قریب حاصل کرنے کے لیے اپنے دل میں بہت زیادہ شوق رکھتی تھیں، جب انھوں نے جہاد اور مجاہدین کے فضائل سنے تو نبی کریم ﷺ سے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی۔
ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''تم عورتوں کا جہاد حج ہے۔'' [بخاری: ٢٨٧٥]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے آپ کی بیویوں نے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''تمھارا بہترین جہاد حج ہے۔'' [بخاری: ٢٨٧٦]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تیسری روایت یہ منقول ہے، کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے خیال میں جہاد سب سے افضل عمل ہے کیا ہم جہاد نہ کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تمھارا افضل عمل مقبول حج ہے۔''

[بخاری : ۱۵۲۰]

اس کے باوجود ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ اصرار ہوتا کہ وہ مجاہدین کے ہمراہ میدان جہاد میں نکلیں اور دین اسلام کی بھرپور مدد کریں۔

سرزمین جہاد میں:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا بابرکت، عطر بیز، دلکش اور دلآویز پہلو یہ بھی ہے کہ انھوں نے میدان جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میدان جہاد میں بغیر کسی امتیاز کے ایک عام خاتون کی حیثیت سے شرکت کیا کرتی تھیں اور یہ شرکت شرعی حدود کے تحت ہوتی مثلاً پانی پلانا، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا اور کھانا تیار کرنا وغیرہ۔

غزوہ احد میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہلی مرتبہ جہاد میں شریک ہوئیں، ان کی عمر ابھی چھوٹی تھی۔ انھوں نے اپنے کندھوں پر پانی اٹھا کر زخمی مجاہدین کو پلایا۔ ۔ کی خدمت سر انجام دی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی غزوۂ احد میں خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ دونوں بڑی مستعدی سے پانی کے مشکیزے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لاتیں اور زخمی مجاہدین کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ پھر تیزی سے واپس جاتیں، مشکیزے بھر کر لاتیں اور زخمی لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ [بخاری : ۴۱۸/۷۔ مسلم : ۱۸۹/۱۲]

غزوہ خندق میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جرأت و شجاعت کا نادر پہلو کھل کر سامنے آیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مجاہدین کی صف اول میں موجود ہیں تو وہ ان کی جرأت و شجاعت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ایسے نازک ترین اور خطرناک موقع پر صف اول میں، حیرت ہے خاتون ہوتے ہوئے یہ بہادری، یہ شجاعت؟

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ خندق کے دن میں میدان میں نکلی، میں نے اپنے پیچھے زمین کی دھمک سنی تو میں نے دیکھا کہ سعد بن معاذ اور اس کے ساتھ اس کا بھتیجا، حارث بن اوس اپنی ڈھال اٹھائے ہوئے تھا، میں زمین پر بیٹھ گئی۔ سعد رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے انھوں نے لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی لیکن وہ دونوں پہلوؤں سے ادھڑی ہوئی تھی، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ادھڑی ہوئی زرہ سعد کے لیے نقصان دہ ثابت نہ ہو جائے۔

وہ دوسرے مجاہدین کی نسبت دراز قد تھے اور بڑے جوش و جذبے سے یہ کہہ رہے تھے کہ تھوڑی دیر ٹھہرو! لڑائی ابھی شروع ہوا چاہتی ہے، اس میں شہادت کی موت کس قدر عمدہ ہو گی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں میدان سے اٹھی اور باغیچے میں داخل ہو گئی، وہاں چند مسلمان موجود تھے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان میں تھے، ان میں ایک مجاہد ایسا تھا جس نے سر پر خود پہن رکھا تھا۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا:

''کون سا جذبہ آپ کو یہاں لے آیا؟ اللہ کی قسم! یہ آپ کا بڑا جرأت مندانہ اقدام ہے مجھے اندیشہ ہے کہ مصیبت آنے پر بھاگنا پڑے گا۔'' وہ مسلسل اسی نوعیت کی باتیں کرتے رہے، میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش زمین پھٹ جائے اور میں اس میں اتر جاؤں۔

یہ صورت حال دیکھی تو جس شخص نے اپنے سر پر خود پہن رکھی تھی اس نے خود اتار دی، وہ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے انھوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا:

''اے عمر! آپ بڑی دیر سے یہ کہہ رہے ہیں کہ مصیبت آنے پر بھاگنا پڑے گا سن لیجیے! ہم اگر بھاگیں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی بھاگیں گے، ہمارا جینا مرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔''

[البدایہ والنهایة : ٤/١٢٣ ـ تاريخ الامام ذهبی : ٢/٣٢١ـ٣٢٢]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب نبی کریم ﷺ غزوہ بنی المصطلق کے لیے روانہ ہوئے تو اس سفر میں ساتھ جانے کے لیے قرعہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا۔ وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لیے ساتھ روانہ ہوگئیں لیکن اس سفر کے دوران انھیں بہت بڑی آزمائش سے دوچار ہونا پڑا، بالآخر اللہ رب العزت کی گواہی پر اس بڑی آزمائش سے سرخرو ہوئیں، اور قرآن مجید میں ان کی بریت کے لیے آیات نازل ہوئیں۔

مسلمانوں کے گھر ایسے ہونے چاہئیں:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میرے رضاعی چچا نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی، میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں پہلے رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کروں گی۔

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا: میرے رضاعی چچا نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی لیکن میں نے اسے اجازت نہیں دی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تیرا چچا اندر آ سکتا ہے، میں نے کہا کہ مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے، مرد نے تو نہیں پلایا، آپ نے فرمایا: ''وہ تیرا چچا ہے اور اندر آ سکتا ہے۔''

[بخاری : ٢٦٤٤ـ مسلم : ١٤٤٥ـ مسند امام احمد : ٣٦/٦]

مسلمانوں کے گھر ایسے ہی صاف ستھرے ہونے چاہئیں۔ ہم سنتے رہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گھروں میں بہت سے گناہ اور جرائم دین اسلام کی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ دین اسلام ہمیں صاف ستھری اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہے، حرام اور شبہات سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

دین سے معاشرہ پرامن، پاکیزہ اور صاف ستھرا ہو جاتا ہے۔

خواب کی تعبیر پوری ہوئی:

سب سے بڑھ کر عزت اور عظمت جو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نصیب میں آئی ... کہ اس کے حجرے میں امت مسلمہ کی تین عظیم ہستیاں دفن ہوئیں۔ ان میں سب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی ہستی تو رسول اللہ ﷺ تھے جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن کیے گئے۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وہاں دفن کیا گیا اور پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسی حجرے میں دفن ہوئے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا اور اپنے ابا جان سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند میری گود میں گرے ہیں، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سے کہا: اگر تیرا خواب سچا ہوا تو تیرے گھر میں روئے زمین کے باشندوں میں سب سے بہتر تین اشخاص دفن ہوں گے۔

جب نبی کریم ﷺ کو وہاں دفن کیا گی تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: دیکھیے یہ پہلا چاند ہے اور یہ سب سے بہتر ہے۔ پھر دوسرے چاند کو وہاں دفن کیا گیا اور وہ خود سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور پھر تیسرے چاند کو دفن کیا گیا اور وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ [بهجة المجالس للقرطبي : ٢/ ٢٤٩]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شرم وحیا:

مومن خاتون اپنی پاکیزہ فطرت کی بنا پر ہر شخص سے شرماتی ہے خواہ اس کا خاوند ہی کیوں نہ ہو۔ اس خاتون کے بارے میں کیا خیال ہے جو صرف زندوں سے ہی نہیں بلکہ مردوں سے بھی شرماتی ہے۔

وہ عظیم المرتبت خاتون ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

''میں اس کمرے میں بغیر پردہ کیے چلی جاتی تھی جس میں رسول اللہ ﷺ اور میرے ابا جان دفن کیے گئے تھے، کیونکہ میں کہا کرتی تھی میرا خاوند محترم اور میرا والد گرامی ہے، لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ کو وہاں دفن کیا گیا تو اللہ کی قسم! میں عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کی بنا پر سخت پردہ کر کے داخل ہوتی تھی۔'' [مستدرك حاكم : ٤/ ٧]

یہ طرز عمل ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزہ ترین فطرت پر دلالت کرتا ہے یہ کیفیت ان کے طبعی احساسات کی تیزی پر دلالت کرتی ہے کہ باوجود اس کے کہ انھیں معلوم ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ ہستیاں دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں، لیکن پھر بھی طبعی حیات کو ملحوظ خاطر رکھا جا رہا ہے۔

قربان جائیں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزہ فطرت اور پاکیزہ ترین جذبات و احساسات پر۔

واقعہ افک:

آزمائش ایک سنت دائمی ہے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا، لیکن جس آزمائش سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دوچار ہونا پڑا تھا وہ ایک ایسی کڑی آزمائش تھی جس سے پہاڑ کی چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں، پہاڑوں کے جگر چھلنی ہو جاتے ہیں اور دل پارہ پارہ ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ عورت کی سب سے عزیز ترین چیز اس کی ناموس ہوتی ہے۔ کوئی اگر اس کی ناموس پر تہمت لگا دے تو یہ اس کے لیے بہت بڑی آزمائش ہوتی ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ناموس پر تہمت لگائی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر الزام تراشی کی گئی، حالانکہ آپ تو پوری امت مسلمہ کی عزت و ناموس کے محافظ تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظیم المرتبت بیٹی کی ناموس پر انگشت نمائی کی گئی۔ بہتان کے واقعے کا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، خانہ نبوی اور خانہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بڑا کڑا وقت آیا اور اس کا دورانیہ تقریباً ایک ماہ تک رہا۔ یہاں تک کہ پاکدامن صدیقہ کائنات دختر صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کی برات کے سلسلے میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔

برأت کی بابرکت گواہی سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی ہے جن کا اس گھناؤنے بہتان کے ضمن میں نام لیا گیا تھا۔

منافقین نے جھوٹ کا پلندہ باندھا اور بہتان تراشی میں انتہا کر دی۔ جب منافقین نے دیکھا کہ اسلام دن بدن پھیل رہا ہے اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو رہا ہے تو ان کے دل بے چین ہو گئے، اسلام کا پھیلاؤ دیکھ کر منافقین کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے۔ وہ غیظ و غضب سے پیچ و تاب کھانے لگے۔ منافقین نے اپنی حماقت کا ثبوت دیتے ہوئے اس کا حل یہ سوچا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ پر کیچڑ اچھالا جائے۔ تو انھوں نے پاکیزہ سیرت، پاکدامن، صدیقہ کائنات، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور نبی کریم ﷺ کی چہیتی بیوی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگا دی اور اس کو مرچ مسالا لگا کر خوب اچھالا۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے جس دن سے اسلام کا نام سنا اس دن سے اس کے دل میں نفاق کی آگ جل اٹھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کرنے لگا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کڑی آزمائش:

بلا شبہ رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ ایک کڑی آزمائش تھی۔ اس کی حقیقت کو تو اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہی جانتے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ امام الصابرین تھے، انھوں نے خوش اسلوبی اور بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور اس معاملے کو بڑی حکمت و دانائی اور ٹھنڈے دل سے نبٹایا۔

اس خطرناک سازش سے سرور کائنات کی چہیتی بیوی، اس کے والدین، اس کا خاندان اور خاص طور پر مسلمان متاثر ہوئے اور ان کی نیندیں اڑ گئیں۔ خاص طور پر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ متاثر ہوئیں اور انھوں نے اس خطرناک سازش میں بہت زیادہ آنسو بہائے۔ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اہل ایمان پر احسان کیا۔ غم کے بادل چھٹ گئے، مصیبت کے لمحات خوشی میں بدل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول مقبول سیدنا محمد کریم ﷺ پر وحی نازل کی جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ عام مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پاکدامن اور پاکیزہ سیرت بیوی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت آپ کے خواب میں بتا دی جائے گی۔

لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے چاہا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان کو دوبالا کیا جائے، اس کی ذاتی اور معاشرتی عزت کا برملا اظہار کیا جائے، پاکیزگی اور فضل و شرف کے اعتبار سے اہل بیت میں ان کے مقام و مرتبے کو بلند کیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک دل میں اس کا ایک خاص مقام و مرتبہ تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اس کے فضائل اور ایمان و اخلاقیات کو اعمال کے ترازو میں وزنی بنا دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سات آسمانوں کے اوپر سے براءت:

آیئے! اب ہم بہتان کے مکمل واقع کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں اور ساتھ ہی ہم ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقام ومرتبے کو جاننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں کہ جن کی برأت اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے نازل کی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، جس بیوی کا نام قرعہ میں نکل آتا اسے اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ غزوہ بنی مصطلق پر روانہ ہونے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا تو میرا نام نکل آیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی، یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔ مجھے دوران سفر ہودج کے ساتھ ہی اونٹ پر لاد دیا جاتا اور ہودج کے ساتھ ہی نیچے اتارا جاتا۔ ہم شاداں وفرحاں سفر پر روانہ ہوئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے فارغ ہوئے تو آپ واپس روانہ ہوئے اور لشکر اسلام نے واپسی پر مدینہ منورہ کے قریب پڑاؤ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو روانگی کا حکم دے دیا۔ جب لشکر روانہ ہونے لگا تو میں قضائے حاجت کی غرض سے جنگل کی طرف چل دی۔ قضائے حاجت سے واپس اپنی سواری کی طرف آئی تو میں نے دیکھا کہ میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا ہے، میں اس کی تلاش میں پھر جنگل کی طرف چل دی اور ہار کی تلاش میں تاخیر ہوگئی۔ واپس آئی تو لشکر جا چکا تھا، وہاں کوئی بھی فرد باقی نہ رہا۔

دراصل ہوا یہ کہ جن افراد کی ذمے داری میرے ہودج کو اونٹ پر لادنے کی تھی انھوں نے میرا ہودج اونٹ پر لادا اور چل دیے۔ میں چونکہ اس وقت نوعمر تھی اور جسم بھی ہلکا پھلکا تھا انھوں نے یہ سمجھا کہ میں ہودج میں ہی ہوں۔ میں نے پڑاؤ کے درمیان میں اپنی اس جگہ کو دیکھا جہاں قیام کیا تھا اور وہاں اس خیال سے بیٹھ گئی کہ جب میرے بارے میں پتا چلے گا کہ میں ہودج میں نہیں ہوں تو مجھے لینے کے لیے واپس آجائیں گے۔ بیٹھے ہوئے مجھے نیند آنے لگی تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وہیں دراز ہوگئی، صفوان بن معطل السلمی الذکوانی کی ذمے داری یہ تھی کہ وہ لشکر کے پیچھے رہیں تاکہ کوئی چیز اگر کسی مجاہد کی گر جائے تو وہ اٹھا لیں۔ صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جب اپنی ذمے داری کو نبھانے کے لیے میدان میں آئے تو مجھے چادر میں لپٹا ہوا نیند کی آغوش میں دیکھا تو بلند آواز سے ''انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔'' یہ الفاظ سن کر میری آنکھ کھل گئی جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو میں نے اپنی چادر سے چہرے کو ڈھانپ لیا۔

اللہ کی قسم! اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی، صرف ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کہا اور میرے پاس لا کر اپنی اونٹنی بٹھا دی اور میں اس پر سوار ہوگئی، اس نے اونٹنی کی نکیل پکڑی اور پیدل چلنے لگا۔ ہم ظہر کے وقت لشکر کو جا ملے جبکہ لشکر مدینہ منورہ پہنچ چکا تھا۔ تو پھر جس کے مقدر میں ہلاکت تھی وہ ہلاک ہوا۔ منافقین نے بھانت بھانت کی بولیاں بولنی شروع کر دیں۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول اس گھناؤنی سازش میں پیش پیش تھا۔ میں مدینہ منورہ پہنچ کر بیمار ہوگئی اور میری بیماری کا دورانیہ ایک ماہ تک دراز ہوگیا لوگ بہتان تراشی کرنے والے لوگوں کی باتوں میں دلچسپی لینے لگے، مجھے کچھ پتا نہیں تھا کہ مدینہ منورہ میں میرے خلاف کیا کھچڑی پک رہی ہے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کے رویے میں قدرے تبدیلی دیکھ کر مجھے کھٹکا سا محسوس ہوا، کیونکہ بیماری کے دوران رسول اللہ ﷺ مجھ سے جو اپنائیت کا رویہ اختیار کرتے تھے اس دفعہ اس میں واضح تبدیلی نظر آ رہی تھی۔

رسول اللہ ﷺ میرے پاس آتے اور میرا کھردرے سے انداز میں حال پوچھتے اور چلے جاتے، میرے پاس بیٹھتے نہیں تھے۔ اس رویے سے مجھے تشویش تو تھی لیکن اس گھناؤنی سازش کا مجھے خیال تک نہ تھا جو اس وقت مدینہ منورہ میں میرے خلاف ہو رہی تھی۔

بیماری کی وجہ سے جسم میں بڑی نقاہت پیدا ہو چکی تھی۔ ایک رات میں قضائے حاجت کے لیے ام مسطح کے ساتھ باہر گئی۔ ہم رات کے وقت ہی اس مقصد کیلئے گھر سے باہر جایا کرتی تھیں۔ ام مسطح ابو رہم بن عبدمناف کی بیٹی تھی، اس کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھی۔ اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ تھا۔ ہم قضائے حاجت سے فارغ ہو کر گھر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف واپس آ رہی تھیں کہ ام مسطح اپنی چادر کی وجہ سے لڑکھڑا گئی۔ لڑکھڑاہٹ کے وقت اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا۔ ''مسطح کا ستیاناس ہو۔''

میں نے اسے کہا کہ آپ نے یہ بڑی بری بات کہی ہے۔ کیا آپ ایک ایسے شخص کو برا بھلا کہہ رہی ہیں جو جنگ بدر میں شریک ہوا ہے؟ ام مسطح نے کہا:

''عائشہ! کیا تو نے وہ باتیں نہیں سنیں جو وہ کہہ رہا ہے۔''

میں نے کہا: ''اس نے کیا کہا ہے؟'' تو اس نے مجھے بتایا کہ بہتان تراشی کرنے والے تیرے بارے میں یہ یہ کہہ رہے ہیں اور مسطح بھی ان کے ساتھ ہے، جب میں نے یہ بات سنی تو میری بیماری میں یکدم اضافہ ہو گیا۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، انھوں نے سلام کہا اور پھر اوپرے سے انداز میں میرا حال پوچھا تو میں نے کہا کہ مجھے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیجیے۔ میرے دل میں یہ بات تھی کہ میں اپنے والدین سے حقیقت حال معلوم کروں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے والدین کے ہاں جانے کی اجازت دے دی۔

ایسا غم جس سے پہاڑ پھٹ جائیں:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے والدین کے پاس چلی گئی۔ میں نے اپنی امی سے پوچھا: امی جان لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ اس نے کہا: بیٹی! پریشان نہ ہو، جب کوئی عورت اپنے خاوند کی چہیتی ہوتی ہے اور اس کی سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو اکثر و بیشتر اس قسم کے حالات پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ زیادہ غم نہ کر، اپنے آپ کو آسودہ رکھ۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں نے کہا: ''سبحان اللہ! لوگ میرے بارے میں اس قسم کی گھٹیا باتیں کرتے ہیں؟ میں اس رات سوئی نہیں ساری رات روتی رہی، صبح تک آنسوؤں کی جھڑی لگی رہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو مشورے کے لیے بلایا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کے اہل خانہ میں نیکی کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ میرے نزدیک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پاکیزہ سیرت، پاکدامن، خیر و برکت سے آراستہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم المرتبت خاتون ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے لیے کوئی تنگی تو ہے نہیں، اور عورتیں بہت ہیں، جسے بھی چاہیں آپ کے حبالہ عقد میں آنا وہ اپنے لیے بہت بڑا اعزاز سمجھے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے گھر کی خادمہ بریرہ سے پوچھا: تم مجھے بتاؤ کہ کبھی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں کوئی بات ایسی دیکھی ہو جس نے تجھے شک میں مبتلا کیا ہو؟

وہ کہنے لگی: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا! یہ نوعمری کی وجہ سے آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے اس کے علاوہ میں نے گھر میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نیکی کا عام چلن ہی دیکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اس کے بعد اٹھ کر چل دیے، آپ کو عبداللہ بن ابی بن سلول کے سازشی کردار پر بڑا دلی دکھ ہوا۔

نبی کریم ﷺ کا اپنے اہل خانہ کے بارے میں حسن ظن:

رسول اللہ ﷺ نے منبر پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"مسلمانو! تم میں سے کون ہے جو اس شخص کو ناکوں چنے چبائے گا جس نے میرے اہل خانہ پر تہمت لگا کر مجھے دلی صدمہ میں مبتلا کیا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ میرے اہل خانہ میں خیر و برکت ہی پائی جاتی ہے، میرے گھر میں جو بھی اندر آتا ہے وہ میرے ساتھ آتا ہے۔"

سعد بن معاذ انصاری اٹھے اور کہا:

"یا رسول اللہ! میں اس کی خبر لوں گا، اگر وہ اوس قبیلے سے ہوا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ اٹھے اور قبائلی غیرت کا انداز اپناتے ہوئے سعد بن معاذ سے کہا کہ اللہ کی قسم! تم جھوٹ بولتے ہو، تم اسے قتل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ یہ بات سن کر سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اٹھے اور انھوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: "تم جھوٹ بولتے ہو، اللہ کی قسم! ہم اسے ضرور قتل کریں گے، تم منافق ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور منافقین کی طرفداری کرتے ہو۔ اوس اور خزرج دونوں قبیلے آمنے سامنے کھڑے ہو گئے، قریب تھا کہ وہ گتھم گتھا ہو جاتے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خاموش ہو جانے کا حکم دیا تو وہ خاموش ہو گئے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا وہ دن بھی روتے دھوتے اور آنسو بہاتے گزرا اور میں اس دن بھی سو نہ سکی۔ فرماتی ہیں کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آ کر بیٹھے، میں دو راتوں اور ایک دن سے لگاتار رو رہی تھی۔ میں اس دوران سو بھی نہ سکی کہ آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔

میرے والدین کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں میرا جگر نہ پھٹ جائے، نیز فرماتی ہیں کہ میرے والدین افسردہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، اسے اجازت دے دی گئی تو وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم گھر میں ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ بھی ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ آپ اس سے پہلے بیماری کے دوران میرے پاس نہیں بیٹھے تھے، مہینا گزر گیا، میرے بارے میں آپ پر وحی بھی نازل نہیں ہوئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس بیٹھ کر فرمانے لگے:

''عائشہ! میرے پاس آپ کے بارے میں یہ باتیں پہنچی ہیں، اگر آپ پاک دامن ہیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو بری کرے گا اور اگر آپ سے کسی گناہ کا ارتکاب ہو گیا ہے تو اللہ سے معافی مانگ لے اور توبہ کر لے۔ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔''

صبر ہی بہتر ہے:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات پوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لی تو میرے آنسو یکدم تھم گئے، میری آنکھوں میں ایک قطرہ بھی نہ رہا۔ میں نے اپنے ابا جان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ انھوں نے کہا: بیٹی اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ میں اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے کیا بات کروں؟ میں نے اپنی امی سے کہا: امی جان! آپ رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ انھوں نے کہا: بیٹی! مجھے بھی کچھ پتا نہیں چل رہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کیا بات کروں؟

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میں اس وقت نوعمر لڑکی تھی، میں نے ابھی قرآن مجید بھی زیادہ نہیں پڑھا تھا، میں نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا:

''اللہ کی قسم! مجھے علم ہے کہ آپ نے میرے بارے میں جو باتیں سنی ہیں وہ آپ کے دل میں بیٹھ گئی ہیں اور آپ نے انھیں سچ مان لیا ہے، اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بالکل بری ہوں تو آپ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اس معاملے کا اعتراف کر لوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو آپ سچ مان لیں گے، اس نازک ترین موقع پر میں وہی کہوں گی جو یوسف علیہ السلام کے والد نے کہا تھا:

﴿ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴾ [یوسف: ۱۸]

''سو اچھا صبر کروں گا اور جو بات تم بتا رہے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے۔''

براءت کے لیے وحی کا نزول:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنی بات کہنے کے بعد اٹھی اور اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئی۔ میں یہ جانتی تھی کہ میرا اللہ مجھے ضرور بری کرے گا، لیکن یہ بات میرے وہم گمان میں بھی نہیں تھی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میری شان میں وحی نازل کرے گا جس کی قیامت تک تلاوت کی جائے گی۔ میں بذات خود اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسا حکم نازل کریں گے جس کی تلاوت کی جائے گی۔ مجھے یہ امید تھی کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو خواب کے ذریعے میری بریت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں آگاہ کریں گے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر جانے کا ارادہ کیا اور نہ ہی گھر والوں سے کوئی باہر گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر معمول کے مطابق دباؤ پڑنے لگا جیسا کہ نزول وحی کے دوران پہلے بھی پڑا کرتا تھا۔ آپ کی پیشانی سے موتیوں کی مانند پسینے کے قطرے گرنے لگے حالانکہ یہ سردی کے دن تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کیفیت وحی کے بوجھ کی وجہ سے طاری ہوئی تھی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غنودگی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ ہنسنے لگے۔ آپ نے پہلی بات یہ کی: ''عائشہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بری قرار دے دیا ہے۔''

یہ بات میری امی جان نے سنی تو خوشی سے جھوم اٹھی اور کہنے لگی: عائشہ! اٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا:

''امی جان! میں تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کروں گی جس نے مجھے بری قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں یہ آیت نازل کی:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ﴾

[النور : ۱۱]

''جو لوگ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمھارے ہی اندر کا ٹولہ ہیں، اس واقعے کو اپنے حق میں شر نہ کہو بلکہ یہ بھی تمھارے لیے خیر ہی ہے۔''

یہ کل دس آیات میری براءت میں نازل ہوئیں۔ جب میری بریت میں وحی نازل ہوگئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کہ مسطح بن اثاثہ پر قرابت داری اور اس کی غربت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے، کہنے لگے کہ آج کے بعد میں مسطح کو خرچ نہیں دوں گا کیونکہ اس نے بھی میری بیٹی پر بہتان تراشنے والوں کا ساتھ دیا تھا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کر دی:

﴿ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾

[النور : ۲۲]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم میں جو لوگ صاحب فضل اور فراوانی والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ وہ اپنے رشتہ دار، مساکین اور مہاجرین کی فی سبیل اللہ کی مدد نہیں کریں گے، انھیں معاف کر دینا چاہیے اور درگزر کر دینا چاہیے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمھیں معاف کرے اور اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ آیت کریم سنتے ہی فرمانے لگے: میری دلی چاہت ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور انھوں نے اسی وقت مسطح کو خرچ دینا شروع کر دیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں کبھی بھی اس کا خرچہ بند نہیں کروں گا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی میرے بارے میں پوچھا تو اس نے برملا کہا: یا رسول اللہ! میں اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتی ہوں۔ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہر اعتبار سے بہتر ہی پایا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے وہی میرا مقابلہ کیا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے تقوے کی بنا پر بچا لیا جبکہ اس کی بہن حمنہ نے بہتان تراشی کرنے والوں کا ساتھ دے کر اپنی ہی تباہی کا بندوبست کر لیا۔

[بخاری، کتاب التفسیر : ٤٧٥٠۔ مسلم : ٢٧٧٠۔ مسند امام احمد : ٦/ ١٩٤۔ ١٩٥۔ ١٩٦۔ ١٩٧]

آزمائش کی گھڑیاں:

جب انسان ان آیات کریمہ کے معنی و مفہوم پر غور و خوض کرتا ہے جو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت کے بارے میں نازل ہوئیں، تو اس کے دل میں وہ نازک ترین لمحات گردش کرنے لگتے ہیں جو خانۂ نبوی اور خانۂ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر گزرے۔

نبی کریم ﷺ نے بہتان کے بارے میں خبر بھلا کس طرح برداشت کی ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان نے بہتان تراشی کی مصیبت کے بوجھ کو کس صبر و تحمل سے برداشت کیا ہوگا؟

خاندانِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا معاملہ اپنی جانوں سے زیادہ اہمیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتا تھا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آزمائش کے ان نازک ترین لمحات کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

''اللہ کی قسم! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان پر ان دنوں سے بڑھ کر تکلیف دہ دن پھر کبھی نہیں آئے۔''

گراں قدر موقف:

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیا موقف اختیار کرتے ہیں؟ ان کے کردار کے بارے میں دوسروں سے پوچھتے ہیں اور بعض سے مشورہ کرتے ہیں۔ حالانکہ انھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ان کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں کیا مقام ومرتبہ ہے اور کون سا طرز عمل مناسب ہے۔

آپ نے فوری طور پر اس گھناؤنی سازش کے سامنے آتے ہی یہ ردِ عمل کیوں نہ ظاہر کیا۔

((سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ))

''الٰہی تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔''

فاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ بہتان سنتے ہی اپنی طرف سے اسی وقت یہ کہہ دیا تھا:

((سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ))

''الٰہی تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔''

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں کئی ایک حکمتوں کے پہلو پوشیدہ ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کہانی کو ان حکمتوں کے اظہار کا سبب بنایا تھا اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور پوری امت مسلمہ کا امتحان بھی لینا مقصود تھا۔ تاکہ پوری امت اس داستان کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے رکھے۔

اس داستان کے سبب سے بہت سے لوگوں کو بام عروج پر پہنچانا مقصود تھا اور اس کے برعکس بعض لوگوں کو نیچا دکھلانا بھی مقصود تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ ہدایت کا راستہ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت اور ایمان میں اضافہ کرتا ہے اور ظالموں کے خسارے میں اضافہ کرتا ہے۔

امتحان اور آزمائش اپنی انتہا کو پہنچی، ایک ماہ تک وحی کا نزول نہ ہوا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں وحی کے ذریعے کوئی حکم نازل نہ ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حکمت پوری ہو جائے جس کا اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں فیصلہ کر رکھا تھا اور پھر وہ حکمت مکمل صورت میں جلوہ نما ہوئی۔ اسے دیکھ کر راست گو مؤمن عدل و صداقت میں اور زیادہ بڑھ گئے اور انھیں اپنے اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ اور اہل بیت اور اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں پر اعتماد میں مزید اضافہ ہو گیا۔

ادھر منافقین کی بہتان تراشی اور نفاق میں اضافہ ہو گیا یہ بھی ایک حکمت تھی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے رسول مقبول ﷺ اور اہل ایمان کے لیے راز سربستہ کو ظاہر کر دیں۔ اور یہ بھی مقصد پیش نظر تھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اس کے والدین کی عبودیت حد کمال کو پہنچ جائے تاکہ ان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت تمام ہو جائے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والدین کی اللہ تعالیٰ کی طرف دلی رغبت مزید بڑھ جائے۔ وہ اپنے آپ کو قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کے محتاج سمجھنے لگ جائیں اور اللہ کی عبودیت کے حوالے سے حد کمال کو پہنچ جائیں، ساری امیدیں اسی سے وابستہ ہو جائیں اور مخلوق میں سے کسی کے ساتھ بھی کوئی امید باقی نہ رہے۔ آپ ذرا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رویہ دیکھیں، جب اس کے والدین نے اپنی بیٹی سے کہا کہ آپ رسول مقبول ﷺ کا شکریہ ادا کریں تو انھوں نے برجستہ یہ جواب دیا کہ میں تو اپنے اللہ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری بریت کے لیے آسمان سے وحی نازل کی۔

مسلسل ایک ماہ تک وحی کے رکنے میں یہ حکمت کارفرما تھی کہ معاملے کی اچھی طرح چھان پھٹک ہو جائے۔ مومنوں کے دل پوری طرح اس طرف متوجہ ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے کے بارے میں اپنے رسول مقبول ﷺ کی طرف کیا وحی نازل کرتا ہے۔ وحی نازل ہوئی تو یہ وحی اس بارش کی مانند تھی جو پیاسی زمین پر نازل ہوتی ہے۔ اور وہ زمین بارش ہونے کے بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے، امت مسلمہ کے سبھی افراد اس وحی کی بنا پر بے حد مسرور ہوئے اور ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

اگر اللہ تعالیٰ پہلے مرحلے میں ہی اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیتا اور ابتدائی دنوں میں ہی وحی نازل ہو جاتی تو سب حکمتیں پوشیدہ رہ جاتیں۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی چاہتے تھے کہ اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کا مقام و مرتبہ لوگوں کے سامنے واضح کر دیں کہ سب ہستیاں اللہ تعالیٰ کو کتنی محبوب ہیں اور ان کی عزت اور مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر ہے۔

اس میں یہ حکمت بھی کارفرما تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول مقبول کو دشمنوں کی دسیسہ کاریوں سے ہمیشہ کے لیے محفوظ و مامون کر دینا چاہتے تھے تاکہ آئندہ کسی کو بھی آپ کے خلاف اس نوعیت کی مکاری، چالبازی اور دغا بازی کی جرأت ہی پیدا نہ ہو سکے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت، اور عام اہل ایمان کے دفاع کا ایک حکیمانہ اسلوب تھا۔

[زاد المعاد : ۳/ ۲۶۱۔ ۲۶۳]

اللہ مومنوں کا دفاع کرتا ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ﴾ [الحج : ۳۸]

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دفاع کرتا ہے جو ایمان لائے۔“

⌘ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دفاع خود نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا دفاع کیا۔ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان لوہے پر لکیر ہے کہ جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سربلند کرتے ہیں۔

جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بریت کے بارے میں خاموشی اختیار کر لی تو ان کی بریت کے بارے میں آسمان سے آیات نازل ہو گئیں۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پاکیزہ سیرت و پاکدامن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہت ہی ... میں خراج تحسین پیش کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بلاشبہ بڑی بریت ہے:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت کے بارے میں صرف نبی کریم ﷺ کو خوشخبری سنانے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان کی بریت میں قرآن حکیم میں آیات نازل کیں جو قیامت تک پڑھی جائیں گی، تاکہ ساری کائنات کو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قدر و قیمت کا علم ہو جائے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''بعض محققین نے یہ کہا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام پر فحاشی کا بہتان لگا تو اللہ تعالیٰ نے گہوارے میں پڑے ہوئے ایک بچے کی زبانی اسے بری قرار دیا اور جب مریم علیہا السلام پر فحاشی کی تہمت لگی تو اسے اس کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بری قرار دیا اور جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا گیا تو اسے قرآن حکیم کے ذریعے بری قرار دیا، اسے کسی بچے یا نبی کے ذریعے بری قرار نہیں دیا بلکہ اسے تہمت اور بہتان سے اپنے کلام کے ذریعے بری قرار دیا۔'' [تفسیر قرطبی : ۲۱۲/۱۲]

ایک عظیم نعمت:

خانۂ نبوی اور تمام مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت یہ ہوئی کہ تمام امہات المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر باندھے گئے اس بدترین بہتان کے بارے میں بالکل خاموش رہیں۔ ان کی زبان سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف ایک بات بھی نہیں نکلی بلکہ اس معاملے میں ان کی طرف سے کوئی ہلکا سا اشارہ تک بھی ثابت نہیں حالانکہ وہ سب سوتنیں تھیں۔ طبعی طور پر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ سوتن موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش ضرور کرتی ہے، لیکن اللہ عظیم و برتر اور علیم و خبیر نے سب ازواج مطہرات کو محفوظ و مامون رکھا، اس لیے ان سب کا رسول اللہ ﷺ کے حرم میں شامل ہونے کے حوالے سے ایک اہم مقام و مرتبہ تھا۔ وہ آپ کی جلوت و خلوت کی ساتھی تھیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں باطل کی دلدل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پھنسنے سے محفوظ رکھا اور اس ہستی کے خلاف کوئی بات کرنے سے بھی محفوظ رکھا، کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سب لوگوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات و احساسات کو سب بیویوں سے بڑھ کر جاننے پہچاننے والی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ہر نوعیت کے اسباب کو بروئے کار لانے کے لیے سب سے زیادہ تیز تھیں۔ بہتان کے اس واقعے میں اللہ تعالیٰ نے ام المومنین سیدہ زینب بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک خاص مقام عنایت فرمایا: انھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نہایت ہی شریفانہ مؤقف اختیار کیا، حالانکہ وہ اکثر و بیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مقابلہ کیا کرتی تھیں۔

اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں وہ لڑکھڑا نہ جائے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھے جانے کے بعد ان کی بریت میں وحی نازل ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ سے پوچھا: زینب! عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تیری معلومات کیا ہیں؟

انھوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے کانوں اور آنکھوں کی حفاظت کرتی ہوں۔ اللہ کی قسم! میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہر اعتبار سے بہتر سمجھتی ہوں، اس میں کوئی عیب نہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زینب رضی اللہ عنہا کی دینداری، ادب، سخاوت اور نیکی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں وہی میرے ساتھ مقابلہ کیا کرتی تھی، اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے تقویٰ کی بنا پر بچا لیا۔“ [بخاری : ٤٧٥٠]

جس شاعر نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تعریف میں درج ذیل اشعار کہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نچھاور کرے:

إِنِّی أَقُولُ مُبَیِّنًا عَنْ فَضْلِهَا
وَ مُتَرْجِمًا عَنْ قَوْلِهَا بِلِسَانِی

”میں اس کے فضل و شرف کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہوں اور اپنی زبان سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی بات کی ترجمانی کرنے والا ہوں۔"

یَا مُبْغِضِی لَا تَأْتِ قَبْرَ مُحَمَّدٍ
فَالْبَیْتُ بَیْتِی وَ الْمَکَانُ مَکَانِی

"سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ" اے میرے ساتھ بغض رکھنے والے سیدنا محمد ﷺ کی قبر پر نہ آنا، وہ گھر میرا گھر ہے اور وہ جگہ میری جگہ ہے۔"

إِنِّی خَصَصْتُ عَلَی لِسَانِ مُحَمَّدٍ
لِصِفَاتِ بِرٍّ تَحْتَهُنَّ مَعَانِی

"سیدنا محمد ﷺ کی زبانی خاص طور پر میری نیکی کی ایسی صفات بیان کی گئی ہیں، جن کے معانی ومفہوم بڑے ہی دلربا ہیں۔"

وَ سَبَقْتُهُنَّ إِلَی الْفَضَائِلِ کُلِّهَا
فَالسَّبْقُ سَبْقِی وَالْعِنَانُ عِنَانِی

"میں فضائل میں تمام ازواج مطہرات سے سبقت لے گئی ہوں، سبقت میرے ساتھ خاص ہے اور باگ ڈور میرے ہاتھ میں ہے۔"

زَوْجِی رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ أَرَ غَیْرَهُ
اَللّٰهُ زَوَّجَنِی بِهِ وَ حَبَانِی

"میرا خاوند اللہ کا رسول ہے، میں نے اس کے علاوہ کسی کو دیکھا نہیں اللہ نے میری شادی اس کے ساتھ کی اور اس نے دل سے مجھے چاہا۔"

وَ أَتَاهُ جِبْرِیْلُ الْأَمِیْنُ بِصُوْرَتِی
فَأَحَبَّنِی الْمُخْتَارُ حِیْنَ رَآنِی

"رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل امین علیہ السلام میری تصویر لے کر آئے، پسند کرنے والے نے مجھے عزیز جانا جب مجھے دیکھا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ أنَا ابْنَةُ الصِّدِّيقِ صَاحِبُ اَحْمَدَ
وَ حَبِيْبُهُ فِي السِّرِّ وَالْإِعْلَانِ

''میں احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر و باطن میں حبیب تھے۔''

وَ تَكَلَّمَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ بِحُجَّتِيْ
وَ بَرَائَتِيْ فِيْ مُحْكَمِ الْقُرْآنِ

''اللہ عظیم نے اپنی مقدس کتاب قرآن حکیم میں میری بریت کے بارے میں کلام کر کے میرے لیے حجت قائم کر دی۔''

وَاللّٰهُ فِي الْقُرْآنِ قَدْ لَعَنَ الَّذِي
بَعْدَ الْبَرَاءَةِ بِالْقَبِيْحِ رَمَانِي

''اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس شخص پر لعنت بھیجی جس نے میری بریت کے بعد قباحت کی مجھ پر تہمت لگائی۔''

وَاللّٰهُ فَضَّلَنِيْ وَ عَظَّمَ حُرْمَتِي
وَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ بَرَّانِي

''اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مجھے فضیلت عطا کی اور میری حرمت کی تعظیم کی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی مجھے بری قرار دیا۔''

وَاللّٰهُ وَبَّخَ مَنْ أَرَادَ تَنَقُّصِي
إِفْكًا وَ سَبَّحَ نَفْسَهُ فِي شَأْنِي

''جس نے بہتان کے ذریعے میری تنقیص کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اسے ڈانٹا اور اپنی ذات کو میری شان میں پاک قرار دیا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیمّم کی آیت کا نزول:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تیمّم کی آیت نازل کر دی جس سے مسلمانوں کو ایک سہولت میسر آئی اور مسلمان بہت خوش ہوئے۔ مبارک اماں جان کی برکت کی مہک ارد گرد رہنے والے تمام مسلمانوں تک پھیل گئی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے، ہم بیداء یا مقام ذات الجیش پر تھے کہ میرا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا۔ اس کی تلاش کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے لوگ بھی ٹھہر گئے، وہاں پانی نہیں تھا۔ لوگ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے: کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے؟ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا ہے یہاں کہیں پانی نہیں اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ لوگوں کا اعتراض سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ ابا جان نے مجھ سے کہا: تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک رکھا ہے، نہ تو یہاں کہیں پانی کا تالاب ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابا جان نے مجھے ڈانٹا اور مجھے غصے میں جھنجھوڑا بھی، لیکن میں نے اپنے جسم میں کوئی جنبش نہ آنے دی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں کوئی خلل پیدا نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے آپ کے پاس بھی پانی نہیں تھا، تو اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل کر دی تو سب نے تیمّم کیا۔ اس موقع پر سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اے آل ابو بکر! یہ تمھاری پہلی برکت نہیں، بلکہ اس سے پہلے بھی کئی ایک برکات کا ظہور تمھارے حوالے سے ہو چکا ہے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم نے اونٹ کو اٹھایا تو ہمیں ہار اس کے نیچے پڑا ہوا مل گیا۔ [بخاری : ۳۳٤۔ مسلم : ۳٦۷۔ مسند امام احمد : ٦/۱۷۹]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری وقت قریب آ گیا۔ مسند امام احمد میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے، فرماتے ہیں کہ جب انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نمائندہ بنا کر یمن بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ وصیت کرنے کے لیے نکلے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سوار تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل رہے تھے، جب پند ونصیحت سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا:

"شاید! آپ اس سال کے بعد مجھ سے نہ مل سکیں، شاید آپ کا گزر میری اس مسجد اور قبر کے پاس سے ہو۔"

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے تصور سے رو پڑے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف اپنا چہرہ مبارک کر کے ارشاد فرمایا:

« اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَ حَيْثُ كَانُوْا » [مسند امام احمد ۔ علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح الجامع: ۲۰۱۲]

"متقی لوگ میرے قریب ہوں گے جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔"

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن جنازے سے فارغ ہو کر میرے پاس تشریف لائے، میں سر درد میں مبتلا تھی اور درد کی شدت سے کراہ رہی تھی۔ میں نے اپنا سر پکڑ رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی میرے پاس اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئے آپ بھی درد کی شدت کی وجہ سے کراہنے لگے، پھر آپ نے فرمایا: "عائشہ! آپ کا کچھ نہیں بگڑے گا، اگر آپ فوت ہو گئیں تو میں تجھے اپنے ہاتھوں سے غسل دے کر کفن پہناؤں گا اور اپنے ہاتھوں سے دفن کروں گا۔ میں نے جواب میں کہا: جی ہاں اور پھر اس کے بعد آپ ایک نئی بیوی لا کر میرے مکان میں بسا دیں گے، میری یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے، پھر آپ کو وہی تکلیف ہو گئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ [ابن ماجه، كتاب الجنائز : ١٤٦٥ ـ علامه البانی نے صحيح ابن ماجه میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ھے، دیکھیے ماجه : ١١٩٧]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیاوی دولت کا خوف:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیماری کے دوران مجھے حکم دیا کہ جو تیرے پاس سونا ہے اسے صدقہ کر دے، فرماتی ہیں جب آپ کو ہوش آئی تو آپ نے فرمایا: ''تم نے صدقے کے بارے میں کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی دیکھ بھال میں مشغول ہوگئی اور صدقہ نہ کر سکی۔'' آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ وہ سات یا نو دینار تھے۔'' جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دینار آپ کی خدمت میں پیش کیے تو آپ نے فرمایا:

''جب میری ملاقات اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگی اور میرے پاس دینار ہوں گے تو میرا کیا بنے گا؟ یہ میرے قبضے میں باقی نہیں رہنے چاہئیں۔'' [مسند امام احمد : ٦/٤٩/٨٦/١٨٢]

معوذات سے برکت کا حصول:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بخار میں مبتلا ہوئے تو معوذات پڑھ کر اپنے بدن پر پھونک مارتے، یاد رہے کہ معوذات سے مراد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہے، جب آپ کو شدید تکلیف ہوتی تو آپ کی جانب سے میں پڑھتی اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے جسم پر حصول برکت کی غرض سے پھیرتی۔ [بخاری : ٥٧٣٥۔ فتح الباری : ١٠ / ٢٠٨]

امام زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ معوذات پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور پھر انھیں اپنے بدن پر پھیر لیتے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم:

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ نرم دل ہیں۔ جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔

آپ نے فرمایا: ''ابو بکر کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں۔'' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی بات دہرائی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''تو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہہ کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تم زنانِ مصر کی مانند ہو جنھوں نے یوسف علیہ السلام کو اپنے نرغے میں لیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھیں پیغام دیا تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔ [بخاری: ٦٧٨۔ مسلم: ٤٢٠]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری لمحات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس روز اللہ کو پیارے ہوئے اس دن کی صبح کو اپنے جہاد اور صبر کے نتائج و ثمرات کو دیکھنے کے لیے گھر سے نکلے، آپ نے الوداعی نظر اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ڈالی جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی اور آپ کو ان سے محبت تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب آپ کو دیکھا تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، وہ سمجھے کہ آپ کو بیماری سے شفا مل گئی ہے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر یہ الوداعی نگاہ ہے، پھر آپ ان سے اپنے حوضِ کوثر پر ہی ملیں گے یا پھر جنت میں ان سے ملاقات ہو گی۔ اگر اس حقیقت کا انھیں علم ہو جاتا کہ یہ ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی الوداعی نگاہ ہے تو شدت غم سے ان کے دل ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت صحت میں فرمایا کرتے تھے:

''کسی نبی کی روح کو اس وقت تک قبض نہیں کیا جاتا جب تک وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہیں دیکھ لیتا۔ پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا آخری وقت آیا تو آپ کا سر میری ران پر تھا، کچھ عرصہ آپ پر غشی طاری رہی، پھر آپ کو ہوش آئی، آپ چھت کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگے، پھر آپ نے فرمایا:

''یا الٰہی! رفیق اعلیٰ۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ صورتحال دیکھ کر میں نے کہا:

''آپ نے ہمیں پسند نہیں کیا۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آج اس حدیث کا مطلب پہچان گئی جو آپ حالت صحت میں ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔

((إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرَ))

''کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے، پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا آخری کلمہ ''اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰى'' تھا۔ [مسلم، کتاب فضائل الصحابہ: ۲٤٤٤]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس بیماری میں وفات پائی، وہ اس کے دوران پوچھا کرتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا؟

وہ دراصل سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دن کا ارادہ رکھتے تھے، تمام ازواج مطہرات نے متفقہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ جہاں چاہتے ہیں اسی گھر میں انھیں رہنے دیا جائے، وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے جب آپ نے وفات پائی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی دن وفات پائی جس دن آپ میرے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کی روح قبض کی اس وقت آپ کا سر میری گود میں تھا۔ اس دن آپ کا لعاب میرے لعاب سے مل گیا۔

فرماتی ہیں کہ میرا بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ میرے گھر آیا اور وہ مسواک کر رہا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا۔ میں نے یہ منظر دیکھتے ہی اس سے کہا کہ یہ مسواک مجھے دے دیں، اس نے وہ مسواک مجھے دے دی۔ میں نے اسے چبا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے وہ مسواک اپنے دانتوں پہ کی۔ اس وقت آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔[بخاری : ۴۴۵۰۔ مسلم : ۲۴۴۳]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں، میری باری اور میری گود میں وفات پائی، اس دن عبدالرحمن بن ابی بکر میرے گھر آئے۔ ان کے پاس ایک تازہ مسواک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا۔ میں نے خیال کیا کہ آپ مسواک چاہتے ہیں، میں نے وہ مسواک اس سے لی، اسے چبایا جھاڑا اور صاف کیا پھر میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے بڑے ہی عمدہ انداز میں مسواک کی، پہلے اس طرح کبھی بھی میں نے آپ کو مسواک کرتے نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے وہ مسواک مجھے تھما دی اور آپ کا ہاتھ زمین پہ گر گیا۔ میں وہی دعا کرنے لگی جو جبریل علیہ السلام آپ کے لیے کیا کرتے تھے اور آپ خود بھی جب بیمار ہوتے تو وہ دعا پڑھا کرتے تھے، لیکن آپ نے اس بیماری میں وہ دعا نہیں پڑھی۔ آپ کی نگاہ آسمان کی طرف اٹھی اور آپ نے فرمایا:

" اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى "

اور آپ کی مقدس روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس اللہ کا شکر ہے جس نے آخری دن میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب کو ملا دیا۔[مسند امام احمد : ۶/۴۸]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا بوجھ بڑھ گیا اور آپ کو غشی کے دورے پڑنے لگے تو فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کہنے لگیں۔

ہائے ! میرے ابا جان کو یہ تکلیف؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر فرمایا: آج کے بعد تیرے ابا جان کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنسو بہاتے ہوئے کہا:

''ہائے! ابا جان نے اپنے رب کی دعوت کو قبول کر لیا، ہائے! ابا جان نے جنت الفردوس میں جا ٹھکانا بنایا۔ جب آپ ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو غم سے نڈھال سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تمھیں رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈال کر چین آ گیا۔'' [بخاری، المغازی : ۷/ ۷۵۵۔ ابن ماجه، كتاب الجنائز : ۱۶۰۳]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جس دن نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے اس دن مدینہ منورہ کی ہر چیز روشن ہو گئی، اور جس دن آپ نے وفات پائی اس دن مدینہ منورہ کی ہر چیز پر تاریکی چھا گئی۔ [ترمذی، كتاب المناقب : ۱۳/ ۱۰۴]

حافظ ابن رجب فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو مسلمان بے چین ہو گئے، ان میں سے بعض دہشت زدہ ہو گئے، ان میں سے بعض شدت غم کی وجہ سے زمین پر بیٹھ گئے اور ان میں اٹھنے کی سکت نہ رہی۔ ان میں سے بعض نے آپ کی وفات کا سرے سے انکار کر دیا۔ وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا ہے۔ [لطائف المعارف : ۱۱۴، ۱۳۳]

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا موقف:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے، میرے ابا جان ابو بکر صدیق اس وقت سنح مقام پر تھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مزید کہا کہ اللہ کی قسم! میرے دل میں یہی خیال پیدا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو اٹھائیں گے اور واپس لائیں گے پھر ان افراد کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں گے جنھوں نے یہ کہا کہ آپ وفات پا گئے ہیں۔ اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے پلو اٹھایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور یہ کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ اپنی زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور اب وفات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ آپ کو دو دفعہ موت نہیں دے گا، پھر آپ باہر نکلے اور فرمایا: اے قسم اٹھانے والے، ذرا ٹھہرو! جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد کہا: لوگو! آگاہ رہو جو سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوجا کرتا تھا تو حقیقت یہ ہے کہ سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں، اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھی:

﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴾ [الزمر: ٣٠]

''بے شک تو مرنے والا ہے اور بے شک وہ بھی مرنے والے ہیں۔''

اور پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴾

[آل عمران: ١٤٤]

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں، اگر وہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ دیکھو جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا البتہ جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے، انھیں وہ اس کی جزا دے گا۔''

یہ باتیں سن کر لوگ زار و قطار رونے لگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: جب انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے: بخدا ہم نہیں جانتے کہ ہم غسل دینے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتار لیں جس طرح ہم اپنے مردوں کے کپڑے غسل دینے سے پہلے اتار دیتے ہیں یا ہم آپ کو آپ کے کپڑوں سمیت غسل دے دیں؟ جب ان میں اختلاف پیدا ہو گیا تو اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبارک وتعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی، ان لوگوں میں سے ہر ایک کی ٹھوڑی اپنے سینے سے جا لگی۔ پھر گھر کے ایک کونے سے کسی کی آواز آئی، یہ پتا نہ چل سکا کہ وہ کون تھا۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو ان کے کپڑوں سمیت غسل دو، تو سب نے نبی کریم ﷺ کو ان کے کپڑوں سمیت غسل دیا۔ وہ آپ کی قمیص پر پانی ڈالتے تھے اور آپ کی قمیص کو ہی آپ کے جسم پر ملتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر میں اپنے کام میں متوجہ ہوتی تو پیچھے نہ ہٹتی بایں صورت نبی کریم ﷺ کی بیویاں ہی آپ کو غسل دیتیں۔ نبی کریم ﷺ کو تین سفید کپڑوں کا کفن پہنایا گیا۔ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان میں چالیس سال منصب رسالت پر فائز ہونے سے پہلے اور تیرہ سال کا عرصہ منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد مکہ معظمہ میں گزارا اور دس سال ہجرت کے جو مدینہ منورہ میں بسر کیے۔ آپ کی وفات ماہِ ربیع الاول ۱۱ ہجری میں ہوئی۔ آپ نے اپنے پیچھے وراثت میں نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم، نہ غلام نہ لونڈی۔ صرف ایک خچر چھوڑی جس پر آپ سواری کیا کرتے تھے یا اسلحہ یا وہ زمین جو مسافروں کے لیے بطور صدقہ وقف کر دی تھی۔

[کتاب حیات محمد ﷺ از محمود المصری ابو عمار : ص ٥٤، ٦١]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عالمہ، فاضلہ:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مرد تو آپ سے حدیث کا علم حاصل کر لیتے ہیں ہم عورتوں کے لیے بھی اپنی طرف سے ایک دن مقرر فرمائیں، آپ ہمیں وہ علم سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''فلاں دن فلاں جگہ پر جمع ہو جایا کریں۔'' سب خواتین وہاں جمع ہو جاتیں اور آپ انھیں وہ علم سکھلاتے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کر رکھا تھا۔ [بخاری، کتاب الاعتصام ۔ مسلم، کتاب البر و الصلة]

حصول علم کے حوالے سے مسلمان خواتین کا شکوہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا، وہ یہ مطالبہ کرنے لگیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ خواتین کے لیے خصوصی علمی مجالس قائم کی جائیں جہاں ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ باوجودیکہ وہ مسجد نبوی میں نبی کریم ﷺ کے مواعیظ حسنہ اور علم سے مستفیض ہوتی تھیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں:

((نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَّتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ))

''بہترین خواتین انصار کی خواتین ہیں، دین کو سمجھنے کے حوالے سے حیا ان کے مانع نہیں ہوتی۔'' [بخاری]

مسلمان عورت علم حاصل کرنے کی طرف اس وقت متوجہ ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ عزت بخشی۔ وہ اسلام کے چشمے سے سیراب ہوئی اور اس سے وافر مقدار میں اپنا حصہ وصول کیا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی، رسول اللہ ﷺ کی چہیتی بیوی، عالمہ، فاضلہ، فقیہ، سات آسمانوں کے اوپر سے بری قرار دی جانے والی، جب نبی کریم ﷺ اللہ کو پیارے ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا کی عمر ابھی انیس سال تھی۔ لیکن اس کے باوجود ان کے علم نے زمین کے اطراف و اکناف کو بھر دیا۔ حدیث کو روایت کرنے کے حوالے سے انھیں مرکزی حیثیت حاصل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ البتہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دینی مسائل پر بڑی گہری نظر تھی اور وہ اس حوالے سے زیادہ ثقہ درجے پر فائز تھیں۔

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر دنیا بھر کی تمام عورتوں کا علم جمع کر لیا جائے تو پھر بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان سب سے افضل ہوں گی۔''

عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"كَانَتْ عَائِشَةُ اَفْقَهَ النَّاسِ، وَاَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَةِ"

"سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عام دینی مسائل میں تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہ اور عمدہ رائے رکھنے والی تھیں۔"

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

《 مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِفِقْهٍ وَلَا بِطِبٍّ وَلَا بِشِعْرٍ مِن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا 》 [طبقات ابن سعد : ۷/۳۹-۵٦]

"میں نے فقہ، طب اور فن شاعری میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا۔"

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

《 مَا اَشْكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ قَطُّ، فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا 》 [ترمذی، امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے]

"ہم اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے لیے جب کبھی حدیث میں کوئی اشکال پیدا ہوا تو ہم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کے بارے میں پوچھا، تو ان کے پاس اس حدیث کے بارے میں ہمیں معلومات ملیں۔"

علامہ مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

《 رَأَيْتُ مَشْيَخَةَ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُوْنَهَا عَنِ الْفَرَائِضِ 》 [الاجابة لزركشي ص : ٥٧]

"میں نے سیدنا محمد ﷺ کے مشائخ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وراثت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔"

علامہ مسروق رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

《 أَ كَانَتْ عَائِشَةُ تُحْسِنُ الْفَرَائِضَ؟ قَالَ وَ اللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الْأَحْبَارَ مِنْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْأَلُوْنَهَا عَنِ الْفَرَائِضِ»
[من اخلاق العلماء محمد بن سليمان : ص : ٦١]

''کیا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وراثت کے مسائل کو اچھی طرح جانتی تھی؟ تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء صحابہ کو دیکھا کہ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وراثت کے مسائل پوچھتے ہیں۔''

حافظ ابوحفص عمر بن عبدالمجید القریشی المیانشی اپنی کتاب ''ایضاح مالا یسع المحدث جھلہ'' میں لکھتے ہیں کہ بخاری اور مسلم میں ایک ہزار دو سو احادیث احکام پر مشتمل ہیں، ان دونوں کتابوں میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی دو سو نوے احادیث تقریباً احکام پر مشتمل ہیں۔

حاکم ابوعبداللہ کہتے ہیں:

«فَحُمِلَ عَنْهَا رُبُعُ الشَّرِيْعَةِ» [الاجابة لزركشي : ص ٥٩]

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ربع شریعت مروی ہے۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک ایسی مجتہد خاتون تھیں جن کی اصول دین اور قرآن مجید کے مشکل مسائل پر سب لوگوں سے بڑھ کر گہری نظر تھی۔ وہ قرآن مجید بہت عمدہ لہجے میں پڑھتی تھیں، بہت کم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے اس وصف کا پتا تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے پر تنقید بھی کی، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتا چل جاتا تو وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول کی طرف رجوع کر لیتے۔ [السمط الثمين في مناقب امهات المومنين۔ لامام المحب الطبري، ص : ٣٣۔٩٤]

خواتین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملنے ان کے گھر آتیں اور وہ انھیں تعلیم دیتیں۔ وہ مخزومی عورت جس کا چوری کرنے کی وجہ سے ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا، وہ ہاتھ کٹ جانے کے بعد جب صحت یاب ہوئی تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر دینی مسائل سیکھنے کے لیے آیا کرتی تھی۔
[كتاب المواقف في حياة الأنبياء والصحابة والتابعين از ابو عمار محمود المصرى : ٥٢٧/١۔ ٥٣٠]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات علم اور دین کی اشاعت اور فیضان میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ برابر کی شریک کار تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادب نبوت کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جہاں علم اور روایۃ الحدیث کے میدان میں بہت بلند مقام حاصل کیا وہاں زہد، تقوی، بلاغت اور فصاحت کے آسمان میں بھی اونچی اڑان کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایسے بلند مقام پر فائز ہوئیں کہ عہد نبوت اور اس کے بعد آنے والے زمانوں میں کوئی خاتون اس مقام تک نہیں پہنچ سکتی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کمال و جمال اور فصاحت و بلاغت کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

((وَ لَهَا حَظٌّ وَافِرٌ مِنَ الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ مَعَ مَا لَهَا مِنَ الْمَنَاقِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا)) [تاريخ اسلام ذهبی، عهد معاويه: ص ٢٤٩]

''فضائل و مناقب کے ساتھ ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فصاحت و بلاغت میں وافر حصہ تھا۔''

بلا شک وشبہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت کی بنیادی تربیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں ہوئی۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فصاحت و بلاغت، علم الأنساب اور تاریخی معلومات میں بڑے مشہور و معروف ماہر تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے بابل کے گھر سے رسول اللہ ﷺ کے آنگن میں آئیں اور پھر آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے وہ علم و ادب کے میدان میں پروان چڑھیں۔ قرآنی بیان کے سرچشموں سے وہ جی بھر کر سیراب ہوئیں، یہاں تک کہ ان کی زبان میں فصاحت و بلاغت کی ایسی شیرینی پیدا ہوگئی کہ جب وہ بات کرتیں تو یوں معلوم ہوتا جیسے نور نبوت کی کرنیں منہ سے آشکار ہوکر ماحول کو جگمگا رہی ہیں۔ جو بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باتیں سنتا وہ انگشت بدنداں رہ جاتا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے جو افتراء، جھوٹ، الزام اور بہتان تراشی کی، اس کی تفصیلات جو حدیث میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان ہوئی ہیں ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھیں۔

اس بیان کو ادب کی دنیا میں ایک نادر قطعہ کی حیثیت حاصل ہے، یہ بات واضح طور پر دکھائی دیتی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت ضرب المثل تھی۔

ابو عمر ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" اَنَّهَا كَانَتْ وَحِيْدَةَ عَصْرِهَا فِيْ ثَلَاثَةِ عُلُوْمٍ......عِلْمِ الْفِقْهِ وَ عِلْمِ الطِّبِّ وَعِلْمِ الشِّعْرِ " [الإستيعاب : ٤/ ١٨٨١]

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تین علوم میں اپنے زمانے میں یکتا تھیں، علم فقہ، علم طب اور علم شعر۔''

ابن شہاب سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہمیں قاسم بن محمد نے بتایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے بات کی، راوی کہتا ہے کہ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اٹھے انھوں نے اپنے غلام ذکوان کے ہاتھ کو تھام رکھا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح و بلیغ نہیں دیکھا۔'' [سیر أعلام النبلاء : ٢/ ١٨٣]

موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا " [ترمذی : ٣٨٧٤]

''میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح و بلیغ نہیں دیکھا۔''

ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" رُبَّمَا رَوَتْ عَائِشَةُ الْقَصِيْدَةَ سِتِّيْنَ بَيْتًا وَاَكْثَرَ "

[سیر اعلام النبلا : ٢/ ١٨٩]

''بسا اوقات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساٹھ یا اس سے زیادہ اشعار پر مشتمل قصیدہ بیان کر دیتیں۔''

ابی زناد کہتے ہیں کہ میں نے عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی کو اشعار کہتے ہوئے نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ سے بڑھ کر کون زیادہ اشعار کہہ سکتا ہے؟ وہ فرمانے لگے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فن شاعری میں سب سے بڑھ کر تھیں، وہ کوئی بات کرتیں تو اس کی مناسبت سے شعر کہہ دیتیں۔ [الاصابة : ۸/۱۸]

محمد بن سیرین احنف سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا:

((سَمِعْتُ خُطْبَةَ أَبِي بَكْرٍ، و عُمَرَ و عُثْمَانَ و عَلِيٍّ وَالْخُلَفَاءِ بَعْدَهُمْ فَمَا سَمِعْتُ الْكَلَامَ مِنْ فَمِ مَخْلُوقٍ أَفْخَمَ وَلَا أَحْسَنَ مِنْهُ مِنْ فِيِّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا)) [مستدرك حاكم : ٤/١١]

''میں نے ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم نیز ان کے بعد آنے والے خلفاء کا خطبہ سنا، لیکن ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ بہتر اور عمدہ کلام کسی کے منہ سے نہیں سنا۔''

امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

" رَوَيْتُ لِلَبِيْدٍ نَحْوًا مِنْ أَلْفِ بَيْتٍ وَكَانَ شَعْبِي يَذْكُرُهَا فَيَتَعَجَّبُ مِنْ فِقْهِهَا وَعِلْمِهَا ثُمَّ يَقُوْلُ مَا ظَنُّكُمْ بِأَدَبِ النُّبُوَّةِ "

[سیر اعلام النبلاء : ۲/۱۹۷]

''میں نے لبید کے تقریباً ایک ہزار اشعار بیان کیے۔'' امام شعبی ان اشعار کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فقاہت اور علم پر تعجب کیا کرتے تھے، پھر فرماتے بھلا تمھارا ادب نبوت کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ادب اور فصاحت و بلاغت میں مہارت کی ایک وجہ یہ تھی کہ سرزمین عرب کے مختلف مقامات سے جو وفود نبی کریم ﷺ سے ملنے کے لیے آتے تھے وہ نہایت ادیبانہ انداز میں آپ سے محو گفتگو ہوتے، آپ ان سے بھی فصاحت و بلاغت سے آراستہ گفتگو فرماتے، یہ سب کچھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا غور سے سنا کرتی تھیں کیونکہ ان کا حجرہ مسجد نبوی سے ملا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مسجع و مقفی طرز کلام میں جو خطبہ ارشاد فرماتے، وہ بھی سن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر یاد کر لیا کرتی تھیں، اس طرح رفتہ رفتہ انھیں فصاحت و بلاغت میں عبور حاصل ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب زیاد سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے زیاد! تمھارے نزدیک سب لوگوں سے بڑھ کر فصیح و بلیغ کون ہے؟

تو اس نے برجستہ یہ کہا: امیر المومنین اگر آپ یہ بات مجھ سے پوچھتے ہیں تو میرے نزدیک سب لوگوں سے بڑھ کر فصیح و بلیغ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کی اس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے اور اس کی توثیق کرتے ہوئے فرمایا:

" وَاللّٰهِ! مَا فَتَحَتْ بَابًا تُرِيدُ اَنْ تُغْلِقَهُ اِلَّا اَغْلَقَتْهُ وَلَا اَغْلَقَتْ بَابًا تُرِيدُ اَنْ تَفْتَحَهُ اِلَّا فَتَحَتْهُ " [صفة الصفوة]

''اللہ کی قسم! جس دروازے کو اس نے بند کرنا چاہا اسے بند کر دیا اور جسے کھولنا چاہا اسے کھول دیا۔''

حقیقت یہ ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اعجاز بیانی، فصاحت و بلاغت اور ادیبانہ گفتگو میں حد کمال کو پہنچی ہوئی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ فصاحت و بلاغت کے خوشے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آگے جھکے ہوئے ہیں، الفاظ ہاتھ جوڑ کر ان کے سامنے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔

عمدہ ترین گفتگو، نادر انداز تکلم، نکتہ آفریں اور معانی سے بھرپور شیریں کلامی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ختم تھی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم طب:

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہتے ہیں کہ اماں جان آپ کے علم و فضل اور فقہی صلاحیت پر تو مجھے کوئی تعجب نہیں، کیونکہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے، اور نہ ہی مجھے آپ کے شعر و شاعری کے علم پر اور تاریخی معلومات پر کوئی تعجب ہے کیونکہ میں کہتا ہوں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے، جو سب لوگوں سے بڑے عالم تھے۔ مجھے آپ کی طب کے بارے میں معلومات پر تعجب ہے، یہ علم آپ نے کیسے حاصل کیا؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا:

''ارے عروہ بیٹے! رسول اللہ ﷺ اپنی آخری عمر میں جب بیمار ہو جایا کرتے تھے تو آپ کے پاس سرزمین عرب کی ہر جانب سے وفود آتے، آپ کے لیے ادویات تجویز کی جاتیں تو میں ان سے آپ ﷺ کا علاج کیا کرتی تھی اس طرح مجھے طبی معلومات حاصل ہو جاتیں۔''

[مسند امام احمد : ٦٧/٦ ۔ حلیۃ الاولیا : ٥٠/٢]

ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں رہا۔ میں نے قرآن مجید کی کوئی آیت، کوئی فرض، کوئی سنت، کسی نوعیت کا شعر، عرب کی تاریخ کا کوئی خاص دن، کوئی حسب نسب، کوئی فیصلہ اور علم طب کے بارے میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔

میں نے ان سے عرض کیا: خالہ جان! طب کا علم آپ نے کہاں سے حاصل کیا؟ تو انھوں نے فرمایا: جب میں بیمار ہوتی تو میرے لیے دوائی تجویز کی جاتی اور جب کوئی اور بیمار ہوتا تو اس کے لیے دوائی تجویز کی جاتی، میں لوگوں سے سنتی کہ وہ ایک دوسرے کے لیے دوائی تجویز کرتے ہیں تو میں سن کر یاد کر لیتی، یعنی بیماری اور اس کے لیے تجویز کردہ دوا کا نام مجھے یاد ہو جاتا۔[حلیۃ الاولیاء ٤٩/٢]

خلافت اسلامیہ کے زیر سایہ:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حبیب کبریا ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد زندگی بھر روزے دار، عبادت گزار، اور کتاب و سنت کی عالمہ، فاضلہ کی حیثیت سے رہیں۔ ان کے پاس دنیا بھر کے کونے کونے سے اہل علم آتے اور ان کی آمد کا مقصد یہ ہوتا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے صاف شفاف علمی چشمے سے سیراب ہوں۔ یہ حدیث نبوی کا ایک نادر نوعیت کا انسائیکلوپیڈیا تھیں۔ یہ جاہل کو علم سے آراستہ کرتیں، حیرانی و پریشانی میں مبتلا شخص کی راہنمائی کرتیں، لوگوں کو فضائل اور اچھے اخلاق اختیار کرنے کی تلقین کرتیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خلافت اسلامیہ کے زیر سایہ زندگی بسر کی۔ تمام خلفاء ان کی گراں اور بلند تر قدر و منزلت کو جانتے تھے یہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیوی تھیں۔ انھیں ام المومنین ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ یہ علم کا مینار اور گلشن رسالت کی ایک مہکتی ہوئی کلی تھیں، جس نے ساری کائنات کو اپنی خوشبو کی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ یہ وہ عظیم المرتبت خاتون تھیں جنھوں نے اپنے علم، دین، ادب، فصاحت، بلاغت، معرفت، زہد اور تقوے کو ساری دنیا میں پھیلا دیا۔

صالحین کی موت پر غم:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صالحین کی موت پر بہت زیادہ غم زدہ ہو جایا کرتی تھیں اور ایسے فتنوں کے ظہور پر وہ بہت زیادہ کبیدہ خاطر ہو جایا کرتی تھیں کہ جو دلوں کو درد والم سے نچوڑ کر رکھ دیں۔

ایسے فتنے عام طور پر اہل علم، احباب فضل، شرف اور اہل ایمان وتقویٰ کے اس دنیا سے کوچ کرنے پر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لبید کا یہ شعر پڑھا:

ذَهَبَ الَّذِيْنَ يُعَاشُ فِيْ اَكْنَافِهِمْ
وَ بَقِيْتُ فِيْ خَلْفٍ كَجِلْدِ الْاَجْرَبِ

''وہ لوگ چلے گئے جن کے پہلو میں زندگی بسر کی جاتی ہے اور میں خارش زدہ چمڑے کی مانند پیچھے رہ گیا۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اللہ لبید پر رحم کرے، اگر وہ ہمارے زمانے کو دیکھ لے تو کیسا رہے؟

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ ام المومنین پر رحم کرے اگر وہ ہمارے زمانے کو دیکھ لیتیں تو کیسا رہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہشام کہتے ہیں کہ اللہ میرے والد محترم پر رحم کرے، اگر وہ ہمارے زمانے کو دیکھ لیں تو کیسا رہے؟

ہشام کا کاتب کہتا ہے کہ ہم نے اسے مسلسل یہی بات کہتے ہوئے سنا ہے۔ [سیر اعلام النبلاء : ۲/۱۹۷۔۱۹۸]

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت سے غم دوسری مرتبہ تازہ ہوتے ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں انھوں نے وفات پائی تو میں ان کے پاس آ گئی، آپ اس تکلیف میں مبتلا تھے جس میں مرنے والا مبتلا ہوتا ہے۔

ان کا سانس سینے میں اٹکا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے موقع کی مناسبت سے یہ شعر پڑھا:

لَعُمْرُكَ مَا يُغْنِي الثَّرَاءُ عَنِ الْفَتٰى

إِذَا حَشْرَجَتْ يَوْمًا وَ ضَاقَ بِهَا الصَّدْرُ

''مجھے تیری عمر کی قسم! دولت نوجوان کو کچھ فائدہ نہ دے سکے گی، جس دن جان کنی کا وقت آ جائے گا اور سینہ تنگ ہو جائے گا۔''

جب ابا جان نے میرا یہ شعر سنا تو غصے سے میری طرف دیکھا اور فرمایا: بیٹی ایسے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴾ [ق : ۱۹]

''اور جب موت کی جان کنی حق لے کر آ پہنچی، یہ وہی چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔''

پھر فرمایا: ''اے عائشہ! تو مجھے پورے خاندان میں سب سے زیادہ عزیز ہے، میں نے تجھے ایک باغ تحفہ میں دیا تھا میرے دل میں اس کے بارے میں کچھ کھٹکا سا ہے، تو آپ اسے وارثوں کی طرف لوٹا دیں۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بالکل ٹھیک ابا جان! فکر نہ کریں، آپ کے حکم کی تعمیل ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی، میں وہ باغ وارثوں کی طرف لوٹا دوں گی۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ بیماری پندرہ دن رہی۔ یہاں تک کہ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ ہجری کو سوموار کا دن اور منگل کی رات آ گئی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس دن فوت ہوئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ سوموار کے دن، فرمانے لگے: میری دلی خواہش بھی یہی ہے۔''

پھر پوچھا تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس میں کفن دیا تھا؟

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''تین سفید رنگ کے یمنی کپڑوں میں، اس میں قمیص اور پگڑی نہیں تھی۔''

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرا یہ ایک کپڑا دیکھ لیں، اس میں زعفران کا رنگ اور خوشبو ہے، اسے دھولیں اور دو کپڑے اور اس کے ساتھ ملا لیں۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''ابا جان! یہ چادر تو پھٹی پرانی ہے، تو انھوں نے فرمایا: نئے کپڑوں کی زندہ کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور وہی اس کا حقدار ہے، یہ کفن تو بس قبر تک کام دیتا ہے۔''

[طبقات ابن سعد : ۳/ ۵۰]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو پوچھا: یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ سوموار، فرمایا: اگر میں آج فوت ہو جاؤں تو مجھے دفن کرنے کے لیے کل کا انتظار نہ کرنا۔ مجھے وہ دن رات پسند ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب تر ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اس بات پر سب مؤرخین کا اتفاق ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی عمر پائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایثار:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور امیر المومنین کا لقب پایا۔ ان کے دور خلافت میں مسلمانوں نے عدل اور رحمت کے زیر سایہ زندگی بسر کی اور ملت اسلامیہ کو غلبہ در غلبہ نصیب ہوا۔ دن گزرتے چلے گئے اور باآخر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا جس کی خبر الصادق الامین ﷺ نے پہلے ہی دے رکھی تھی، جو اپنی خواہش سے نہیں بولا کرتے تھے بلکہ وہی کہتے جو ان کی طرف وحی کی جاتی۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے عبداللہ! ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور انھیں کہنا کہ عمر آپ کو سلام کہتا ہے، دیکھنا امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ آج میں مومنوں کا امیر نہیں رہا اور یہ پیغام دینا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ سے یہ اجازت طلب کرتا ہے کہ اسے اس کے دو ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ عبداللہ بن عمر گئے، سلام عرض کیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، پھر جب اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ رو رہی ہیں۔ عبداللہ نے کہا: عمر بن خطاب آپ کو سلام کہتے ہیں اور وہ اجازت طلب کرتے ہیں کہ اسے اس کے دو ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''میں یہ جگہ اپنے لیے چاہتی تھی، لیکن میں آج عمر بن خطاب کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جس جگہ کی اپنے لیے تمنا رکھتی تھیں اس میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر ترجیح دی۔

اللہ ان پر راضی اور وہ اپنے اللہ تعالیٰ پر راضی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جنگ جمل میں حاضری:

جب سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے حوالے سے اختلاف پیدا ہوا تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دونوں فریقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے گھر سے نکلیں، ان کا اپنا موقف بھی یہ تھا کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص لیا جائے۔

جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنو عامر کے چشموں پر پہنچیں تو رات کے وقت کتے بھونکے، آپ نے پوچھا یہ کون سا چشمہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ''حواب'' چشمہ ہے تو فرمانے لگیں: میں تو یہاں سے واپس چلی جاؤں گی۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ہمراہ تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ آگے تشریف لے چلیں، مسلمان جب آپ کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے مابین صلح کرا دے گا، تو انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنی بیویوں کو مخاطب کر کے یہ ارشاد فرمایا تھا:

''تم میں سے کسی ایک پر'' حواب'' چشمے کے کتے بھونکیں گے تو اس کا کیا حال ہوگا؟''

[مسند امام احمد : ٦/ ٥٢ ـ ابن حبان : ١٨٣١ ـ مستدرك حاكم : ٣/ ١٢٠]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کی صحت پر موافقت کی ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بصرہ کی طرف جانے اور جنگ جمل میں شریک ہونے پر افسوس ہوا، ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا، جہاں تک پہنچ گیا۔ [سیر اعلام النبلا : ٧/ ١٧٧]

عبداللہ بن زیاد الاسدی سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جب سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، وہ دونوں کوفہ تشریف لائے۔ دونوں منبر پر تشریف فرما ہوئے، اس طرح کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ منبر کے اوپر والے درجے پر کھڑے ہوئے اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نچلے درجے پر کھڑے ہوئے۔ ہم بھی وہاں جمع ہو گئے، میں نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ کہہ رہے ہیں:

'' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف روانہ ہو چکی ہیں، اللہ کی قسم! وہ تمھارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا وآخرت میں بیوی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ تمھیں آزمانا چاہتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم اس موقع پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرتے ہو یا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی۔[بخاری : ۷۱۰۰]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر سے نکلنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ مسلمان جب انھیں میدان میں دیکھیں گے تو لڑائی تک نوبت نہیں آئے گی، لیکن جو کچھ ہوا وہ تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

کوچ کا وقت:

زندگی کا طویل سفر عبادت، علم، جود وسخاوت اور اللہ کے دین کی خاطر قربانی میں طے کرنے کے بعد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بستر مرگ پر دراز ہوئیں، جبکہ انھوں نے دنیا کو علم، فقہ، زہد اور تقویٰ سے معمور کر دیا تھا۔ اب گرامی قدر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے جنت میں ہمیشہ آرام کرنے کا وقت قریب آ گیا۔ بلا شبہ یہ حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ کی دنیا و آخرت میں بیوی ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف:

عمر بن سعید بن ابی حسین سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھے ابن ابی ملیکہ نے بتایا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے پہلے ان سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔ جب وہ ان کے پاس حاضر ہوئے تو ان پر غنودگی کا غلبہ تھا، اسی حالت میں انھوں نے فرمایا:

”مجھے اندیشہ ہے کہ میری تعریف کی جائے گی۔ انھیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے فرزند آئے ہیں اور اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”اسے اندر آنے کی اجازت ہے، وہ خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: ”کیا حال ہے؟“ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”اگر میں نے تقویٰ سے زندگی گزاری تو بہتر ہے۔“ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ”آپ ان شاء اللہ بہت بہتر ہیں، آپ رسول اللہ ﷺ کی بیوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، آپ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی، آپ کی بریت کے لیے آسمان سے آیات نازل ہوئیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اندر تشریف لائے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ابھی ابھی یہاں آئے تھے اور میری تعریف کر رہے تھے، میں تو چاہتی ہوں کہ مجھے بالکل فراموش کر دیا جائے۔''

[بخاری : ٤٧٥٣ مسند امام احمد : ١/ ٢٧٦ ـ فضائل الصحابه : ١٦٣٩]

رفیق اعلیٰ کی جانب:

قیس سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پہلے اپنے بارے میں خیال تھا کہ اسے اس کے گھر میں دفن کیا جائے، پھر انھوں نے فرمایا:

''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعض حادثات کا سامنا کرنا پڑا، لہٰذا تم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے ساتھ بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کرنا۔'' [طبقات ابن سعد : ٨/ ٧٤ـ مستدرك حاكم : ٤/ ٦]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

٥٨ ہجری ماہِ رمضان میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیماری میں مبتلا ہوئیں۔ ان کی یہ وصیت تھی کہ انھیں بقیع الغرقد کے قبرستان میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

منگل کی رات ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزہ روح اپنے رب کی طرف راضی خوشی پرواز کر گئی۔

جب ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بارے میں سنا تو فرمایا:

''اللہ کی قسم! اپنے باپ کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز تھی۔''

جس رات انھوں نے وفات پائی اسی رات وتر کی نماز کے بعد دفن کر دیا گیا۔

[طبقات ابن سعد : ٨/ ٧٦]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ اکٹھے ہوئے، مدینہ منورہ کے اردگرد آبادیوں کے لوگ بھی آ کر جنازے میں شریک ہوئے، اتنے زیادہ لوگوں کا اژدھام اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اب ہم اپنی گرامی قدر اماں جان کو الوادع کہتے ہوئے یہی کہہ سکتے ہیں:

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴾

[القمر : ٥٤، ٥٥]

''متقی یقیناً باغوں اور نہروں میں ہوں گے، سچی عزت کی جگہ، بڑے ذی اقتدار بادشاہ کے قریب۔''

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

اب ہم خاندان عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے گلستان کی ایک عطر بیز کلی کی خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو معطر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، اب ہم ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔ واقعی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نور عین اور گوشہ جگر، وہ عظیم المرتبت اور جلیل القدر خاتون ہیں جو اعلیٰ اخلاق اور عمدہ فضائل و مناقب سے آراستہ تھیں، میرا قلم اس کے اوصاف کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

اس کا باپ اس امت میں فاروق کے لقب سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ وہ واقعی بڑا فراخ دل، طاقتور، عدل و انصاف اور رحمت و شفقت کا علمبردار عظیم المرتبت شخص تھا، اس جلیل القدر ہستی نے جزیرۃ العرب کی سرزمین میں جنم لیا اور اسلام نے اس کی تربیت کی۔

❀ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے چچا سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے جو جنگ بدر اور دیگر معرکوں میں شریک ہوئے۔ جنگ یمامہ میں انھوں نے جام شہادت نوش کیا۔ وہ ایک ایسی جلیل القدر شخصیت تھی جس کے بارے میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس نے دو اچھائیوں میں سے سبقت حاصل کی، ایک تو اس نے مجھ سے پہلے اسلام قبول کیا اور دوسری اس نے مجھ سے پہلے جام شہادت نوش کر لیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

" مَا هَبَّتِ الصَّبَا إِلَّا وَ ذَكَّرَتْنِي زَيْدَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "

''جب بھی بادِ صبا چلی، اس نے مجھے زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی یاد دلا دی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی والدہ جلیل القدر صحابی سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا تھیں۔ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ وہ عظیم المرتبت صحابی تھے کہ جب وہ فوت ہوئے تو حبیب کبریا ﷺ تشریف لائے، انھیں بوسہ دیا اور آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو ٹپک کر سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے رخسار پر گرے۔ [ترمذی : ۹۸۹]

سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

یہ وہ بابرکت صحابی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی بیٹی فوت ہوئی تو آپ نے فرمایا:

((اِلْحَقِي بِسَلَفِنَا الْخَيْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ))

''جا ہمارے بہترین پہلے جانے والے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے جا ملیے۔''

[مسند امام احمد۔ ابن ماجہ۔ مستدرك حاكم]

ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی پھوپھی سیدہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا جسے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت لے جانے کا اعزاز حاصل تھا۔ اس کا خاوند سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھا۔ کہ جو ان خوش نصیب صحابہ میں سے تھا جنھیں لسان رسالت سے جنت کی بشارت ملی۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا بھائی عابد، زاہد، متقی، پرہیز گار، جید عالم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تھا، جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ))

''بلا شبہ عبداللہ ایک نیک آدمی ہے۔''

اس کے بارے میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَلْزَمَ لِلْاَمْرِ الْاَوَّلِ مِنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا))

[بخاری : ۳۷۳۸۔ مسلم : ۲٤۷۹]

''میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر اول الامر کا التزام کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔''

کیا کسی میں یہ طاقت ہے کہ اپنے قلم یا زبان سے اس عظیم الشان ہستی کے اوصاف حمیدہ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احاطہ کر سکے جس کو اتنی اعلیٰ نسبتوں کی سعادت حاصل تھی۔ واقعی ان کے اخلاق کریمانہ کا احاطہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں واقعی وہ ہستی عظمتوں کا استعارہ تھی اور وہ تھیں ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا۔

بابرکت پرورش:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خاندان جس میں ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بابرکت پرورش پائی اور زندگی بسر کی اس کی مثال انسانی معاشرے میں ہمیں شاذ و نادر ہی ملتی ہے۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی ولادت با سعادت اس وقت ہوئی جب قریش تعمیر کعبہ کی تجدید کر رہے تھے۔ یہ سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت پر فائز ہونے سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔

ان کی پیدائش ان لمحات میں ہوئی جب قریش کے درمیان حجر اسود نصب کرنے کے سلسلے میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حکمت و دانش اور فہم و فراست سے اس کا ایک ایسا حیرت انگیز حل نکالا جس پر سب مطمئن ہو گئے۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا علم و ادب کی دلدادہ تھیں اور کتابت سیدہ الشفاء بنت عبداللہ القرشیہ العدویۃ سے سیکھا کرتی تھیں۔ وہ مسلسل علم حاصل کرتی رہیں یہاں تک کہ قریش میں ایک فصیح و بلیغ خاتون بن گئیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا فتح کی نوید تھا:

جب آفتاب اسلام جزیرہ نمائے عرب کی سرزمین پر چمکا تو اس وقت عمر بن خطاب دائرہ شرک میں تھے۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس تمنا کا اظہار کیا کرتے تھے کہ عمر بن خطاب اسلام قبول کر لے تاکہ مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو سکے اور شوکت اسلام کا مظاہرہ سرعام ہو، اس لیے آپ یہ دعا کیا کرتے تھے:

«اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ ھٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ اِلَیْکَ بِاَبِیْ جَھْلٍ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: وَکَانَ اَحَبَّھُمَا اِلَیْہِ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ»

[ترمذی: ۳۶۸۲]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''الٰہی تجھے ان دو آدمیوں میں جو زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا کر دے، ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب۔ فرمایا کہ ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کو عمر زیادہ محبوب تھا۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا اسلام کے غلبے، شوکت، عظمت اور قوت کا باعث بنا، یہ اس لیے کہ وہ قوت و شجاعت کے ممتاز مقام پر فائز تھے اور وہ اللہ کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرتے نہیں تھے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" إِنَّ إِسْلَامَ عُمَرَ كَانَ فَتْحًا، وَ إِنَّ هِجْرَتَهُ كَانَ نَصْرًا وَ إِنَّ إِمَارَتَهُ كَانَتْ رَحْمَةً وَ لَقَدْ كُنَّا مَا نُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ حَتّٰى أَسْلَمَ عُمَرُ، فَلَمَّا أَسْلَمَ قَاتَلَ قُرَيْشًا حَتّٰى صَلّٰى عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَ صَلَّيْنَا مَعَهُ "

[طبقات ابن سعد : ۱/ ۲۷۰ ۔ مستدرك حاكم : ۳/ ۸۳، ۸٤]

''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا فتح کا سبب بنا، اس کی ہجرت مسلمانوں کے غلبے کا باعث بنی اور اس کا امیر المومنین بننا رحمت کا باعث بنا۔ ہم کعبہ کے پاس نماز نہیں پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ عمر بن خطاب مسلمان ہو گئے، جب اس نے اسلام قبول کیا تو قریش سے نبرد آزما ہوئے یہاں تک کہ کعبہ کے پاس اس نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی اس کے ساتھ نماز پڑھی۔''

اس طرح اسلام اس گھر میں داخل ہوا تاکہ یہ ایک مضبوط قلعہ بنے اور یہ اسلام اور اہل اسلام کا دفاع کرے۔

اس طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بابرکت خاندان دین اسلام کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے لگا اور نبی کریم ﷺ کے صاف شفاف اور علمی و روحانی چشمے سے سیراب ہونے لگا۔ اس طرح عمر خاندان کے لوگ نبی کریم ﷺ سے اخلاق، عبادت، طرز عمل اور شفقت و محبت کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی خنیس رضی اللہ عنہ سے شادی:

جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا جوان ہوئیں تو عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے بھائی سیدنا خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ جسے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے کی سعادت حاصل تھی کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئیں اور ایمان واطاعت کے زیرسایہ خوش وخرم زندگی بسر کی۔

سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ نے اس وقت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام قبول کرلیا تھا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دارارقم میں تشریف فرما نہیں ہوئے تھے۔

اللہ کی طرف بھاگو:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشرکین نے جب المناک ایذا رسانی شروع کردی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا اشارہ دے دیا تو سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ہولیے۔ پھر مکہ معظمہ واپس آئے، جب دیکھا کہ ایذا رسانی دن بدن بڑھ رہی ہے تو اپنی بیوی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔ یہ ہجرت بھی اس وقت کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ مدینے پہنچ کر دونوں میاں بیوی انصار کے محلے میں راضی خوشی رہے، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہر چیز جگمگا اٹھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور وہاں زندگی بسر کرنے سے اللہ کی قسم مدینہ منورہ کے حسن و جمال میں نکھار پیدا ہوگیا۔

دردناک جدائی:

جب غزوۂ بدر بپا ہوا کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے غلبہ اور عزت لکھ دی تھی تو سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ اس غزوہ میں شہسوار کی حیثیت سے شریک تھے اور دلی تمنا تھی کہ انھیں شہادت کا اعزاز نصیب ہو۔ جب یہ جنگ میں شریک ہوئے تو ان کے جسم پر بہت زخم آئے، لیکن یہ بدستور دشمن سے لڑتے رہے تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور کافروں کا کلمہ پست ہو۔ جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ بدر ختم ہوئی تو سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ زخموں سے چور مدینہ منورہ واپس آئے بالآخر یہ جلیل القدر صحابی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وفات پا کر شہادت کے بلند مقام پر فائز ہو گئے۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور انھیں بقیع الغرقد کے قبرستان میں جلیل القدر صحابی سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس دفن کر دیا گیا۔

اس طرح دردناک جدائی پیدا ہوگئی اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نوعمری میں ہی بیوہ ہو گئیں۔ انھیں اپنے خاوند کی وفات پر غم تو بہت ہوا لیکن انھیں دلی اطمینان تھا کہ انھیں شہادت کی موت نصیب ہوئی اور قیامت کے دن ان کے زخم گواہی دیں گے کہ سب اللہ کی راہ میں لگے ہیں۔

ام المومنین کا شرف:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنی نوجوان بیٹی کے اٹھارہ سال کی عمر میں بیوہ ہونے پر دلی دکھ ہوا۔

جب بھی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوتے تو طبیعت میں شدید انقباض محسوس کرتے اور جب اپنی بیٹی کو غمگین دیکھتے تو اداس ہو جاتے۔ طویل غور و فکر کے بعد انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیٹی کی شادی کر دی جائے تاکہ اس کا غم قدرے ہلکا ہو سکے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شادی کی پیشکش کی۔ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پیشکش کی انھوں نے کہا کہ میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دونوں کی بے رخی سے دلی صدمہ ہوا اور غصہ آیا اور اس صورت حال کو دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوئے اور اس کی شکایت نبی اکرم ﷺ سے کی۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

«يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ عُثْمَانَ وَ يَتَزَوَّجُ عُثْمَانُ مَنْ هِيَ خَيْرٌ مِنْ حَفْصَةَ» [فتح الباري : ۹/ ۱۵۲ـ۱۵۳ـ طبقات ابن سعد : ۸/ ۸۲]

''حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ شادی کرے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان اس سے شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے رشتہ طے کرلیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شادی اپنی دوسری بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دی۔

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: عمر! آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں، دراصل بات یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں راز دارانہ انداز میں بات کی تھی۔ جب آپ نے مجھے شادی کی پیشکش کی تو میں نے اس لیے خاموشی اختیار کی کہ کہیں یہ راز افشا نہ ہو جائے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے شادی نہ کرتے تو میں اس سے شادی کر لیتا۔ [فتح الباری : ۱۵۲/۹]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ غزوہ احد سے پہلے ۳ ہجری میں شادی کی اور انھیں چار سو درہم مہر دیا۔

یہ بلا شبہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی عزت افزائی اور توقیر و پذیرائی تھی اور یہ ان کے والد محترم کے لیے بھی اعزاز و اکرام تھا کہ ان کی بیٹی کو ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا بلند مرتبہ و مقام:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی بڑی قدر و منزلت تھی بلکہ ازواج مطہرات میں انھیں ایک بلند مقام حاصل تھا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ارشاد فرماتی ہیں:

"هِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَاوِيْنِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

[سیر اعلام النبلاء : ۲۲۷/۲]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ میرے ساتھ مقابلہ کیا کرتی تھی۔''

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں بعض اوقات بشری تقاضے کے پیش نظر کبھی کبھی باہمی چشمک، غیرت اور ایک دوسری سے آگے بڑھنے کا جذبہ دکھائی دیتا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیویوں کے درمیان، مدنی معاشرے میں اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ اپنی ساری امت کی تربیت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ نظام کی روشنی میں کرتے اور ان سب کا ہاتھ پکڑ کر صراط مستقیم پر گامزن کرتے۔

مثال سے بات واضح ہوتی ہے:

اب ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں جس سے یہ واضح ہو گا کہ ازواج مطہرات کے درمیان کبھی کبھار کس طرح باہمی غیرت کا اظہار ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ ان گھریلو معاملات کا حکمت و دانائی اور رحمت وشفقت کے ساتھ علاج کرتے ہیں۔

بخاری ومسلم میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیا کرتے تھے اور اس کے پاس قدرے زیادہ وقت ٹھہر جایا کرتے تھے۔ میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے باہمی مشورے سے اتفاق کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں سے جس کے پاس بھی تشریف لائیں تو وہ آپ سے یہ کہے کہ کیا آج آپ نے مغافیر یعنی گگل کھائی ہے مجھے آپ سے گگل کی بو آ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں! میں نے تو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا ہے، میں حلف اٹھاتا ہوں کہ آئندہ شہد نہیں پیوں گا آپ کسی کو بتائیں نہیں!''

[فتح الباری : ٨/٦٥٦ ـ مسلم : ١١٠٠]

حبیب کبریا ﷺ کی خوشنودی:

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے حبیب کبریا سیدنا محمد کریم ﷺ کے ساتھ اپنی عمر کے خوبصورت ترین دن بسر کیے۔ ہر روز علم، فقہ اور اطاعت الٰہی کے جذبے میں اضافہ ہوتا رہتا، آخر یہ فیض کیوں حاصل نہ ہوتا؟

وہ نبی اکرم ﷺ کے صاف وشفاف اور خالص علمی وروحانی چشمے سے سیراب ہوتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہ ازواج مطہرات کے ساتھ مسابقت کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لیے کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھتی تھیں، ان کی ہر ممکن یہ کوشش ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دم شاداں وفرحاں رہیں۔ وہ ہر لمحہ اس کے لیے کوشاں رہتیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں رہتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا مزید قرب حاصل کیا جائے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر اس اطاعت کا گر سیکھ لیا تھا کہ جس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

اس طرح کی خوشگوار ازدواجی زندگی سے گھر امن، محبت اور آشتی کا گہوارہ بن جاتا ہے اور سعادت اس گھر پر سایہ فگن ہو جاتی ہے۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت میں بھی بیوی ہوگی:

ایک دن حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی جس سے ان کا دل ٹوٹ گیا، ان کی نگاہوں میں دنیا اندھیر ہوگئی، انھیں اس بات کا یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کا محبوب نظر خاوند، اللہ کا پیارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھیں طلاق دے دے گا اور پھر جبرئیل علیہ السلام سات آسمانوں سے گزرتے ہوئے وحی لے کر ان کے پاس آئیں گے اور انھیں اپنا فیصلہ واپس لینے کا کہیں گے اور پھر وہ اپنا فیصلہ واپس لے لیں گے۔

حدیث میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دے دی پھر جبرئیل علیہ السلام کے کہنے پر اس سے رجوع کر لیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام دیا:

《 اِنَّهَا صَوَّامَةٌ، قَوَّامَةٌ وَ هِيَ زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ 》 [أبوداوٗد : ٢٣٨٣ ۔ ابن ماجة : ٢٠١٦]

''بلاشبہ وہ روزے دار اور عبادت گزار ہے اور وہ جنت میں آپ کی بیوی ہوگی۔''

واہ! سبحان اللہ! یہ ایک ایسی بڑی فضیلت ہے کہ تمام فضائل اس کے سامنے دست بستہ کھڑے شرمندہ دکھائی دیتے ہیں۔ یہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند ترین مقام ومرتبہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا علمی و فقہی مقام:

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا علم، فقہ اور تقوے کے حوالے سے بڑے بلند مقام پر فائز تھیں۔ ان اوصاف کی وجہ سے انھیں رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بڑا ہی باعزت مقام حاصل تھا۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو خلافت راشدہ کے دور میں اور خاص طور پر اس کے والد محترم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔

اکثر اوقات علمی اور فقہی معاملات میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی رائے کو ترجیح دیتے۔ ایک دفعہ انھوں نے اس سے دریافت کیا کہ ایک شادی شدہ عورت اپنے خاوند کے بغیر کتنا عرصہ بآسانی گزار سکتی ہے اس نے بتایا چار یا چھ مہینے۔ [حياة الصحابة : ١/ ٤٧٦]

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا حدیث نبوی اور عبادت کے میدان میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی تھیں۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کا بہت دلدادہ تھا۔ ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ اپنی بہن سے رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل معلوم کریں، کہ جو ان کے مشاہدے میں آیا ہوتا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی قرآن مجید جمع کرنے کے سلسلے میں خدمات حاصل کیں کیونکہ یہ قرآن مجید کی حافظہ تھیں اور بہت عمدہ لہجے میں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔ قرآن مجید کی حافظہ ہونے کے ساتھ ساتھ، جید عالمہ، فاضلہ، متقی، پرہیز گار اور کثرت سے روزے رکھنے والی تھیں۔ اس دور میں بہت کم مردوں میں لکھنے پڑھنے کی صلاحیت ہوا کرتی تھی، عورتوں میں یہ صلاحیت بہت دور کی بات تھی، لیکن ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس فن میں اختیار حاصل تھا۔ بھلا انھیں یہ مقام کیوں نہ حاصل ہوتا؟ آخر انھوں نے نبی کریم ﷺ سے علم حاصل کیا تھا۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بہت سے شرعی احکام لوگوں کی طرف منتقل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حبیب کبریا ﷺ کی وفات حسرت آیات:

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سرتاج سیدنا محمد ﷺ کے ساتھ ایک مخلص اور وفادار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کا کردار ادا کیا اور اپنے خاوند صلی اللہ علیہ وسلم کو شاداں و فرحاں رکھنے کے لیے کسی قسم کی کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔ یہ سعادت اور خوشگواری خانۂ نبوی میں مسلسل خیمہ زن رہی، یہاں تک کہ وہ دن آ پہنچا جس میں ساری کائنات پر اندھیرا چھا گیا۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر دل غم و اندوہ کی آماجگاہ بن گیا۔

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے سرتاج، محبوب نظر رفیق حیات اور اللہ کے مقدس پیغمبر تھے۔ حبیب کبریا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ عبادت میں گزارا۔ ہر کسی نے انھیں نماز اور عبادت میں مصروف پایا۔

فاروق اعظم مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں:

جب امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے طرزِ عمل میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا اور بدستور عبادت گزاری میں مصروف رہیں۔ بلکہ وہ اپنے والد گرامی کے دور خلافت میں اور زیادہ عابدہ اور زاہدہ کے روپ میں نظر آئیں۔ وہ اپنے زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتیں۔ انھیں اس بات کا علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کے والد محترم کی سلطنت کوئی فائدہ نہیں دے گی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور عمل صالح ہی فائدہ دے گا۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مقتل:

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد گرامی کی بزرگی، ترجیحات، زہد، تقویٰ، عدل و انصاف اور فتوحات کا مشاہدہ کر رہی تھیں کہ وہ دن آ گیا جس میں ابولؤلؤ مجوسی غدار کی خنجر زنی سے انھیں قتل کر دیا گیا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جود و سخا، ایثار و قربانی، عدل و انصاف اور جرأت و شجاعت کے ساتھ بھرپور زندگی بسر کرتے ہوئے روح مطمئنہ کے ساتھ ابدی نیند سو گئے۔ ان کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس زندگی کے آخری لمحات میں آئیں اور اپنے بابا کی حالت دیکھ کر آنکھوں میں آنسو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ گئے اور روتی ہوئی باہر نکل کر اپنے بابا کے بارے میں کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے اجر وثواب لکھ دیا گیا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انھوں نے یہ جواب دیا:

((رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى أَبِي حَفْصٍ، كَانَ وَاللّٰهِ حَلِيفَ الْإِسْلَامِ وَ مَأْوَى الْإِيْتَامِ وَ مَحَلَّ الْإِيْمَانِ، وَ مُنْتَهَى الْإِحْسَانِ، وَ نَادِي الضُّعَفَاءِ، وَ مَعْقِلَ الْخُلَفَاءِ، كَانَ لِلْحَقِّ حِصْنًا، وَ لِلنَّاسِ عَوْنًا، قَامَ بِحَقِّ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا حَتّٰى أَظْهَرَ الدِّيْنَ، وَ فَتَحَ الدِّيَارَ، وَ ذَكَرَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلَى التِّلَالِ وَالْبِقَاعِ، وَ وَقَارًا لِلّٰهِ فِي الرَّفَاءِ وَالشِّدَّةِ شَكُوْرًا لَهُ فِي كُلِّ وَقْتٍ وَأَعْقَبَ اللّٰهُ مَنْ يُبْغِضُهُ النَّدَامَةَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) [الرياض النضرة: ١/ ٣٥٠]

''اللہ ابوحفص پر رحم کرے، وہ اللہ کی قسم! اسلام کا دوست اور یتیموں کی جائے پناہ تھا، وہ ایمان کے ٹھہراؤ کی جگہ اور احسان کی انتہا تھا، وہ کمزوروں کی مجلس اور خلفاء کی جائے پناہ تھا، وہ حق کا قلعہ اور لوگوں کا مددگار تھا، وہ اللہ کے حق کو صبر وتحمل اور ثواب کی نیت سے لے کر کھڑا ہوا، یہاں تک کہ دین کو غالب کر دیا اور ملک فتح کیے اور اس نے ٹیلوں اور چٹیل میدان میں اللہ کا ذکر کیا، خوشحالی وتنگدستی میں اللہ کی رضا کے لیے ہر وقت باوقار اور اس کا شکر گزار رہا، جس نے اس سے بغض کیا اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اس کو سزا دی۔''

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید کی امانت اپنی گردن پر اٹھائی:

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید کی امانت اپنی گردن پر اٹھائی، انھیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منتخب کیا تاکہ قرآن مجید کے جس نسخے کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جمع کیا وہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ کر دیا جائے۔ وہ سارے اوراق جن میں قرآن مجید کو جمع کیا گیا تھا وہ سب کے سب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہے پھر ان سب کو ایک ہی مصحف میں جمع کر دیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن جمع کرنے کی کہانی:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کثیر تعداد پر مشتمل ایک لشکر مسیلمہ کذاب کے مقابلے کے لیے تیار کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے نبرد آزما ہوئے، اللہ تعالیٰ نے اسے رسوا کیا اور وہ اس معرکے میں قتل ہو گیا۔ اس لڑائی کے دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حاملین قرآن کی کثیر تعداد جام شہادت نوش کر گئی۔ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں وہ سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے جو قرآن مجید کے حافظ تھے اور بعض کا کہنا ہے کہ شہید ہونے والوں کی تعداد اس سے زیادہ تھی، اس سے پہلے کہ باقی حفاظ قرآن بھی اللہ کی راہ میں قتل کر دیے جائیں قرآن مجید کو جمع کرنے کے بارے میں سوچ و بچار کا آغاز ہوا۔

آیئے! اب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی زبانی قرآن جمع کرنے کی کہانی سنتے ہیں۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میری طرف پیغام بھیجا جبکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف فرما تھے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے ہیں، انھوں نے یہ بات کہی ہے کہ جنگ یمامہ کی سخت ترین معرکہ آرائی میں قرآن مجید کے بہت سے حفاظ کرام جام شہادت نوش کر گئے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس نوعیت کی تیز ترین معرکہ آرائی وطن میں اور ہوئی اور مزید حفاظ جام شہادت نوش کر گئے تو قرآن مجید کا بیشتر حصہ ضائع ہو جائے گا۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ ہم وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے۔''

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسلسل مجھ سے یہ مطالبہ دہراتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شرح صدر عطا کر دیا اور میں نے بھی یہی رائے قائم کر لی جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں مذکور ہے، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ کام کرنے کی دعوت دی ہے، آپ کاتب وحی ہیں، اگر آپ ان کی رائے سے اتفاق کر لیتے ہیں تو میں بھی تمھارے ساتھ ہوں اور اگر آپ کو اس کام کے سرانجام دینے میں اتفاق نہیں تو میں بھی یہ کام نہیں کروں گا۔

اس کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوری بات کی تو میں گھبرا گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن مجید جمع کرنے کی وجہ سے تم دونوں پر کوئی وبال نہیں ہوگا، ہم نے بھی اس مسئلے پر غور کیا تو ہم نے کہا: واقعی یہ کام کرنے سے ہم پر کوئی وبال نہیں آئے گا۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ایک عقل مند نوجوان ہیں، آپ پر ہم کوئی الزام نہیں لگاتے کیونکہ آپ کو ہم نے ہر اعتبار سے صاف ستھرا پایا ہے، آپ رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھا کرتے تھے۔

آپ متفرق جگہ سے قرآن مجید کو تلاش کر کے اسے جمع کرنے کا فریضہ سرانجام دیجیے، میری نظر میں یہ کام آپ ہی کر سکتے ہیں۔ [فتح الباری: ۸/ ۶۳]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر کوئی مجھے یہ کام سونپتا کہ میں کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کروں تو میرے لیے قرآن مجید جمع کرنے کے کام سے وہ بھاری نہ ہوتا۔ میں نے کہا کہ آپ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ تو انھوں نے فرمایا: ''اللہ کی قسم یہ کام بہتر ہے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بار بار مجھے یہ حکم دیتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شرح صدر عطا کر دیا جس طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا تھا۔ میں نے قرآن مجید کو کھجور کی چھال، باریک پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا، مجھے سورہ توبہ کی آخری آیات ابو خذیمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ملیں۔ اس کے علاوہ یہ آیات مجھے کسی اور سے نہیں ملیں۔

وہ آیات یہ ہیں:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴾ [التوبة: ١٢٨ـ ١٢٩]

''تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے، جو خود تم ہی میں سے ہے، تمھارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمھاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق و رحیم ہے۔ اب اگر یہ لوگ تم سے منہ پھیرتے ہیں تو اے نبی! ان سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ مالک ہے عرش عظیم کا۔''

یہ صحیفے زندگی بھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر زندگی بھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس رہے اور پھر سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیج کر ان کے پاس جس قدر صحیفے تھے منگوا لیے تاکہ قرآن مجید کو ایک ہی مصحف میں جمع کر دیا جائے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، وہ اہل عراق کے ساتھ مل کر آرمینیا اور آذر بائیجان فتح کرنے کے لیے اہل شام سے لڑ رہے تھے۔ جب حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی قرات پر اختلاف دیکھا تو گھبرا گئے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس امت کو سنبھال لیجیے، اس سے پہلے کہ یہ کتاب اللہ کی قرأت میں اختلاف کرنے لگے جس طرح کہ یہود و نصاریٰ نے اختلاف کیا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کے پاس جتنے صحیفے ہیں ہمارے پاس بھیج دیں، ہم انھیں نقل کر کے آپ کو واپس کر دیں گے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ سب صحیفے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیے جو ان کے پاس موجود تھے، تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کی طرف بھیج دیے۔ انھوں نے ان صحیفوں کو نقل کر لیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تین قریشی احباب سے کہا کہ اگر تم میں اور زید بن ثابت میں قرآن کی کتابت کے دوران کسی لفظ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس لفظ کو قریشی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن مجید قریشیوں کی زبان میں نازل ہوا۔ انھوں نے ایسے ہی کیا، جب انھوں نے سبھی صحیفوں کو نقل کر لیا تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وہ صحیفے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیے اور قرآن مجید کے وہ نسخے دنیا کے کونے کونے میں بھیجے جو نقل کیے تھے اور یہ حکم نافذ کر دیا کہ اس کے علاوہ کسی کے پاس قرآن مجید کا اگر کوئی بھی نسخہ ہو تو اسے تلف کر دیا جائے۔

[بخاري، فضائل القرآن: ٤٩٨٧ـ ترمذي، في المناقب: ٥/ ٢٩٣]

رحلت کا وقت:

۴۱ ہجری کو ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے محسوس کیا کہ اب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب آ گیا۔

۴۱ ہجری ماہ رمضان کے ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا قضائے الٰہی سے وفات پا کر اپنے اللہ کو جا ملیں۔ [صفة الصفوة: ٢/ ٤٠ـ طبقات ابن سعد: ٨/ ٨٦]

یہ خبر مدینہ کے کونے کونے میں پھیل گئی کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی، قرآن مجید کی حافظہ وفات پا گئی ہیں۔ یہ خبر سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے تاکہ ان کے جنازے میں شریک ہوں ان کے آگے آگے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے تھے۔

نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اس وقت مدینے کا گورنر مروان بن حکم تھا اور انھیں بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ دفن کرنے سے پہلے ان کی قبر میں ان کے دونوں بھائی عبداللہ اور عاصم اور بھتیجے سالم، عبداللہ اور حمزہ اترے، یہ تینوں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے تھے۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت عمر تریسٹھ سال تھی۔

انھوں نے اپنے مال اور صدقے کے بارے میں اپنے بھائی کو وصیت کر رکھی تھی۔ اس طرح ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے جود وسخا اور ایثار وقربانی کے لحاظ سے بھرپور زندگی گزار کر دنیائے فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو نعیم اصفہانی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں:

" اَلصَّوَّامَةُ، اَلْقَوَّامَةُ اَلْمُزْرِئَةُ بِنَفْسِهَا اَللَّوَّامَةُ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَرَّاثَةُ الصَّحِيفَةِ الْجَامِعَةُ لِلْكِتَابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا"

[حلية الاولياء: ۲/ ۵۰]

"روزے دار، عبادت گزار، اپنے آپ پر عتاب کرنے والی، اپنے آپ کو ملامت کرنے والی، سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا قرآن کی وراثت کا شرف رکھنے والی اور کتاب الٰہی کو جمع کرنے والی رضی اللہ عنہا"

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا رحلت فرما کر اپنے محبوب خاوند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنت الرحمن میں پہنچ گئیں۔

ہاں، ہاں! ان کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا:

((إِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَهِيَ زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ)) [حلية الاولياء: ۲/ ۵۰]

"وہ روزے دار اور عبادت گزار ہے اور وہ جنت میں آپ کی بیوی ہوگی۔"

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور وہ جنت الفردوس میں اپنے رب کی جوار رحمت میں جا مقیم ہوئیں۔ بلاشبہ اللہ کارساز ہے اور قادر مطلق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

اب ہم اس صاف شفاف، عطر بیز کلی کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جو صرف ام المومنین ہی نہیں تھیں بلکہ ام المساکین کے منصب پر بھی فائز تھیں۔

جود وسخا اس معزز خاتون کا محبوب مشغلہ تھا، جونہی ان کے ہاتھ کوئی درہم یا دینار آتا تو وہ اسی وقت فقراء اور مساکین میں خرچ کر دیتیں، اسی لیے وہ ام المساکین کے لقب سے مشہور ومعروف ہوئیں۔

آیئے! اب ہم وہ مبارک صفحہ کھولتے ہیں جس میں ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت آغاز:

ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت پر فائز ہونے سے تیرہ سال پہلے مکہ معظمہ میں ہوئی، وہ مساکین اور فقراء پر بڑی شفیق اور رحم دل تھیں۔

جب آفتاب اسلام جزیرہ نمائے عرب پر ضیا فگن ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم تر دین لے کر تشریف فرما ہوئے تو سیدہ زینب بنت خزیمہ ان سعادت مند خواتین میں شامل ہوئیں جنھوں نے دین اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ [التوبة : ١٠٠]

''وہ مہاجرین و انصار جنھوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی نیز وہ جو بعد میں راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔''

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے بچپن سے ہی اسلام کے آنگن میں زندگی بسر کی۔ وہ بچشم خود دیکھتی رہیں کہ مسلمان توحید کی نعمت سے سرفراز ہونے کے لیے کس طرح اپنی ہر چیز کی قربانی پیش کر رہے ہیں۔ ہر منظر دیکھ کر ان کے دل میں اور زیادہ یقین اور ثبات پیدا ہوتا گیا اور دین اسلام پر وہ اور زیادہ مضبوطی سے عمل پیرا ہوتی گئیں۔

وہ روزے دار اور عبادت گزار تھیں اور اللہ کے ذکر اور فقراء و مساکین پر خرچ کرنے میں ایک لحظہ بھی غفلت نہیں کرتی تھیں۔ اسی لیے وہ ام المساکین کے لقب سے مشہور و معروف ہوئیں۔ یہ ماں کی طرف سے ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھیں۔

خانۂ نبوی میں داخل ہونے سے پہلے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی:

اہل علم میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شادی سے پہلے ہونے والی شادی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

علماء میں سے بعض کا کہنا ہے کہ یہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ طفیل بن الحارث کی بیوی تھیں۔

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ سے شادی کی اور اس سے پہلے وہ حصین کی بیوی تھیں یا وہ طفیل بن الحارث کی بیوی تھیں، وہ مدینہ منورہ میں تمام ازواج مطہرات سے پہلے فوت ہوئیں۔[مجمع الزوائد : ١٥٣٥٨]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا خاوند عبداللہ بن جحش شہید ہوگیا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کر لی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ طفیل بن الحارث کی بیوی تھی، اس سے کوئی بھی حدیث مروی نہیں ہے۔ حسب ونسب کے ماہر علی بن عبدالعزیز جرجانی کہتے ہیں کہ سیدہ زینب طفیل بن الحارث کی بیوی تھی اس کے بعد وہ اس کے شہید بھائی عبیدۃ بن الحارث المطلبی کے حبالہ عقد میں آئی۔'' [سیر اعلام النبلاء : ۲/۲۱۸]

ام المومنین کا شرف:

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند اللہ کی راہ میں شہید ہوگیا تو وہ اللہ کے فیصلے پر راضی ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کی نیت کر لی کیونکہ وہ اپنے سینے میں ایک ایسا دل رکھتی تھیں جو ایمان، یقین، توکل اور اللہ پر بے پناہ اعتماد سے لبریز تھا۔

وہ اپنے دل کی گہرائی میں یہ محسوس کرتی تھیں کہ اللہ اسے بہتر بدلہ دے گا اور اسے پہلے خاوند سے بہتر خاوند کی رفاقت حاصل ہوگی۔ لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کون ہوگا جس کی رفیقۂ حیات بننے کا اسے شرف حاصل ہوگا؟

یہ خیال تو کبھی ان کے دل میں آیا ہی نہ تھا کہ وہ سید الاولین والآخرین کی بیوی بن جائیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا ارادہ کر لیتے ہیں تو کہتے ہیں ہو جا تو وہ کام اسی وقت ہو جاتا ہے، جب ان کی عدت ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی پیشکش کی۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگیں: کیا میری یہ قسمت کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات بننے کا شرف حاصل ہوگا؟ چند ہی لمحات کے بعد وہ اپنے دل میں کہتی ہیں کہ کیا دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی بہتر ہو سکتا ہے؟ واہ! کیا بات ہے وہ میرے سرتاج بنیں گے، وہ میرے حالات کے نگران ہوں گے؟ واہ رے میری یہ قسمت، میری یہ شان اور میرا یہ اعزاز۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں چار سو درہم حق مہر دیا اور ان کے لیے عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے حجرہ کے ساتھ ایک سادہ حجرہ بنایا۔

اس طرح سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے منصب پر فائز ہوئیں اور سید الاولین والآخرین سیدنا محمد بن عبداللہ ﷺ کی بیوی بننے کا انھیں شرف حاصل ہوا۔

مساکین کے ساتھ شفقت اور رحم دلی:

ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے منصب رسالت پر فائز ہونے سے پہلے بھی مساکین پر رحم دل تھیں، لیکن جب انھوں نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تو ان کی رحم دلی اور شفقت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ جب وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ کی بیوی بن گئیں تو ان کی مساکین کے ساتھ رحم دلی اور شفقت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ وہ ہر لحظہ حبیب کبریا ﷺ کے مبارک دل سے رحمت و شفقت کے چشمے پھوٹتے ہوئے دیکھتی تھیں بلکہ وہ بچشم خود اس منظر کا مشاہدہ کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ مومن فقرا اور مساکین سے حد درجہ رحم دلی اور شفقت سے پیش آتے ہیں اور وہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سنا کرتی تھیں کہ آپ مسلمانوں کو فقرا اور مساکین پر خرچ کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور اس طرح مسلمانوں کو دلی روحانی اعتبار سے اس بلندی پر پہنچا رہے تھے کہ وہ جذبہ ایثار سے سرشار ہوں۔

ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا یہ مبارک احادیث سنا کرتی تھیں اور ان کا دل اس سدا بہار جنت الرحمان میں جانے کے لیے مچلتا رہتا تھا جس جنت کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا اور نہ ہی اس کا کسی انسان کے دل میں خیال آیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت میں بھی ام المساکین کے لقب سے مشہور تھیں، لیکن جب وہ ام المومنین کے بلند پایہ مقام پر فائز ہوئیں تو پھر ان کی سخاوت کے کیا کہنے۔

سارا وقت اللہ کے لیے:

سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا یہ دونوں ام المساکین سیدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زینب رضی اللہ عنہا سے پہلے پاکیزہ اور عزت والے خانہ نبوی میں داخل ہوئیں۔ ان دونوں جلیل القدر خواتین یعنی سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہت بلند مقام و مرتبہ تھا۔ اس لیے سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کو نئی آنے والی سوتن سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی رنجش یا غیرت پیدا نہ ہوئی، جو عام طور پر ایسے مواقع پر خواتین کے دل میں ہو جایا کرتی ہے۔

ادھر ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے دل میں بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مقابلے کی کوئی رغبت نہیں پائی جاتی تھیں۔ وہ جانتی تھی کہ یہ دونوں مجھ سے پہلے خانۂ نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بن کر داخل ہوئی ہیں اور ان دونوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقام و مرتبہ بھی ہے۔

ام المومنین سیدہ زینب بن خزیمہ رضی اللہ عنہا شفقت، رحمت اور محبت کی دنیا میں زندگی بسر کرتی تھیں۔ وہ اسلام کی گداز آغوش میں اس کی عظمت محسوس کرتے ہوئے اپنی زندگی کے دن نہایت ہی خوشگوار انداز میں گزار رہی تھیں۔ وہ مساکین، فقراء اور محتاجوں سے شفقت، نرم دلی، اور حسن سلوک سے پیش آنے کو اپنے لیے سعادت سمجھتی تھیں۔

انھوں نے اپنا بیشتر وقت اللہ کی عبادت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ عبادت سے جو وقت بچتا وہ مساکین کی دیکھ بھال کرنے، انھیں کھانا کھلانے اور ان پر صدقہ کرنے میں گزار دیتیں، اسی لیے وہ ام المساکین کے لقب سے مشہور ہوئیں اور یہ لقب ان کے نام پر غالب آ گیا۔ اس فضیلت والے نام کی مناسبت سے ان کے صدقہ و خیرات کے کارناموں کی خوشبو معاشرے میں پھیلی۔

ہاں ہاں! ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا بڑی پاکیزہ دل مخیّر خاتون تھیں۔ ان کے حجرے سے کثرت سے صدقات و خیرات نکلتے دکھائی دیتے سب سے بڑھ کر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت گزاری کو اپنے پیش نظر رکھتیں۔

خانۂ نبوی کے آنگن میں:

ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے خانۂ نبوی کے آنگن میں اپنی زندگی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت ترین دن گزارے۔ وہ مسلسل نبی کریم ﷺ سے ان کے طرز عمل، علم، اخلاق اور شفقت و رحمت کو حاصل کیا کرتی تھیں۔ دن بدن ان کا ایمان بڑھتا جا رہا تھا، یہاں تک کہ انھیں دنیا کی کسی چیز کا لالچ نہ رہا۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس جنت کی طلب گار تھیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے اہل تقویٰ کے لیے تیار کر رکھی ہے۔

رحلت کا وقت:

ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی کی چند بہاریں ہی نبی کریم ﷺ کے گھر میں عبادت، روزے اور قیام اللیل کی صورت میں گزاریں۔ رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں چند ماہ ہی گزارے کہ وہ وقت آ گیا جس میں ام المومنین رضی اللہ عنہا بستر مرگ پر ابدی نیند کی آغوش میں چلی گئیں اور اس طرح یہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سب سے پہلے مدینہ منورہ میں اللہ کو پیاری ہوئیں۔

جب یہ فوت ہوئیں تو نبی کریم ﷺ کا غم تازہ ہو گیا۔ آپ کو خواتین عالم کی سردار سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موت یاد آ گئی۔ ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے گھر میں نیک لوگوں کے سے پرسکون انداز اور عبادت گزاروں کی سی دلفریب خاموشی کے ساتھ داخل ہوئیں اور خشوع وخضوع سے زندگی بسر کرنے والوں کی سی خاموشی کے ساتھ خانۂ نبوی ﷺ سے ان کا جنازہ نکلا۔ تاکہ انھیں بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور وہ کامیابی کے ساتھ سرفراز ہوں کہ نبی کریم ﷺ ان کا جنازہ پڑھائیں اور ان کے لیے دعا کریں۔ ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں اور ان سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"وَمَا رَوَتْ شَيْئًا" [سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۱۸۔]

اس نے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"وَمَا نَعْلَمُهَا أَسْنَدَتْ شَيْئًا" [المجتبیٰ، صفحہ: ۹۵]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم اس کے بارے میں نہیں جانتے کہ اس نے کوئی حدیث نبوی بیان کی ہو۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ شاید یہ ہو کہ وہ اپنا اکثر و بیشتر وقت مساکین کی دیکھ بھال میں بسر کیا کرتی تھیں۔

طبرانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''تُوُفِّيَتْ أُمُّ الْمَسَاكِيْنِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَيٌّ لَمْ تَلْبَثْ مَعَهُ إِلَّا يَسِيْرًا''

[مجمع الزوائد الهيثمی]

''ام المساکین وفات پا گئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ ابھی زندہ تھے اور آپ کے ساتھ بہت تھوڑا عرصہ رہیں۔''

ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی پوری زندگی میں کبھی ایک لمحے کے لیے بھی مساکین وفقرا کو نظر انداز نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ انھیں اپنی زندگی میں جو کچھ بھی ملا مساکین وفقرا کی دیکھ بھال کے لیے صرف کر دیا۔

ان کے دل میں یہ یقین تھا کہ میں جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتی ہوں وہ اس کے پاس محفوظ ہوتا جا رہا ہے کیونکہ اس کے پاس امانتیں ضائع نہیں ہوتیں۔ وہ دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہوئیں تاکہ وہ سدا بہار جنت میں سعادت کی زندگی بسر کر سکے جہاں نعمتیں نہ ختم ہوتی ہیں اور نہ ہی زوال پذیر ہوتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴾

[الزخرف: ٦٨ ـ ٧٣]

''اے میرے بندو! آج تمھارے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ تمھیں کوئی غم لاحق ہو گا، داخل ہو جاؤ تم اور تمھاری بیویاں جنت میں تمھیں خوش کیا جائے گا، ان کے آگے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سونے کے تھال اور ساغر گردش کرائے جائیں گے اور ہر من بھاتی اور نگاہوں کو لذت دینے والی چیز وہاں موجود ہو گی، ان سے کہا جائے گا تم اب یہاں ہمیشہ رہو گے، تم اس جنت کے وارث اپنے ان اعمال کی وجہ سے ہوئے جو تم دنیا میں کرتے رہے، تو اسی لیے یہاں بکثرت پھل موجود ہیں، جنھیں تم کھاؤ گے۔''

ہم ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ الوداع کہنے کی سعادت کرتے ہیں:

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴾

[القمر : ٥٤، ٥٥]

''بلا شبہ متقی باغوں اور نہروں میں ہوں گے، سچی عزت کی جگہ بڑے ذی اقتدار بادشاہ کے قریب۔''

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

آیئے! اب ہم تاریخ کے صاف شفاف صفحات کو پلٹتے ہوئے اس صفحے پر ایمانی نگاہ ڈالتے ہیں کہ جس سے دل میں اس نسل کو دیکھ کر جس نے حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے پرورش پائی، ایمان، یقین، سعادت اور سرور کا بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔
اب ہم گراں قدر ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کی ایک جھلک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں یہ لکھتے ہیں:

"اَلسَّیِّدَۃُ الْمُحَجَّبَۃُ، اَلطَّاهِرَۃُ هِنْدٌ بِنْتُ اَبِیْ اُمَیَّۃَ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَخْزُوْمٍ بْنِ یَقْظَۃَ بْنِ مُرَّۃَ اَلْمَخْزُوْمِیَّۃُ بِنْتُ عَمِّ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ، سَیْفِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَمِّ اَبِیْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاَوَّلِ کَانَتْ قَبْلَ النَّبِیِّ عِنْدَ اَخِیْهِ مِنَ الرَّضَاعَۃِ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الْاَسَدِ الْمَخْزُوْمِیِّ الرَّجُلِ الصَّالِحِ" [سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۰۱۔ ۲۰۲]

''سیدہ، پردہ دار، طاہرہ، ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو المخزومیہ، یہ اللہ کی تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچا کی بیٹی تھی اور اسی طرح یہ ابوجہل بن ہشام کے چچا کی بیٹی تھی، ان خواتین میں سے ہے جنھیں پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، نبی کریم ﷺ سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے پہلے یہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی صالح مرد سیدنا ابوسلمہ بن الأسد المخزومی کی بیوی تھی۔''

جب ہم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اسلام سے پہلے کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندان میں ایک پاکدامن اور معزز خاتون تھیں۔ ان کے خاندان کا معاشرے میں بڑا بلند مرتبہ تھا۔ اس بیٹی کی قوم بنومخزوم میں بہت ہی عمدہ انداز میں پرورش ہوئی، اس پر مستزاد یہ کہ وہ ایک ایسے باپ کی بیٹی تھیں جسے قریش اور ان کے ہم پلہ دیگر قبائل میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، وہ اپنے دور کا سب سے بڑا سخی تھا۔ ان کا باپ زادِ مسافر کے لقب سے مشہور و معروف تھا۔ وہ جس قافلے میں ہوتا اس قافلے کے تمام افراد کے جملہ اخراجات اس کی طرف سے ادا کیے جاتے۔ کسی فرد کو بھی اپنا زادِ سفر استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی بلکہ جو لوگ اس کے ساتھ سفر کرتے وہ اپنے ساتھ زادِ سفر نہ لیتے اور نہ ہی انھیں دوران سفر کھانا پکانے کی ضرورت محسوس ہوتی، سب انتظامات سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد کی طرف سے ہوتے، یہ سب قافلے والوں کو اشیائے ضرورت سے بے نیاز کر دیتا۔ بلا شبہ سیدہ ہند بنت ابی امیہ نے اس معزز خاندان میں اپنی زندگی کے ابتدائی دن بڑی آسودہ حالی سے گزارے اور انھوں نے لوگوں میں اپنے والد کا مقام و مرتبہ اور عزت و احترام بچشم خود دیکھا۔ بعد ازاں انھوں نے بھی اپنے والد کی طرح سخاوت اور خلوص کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ یہ رحمت و شفقت کے اسرار و رموز کو خوب اچھی طرح جانتی تھیں اور لوگوں کے دلوں میں نیکی کے چشمے ابلتے دکھائی دیتے تھے۔

عمدہ پرورش اور بابرکت شادی:

سیدہ ہند بنت ابی امیہ نے ایک شریفانہ خاندان میں پرورش پائی۔ ان میں سخاوت اور بہادری کا جوہر خاندانی اعتبار سے پیدا ہو گیا تھا، بچپن اور جوانی میں انھیں خاندان میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہ نہایت حسین و جمیل خاتون تھیں، جب یہ بھرپور جوان ہوئیں تو قریش کے ایک بہادر، جوانمرد، شہسوار عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال ابوسلمہ کی طرف سے رشتے کی پیشکش ہوئی۔ یہ نبی کریم ﷺ کا رضاعی بھائی تھا، ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے انھیں دودھ پلایا تھا۔ شادی تمام ہوئی تو دونوں میاں بیوی نے اس پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ [صور من سیر الصحابیات البحیبانی ، ص : ۱۷۷]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا خوشحالی اور آسودگی کی زندگی بسر کر رہی تھیں، ان کا خاوند ان کے جملہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخراجات مہیا کرتا اور ان کی دیکھ بھال کرتا، ان کے ساتھ محبت، شفقت اور ہمدردی سے پیش آتا۔ وہ اپنی سہیلیوں میں اپنے حسن و جمال اور دلی رقت کی بنا پر بڑی عزت و احترام اور رشک کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں، انھیں اپنے والد کی نیک نامی کا سہارا حاصل تھا کہ جس نے مکہ معظمہ کے سارے باشندوں کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا۔

لیکن وہ اس دوران تمام گھریلو نعمتوں اور سہولتوں سے دستبردار ہونے لگیں تاکہ ان روحانی نعمتوں کی طرف منتقل ہو سکیں۔ جن نعمتوں کی خوشگوار مہک پورے مکہ معظمہ پر پھیل چکی تھی اور وہ اسلام کی خوشبو تھی جس کی طرف سیدنا محمد ﷺ لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔

سیدہ ام سلمہ اور ان کے خاوند نے بہت جلد اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کر لی، اس طرح وہ دونوں میاں بیوی سعادت مند لوگوں میں شامل ہو گئے اور ان دونوں نے ایمانی قافلے میں پہلے مرحلے میں ہی شامل ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

حبشہ کی طرف ہجرت:

ایک مبارک مجلس میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہجرت حبشہ کی یادداشتیں بیان کرنے لگیں۔

ہجرت حبشہ کی داستان بڑی طویل ہے۔ اس سفر کے دوران مسلمان مہاجرین کے سربراہ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جو صداقت پر مبنی گفتگو کی اس کا بڑا گہرا اثر حبشہ کے حکمران نجاشی، علماء اور صوفیا پر ہوا۔ حق پر مبنی گفتگو سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا جو قیامت تک پڑھا جائے گا اور روئے زمین کے عام مسلمان اس سے فیض یاب ہوں گے۔ اب ہم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ایمانی دسترخوان کی طرف لوٹتے ہیں تاکہ وہاں سے روحانی غذا حاصل کر سکیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم پر مکہ معظمہ کی سرزمین تنگ ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طرح طرح کی اذیت سے دوچار کیا گیا اور انھیں فتنے میں مبتلا کیا گیا تو صورتِ حال یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ ان کا دفاع نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن آپ بذات خود اپنی قوم اور اپنے چچا کی وجہ سے محفوظ تھے۔ آپ تک شرپسندوں کے ہاتھ اس طرح نہیں پہنچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے تھے جس طرح آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک بآسانی پہنچ رہے تھے۔ اس گھمبیر صورت حال کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ مَلِكاً لَا يُظْلَمُ أَحَدٌ عِنْدَهُ فَأَلْحِقُوا بِبِلَادِهِ حَتَّى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا وَ مَخْرَجًا)) [حلية الأولياء، ابو نعيم اصفهاني : ١/ ١١٥۔ سیرت ابن هشام : ١/ ٣٣٤]

''سر زمین حبشہ میں ایک بادشاہ رہتا ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا، آپ اس کے ملک میں چلے جائیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے کشادگی اور مصائب سے نکلنے کا راستہ بنا دیں۔''

فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سن کر اجتماعی صورت میں حبشہ کے حکمران نجاشی کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ہمیں محسوس ہوا کہ واقعی یہ سر زمین پر امن ہے اور یہاں کا حکمران بہترین پڑوسی ہے، ہمیں دینی لحاظ سے بڑا ہی اطمینان اور سکون محسوس ہوا۔ ایک روایت کچھ یوں ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((لَمَّا نَزَلْنَا اَرْضَ الْحَبَشَةِ جَاوَرْنَا فِيهَا خَيْرَ جَارِ النَّجَاشِي))

''جب ہم سر زمین حبشہ میں فروکش ہوئے تو اس میں نجاشی کا پڑوس بہت ہی بہتر صورت میں میسر آیا۔''

ہمیں دینی لحاظ سے امن اور سکون ملا اور ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت پر سکون ماحول میں کرنے لگے۔ ہمیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دی گئی اور نہ ہی وہاں کوئی ناپسندیدہ صورت حال پیش آئی۔ غرضیکہ ہر طرح سے ہمیں امن، اطمینان اور سکون میسر آیا۔

صبر اور ثواب کی نیت:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب مدینہ منورہ کی طرف اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کرنے لگیں تو اذیت ناک صورتحال سے دوچار ہونا پڑا، لیکن انھوں نے اجر و ثواب کی نیت سے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ انھیں اس حقیقت کا اچھی طرح علم تھا کہ اگر اسلام کی راہ میں صبر و تحمل سے تکالیف و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصائب کو برداشت کیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں اجر وثواب ملے گا۔

اب ہم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اپنے کنبے کے ساتھ دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کی جانب سفر ہجرت کی روداد پیش کرتے ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ کی طرف سفر ہجرت کی روداد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں کہ جب میرے سرتاج ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف سفر ہجرت اختیار کرنے کا ارادہ کر لیا تو اس نے میرے لیے اپنا اونٹ تیار کیا اور مجھے اس پر سوار کر لیا، میرا بیٹا سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ میری گود میں تھا، پھر وہ اپنے اونٹ کی نکیل پکڑ کر روانہ ہو گیا۔

جب میری قوم کے آدمیوں نے دیکھا تو وہ اس کی راہ میں کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: یہ کیا آپ نے تماشا بنا رکھا ہے، کبھی ہماری بیٹی کو کہیں لے جاتے ہیں اور کبھی کہیں، ہم آپ کو اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ یہ کہا اور غصے سے اونٹ کی نکیل اس کے ہاتھ سے پکڑی اور مجھے اپنے ہمراہ لے لیا۔ فرماتی ہیں کہ جب یہ صورتحال ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان نے دیکھی تو وہ سامنے آ گئے اور کہا کہ یہ بیٹا ہمارا ہے، اسے ہم آپ لوگوں کی تحویل میں نہیں رہنے دیں گے۔ لہٰذا میرا بیٹا انھوں نے چھین لیا اور اس چھینا جھپٹی میں میرے بیٹے کا ایک بازو بھی زخمی ہو گیا، میرے بیٹے کو بنو عبدالاسد لے گئے۔

بنو مغیرہ نے مجھے اپنے پاس روک لیا اور میرا خاوند ابو سلمہ مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد میرا یہ معمول بن گیا کہ میں روزانہ صبح کے وقت گھر سے نکلتی اور اس مقام پر آ کر بیٹھ جاتی اور اپنے بیٹے اور خاوند کی یاد میں آنسو بہانے شروع کر دیتی، تقریباً شام تک میری یہی حالت رہتی۔ میں تقریباً ایک سال یونہی کرتی رہی۔ ایک روز میرے چچا کا بیٹا وہاں سے گزرا، اس نے مجھے دیکھا تو اسے میری حالت پر ترس آ گیا۔ اس نے میری قوم کے ارباب حل وعقد سے جا کر بات کی کہ کیا تمھیں اس بیچاری پر ترس نہیں آتا؟ تم نے یہ کیا ظلم کیا کہ ماں، بیٹے اور خاوند میں جدائی ڈال دی، کیا تمھیں ترس نہیں آیا۔ کیا تمھارے دل میں کوئی ہمدردی نہیں آئی؟ کیا تمھارے سینوں میں دل ہیں یا پتھر کے ٹکڑے؟ ــــــــــــــــ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کی تیز طرار باتیں سن کر بنو عبدالاسد قدرے نرم ہوئے اور انھوں نے میرا بیٹا واپس کر دیا اور مجھ سے کہا کہ تم اپنے خاوند کے پاس جا سکتی ہو ہماری طرف سے اجازت ہے۔

میں نے اپنا اونٹ سفر کے لیے تیار کیا، اپنے بیٹے کو گود میں لیا، پھر اپنے خاوند کے پاس مدینہ منورہ روانہ ہوگئی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے ساتھ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں تھا۔ میں جب مقام تنعیم پر پہنچی تو مجھے بنو عبدالدار کے بھائی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ ملے، انھوں نے مجھے دیکھتے ہی کہا: ابو امیہ کی بیٹی کہاں جا رہی ہے؟ میں نے کہا: میں اپنے خاوند کے پاس مدینہ منورہ جا رہی ہوں۔ اس نے پوچھا: آپ کے ساتھ کوئی نہیں؟ میں نے کہا: میرا اللہ اور یہ ننھا منا بیٹا میرے ساتھ ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم میں تجھے چھوڑنے کے لیے تیرے ساتھ جاؤں گا، یہ کہا اور اس نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور آگے آگے چل پڑا۔

فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے سرزمین عرب میں اس سے بڑھ کر معزز اور شریف آدمی کوئی نہیں دیکھا۔ جب وہ پڑاؤ کی جگہ پہنچ جاتا تو مجھے اونٹ سے اتار کر کسی درخت کے سائے میں بٹھا دیتا اور اونٹ کو کسی درخت کے ساتھ باندھ کر خود کسی تیسرے درخت کے سائے تلے لیٹ جاتا۔ جب روانگی کا وقت ہوتا اونٹ میرے پاس لا کر بٹھا دیتا اور خود قدرے پیچھے ہٹ جاتا، جب میں اونٹ پر سوار ہو جاتی تو وہ آگے بڑھتا، اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل پڑتا۔ اس نے سارے سفر میں یہی رویہ اختیار کیے رکھا یہاں تک کہ مجھے مدینہ منورہ پہنچا دیا۔

جب اس نے وادی قبا میں بنی عمرو بن عوف کی بستی دیکھی تو کہا کہ تیرا خاوند اس بستی میں ہے واقعی میرا خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ یہیں رہائش پذیر تھا۔ مجھے اس نے کہا: اب آپ اپنے خاوند کے پاس جائیں اللہ آپ کے لیے ہر طرح سے برکت عطا کرے، یہ کہہ کر وہ مکہ واپس ہو گیا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہ کہا کرتی تھی:

"مَا اَعْلَمُ اَهْلَ بَيْتٍ فِي الْإِسْلَامِ اَصَابَهُمْ مَا اَصَابَ آلَ أَبِي سَلَمَةَ وَمَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَأَيْتُ صَاحِبًا قَطُّ كَانَ أَكْرَمُ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ"

[البداية والنهاية : ۳/ ۱۶۹ ۔ سیرت ابن ہشام : ۲/ ۷۵، ۷۶]

"میں اسلام میں کوئی ایسا گھرانہ نہیں جانتی جس کو اتنی تکلیف پہنچی ہو جتنی ابوسلمہ کے اہل خانہ کو پہنچی اور میں نے عثمان بن طلحہ سے بڑھ کر کسی کو شریف الطبع نہیں دیکھا۔"

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں انصار کے محلے میں فروکش ہوئی تو اس کا دل سعادت اور خوشی سے لبریز ہوگیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول کو ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے دل سعادت اور خوشی سے جھوم اٹھے۔

مدینہ منورہ کے پڑاؤ میں دونوں میاں بیوی راضی خوشی زندگی بسر کرنے لگے، دونوں زیادہ تر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے اور حبیب کبریا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تقویٰ اور نیکی کے کاموں کی تعلیم حاصل کرتے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی پوری توجہ اپنی اولاد کی تربیت اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی روشنی میں کرنے پر مبذول کر دی، اس طرح ان کی ساری اولاد قابل قدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست میں شامل ہوگئی۔ زینب، عمرو، سلمہ اور درۃ رضی اللہ عنہم دو بیٹے اور دو بیٹیاں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد تھی جسے صحابہ کے زمرے میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔

عزت و شرف:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہونے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی معرفت حاصل کرنے اور اپنی اولاد کی تربیت کرنے کے باوجود وہ اپنے خاوند کو ہمیشہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کی سربلندی کے لیے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے حوصلہ دیتی رہتی تھیں۔

جب مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہوگئی اور دین وملت کے دشمنوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا گیا تو سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جلدی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی صفوں میں شامل ہوگئے۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اتنے جرأت مند تھے کہ سخت لڑائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دشمنوں کی صفوں میں جا گھستے اور بڑی مہارت اور خوش اسلوبی سے اس آزمائش میں پورے اترتے۔ جنگ بدر میں انھوں نے جرأت وشجاعت کے ناقابل فراموش کارنامے سرانجام دیے۔

ایک سال بیت گیا تو مشرکین پھر مسلمانوں سے لڑائی کی تیاری کرنے لگے۔ مسلمان بھی یہ صورت حال دیکھ کر میدان احد کی طرف نکل آئے، یہاں وہ مشرکین کے ساتھ نبرد آزما ہوئے۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ لشکر محمدی کا ایک وفادار، جرأت مند اور نڈر جنگجو تھا۔ جنگ احد میں انھیں ابو اسامہ الجشمی نے تیر مارا جوان کے بازو میں جا لگا۔ جب مسلمان جنگ احد سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس آئے تو سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے زخمی بازو کا ایک مہینا علاج ہوتا رہا اور ان کی وفادار بیوی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کی خدمت گزاری میں مصروف رہیں، یہاں تک کہ ان کا زخم ٹھیک ہو گیا۔ [تهذيب الأسماء واللغات: ۲/۲٦۳]

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا لشکر:

جب غزوہ احد کے بعد بعض قبائل نے مسلمانوں پر یلغار کی جرأت کی تو نبی کریم ﷺ نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ جنگ احد کے بعد سب سے پہلے بنو اسد مسلمانوں کے خلاف اٹھے۔ مدینہ منورہ کے جاسوسی نظام نے یہ خبر بہم پہنچائی کہ طلحہ اور سلمہ خویلد کے دونوں بیٹے اپنی قوم اور ان لوگوں کو لے کر چل پڑے ہیں جنھوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ وہ بنو اسد بن خزیمہ کو بھی رسول اللہ ﷺ کے خلاف لڑائی کی دعوت دے رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر پاتے ہی جلدی سے ایک سو پچاس مہاجرین وانصار پر مشتمل ایک لشکر تیار کیا جس کی قیادت سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو سونپی اور انھیں جھنڈا عطا کیا۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بنو اسد بن خزیمہ کو ان کے گھروں پر ہی جا دبوچا، انھیں پیش قدمی کا موقع نہیں دیا۔ بنو اسد اچانک یلغار دیکھ کر بوکھلا گئے اور ان کی صفوں میں دراڑیں پڑ گئیں۔ انھیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ وہاں سے مسلمانوں کو مال غنیمت میں بہت سے اونٹ اور بکریاں ملیں جنھیں ہانک کر صحیح و سالم مدینہ منورہ پہنچ گئے اور وہاں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

یہ لشکر ۴ ہجری کو محرم کا چاند طلوع ہوتے ہی روانہ ہوا تھا سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اس معرکے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب واپس آئے تو ان کے بازو کا وہ زخم جو جنگ احد میں لگا تھا دوبارہ تازہ ہو گیا پھر یہ زخم ٹھیک نہ ہو سکا یہاں تک کہ سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ایسی وفا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی:

جب سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بستر مرگ پر دراز ہوئے تو میاں بیوی کے درمیان کچھ اس طرح تبادلہ خیال ہوا۔ زیاد بن ابی مریم بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے یہ پتا چلا ہے کہ عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ جنتی ہو اور وہ عورت کسی سے شادی نہ کرے تو اللہ ان دونوں کو جنت میں پھر اکٹھا کر دیں گے۔ آیئے! ہم دونوں یہ معاہدہ کریں کہ آپ میرے مرنے کے بعد شادی نہیں کریں گے اور آپ کے فوت ہو جانے کے بعد میں شادی نہیں کروں گی۔ سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”کیا تم میری بات مانو گی؟ اس نے کہا: ہاں! بالکل چشم ما روشن دل ماشاد۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جب میں مر جاؤں تو تم میرے بعد شادی کر لینا اور ساتھ یہ دعا کی:

”اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ اُمَّ سَلَمَةَ رَجُلًا خَیْرًا مِنِّیْ“

”الٰہی! ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو مجھ سے بہتر آدمی عطا کر دینا۔“

یعنی ایسا آدمی جو اس کو نہ کوئی غم دے اور نہ ہی کوئی تکلیف۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب وہ وفات پا گئے تو میں نے اپنے دل میں کہا:

”بھلا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ ابھی عدت پوری ہی ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بھتیجے یا بیٹے کے ذریعے نکاح کا پیغام بھیجا۔ میں نے کہا کہ میں خود اس کا جواب دوں گی اور اپنی ننھی منھی اولاد کا حوالہ دوں گی۔ اگلے روز آپ نے نکاح کا پیغام بھیج دیا۔“ [طبقات ابن سعد : ۸/۸۸]

عبید بن عمیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں نے کہا میں پردیسی ہوں، اور پردیس میں پڑی ہوں، میں اتنا روؤں گی کہ لوگ اس کا اپنی محفلوں میں تذکرہ کیا کریں گے۔ میں رونے کے لیے تیار ہوئی ہی تھی کہ مدینہ منورہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواحی علاقے سے ایک عورت آئی، وہ رونے میں میرا ساتھ دینا چاہتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ اس سے ملے اور فرمانے لگے کہ کیا تو اس گھر میں شیطان داخل کرنا چاہتی ہے جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے اسے نکال باہر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے یہ بات دو مرتبہ کہی تو میں رونے دھونے سے رک گئی۔ میں اس کے بعد نہیں روئی۔ [مسند امام احمد: ۶/۲۸۹۔ مسلم: ۹۲۲]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ اس کی نگاہ تاڑے لگی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کر دیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

''جب انسان کی روح قبض کی جاتی ہے تو اس کی نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔''

اس موقع پر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ چیخیں مارنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے بارے میں خیر کی دعا مانگو، کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔''

پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے کہا:

''الٰہی! ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو بخش دے، الٰہی اسے ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل کر کے اس کے درجات بلند کر دے۔ اس کے بعد گھر میں پیچھے رہنے والوں کے لیے اس کا نعم البدل عطا کر دے، اے رب العالمین! ہمیں اور اس کو بخش دے اور اس کی قبر کو فراخ اور منور کر دے۔'' [مسلم: ۹۲۰]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ اب میں کیا دعا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ دعا مانگا کرو:

'' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَهُ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰی صَالِحَةً ''

''الٰہی! ہمیں اور اسے بخش دے اور مجھے اس کا اچھا نعم البدل عطا کرنا۔''

میں نے یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سیدنا محمد ﷺ کی صورت میں نعم البدل عطا کر دیا۔

[مسلم: ۹۱۹۔ مسند امام احمد: ۶/۲۹۱]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی مبارک:

اللہ رب العزت کی طرف سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر انعامات کی بارش نازل ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل کر لیتی ہیں تاکہ وہ پاکیزہ اور معزز خانۂ نبوی کا حصہ بن سکے۔

واہ واہ! یہ کیسا عالی شان مقام و مرتبہ کہ ساری دنیا کی دولت اس کے مقابلے میں ہیچ ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" اَللّٰهُمَّ اجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَ أَخْلُفْنِي خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا خَلَفَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا))

''جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اللہ کے حکم کے مطابق ''اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' کہتا ہے اور ساتھ ہی یہ دعا مانگتا ہے، الٰہی مجھے میری اس مصیبت سے بچا اور مجھے اس کا نعم البدل عطا کر تو اللہ تعالیٰ اسے نعم البدل عطا کر دیتا ہے۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا: مسلمانوں میں اس سے بہتر کون ہوگا؟ یہ پہلا گھر ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ لیکن جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعم البدل کے طور پر مجھے عطا کر دیا۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔ اس نے جب مجھ سے اس موضوع پر بات کی تو میں نے کہا: میری ایک بیٹی ہے اور میں غصیلی عورت ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عذر سن کر فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ وہ بیٹی کے بارے میں اسے مستغنی کر دے اور اسی طرح میں اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا کروں گا کہ وہ اس کا غصہ ختم کر دے۔ [مسلم : ۹۱۸]

مسلم شریف میں ایک دوسری روایت کچھ اس طرح منقول ہوئی ہے، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعا کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے ارادہ کیا کہ میں یہ کہوں کہ الٰہی مجھے اس سے بہتر بدل عطا کر۔ پھر میں نے دل میں خیال کیا کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بھلا بہتر کون ہوگا؟

بہر حال میں دعا کرتی رہی، جب میری عدت ختم ہوگئی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا، میں نے انکار کر دیا۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے انکار کر دیا۔ بعد ازاں نبی کریم ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو خوش آمدید کہتی ہوں۔

عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوگئی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کے لیے پیغام بھیجا تو انھوں نے مسترد کر دیا۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو انھوں نے مسترد کر دیا پھر اس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے خوش آمدید کہتے ہوئے آپ کو اطلاع دی کہ میں غصیلی عورت ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں اور میرے ورثاء میں کوئی گواہ بھی نہیں ہے۔

آپ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کا یہ کہنا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تو اللہ تعالیٰ تیرے بچوں کی حفاظت کرے گا اور آپ کا یہ کہنا کہ میں غصیلی ہوں تو میں یہ دعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ غصہ ختم کر دے گا، جہاں تک تیرے ورثاء کا تعلق ہے تو تیرا ہر وارث میرے بارے میں سن کر خوشی کا اظہار کرے گا۔

پھر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹا اٹھو میری رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شادی کا اہتمام کرو۔ امام ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"دَخَلَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَنَةِ أَرْبَعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَكَانَتْ مِنْ أَجْمَلِ النِّسَآءِ وَأَشْرَفِهِنَّ نَسَبًا" [سیر اعلام النبلا الذھبی : ۲/ ۲۰۲]

''نبی کریم ﷺ نے ۴ ہجری میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی، وہ سب عورتوں سے بڑھ کر حسین وجمیل اور خاندانی اعتبار سے معزز خاتون تھی۔''

شادی کے بعد گھر میں:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے بعد رسول اللہ ﷺ کے گھر میں قدم رکھتے ہی گھریلو ذمے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داریوں کو نہایت سلیقہ شعاری اور ہنرمندی سے نبھانا شروع کردیا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سرزمین عرب کی ایک بیوہ خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر عشاء کے وقت دلہن بن کر داخل ہوئی اور وہ رات کے آخری حصے میں چکی پر آٹا پیسنے لگی۔ وہ سعادت مند خاتون سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھی۔

[سیر أعلام النبلاء ذهبی : ۲/۲۰۵]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی عقلمند، دانشور، اچھی رائے اور فہم وبصیرت رکھنے والی خاتون تھیں۔ وہ ہمیشہ اس کے لیے کوشاں رہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاداں وفرحاں رہیں اور وہ گھر کی چار دیواری میں کبیدہ خاطر نہ ہوں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا میں عقل ودانش کی فراوانی:

صلح حدیبیہ کے دن سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عقل ودانش کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔

حافظ ابن حجر اپنی کتاب ''الاصابہ'' میں رقمطراز ہیں:

" وَ كَانَ أُمُّ سَلَمَةَ مَوْصُوفَةٌ بِالْجَمَالِ وَالْعَقْلِ الْبَالِغِ وَالرَّأْيِ الصَّائِبِ، وَ إِشَارَتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ تَدُلُّ وَ فُوْرَ عَقْلِهَا وَ صَوَابَ رَأْيِهَا''

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا انتہائی حسین وجمیل اور بڑی عقلمند تھیں اور ان میں درست رائے دینے کی بھرپور صلاحیت پائی جاتی تھی، صلح حدیبیہ کے دن ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دینا ان کی عقل ودانش کی فراوانی اور درست رائے ہونے کی دلیل ہے۔''

ہوا اس طرح کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں سے صلح کی تو سہیل بن عمرو صلح نامہ کا معاہدہ لکھنے کے لیے آیا۔ صلح کی شقوں میں ایک شق یہ تھی کہ جب کوئی مرد مشرکین میں سے اسلام قبول کرنے کے ارادے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ اسے مشرکین کی طرف لوٹا دیں اور جب کوئی مسلمان مشرکین سے ملنے کے ارادے سے ان کے پاس آئے تو مشرکین کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ اسے قبول کرلیں۔ اس شرط سے صحابہ کرام شدید غمزدہ ہوئے، یہاں تک کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر کہنے لگے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ کے حبیب ﷺ! کیا آپ اللہ کے برحق نبی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! میں اللہ کا برحق نبی ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں تو میں نے کہا تو پھر اپنے دین میں پسپائی کیوں اختیار کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں اللہ کا رسول ہوں میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرسکتا، وہ میرا مددگار ہے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا:

''کیا آپ نے ہم سے یہ بات نہیں کی تھی کہ ہم بیت اللہ میں حاضری دیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیوں نہیں! کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ میں حاضری دیں گے؟''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ تم بیت اللہ جاؤ گے اور بیت اللہ کا طواف کرو گے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میں نے ان سے کہا کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی نہیں ہیں؟ اس نے کہا کہ کیوں نہیں! میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں! تو میں نے کہا پھر ہم اپنے دین کے بارے میں کیوں پسپائی اختیار کر رہے ہیں؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: اے اللہ کے بندے! وہ اللہ کے سچے رسول ہیں وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرسکتے اللہ ان کا مددگار ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! وہ حق پر ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے ہم سے یہ بات نہیں کی تھی کہ ہم بیت اللہ آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے اس سال آنے کا کہا تھا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں اب کے بار آنے کا کہا تھا۔ امام زھری کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس موقع پر بڑا تکرار کیا۔ جب معاہدے کی تحریر سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اٹھو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے جانور قربان کر دو اور اپنے سر منڈ والو۔ راوی کہتا ہے کہ بخدا کوئی بھی نہ اٹھا...... یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ کہا۔ جب کوئی بھی نہ اٹھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور لوگوں کی صورت حال کے بارے میں اسے بتایا۔ یہاں عقلمند اور دانشور خاتون ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دور شروع ہوتا ہے، جس نے اپنی دانش کے بل بوتے پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچا لیا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اے اللہ کے نبی کیا آپ ایسا کرنا پسند کرتے ہیں؟ اگر ایسا کرنا مطلوب ہے تو آپ باہر نکلیں کسی سے بات نہ کریں اپنا اونٹ قربان کر دیں، پھر حجام کو بلا کر اپنا سر منڈوا دیں۔ آپ باہر نکلے کسی سے کوئی بات نہ کی، حجام کو بلایا، اس نے آپ کا سر مبارک مونڈ دیا۔ جب لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو سب اٹھے اور انھوں نے اپنے جانور ذبح کیے اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ زیادہ غم میں مبتلا ہو کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو جاتے۔

[بخاری، باب الشروط فی الجھاد : ۲۷۳۱، ۲۷۳۲]

اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حبیب کبریا سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے بچ گئے۔ یہ محض ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشورے کی برکت سے ہوا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عقل و دانش اور ان کی حکمت و دانائی کا دلربا انداز دیکھ کر ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا طاہرہ یاد آجاتی ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے صلح حدیبیہ کے موقع پہ مشورہ دے کر اپنی عقل و دانش کی فراوانی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔ جب بھی صلح حدیبیہ کا واقعہ بیان کیا جائے گا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی دانش مندی پر داد دی جائے گی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نرم دلی:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو بھی ان کے حلقے میں ہوتا اس کے ساتھ انتہائی رحمدلی سے پیش آتیں۔ ان کی ہمیشہ دلی خواہش ہوتی کہ وہ ہر ملنے والے کو مسرت و شادمانی کی سوغات دے اور لوگوں کے دلوں میں سعادت اور مسرت کے جذبات پیدا کر دے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انھوں نے ابولبابہ کو اس کی توبہ کے قبول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی اطلاع دی۔ یہ واقعہ کچھ اس طرح پیش آیا کہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ نے ابو لبابہ کو بنو قریظہ کی طرف اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا کیونکہ وہ زمانۂ جاہلیت میں یہود بنو قریظہ کا حلیف تھا۔ جب بنو قریظہ نے غزوۂ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیے گئے معاہدے میں خیانت کی تو نبی اکرم ﷺ نے یہ طے کیا کہ وہ آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں نیچے اتر آئیں۔ انھوں نے ابولبابہ کی طرف پیغام بھیجا اور یہ ارادہ کیا کہ اس سے اپنے معاملے میں مشورہ کریں۔ انھوں نے اس سے پوچھا کہ کیا ہم محمد کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل میں نیچے اتر آئیں۔ ابولبابہ نے ان سے کہا: ہاں! اور ساتھ ہی اپنی گردن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نیچے اتر آئے تو تم سب کی گردنیں اڑا دی جائیں گی۔

ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کو یہ اشارہ تو دے دیا لیکن اسے یہ محسوس ہوا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کا ارتکاب کیا ہے، مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

وہ بہت ہی شرمسار ہوا اور اس نے اپنے آپ کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ لیا اور اس نے یہ کہا کہ اللہ کی قسم! میں نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ ہی پانی پیوں گا یہاں تک کہ میری موت آ جائے یا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کر لے اور جو جرم میں نے کیا مجھے معاف کر دے۔ رسول اللہ ﷺ پر وحی کے ذریعے ابولبابہ کی توبہ نازل ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ ابولبابہ کو قبولیت توبہ کی خوشخبری سنا دے۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں اجازت دے دی تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابولبابہ! خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ کو قبول کر لیا ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

"میری یہ بات سن کر لوگ اس کی طرف دیوانہ وار لپکے تاکہ وہ جلد از جلد اس کے بندھن کھول دیں، لیکن ابولبابہ نے لوگوں کو اپنے پاس آنے سے منع کر دیا، اس نے کہا: جب تک رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے مجھے آزاد نہیں کریں گے میں اسی طرح بندھا رہوں گا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو جب آپ صبح کی نماز کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے گھر سے نکلے تو اس کے بندھن کھول کر آزاد کر دیا، مسرت و شادمانی ابولبابہ کے دل کی گہرائی میں اتر گئی، وہ اس خوشی سے جھوم اٹھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس بات کا سبب بھی بنیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے بیٹے ابو سفیان بن الحارث اور اپنی پھوپھی کے بیٹے عبداللہ بن امیہ سے درگزر کیا جبکہ وہ ابواء مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے آئے۔ انھوں نے ملاقات کے لیے درخواست کی لیکن آپ نے ان سے اعراض کیا، کیونکہ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت اذیت دی تھی اور یہ دونوں آپ کی مذمت بھی کرتے رہے۔ یہاں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مداخلت کرتے ہوئے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی کہ آپ ان دونوں سے درگزر کریں اور انھیں ان کی گزشتہ لغزش معاف کر دیں اور فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کے چچا کا بیٹا اور یہ دوسرا آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے، ان دونوں نے لوگوں سے بڑھ کر آپ پر کوئی سختی نہیں کی آپ ان کو معاف کر دیں، یہ شرمندہ ہیں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ ابوعمر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب نے ابوسفیان سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے حاضر ہو کر وہی کہیں جو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا تھا:

﴿ تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴾ [یوسف: ۹۱]

''بخدا اللہ تعالیٰ نے تم کو ہم پر فضیلت بخشی اور واقعی ہم خطا کار تھے۔''

ابوسفیان نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے ایسے ہی کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت ابوسفیان کے منہ سے سنی تو جواب میں آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

﴿ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ [یوسف: ۹۲]

''آج تم پر کوئی گرفت نہیں اللہ تمھیں معاف کرے وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عظیم فضیلت:

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے کہ انھوں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ مجھے یہ اطلاع دی گئی کہ ایک دفعہ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے باتیں کرنے لگے پھر اٹھ کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہے راوی کہتا ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! آپ نے خاص طور پر اسے روکے رکھا، یہاں تک کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کا خطبہ سن لیا جو اسے ہماری باتیں بتا رہے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ابوسفیان سے کہا کہ تم نے یہ حدیث کس سے سنی؟ اس نے کہا کہ میں نے اسامہ بن زید سے یہ حدیث سنی۔ [مسلم، کتاب فضائل الصحابة: (۱۰۰) ۲٤٥١]

امام نووی کہتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جبرئیل علیہ السلام کو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں دیکھا۔ دحیہ دال کے فتح اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھنا درست ہے۔

یہ بلا شبہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ہے اور اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسان فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے۔ انسان فرشتوں کو بالعموم آدمیوں کی شکل میں دیکھتے ہیں، کیونکہ انسان فرشتوں کو ان کی اصلی شکل وصورت میں دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ اس کی اصلی شکل وصورت میں دیکھا۔ [مسلم، شرح نووی: ۱۱/۱٦]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فقاہت:

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں رقمطراز ہیں:

" وَ كَانَتْ تُعَدُّ مِنْ فُقَهَآءِ الصَّحَابِيَاتِ "

''وہ فقیہہ صحابیات میں شمار کی جاتی تھیں۔'' [سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۰۳]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھلا اس عالی شان مقام و مرتبے تک کیوں نہ پہنچتیں جبکہ انھوں نے قرآن کریم اور سنت مطہرہ حبیب کبریا سیدنا محمد کریم ﷺ کی زبان مبارک سے سنی تھی۔ بعض احکام اور فتاویٰ کے سلسلے میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور خاص طور پر جن مسائل کا تعلق ایک مسلم خاتون کے ساتھ ہوتا ہے ان مسائل کے بارے میں ان سے دریافت کیا جاتا تھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ حبر الامۃ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بعض احکامات کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے۔[زاد المعاد : ۲/ ۷۸]

جہاں تک حدیث کی دولت کا تعلق ہے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے تین سو اٹھتر احادیث مروی ہیں یہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر زبانی یاد کر لی تھیں۔

صحیحین میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۲۹ احادیث مروی ہیں۔

۱۳ احادیث متفق علیہ ہیں جبکہ تین احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں۔ اور تیرہ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔[المجتبیٰ من المجتبیٰ ابن جوزی : ۹۳]

رحلت کا وقت:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا طویل العمر خاتون تھیں، انھوں نے تقریباً نوے سال عمر پائی، انھوں نے خلافت راشدہ میں زندگی بسر کی، اس کے بعد وہ یزید بن معاویہ کے دور تک زندہ رہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" وَ كَانَتْ آخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ "

"وہ امہات المومنین میں سب کے بعد فوت ہوئی۔"[سیر اعلام النبلاء ذھبی : ۲ ۲۰]

ان کی عمر دراز ہوئی یہاں تک کہ وہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت تک پہنچی اس واقعے سے انھیں دلی دکھ ہوا بلکہ یہ واقعہ سنتے ہی وہ پریشان ہوگئی اور بہت زیادہ غم کیا۔ اس جانکاہ حادثہ کے تھوڑے ہی عرصے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ (انّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)
[سیر اعلام النبلاء ذھبی : ۲/ ۲۰۲]

اکثر اہل علم کی یہ رائے ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۶۱ ہجری میں ہوئی۔ اس طرح ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رب رحمان کی اس جنت میں جا مقیم ہوئیں جس کو آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا مکمل تصور آیا۔

وہ اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی اور جنت الفردوس ان کا ٹھکانا بنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

میں اس جلیل القدر صحابیہ کی سیرت نگاری پر قلم اٹھانے سے پہلے کافی دیر تک رکا رہا کہ جس میں ہر قسم کے فضل و شرف، نیکی اور اصلاح کا جوہر جمع ہو گیا تھا۔ اس کے فضائل و مناقب انسان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ اسے پتا نہیں چلتا کہ ان کی کس فضیلت و منقبت سے بات شروع کی جائے؟ ان کی کس منقبت پر روشنی ڈالی جائے؟ ان کے تمام مناقب و فضائل ایسے دلآویز و دلنشین تھے کہ ان کے حسن و جمال سے تاریخ کے صفحات جگمگا رہے ہیں۔

آیئے! اب ہم ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی سیرت بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں کہ جن کے بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" وَ كَانَتْ مِنْ سَادَةِ النِّسَاءِ دِينًا وَ وَرِعًا، وَ جُودًا وَ مَعْرُوفًا "

[سیر اعلام النبلاء : ۲/۲۱۲]

''وہ دین، تقویٰ، سخاوت اور نیکی کے اعتبار سے تمام عورتوں کی سردار تھیں۔''

ان کے بارے میں ابونعیم اصفہانی لکھتے ہیں:

"اَلْخَاشِعَةُ، اَلرَّاضِيَةُ، الأَوَّاهَةُ الدَّاعِيَةُ " [حلیۃ الاولیا : ۲/۵۱]

''خوف خدا سے آراستہ، خوش دل، عبادت گزار اور دین کی تبلیغ کرنے والی۔''

آیئے! اب ہم جلیل القدر خاتون ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی دلآویز سیرت کو قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں تاکہ ہر مسلمان بہن ان سطور سے معرفت حاصل کر لے کہ مثالی نمونہ کیا ہوتا ہے اور زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے حقیقی فخر:

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے مکہ کے ماحول میں پرورش پائی اور وہ مکہ اور اس کے ارد گرد کے علاقہ میں رہنے والی خواتین میں فضل و شرف کے اعتبار سے ممتاز اور عالی مرتبت خاتون تھیں۔ ان میں حسب نسب کی بلندی، حسن و جمال کا وافر حصہ اور دل میں نیکی اور ہمدردی کی فراوانی جیسی خوبیاں بیک وقت جمع ہو گئی تھیں۔ غرضیکہ ہر لحاظ سے انھیں سربلندی و سرفرازی حاصل تھی۔

انھیں یہ بھی اعزاز حاصل تھا کہ سید الاولین والآخرین سیدنا محمد بن عبداللہ ﷺ ان کے ماموں کے فرزند ارجمند تھے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نانا اور سیدنا محمد مصطفی ﷺ کا دادا قریش کا سردار عبدالمطلب تھا۔

ان کا بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی تھا، جسے سب سے پہلے امیر المومنین کا لقب عطا کیا گیا اور جھنڈا دیا گیا اور انھوں نے جام شہادت نوش کیا۔

ان کا دوسرا بھائی شاعر اسلام ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہ تھا۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ان کے ماموں تھے۔ سیدنا حمزہ اسد اللہ کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے اور سید الشہداء ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سخی تھے اور امور خیر میں اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے، پڑوسی کا ہر طرح سے خیال رکھتے اور مصائب و مشکلات میں مدد کرتے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی والدہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا تھیں۔

سیدہ زینب وہ منفرد خاتون ہیں کہ جن کی شادی کا حکم اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرورش:

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت پر فائز ہونے سے تینتیس سال پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں اور ایک معزز اور عالی شان گھرانے میں پرورش پائی۔ ان کا دل شروع سے ہی پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی کا شائق تھا۔ وہ شرک اور جاہلیت کی میل کچیل سے نفرت کرتی تھیں۔ جب اسلام کی معطر ہوا کے جھونکے مکہ معظمہ پہ چلنے لگے اور آفتاب اسلام تمام کائنات کے اکناف و اطراف میں ضوفشانی کرنے لگا تو پاکیزہ دلوں کے دروازوں کے پٹ کھلنے لگے تاکہ وہ اس نور کا استقبال کریں جسے لے کر حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف سے آئے تھے۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا حقیقی بھائی عبداللہ بن جحش بعثت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتا تھا تو وہ آپ کی عقل و دانش، امانت وصداقت، اور حسن معاشرت سے بہت متاثر ہوتا بلکہ آپ کی یہ خوبیاں دیکھ کر وہ انگشت بدنداں رہ جاتا۔ لہٰذا اس کے دل میں سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور احترام واکرام انتہا درجے کا پیدا ہو گیا۔

یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے منصب رسالت پر فائز ہونے کا اعلان کیا تو عبداللہ بن جحش بغیر کسی ہچکچاہٹ کے آپ پر ایمان لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ اس طرح وہ ان خوش نصیب احباب کی فہرست میں شامل ہو گئے جنھوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کا اعزاز حاصل کیا تھا۔

[اصحاب الرسول، ابو عمار محمود مصری: ۲/ ۴۷۸ - ۴۷۹]

اسلام قبول کرنے کے بعد سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی دعوت کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا تاکہ اپنے اردگرد رہنے والوں کو جنت کا راستہ دکھائیں۔ اسلام کی دعوت سے متاثر ہو کر دونوں بھائی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور دونوں بہنیں زینب اور حمنہ مسلمان ہو گئیں۔ اس طرح سب افراد خانہ حلقہ بگوش اسلام ہو کر ابدی سعادت اپنے دلوں میں سمونے میں کامیاب ہو گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرت:

جب ایمان سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے دل کی گہرائی میں اترا تو وہ دن بدن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے قریب ہونے لگیں اور انھوں نے محسوس کیا کہ وہ دنیاوی جنت میں زندگی بسر کر رہی ہیں۔ لیکن سدا بہار جنت میں رہنے کے لیے صبر اور قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

جب قریشی کافروں کو معلوم ہوا کہ اسلام پھیل رہا ہے تو وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرام پر طرح طرح کی سختیاں کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

سیدہ زینب بنت جحش اور ان کی قوم کی مسلمان خواتین نے قریش کی طرف سے اپنے اپنے حصے کی تکلیف برداشت کی۔

جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تو بنو جحش سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سفر ہجرت پر روانہ ہو گئے۔

ان کے ساتھ بھائی ابو احمد بن جحش تھے جو ایک مشہور و معروف شاعر اور نابینا تھے۔

ان دونوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن جحش بھی تھا اور خواتین میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھی جن کی سیرت کا تذکرہ ہم ان اوراق میں کر رہے ہیں اور ان کی بہن حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی تھی۔ یہ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اور ان کے ساتھ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی ام حبیب بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی تھی، جب بنو جحش کا خاندان اپنے گھر سے نکلا تو ابو سفیان بن حرب نے ان کے گھر پر قبضہ کر لیا پھر عمرو بن علقمہ کے ہاتھ اسے بیچ دیا۔ جب بنو جحش کو ابو سفیان کی اس کارروائی کا پتا چلا تو عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے جواب میں یہ ارشاد فرمایا:

''أَلَا تَرْضٰی یَا عَبْدَ اللّٰهِ أَنْ یُعْطِیَكَ اللّٰهُ بِهَا دَارًا خَیْرًا مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ''

''اے عبداللہ! کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں اس سے بہتر گھر عطا کر دے۔''

اس نے کہا: ''کیوں نہیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ گھر جنت میں آپ کے نام ہو چکا۔''

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گھر کے بارے میں بات کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لوگوں نے ابو احمد سے کہا: اے ابو احمد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کر دیا گیا ہو اسے واپس لینے کا مطالبہ کرو۔ تم اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات نہ کرو۔

ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر ابو سفیان کو پیغام دینے کے لیے برجستہ اشعار کہے جن کا مفہوم یہ ہے:

''ابو سفیان کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ جو اس نے حرکت کی ہے اس کا انجام اس کے لیے ندامت کی صورت میں ہو گا، تو نے اپنے چچا کا گھر بیچ دیا تجھے اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا، اسے لے جاؤ ارے لے جاؤ! یہ تیرے گلے کا طوق بن جائے گا بالکل اسی طرح، جس طرح کبوتری کے گلے میں گانی ہوتی ہے۔'' [سیرت بن ھشام: ۱۰۷/۲ ـ ۱۰۸]

انصار کے آنگن میں:

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اپنی اسلامی بہنوں یعنی انصار کی خواتین میں اپنی زندگی کے خوبصورت دن گزارے۔

انصار کی تعریف میں ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے درج ذیل فرمان کے بعد اور کیا کہہ سکتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ [الحشر: ۹]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جنھوں نے ان سے پہلے اس گھر میں اور ایمان میں جگہ بنا لی ہے یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کرکے ان کے پاس آتے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے، اس کی کوئی حاجت اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں، حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو خواتین میں بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ وہ مساکین اور محتاجوں کی پناہ گاہ تھیں۔ وہ فیاضانہ انداز میں ان پر اپنا مال و دولت خرچ کیا کرتی تھیں۔ کیونکہ انھیں اس بات کا یقین تھا کہ مومن دنیا میں جو نیکی کا بیج بوتا ہے وہ اس کا پھل آخرت میں چنتا ہے۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا روزے دار اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ وہ دن کو روزہ رکھتی اور رات کو اپنے رب سے مناجات کرتی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں آنسو بہاتی تھیں۔ وہ اپنے اردگرد رہنے والوں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک سے پیش آتیں اور تمام لوگوں کے لیے خیر و بھلائی کو پسند کرتی تھیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے یہ اسباب پیدا کر رہا تھا کہ وہ آگے چل کر ام المومنین کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں۔

کسی مومن مرد اور مومن عورت کو اختیار نہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ [الأحزاب : ٣٦]

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کرے تو پھر اسے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہو، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آیت کریمہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں طبقاتی فرق ختم کرنے کا ارادہ کیا، تاکہ سب لوگوں کو کنگھی کے دانتوں کی مانند برابر کر دیں اور کسی کو کسی پر تقوے کے علاوہ کوئی فضیلت نہ ہو، اس معاشرے میں آزاد کردہ غلام کو سرداروں سے کہیں کمتر سمجھا جاتا تھا۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ بنو ہاشم کی معزز خاتون اور اپنی قریبی رشتے دار زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی شادی کر کے حقیقی مساوات کی ایک عمدہ مثال قائم کی جائے تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے خاندان میں طبقاتی فرق کو ختم کر دیا ہے۔ معاشرے میں طبقاتی فرق کی جڑیں بڑی گہری اور مضبوط تھیں۔ انھیں اسی صورت میں اکھاڑا جا سکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے خود عملی نمونہ پیش کریں پھر مسلمان اس پر عمل پیرا ہوں اور پھر تمام نوع انسانیت اس ہدایت کے راستے پر چل نکلے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ عوفی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ ﴾

اس وقت نازل ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نکاح کرنے کے لیے گھر سے نکلے اور زینب بنت جحش الاسدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور انھیں نکاح کا پیغام دیا۔ انھوں نے کہا کہ میں تو زید بن حارثہ سے شادی نہیں کروں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس سے شادی کر لو۔'' زینب بنت جحش نے کہا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہونے لگی:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا ﴾

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ آیت سنتے ہی کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے زید کو میرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے پسند کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' تو انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہیں کروں گی، میں آپ کے فیصلے کے سامنے سرِتسلیم خم کرتی ہوں۔ مجھے زید کے ساتھ شادی کرنا منظور ہے۔ اس کے بعد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ دس دینار، ساٹھ درہم، ایک درع، ایک دوپٹہ، ایک چادر، ایک تہبند، پچاس مد غلہ اور دس مد کھجور لے کر بنو جحش کے پاس پہنچے، یہ سب سامان رسول اللہ ﷺ نے اسے مہیا کیا تھا۔ ان دونوں کے تقریباً ایک سال تک تو ازدواجی تعلقات درست رہے پھر ان کے درمیان اختلاف پیدا ہونا شروع ہو گیا، جس سے باہمی محبت، پیار اور اخلاص میں مسلسل کمی آتی گئی۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس صورتحال کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کرتے تو آپ اسے یہ ارشاد فرماتے:

﴿ اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ زَوۡجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ ﴾ [الأحزاب : ٣٧]

''اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں اور اللہ سے ڈریں۔''

رسول اللہ ﷺ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو یہ نصیحت کرتے کہ تم اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کے برعکس چاہتا تھا اور:

﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمۡرِهٖ﴾ [یوسف : ٢١]

''اور اللہ اپنے معاملے پر غالب ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارادہ یہ تھا کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ کی بیوی بن جائیں تاکہ لوگوں میں متبنّی کی رسم ختم ہو جائے۔ اسلام سے پہلے عرب ان افراد کی بیویوں سے نکاح نہیں کرتے تھے جن کو انھوں نے منہ بولا بیٹا قرار دیا ہوتا تھا جبکہ وہ نکاح کے بعد اپنی بیویوں سے خلوت بھی کر لیتے تھے۔ عرب اسی طرح ان عورتوں کو اپنے لیے حرام سمجھتے تھے جیسے اپنے حقیقی بیٹوں کی بیویوں کو حرام سمجھتے تھے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے درمیان دن بدن اختلاف بڑھتے جاتے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اب مل کر گزارہ کرنا مشکل ہو چکا تھا۔ طلاق کے بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اس وقت اللہ کا حکم آ گیا، اللہ تعالیٰ نے طلاق کی اجازت دے دی اور رسول اللہ ﷺ کو ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ شادی کرنے کا حکم دے دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴾ [الأحزاب : ٣٧]

''اے نبی! یاد کرو وہ موقع، جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہ اپنی بیوی کو نہ چھوڑ اور اللہ سے ڈر اس وقت تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا، تم لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو، پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا تم سے نکاح کر دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں کوئی تنگی نہ رہے، جبکہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیے۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ ابن ابی حاتم نے علامہ السدی رحمہ اللہ کے حوالے سے نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی کہ یہ آیت کریمہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ ان کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیں، زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے ان سے شادی کرنے کو ناپسند کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر رضا مند ہو گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو بتا دیا کہ یہ مستقبل میں آپ کی بیوی بنے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ اس بات سے شرماتے تھے کہ زید کو یہ حکم دیں کہ وہ ان کو طلاق دے دے۔ لیکن زید اور زینب کے درمیان اختلافات کی خلیج دن بدن بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ نے زید کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے اور اللہ سے ڈرے۔

رسول اللہ ﷺ کو یہ اندیشہ تھا کہ لوگ معیوب سمجھیں گے اور کہیں گے دیکھو اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے، نبی کریم ﷺ نے زید بن حارثہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔

علی بن زید علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگاہ کر دیا تھا کہ زینب مستقبل میں آپ کی بیوی ہو گی۔ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا شکوہ کرنے لگے تو آپ نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ میں نے آپ کو اطلاع دے دی ہے کہ یہ تیری بیوی ہو گی۔ آپ ایک ایسی چیز کو اپنے دل میں چھپا رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔

[فتح الباری : ۳۸٤/۸]

ام المومنین کا اعلیٰ مقام:

جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی اور انھوں نے اپنی عدت پوری کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی، تاکہ وہ کائنات میں سب سے بڑی فضیلت کو حاصل کر لے۔ اس طرح کہ وہ سرور عالم ﷺ کی بیوی بن کر ام المومنین کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جائے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ آیت کریمہ: ﴿ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ ﴾ سیدہ زینب بن جحش رضی اللہ عنہا اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ جب سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنے لیے نکاح کا پیغام دے کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا، یہ جب اس کے گھر گئے تو وہ آٹے کو خمیر دے رہی تھیں۔ کہتے ہیں کہ اسے دیکھتے ہی دل میں بڑا عجیب احساس پیدا ہوا، مجھے یہ ہمت نہ پڑی کہ میں اس کی طرف نظر اٹھا سکوں، اس لیے میں اپنی پیٹھ کے بل مڑ گیا۔ وہ یہ صورت حال دیکھ کر میرے پیچھے آ کھڑی ہوئی۔ میں نے آہستہ سے کہہ دیا کہ زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت تک اس کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی جب تک کہ میں اپنے اللہ سے مشورہ نہ کرلوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی مسجد میں چلی گئی، اتنے میں قرآنی آیات نازل ہوگئیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ذرا دن چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی اور گوشت سے ہماری تواضع کی۔ اکثر لوگ کھانا کھا کر روانہ ہو گئے لیکن کچھ لوگ کھانے کے بعد گھر میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے اور اپنی تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں یکے بعد دیگرے گئے۔ سب بیویوں نے آپ کو سلام کیا اور نئی بیوی کا حال دریافت کیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں نے خبر دی کہ قوم چلی گئی ہے یا انھوں نے مجھے خبر دی بہر حال اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے میں آپ کے پیچھے گھر میں داخل ہونے لگا۔ لیکن میرے اور آپ کے درمیان پردہ گرا دیا گیا۔ اس موقع پر پردے کا حکم نازل ہوا۔ آپ نے اس کے بعد قوم کو وعظ و نصیحت کی۔

ابن رافع نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ ﴾

[الأحزاب : ٥٣]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت داخل ہو مگر یہ کہ تمھیں کھانے کی طرف اجازت دی جائے، اس حال میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرنے والے نہ ہو ہاں اگر تمھیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آؤ، مگر جب کھانا کھا لو تو منتشر ہو جاؤ، باتیں کرنے میں نہ لگے رہا کرو، تمھاری یہ حرکتیں نبی ﷺ کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔'' [مسلم : ۱٤۲۸۔ النسائی : ۸۰۷۹/٦۔ مسند امام احمد : ۱۹٥/۳۔۱۹٦]

یہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی برکت اور ان کی فضیلت ہے کہ جس دن وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں اسی صبح کو پردے کا حکم نازل ہوا۔

اللہ کی طرف سے شادی کا حکم:

اللہ کی قسم! میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ اس عظیم تر فضیلت کو بیان کرنے کے سلسلے میں الفاظ شرمندگی اور حیا سے چھپتے پھرتے ہیں۔

اللہ وہ ذات ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کا حکم سات آسمانوں کے اوپر سے دیا۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اس اعزاز کا تذکرہ فخر سے کیا کرتی تھیں جس کے مقابل پوری دنیا کی دولت کو بھی نہیں لایا جا سکتا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکوہ کرنے لگے کہ میرے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کا رویہ ٹھیک نہیں۔ آپ نے فرمایا: '' اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو روکے رکھو۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس بات کو چھپاتے۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اپنی سوتنوں کے سامنے فخر سے یہ کہا کرتی تھیں:

((زَوَّجَكُنَّ اَهْلِيْكُنَّ وَ زَوَّجَنِيَ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰاتٍ))

''تمھاری شادی کا اہتمام تمھارے گھر والوں نے کیا، اور میری شادی کا حکم اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے دیا۔'' [بخاری : ۷٤۲۰۔ ترمذی : ۳۲۱۳]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ بن طہمان کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: پردے کی آیت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شان میں اتری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روٹی اور گوشت کھلایا۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے سامنے فخریہ کہا کرتی تھیں:

((اِنَّ اللّٰهَ اَنْكَحَنِی فِی السَّمَآءِ)) [بخاری : ۷۴۲۱۔ مسند امام احمد : ۲۲۶/۳]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمان میں میرا نکاح کروایا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقام و مرتبہ:

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ کا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں سب بیویوں سے زیادہ بلند مقام و مرتبہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کے بارے میں فرمایا کرتی تھیں:

" وَ هِیَ الَّتِی كَانَتْ تُسَاوِينِی مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے صرف وہ میرے ساتھ مقابلہ کیا کرتی تھی۔''

[بخاری : ۴۷۵۰۔ مسلم : ۲۷۷۰]

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے مجد و شرف کے آسمان میں بڑی بلند پرواز کی اور پاکیزہ خانۂ نبوی میں داخل ہوتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں قرب و شرف کا اعلیٰ مقام و مرتبہ حاصل کر لیا۔

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انھیں بڑی اعلیٰ و ارفع اور دلآویز صفات سے آراستہ کر دیا تھا، اسی وجہ سے یہ تمام خواتین میں ممتاز دکھائی دیتی تھیں۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی عادات کی خوشہ چینی کی تھی، خیر و بھلائی کے حوالے سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر گامزن تھیں۔ خاص طور پر دنیا کی زیب و زینت سے بے رغبتی تو ان میں کمال درجے کی پیدا ہو گئی وہ آخرت ہی کو بہتر اور باقی رہنے والی قرار دیتی تھیں۔ ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل میں یہ بات سما چکی تھی کہ جو کچھ ہے وہ آخرت کی بہتری ہی ہے، دنیا کچھ بھی نہیں۔ اس لیے دل اور ہاتھ کی وہ بڑی سخی تھیں، سخاوت اور دنیا سے بے رغبتی کے میدان میں ان کے بہت سے کارنامے زبان زد عام ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا میں سخاوت کی خوبی اچھی طرح جانتے تھے، اس لیے ان کی دل سے بہت قدر کرتے تھے اور ان کی تعریف کرتے ہوئے انھیں نیکی کرنے والوں میں شمار کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے فرمایا کرتے تھے:

((بِأَنَّهَا أَطْوَلُهُنَّ يَدًا فِي الْمَعْرُوفِ))

''وہ نیک کاموں میں ان سب سے یدطولیٰ رکھتی ہے۔''

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بہت زیادہ نماز پڑھا کرتی تھیں اور دل میں خشوع و خضوع کا وافر حصہ پایا جاتا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھتی تھیں، رسول اللہ ﷺ ان ارفع و اعلیٰ صفات کو بہت زیادہ پسند کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کو سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی نماز اور اپنے رب سے لو لگائے رکھنا بہت پسند تھا۔

ثابت سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اس نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی کا تذکرہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس کیا تو انھوں نے فرمایا:

((مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَآءِهٖ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا، أَوْلَمَ بِشَاةٍ)) [بخاری : ۵۱۷۱۔ مسلم : ۶۰۴۹۔ ابو داود : ۳۷۴۳]

''میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی دیگر بیویوں کے ولیمہ کا اس قدر اہتمام کرتے نہیں دیکھا جس طرح سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمے کا آپ ﷺ نے اہتمام کیا، آپ ﷺ نے اس کے ولیمے میں ایک بکری ذبح کی۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیا کرتے تھے اور کچھ دیر کے لیے ٹھہر جاتے۔ میں اور حفصہ نے اتفاق کیا کہ ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے جس کے پاس بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہے کہ کیا آپ نے گگل کھائی ہے، مجھے آپ کے منہ سے آج گگل کی بو آ رہی ہے۔ جب ہم دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر یہ کہا تو آپ نے جواب میں فرمایا: نہیں، میں نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا ہے۔ میں نے حلف اٹھا لیا ہے کہ آئندہ شہد نہیں پیوں گا تم کسی کو نہ بتانا۔ [بخاری : ٥٢٦٧۔ مسلم : ١٤٧٤۔ ابو داود : ٣٧٤٣]

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اپنا مقام ومرتبہ پہنچانتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے سامنے اپنی تین خوبیاں فخر سے بیان کیا کرتی تھیں۔

امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتی تھیں کہ مجھ میں تین خوبیاں ایسی پائی جاتی ہیں جو آپ کی کسی بیوی میں نہیں پائی جاتیں۔

١۔ پہلی خوبی یہ ہے کہ میرا اور آپ کا دادا ایک ہے۔

٢۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ آپ سے میرا نکاح آسمان پر ہوا۔

٣۔ تیسری خوبی یہ ہے نکاح کے لیے سفارت کے فرائض جبرائیل علیہ السلام نے ادا کیے۔

[البداية والنهاية : ٤/ ١٤٦۔ أنساب الأشراف : ١/ ٤٣٥]

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی سوتن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقام ومرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھی، آپ اس کا اکثر و بیشتر ذکر کیا کرتے تھے۔ وہ نیک روزے دار اور عبادت گزار خاتون تھی۔ [تهذيب الاسماء واللغات : ٢/ ٣٤٥]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں مقام ومرتبہ:

جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگنے کا واقعہ پیش آیا کہ جس سے وہ بہت دل گرفتہ ہوئیں تو اس موقع پر ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جو اعلیٰ وارفع موقف اختیار کیا اس سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں ان کا مقام ومرتبہ بڑا بلند ہو گیا۔

بخاری شریف میں بہتان کے واقعے کے ضمن میں یہ مذکور ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے بارے میں دریافت کیا:

«يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ»

''اے زینب! تیرے علم میں کیا ہے؟ یا تو نے کیا دیکھا ہے؟''

انھوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے کانوں اور زبان کی بڑی حفاظت کرتی ہوں، نہ فضول سنتی ہوں اور نہ فضول بولتی ہوں۔ میری معلومات کے مطابق عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہر اعتبار سے بہتر ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے یہ میرا مقابلہ کیا کرتی تھی، اللہ تعالیٰ نے اسے تقویٰ کی بنا پر بچا لیا۔[بخاری : ٤٧٥٠]

مسلم شریف میں جو حدیث مذکور ہے، اس کا کچھ حصہ یہ ہے:

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات نے نبی کریم ﷺ کی بیوی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا وہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مقام و مرتبہ کے اعتبار سے میرے ساتھ مقابلہ کیا کرتی تھی۔ میں نے دین، اللہ سے زیادہ ڈرنے والی، گفتگو کی سچی، سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والی اور بہت زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ خود محنت سے کماتی اور اسے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے اس کی راہ میں خرچ کر دیتی۔ البتہ اس کی طبیعت میں قدرے تیزی تھی اور بولتی بہت تیز تھی۔''[مسلم : ٢٤٤٢]

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی دنیا سے بے رغبتی:

ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مال یا دنیا کی کسی بھی پرکشش چیز سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ بلکہ وہ خود اپنے ہاتھ سے کماتی تھیں، وہ چمڑا رنگنے اور سینے پرونے کا کام کرتی اور جو چیز بناتی اسے بیچ دیا کرتی تھیں اور اس سے جو مال حاصل ہوتا وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا کرتی تھیں۔

بہت سے ایسے واقعات ہیں جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اللہ تعالیٰ کے ہاں پذیرائی اور دعا کی قبولیت پر دلالت کرتے ہیں۔ ان واقعات سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ دنیا کے مال و متاع کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ انھیں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ برزہ بنت رافع فرماتی ہیں:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی طرف وافر مقدار میں عطیہ بھیجا جب ان کے سامنے پیش کیا گیا تو فرمانے لگیں: اللہ عمر کو بخش دے، کیا اس میں میری بہنوں کا بھی حصہ ہے؟ عطیہ لانے والوں نے کہا کہ یہ سارا آپ کے لیے ہے، فرمایا: ''سبحان اللہ! اور اس عطیے کے مال کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ برزہ کہتی ہیں: پھر مجھ سے کہا اس میں اپنا ہاتھ ڈالیں اور مٹھیاں بھر بھر کر بنوں فلاں اور بنو فلاں کو دے آئیں۔ وہ ان کے قریبی رشتہ دار اور کچھ یتیم بچے تھے۔ عطیے کا کچھ مال کپڑے کے نیچے رہ گیا، برزہ بنت رافع نے کہا کہ ام المومنین! اللہ آپ کو بخشے، اس مال میں کچھ ہمارا بھی حق ہے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ کپڑے کے نیچے جتنا باقی بچ گیا وہ تمھارا ہے۔ ہم نے جب وہ اپنی تحویل میں لیا تو وہ پچاس درہم تھے، پھر ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی: الٰہی! اس سال کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا عطیہ مجھ تک نہ پہنچے۔ اس کے بعد وہ وفات پا گئیں۔ [طبقات ابن سعد: ۸/۱۰۹، ۱۱۰۔ صفۃ الصفوۃ: ۲/۴۸، ۴۹۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۱۲]

طبقات ابن سعد میں مروی ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی خدمت میں مال پیش کیا گیا تو انھوں نے یہ دعا کی: الٰہی! مجھے آئندہ ایسے مال سے واسطہ نہ پڑے، یہ مال فتنہ ہے، پھر اس مال کو اپنے رشتہ داروں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا۔

یہ بات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو وہ فرمانے لگے: یہ خاتون سراپا خیر و بھلائی کی خوگر ہے، پھر اس کے دروازے میں جا کر کھڑے ہوئے، سلام عرض کیا اور کہا کہ جو آپ نے خرچ کیا اس کی اطلاع مجھے پہنچ گئی ہے۔ یہ ہزار درہم آپ کے لیے ہیں اس کو اپنے ذاتی اخراجات کے لیے اپنے پاس رکھیں۔ لیکن انھوں نے یہ درہم بھی اسی طرح اللہ کی راہ میں صرف کر دیے۔

اللہ تعالیٰ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔ [حیاۃ الصحابہ: ۲/۲۳۶]

علامہ ابن سعد نے اپنی مشہور و معروف کتاب طبقات میں ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ان کی دنیا سے بے رغبتی واضح طور پر آشکارا ہوتی ہے، وہ لکھتے ہیں:

((مَا تَرَكَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا كَانَتْ تَتَصَدَّقُ بِكُلِّ مَا قَدَرَتْ عَلَيْهِ وَكَانَتْ مَأْوَى الْمَسَاكِينِ))

[طبقات ابن سعد]

''زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے کوئی درہم و دینار نہ چھوڑا جو اس کی قدرت میں تھا وہ سب کچھ صدقہ وخیرات کر دیا، وہ مساکین کی پناہ گاہ تھی۔''

رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ جو کہ صادق ومصدوق تھے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے تھے، بلکہ ان کا بولنا وحی کی بنیاد پر ہوتا تھا نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

((أَسْرَعُكُنَّ لِحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا))

''تم میں سے مجھے جلدی وہ آ ملے گی جس کے ہاتھ تم سب سے لمبے ہیں۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد تمام ازواج مطہرات اپنے ہاتھوں کی لمبائی ماپا کرتی تھیں۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہم سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ثابت ہوئی، اس لیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کماتی تھی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتی تھی۔ [مسلم: ۲٤٥٢]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: میرے پیچھے وہ آئے گی جس کے ہاتھ تم سب سے لمبے ہیں۔ ہم جب اکٹھی ہوتیں تو دیوار کے ساتھ لگا کر اپنے ہاتھوں کی لمبائی ماپتیں یہ ہم اس وقت تک کرتی رہیں، جب تک سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے وفات نہ پائی۔ وہ ہم سے چھوٹے قد کی تھی، اس کے ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ہاتھوں سے زیادہ لمبے نہیں تھے۔ ہم پہچان گئیں کہ ہاتھوں کی لمبائی سے مراد صدقہ وخیرات کرنا ہے، وہ کاری گرتھی، چمڑے کو رنگ دیتی اور سینے پرونے کا کام کرتی تھی اور جو اس سے مال کماتی اسے صدقہ وخیرات کر دیتی۔ [طبقات ابن سعد : ۸/ ۱۰۸ ـ مستدرك حاكم : ۴/ ۲۵]

رحلت کا وقت:

۲۰ ہجری بمطابق ۶۴۱ عیسوی ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب آتا محسوس کیا۔ اس مبارک ملاقات کے لیے وہ ہمیشہ تیار رہتی تھیں۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے کہا: میں نے اپنا کفن تیار کر رکھا ہے، شاید عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی میرے لیے کفن بھیجیں۔ اگر انھوں نے کفن بھیج دیا تو ان میں سے ایک کفن کا صدقہ کر دینا اگر ہو سکے تو میرا کفن صدقہ میں دینا۔ [طبقات ابن سعد : ۸/ ۱۰۹]

عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت ہے کہ انھوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں سب سے پہلے فوت ہوئیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے کس کے بارے میں حکم دیتی ہیں کہ وہ آپ رضی اللہ عنہا کی قبر میں داخل ہو، انھیں یہ پسند تھا کہ وہ خود یہ خدمت سرانجام دیں۔ ازواج مطہرات نے پیغام بھیجا کہ جس نے انھیں زندگی میں دیکھا ہو تو وہ ان کی قبر میں داخل ہو۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انھوں نے سچ کہا۔ [طبقات ابن سعد : ۸/ ۸۸]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر میں سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی احمد بن جحش رضی اللہ عنہ اور محمد بن طلحہ بن عبید اللہ جو کہ سیدہ زینب کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے داخل ہوئے یہ سب احباب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے محرم تھے۔ [تهذيب الاسماء واللغات : ۲/ ۳۴۵ ـ ۳۴۶]

میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی سیرت نگاری کے اختتام پر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخی کلمات پیش کرنا چاہتا ہوں، جو انھوں نے سیدہ زینب کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے فرمائے۔ فرماتی ہیں:

" یَرْحَمُ اللّٰهُ زَیْنَبَ، لَقَدْ نَالَتْ فِی الدُّنْیَا الشَّرَفَ الَّذِیْ لَا یَبْلُغُ شَرَفٌ، اِنَّ اللّٰهَ زَوَّجَهَا، وَنَطَقَ بِهَا الْقُرْآنُ، وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَنَا "اَسْرَعُکُنَّ بِیْ لِحَاقًا اَطْوَلُکُنَّ یَدًا فَبَشَّرَهَا بِسُرْعَةِ لُحُوْقِهَا بِهٖ وَهِیَ زَوْجَتُهُ الْجَنَّةِ "

[سیر اعلام النبلاء ذهبی : ۲/ ۲۱۵]

"اللہ زینب رضی اللہ عنہا پر رحم کرے، اس نے دنیا میں وہ عزت پائی جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا، اللہ تعالیٰ نے اس کی شادی کا اہتمام کیا، اس کے حق میں قرآن اترا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: "تم میں سے سب سے جلد مجھے وہ آ ملے گی جس کے ہاتھ تم سب سے زیادہ لمبے ہیں۔ گویا آپ نے اس سے اپنے ساتھ جلدی ملنے کی بشارت دی اور وہ جنت میں آپ کی بیوی ہوگی۔"

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے ۲۰ ہجری میں وفات پائی۔ نبی کریم ﷺ کی چہیتی بیوی نے دنیائے فانی سے آخرت کی طرف سفر اختیار کیا تاکہ رب رحمان کی اس جنت میں جا مقیم ہوں، جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔

وہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی، وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

انسان بسا اوقات طویل عرصے تک نور و ہدایت کے سر چشمے سے دور زندگی بسر کرتا ہے، لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ جب اس کے مقدر میں ہدایت کا فیصلہ کر لیتے ہیں تو وہ انسان ہدایت کے راستے پر چلنے لگتا ہے۔ تو چاہیے یہ کہ وہ اپنے دل و جان سے اپنے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دے تا کہ اس کا ایمان دین و دنیا میں خیر و بھلائی حاصل کرنے کا سبب بن جائے۔

آج ہم اس جلیل القدر صحابیہ کا تذکرہ قلم بند کر رہے ہیں کہ جن کا اسلام قبول کرنا ان کے قبیلے کے سو افراد کے لیے خیر و بھلائی کا سبب بنا۔

ہم ام المومنین سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کی سیرت بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جو اپنی قوم کے لیے خیر و برکت کے حصول کا باعث بنی۔ اسی طرح ایک مسلمان خاتون جب ایمان کو اپنے دل کی گہرائی میں اتار لیتی ہے تو وہ اپنی قوم کے لیے خیر و برکت کا سبب بن جاتی ہے۔

نعمتوں کی آغوش میں پرورش:

اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کے گلشن میں چہل قدمی کرتے ہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے نیکی، بھلائی اور فضل و شرف کی خوبیاں جمع کر دی تھیں۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے ۱۴ سال پہلے پیدا ہوئیں اور انھوں نے بڑے شاہانہ ماحول میں پرورش پائی، یہ اپنی قوم کے سردار اور قبیلہ بنو مصطلق کے سربراہ کی بیٹی تھیں۔ ان کا والد الحارث بن ابوضرار اور وہ اپنے قبیلے بنو مصطلق کا ہر دلعزیز سردار تھا، قبیلے کا ہر فرد اس کی بات کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانتا تھا۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے اس خوشحالی اور فراوانی کے ماحول میں ایک مدت تک پرورش پائی، یہاں تک کہ یہ جوان ہو گئیں اور اپنے حسن و جمال اور اخلاق و آداب میں ضرب المثل بن گئیں ہر قریب و بعید، غنی اور شریف کی یہ دلی تمنا تھی کہ جویریہ اس کے حبالہ عقد میں آ جائے لیکن ان کے ساتھ بنو خزاعہ کے ایک نوجوان مسافع بن صفوان کی شادی ہو گئی۔

اس کے دل میں کبھی یہ احساس ہی پیدا نہیں ہوا تھا کہ وہ نعمتِ ایمان سے سرفراز ہو گی اور سرور عالم ﷺ کی بیوی بن کر ام المومنین کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہو جائے گی۔

غزوہ بنی مصطلق:

درست قول کے مطابق غزوہ بنی مصطلق ماہ شعبان ۶ ہجری میں ہوا۔ اس کے بپا ہونے کا سبب یہ بنا کہ بنو مصطلق کا سردار الحارث بن أبو ضرار اپنی قوم اور جس قدر ممکن ہو سکا عرب قبائل کو لے کر رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ آپ ﷺ نے بریدہ بن الحصیب الاسلمی کو اس خبر کی تحقیق کے لیے بھیجا۔ وہ ان کے پاس گیا اور الحارث بن أبی ضرار سے ملا، اس سے بات چیت کی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس آ کر آپ کو خبر درست ہونے کی اطلاع دی۔

رسول اللہ ﷺ کو جب خبر کے درست ہونے کا یقین ہو گیا تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور جلدی روانگی کا حکم دیا۔ لشکر اسلام دو شعبان کو روانہ ہوا۔ آپ ﷺ کے ساتھ وہ منافقین بھی ہو لیے جو پہلے کسی غزوے میں نہیں نکلے تھے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ پر سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا، بعض کہتے ہیں کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں امیر مقرر کیا گیا اور بعض کا خیال ہے کہ نمیلہ بن عبداللہ اللیثی کو امیر مقرر کیا گیا تھا۔ الحارث بن ابو ضرار نے لشکر اسلام کی صورت حال معلوم کرنے کے لیے ایک جاسوس روانہ کیا۔ وہ مسلمانوں سے ملا تو انھوں نے اس پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔

الحارث بن ابو ضرار اور اس کے ساتھیوں کو جب رسول اللہ ﷺ کی پیش قدمی اور اپنے جاسوس کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ بہت زیادہ خوف زدہ ہو گئے، عرب قبائل نے یہ صورت حال دیکھی تو تتر بتر ہو گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے المریسیع کے مقام پر آ کر پڑاؤ کیا۔ یہ بنو مصطلق کے ساحلی علاقے میں مشہور و معروف چشمہ تھا۔ لشکر اسلام نے لڑائی کے لیے تیاری کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صف بندی کی۔

مہاجرین کا جھنڈا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا گیا اور انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کے سپرد کیا گیا۔ انھوں نے ایک گھنٹہ تیر برسائے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان پر یکبارگی حملہ کر دو ایسے ہی کیا گیا تو لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔

مشرکین شکست خوردہ ہوئے، دشمن لشکر کے کچھ لوگ میدان میں قتل کر دیے گئے۔ عورتوں، بچوں اور بکریوں وغیرہ کو قبضے میں لے لیا گیا۔ لشکر اسلام کا صرف ایک فرد قتل ہوا، ایک انصاری نے اسے غلط فہمی میں قتل کیا اس نے اسے دشمن کا فرد سمجھ لیا تھا۔

[الرحیق المختوم از صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ: ۳۵۲]

بخاری نے ابن عون کے حوالے سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع کو خط لکھا اور اس نے مجھے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق پر یلغار کی، ان کے مویشی چشمے پر پانی پی رہے تھے، کچھ جنگجو میدان میں قتل کر دیے گئے اور ان کے بچوں کو قیدی بنا لیا گیا۔

اس دن جویریہ بنت الحارث بھی گرفتار ہوئی، یہ بات مجھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتائی وہ اس لشکر میں شریک تھے۔ [فتح الباری: ۵/ ۲۰۲۔ مسلم شرح نووی: ۱۲/ ۳۵، ۳۶]

جویریہ بنت الحارث کا خاوند مسافع بن صفوان ان دس افراد میں شامل تھا جنھیں مسلمانوں کی تلواروں نے گھائل کر دیا تھا، باقی سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ وہ تقریباً سات سو افراد تھے، ان کے اموال کو غنیمت کے طور پر قبضے میں لے لیا گیا اور عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ عطا کیا۔

گرفتار ہونے والوں میں قبیلے کے سردار کی بیٹی جویریہ بنت الحارث بن ابو ضرار بھی تھی۔

سیدہ جویریہ کا قبول اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قیدیوں کو تقسیم کیا تو جویریہ بنت الحارث ثابت بن قیس یا اس کے چچا کے بیٹے کے حصے میں آئی۔ سیدہ جویریہ نے اس سے رقم ادا کر کے آزادی حاصل کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ وہ بڑی حسین وجمیل خاتون تھی، جو بھی اسے دیکھتا اس کے دل میں اسے اپنانے کی خواہش پیدا ہوتی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رقم کی ادائیگی میں مدد لینے کے لیے حاضر ہوئی۔ وہ ہچکچاتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ! میں اپنی قوم کے سردار الحارث بن ابی ضرار کی بیٹی جویریہ ہوں، مجھ پر جو مصیبت آن پڑی وہ آپ سے مخفی نہیں میں ثابت بن قیس یا اس کے چچا کے بیٹے کے حصے میں آئی ہوں۔ میں نے اس سے رقم ادا کر کے آزادی حاصل کرنے کا معاہدہ کر لیا ہے۔ میں آپ کے پاس مدد حاصل کرنے کے لیے آئی ہوں، تاکہ رقم ادا کر کے آزادی حاصل کر سکوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر اس سے بہتر تیرے لیے اہتمام کر دیا جائے تو کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! وہ کیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری رقم میں ادا کر کے تجھے اپنے حبالہ عقد میں لے لیتا ہوں۔ اس نے یہ تجویز سنتے ہی کہا: یا رسول اللہ ﷺ مجھے اور کیا چاہیے، یہ تو میری خوش قسمتی ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ یہ خبر لوگوں تک پہنچ گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت الحارث سے شادی کر لی ہے۔

لوگوں نے خوشی سے سیدہ جویریہ بنت الحارث کے خاندان کے سو قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس طرح یہ خاتون اپنی قوم کے لیے بہت بڑی برکت کا باعث بنی۔ [مسند امام احمد : ٦/٢٧٧۔ أبو داوٗد : ٣٩٣١]

اللہ اکبر! یہ نعمت یہ اعزاز اور یہ فخر جو ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو میسر آیا واقعی قابل رشک ہے۔ ایک قیدی خاتون چند لمحوں میں انعامات الٰہیہ کی مستحق ہو کر دل و جان سے ایمان قبول کر کے صرف قافلہ ایمان میں شامل ہی نہیں ہوئی، بلکہ وہ سرور عالم ﷺ کی بیوی بن کر ام المومنین کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہو گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خانۂ نبوی میں داخلہ:

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کے محل اور اس کے بعد اپنے خاوند مسافع کے محل میں خوشحالی کی زندگی بسر کرنے کے بعد ساری دنیا میں سب سے بڑی شخصیت سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر منتقل ہوئیں۔ ان کے پاس کوئی عالی شان محل نہ تھا اور نہ دنیا کا مال ومتاع تھا البتہ اللہ کے حکم سے وہ دنیا وآخرت کی سعادت کے مالک تھے۔ یہ سعادت ایک ہی چیز میں پوشیدہ تھی اور وہ تھی خالص اللہ تعالیٰ کی عبودیت۔

سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ام المومنین کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہو کے اپنے حجلہ عروسی میں داخل ہوئیں، سید الاولین والآخرین کی رفیقۂ حیات بننا بلاشبہ ان کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا، انھوں نے اس سادہ سے گھر میں اپنی زندگی کے خوبصورت ترین دن گزارے اور اپنی اس زندگی کو بھول گئیں جو انھوں نے عیش وعشرت میں گزاری تھی۔

ساری دنیا کی دولت اس ایک لمحے کے مساوی نہیں ہو سکتی جو سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزارا۔

اگر کسی مسلمان کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ ایک طرف پوری دنیا کی دولت ہے اور دوسری طرف حبیب کبریا سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر ایک نظر ڈالنا ہے، دونوں میں سے تم ایک کام کر سکتے ہو تو مسلمان ہر صورت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے دیدار کو ترجیح دے گا اور اس کو اپنے لیے ساری دنیا سے بڑھ کر قیمتی سمجھے گا، تو بھلا اس کی عظمت، رفعت، اور سربلندی اور خوش قسمتی کے کیا کہنے کہ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقۂ حیات بننے کی سعادت حاصل ہوئی؟ وہ اہل بیت کا فرد بن کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس مژدۂ جاں فزا کی مستحق بن گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾

[الأحزاب: ۳۳]

''اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت کی آلائش کو دور کر دے اور تمھیں پوری طرح پاک کر دے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم کے چشمے سے سیرابی:

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا فرمانبردار، عبادت گزار، روزے دار اور تہجد گزار خواتین میں سے تھیں، وہ ارض و سما کے رب کے ذکر سے کبھی اکتائی نہیں تھیں، نبی کریم ﷺ انھیں ہر روز قرآن و سنت کی تعلیم دیا کرتے تھے جس کی بنا پر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت علم کی بنیاد پر کرتیں۔ نبی کریم ﷺ جب بھی انھیں دیکھتے انھیں کوئی نہ کوئی نئی چیز سکھلاتے، جس سے ان کے علم، ایمان اور حق پر ثابت قدمی میں اضافہ ہوتا۔

سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس جمعہ کے روز تشریف لائے، وہ روزے دار تھیں۔ آپ نے پوچھا: کیا آپ نے گزشتہ کل بھی روزہ رکھا تھا؟ انھوں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم آئندہ کل روزہ رکھو گی؟ انھوں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر آج بھی روزہ کھول دیں۔''

[أبو داؤد : ٢٤٢٢ ۔ مسند امام احمد : ٤٣٠/٦]

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن صبح کے وقت میرے پاس تشریف لائے، میں بیٹھی تسبیحات پڑھ رہی تھی۔ پھر آپ کسی کام سے تشریف لے گئے، تقریباً دوپہر کے وقت واپس آئے اور پوچھا: کیا تم صبح سے یہیں بیٹھی ہو؟ میں نے کہا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتاؤں کہ جتنی آپ نے صبح سے تسبیحات پڑھی ہیں، اگر موازنہ کیا جائے تو وہ کلمات ان کے برابر ہوں گے اور وہ کلمات یہ ہیں:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَ رِضَا نَفْسِهِ، وَ زِنَةَ عَرْشِهِ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ)) [مسلم، کتاب الذکر : ٢٧٢٦ ۔ مسند امام احمد : ٣٢٤/٦، ٣٢٧]

حبیب کبریا ﷺ کی وفات:

اس طرح خوشگوار دن تیزی سے گزرنے لگے۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی کے گراں قدر اور مٹھاس بھرے دن حبیب کبریا سیدنا مصطفیٰ ﷺ کی رفاقت میں گزارے، لیکن جلد غم و اندوہ نے دروازوے پر دستک دے دی تا کہ احباب کو جدا جدا کر دے۔ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جو سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے خاوند، محبوب، رسول اور معلم تھے۔ ایک لمحے میں ان کے ہاتھ سے ہر چیز نکل گئی وہ بڑی غمگین ہوئیں۔ قریب تھا کہ یہ صورتحال ان کے دل کو پھاڑ دے، لیکن انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کی نیت کر لی، تاکہ صابرین کا اجر حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے جو قیامت کے دن بغیر حساب کے ہی اجر وثواب سے نوازے جائیں گے۔

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا خلافت راشدہ کے دور میں زندہ رہیں، خلفائے راشدین ان کی قدر ومنزلت کو جانتے تھے، انھیں احترام واکرام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

رحلت کا وقت:

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد راضی خوشی زندگی کے دن بسر کیے۔ انھوں نے اپنی زندگی کا ایک حصہ عدل وانصاف کے علمبردار خلفائے راشدین کے دور امن ووفا میں اور ازواج مطہرات کے ساتھ نہایت اچھے انداز میں گزارا۔

ان کی زندگی کے خوشگوار دن علم، ذکر الٰہی، دعا اور تسبیحات میں گزرتے یا پھر ان اہل علم کی راہنمائی کرتیں جو مدینہ منورہ میں علمی مراکز کا اہتمام کیے ہوئے تھے اور ان کے پیش نظر علم کے مینار اور اعلیٰ درجے کے راوی ہوا کرتے تھے، ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات اس حوالے سے سر فہرست تھیں۔

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر جو کچھ یاد کیا اور زندگی کے جو دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بسر ہوئے، انھیں بیان کرتی ہیں اور خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی شادی کی روداد بیان کرتی ہیں۔

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سیدنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے دور خلافت تک زندہ رہیں ان کی عمر ستر سال ہوئی۔

۵۰ ہجری میں ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب آتا محسوس کیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ بیماری جسم میں سرایت کرتی جا رہی ہے۔ ماہ ربیع الاول ۵۰ ہجری میں ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں، ان کا جنازہ بقیع الغرقد کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبرستان کی طرف لے جایا گیا تا کہ انھیں امہات المومنین اور دختران رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ مروان بن الحکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔

[طبقات ابن سعد : ۸/ ۲۰ / سیر اعلام النبلاء : ۲/ ۲۶۳ المواهب اللدنیه : ۲/ ۹۱]

وہ اپنے اللہ سے راضی اور اللہ اس سے راضی اور وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنتِ ابی سفیان رضی اللہ عنہا

ہم اس جلیل القدر صحابیہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی قلم بند کر رہے ہیں کہ جو اپنے دین کی حفاظت کی غرض سے ہجرت کر کے سرزمین حبشہ چلی گئی تھی تاکہ توحید کی نعمت کو اپنے پاس رکھنے میں کامیاب ہو سکے اور جب وہاں اس کا خاوند اسلام سے مرتد ہو گیا تو اس نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور اجر و ثواب کی نیت کر لی اور خاوند سے علیحدگی اختیار کر لی کہ جس نے اپنا دین چھوڑ دیا تھا۔ لیکن یہ اپنے دین پر کاربند رہی، پردیس میں خاندان سے دور تنہا زندگی بسر کرنے لگی۔ یہ پردیس میں اگرچہ اکیلی ہو گئی، لیکن اپنے رب تعالیٰ سے مانوس تھی، اس لیے اپنے پردیسی ہونے کو بھول گئی اور اس کی وحشت اور گھبراہٹ جاتی رہی۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ رب تعالیٰ کا انعام نازل ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ میں اس کو اپنے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کرنے کا پیغام بھیج دیا، اس طرح اسے ام المومنین ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا اور یہ سید الاولین والآخرین کی بیوی بن گئی۔

واقعی جو کسی چیز کو اللہ کے لیے چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس چیز سے بہتر بدلے میں عطا کر دیتے ہیں۔

آیئے! اب ہم ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کے عطر بیز حالات زندگی قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

شخصی تعارف:

نام: سیدہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- رسول اللہ ﷺ کے چچا کی بیٹی۔
- ازواج مطہرات میں خاندانی اعتبار سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے قریب۔
- ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ حق مہر پانے والی۔
- جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے وطن سے دور پردیس میں نکاح کا پیغام بھیجا۔
- نبی کریم ﷺ کا اس کے ساتھ نکاح حبشہ میں وقوع پذیر ہوا۔ جبکہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تھے اور سیدہ رملہ بنت ابوسفیان حبشہ میں تھی۔
- رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حبشہ کے حکمران نجاشی نے سیدہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا کو چار سو دینار حق مہر ادا کیا۔
- وَ جَهَّزَهَا بِأَشْيَاءَ

''اور نجاشی نے سیدہ رملہ بنت سفیان کو بہت سی چیزیں جہیز میں دیں۔''

[سیر اعلام النبلاء ذهبی : ۲/ ۲۱۸ـ۲۱۹]

قبولیت اسلام:

اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ کون اس بات کا مستحق ہے کہ اس کا بندہ بنے اور کون ایسا ہے جو اس کا بندہ بننے کا مستحق نہیں ہے۔ بندگی کی نعمت ایک بہت بڑی نعمت ہے کہ جس کے برابر کائنات میں کوئی اور نعمت نہیں۔ باوجود اس کے کہ ہماری آج کی مہمان سیدہ ام حبیبہ ابو سفیان کی بیٹی تھیں جو مشرک تھا اور طویل عرصے تک وہ حالت شرک میں رہا، مگر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور اسے ہر طرح کا اختیار حاصل ہے اس نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو پسند کر لیا کہ وہ مومنہ بن کر ام المومنین ہونے کا اعزاز حاصل کر لے۔ ابوسفیان قریش کے سرداروں میں ایک نمایاں سردار تھا، اسے کبھی اپنے دل میں لحہ بھر کے لیے بھی یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ اس کی راجدھانی میں کوئی اس کے حکم کی مخالفت کرنے کی جرأت کر سکتا ہے یا اس کی حکمرانی کے دائرے سے نکل سکتا ہے۔ لیکن اس کی بیٹی رملہ کہ جس کی کنیت ام حبیبہ تھی، اللہ نے اسلام کے لیے اس کے سینے میں انشراح پیدا کر دیا، اس نے پہلے ہی مرحلے میں دعوت حق کو قبول کر لیا اور مسلمان ہوگئی اور اس نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دیا اور بتوں کو پھینک دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جن کو لوگ اللہ کے سوا سجدہ کیا کرتے تھے۔ ابوسفیان نے ہر ممکن کوشش کی کہ اپنی بیٹی اور داماد کو آباؤ اجداد کے دین کی طرف واپس لے آئے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس لیے کہ ایمان جب دلوں کی گہرائی میں پہنچ جاتا ہے تو ساری دنیا مل کر بھی ایمان کو دلوں سے نکالنے کی کوشش کرے تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ ایمان دلوں میں راسخ ہو جاتا ہے اور اس کی جڑیں گہری ہو جاتی ہیں۔

حبشہ کی طرف ہجرت:

جب قریش کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ ابوسفیان اپنی بیٹی اور اس کے خاوند کو اپنے آبائی دین کی طرف لوٹانے میں ناکام ہو چکا ہے اور اب وہ اپنی بیٹی اور اس کے خاوند پر ناراض ہے تو قریش نے ان دونوں کو اذیت پہنچانے، انھیں تنگ کرنے اور ان کا گلا گھونٹنے کی جرأت کی۔

یہ تنگی محض ان دونوں کے لیے ہی نہیں تھی، بلکہ تمام کمزور مسلمان اس چکی میں پس رہے تھے۔ مشرکین نے یہ طے کر لیا تھا کہ اسلام قبول کرنے والوں کو طرح طرح کی تکالیف پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی جائے گی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دعوت الی اللہ کا کام علانیہ شروع کر دیا اور قوم کو آگاہ کیا کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کی گمراہی کی وارث بنی ہوئی ہے تو مکہ معظمہ میں غیظ و غضب کے چشمے پھوٹ پڑے، مکی عوام مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، ان کے پاؤں تلے سے زمین لرزنے لگی۔ مسلمانوں کے خون، مال اور عزتیں حرم میں بھی محفوظ نہ رہیں، ان پر ہر طرح کا ظلم و ستم روا رکھا گیا، ان ساری ریشہ دوانیوں کا مقصد مسلمانوں کو رسوا کرنا اور ان کی معنوی طاقت کو پامال کرنا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اب انھیں دینی اعتبار سے فتنے میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے تو آپ نے ان کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حبشہ کی طرف سفر ہجرت پر روانہ ہو گئے۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ان کا خاوند بھی ان مہاجرین کے قافلے میں شریک تھے کہ جنھوں نے اپنے دین کی حفاظت کی خاطر سفر ہجرت اختیار کیا تھا۔ انھیں اندیشہ ... دینی اعتبار سے ہمیں کسی فتنے میں مبتلا نہ کر دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریش کا مکر:

جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کو سرزمین حبشہ میں امن اور اطمینان حاصل ہے، انھیں گھر بھی مل گئے اور قرار بھی نصیب ہو گیا۔ تو انھوں نے باہمی مشورہ کیا کہ حبشہ کے حکمران نجاشی کی طرف اپنے دو مضبوط نمائندے بھیجیں تاکہ نجاشی اپنے ہاں پناہ لینے والوں کو واپس لوٹا دے اور قریش انھیں نیا دین قبول کرنے کا مزا چکھا سکیں اور انھیں ان گھروں سے نکال لائیں، جہاں انھیں امن و سکون میسر آ چکا تھا۔

قریش نے عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ قریش نے نجاشی اور مذہبی راہنماؤں کے لیے قیمتی تحائف بھی روانہ کیے۔ [سیرت ابن ھشام: ۲۷۵/۱]

قریش کے دونوں نمائندے حبشہ کے حکمران نجاشی کے پاس گئے اور اس سے کہنے لگے: بادشاہ سلامت! آپ کے ملک میں ہمارے چند سر پھرے احمق نوجوان آ داخل ہوئے ہیں، جنھوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا اور وہ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے۔

انھوں نے ایک نیا دین اختیار کیا ہے، جس کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ۔ ہمیں ان کی قوم کے سرداروں، ان کے والدین، چچوں اور قبیلہ کے سرکردہ لوگوں نے اپنا نمائندہ بنا کر آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ ان لوگوں کو واپس ان کے پاس بھیج دیں۔ وہ خود ان کی نگہداشت کریں گے اور خود انھیں مناسب سزا دیں گے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص کی ہر ممکن کوشش یہ تھی کہ نجاشی ان کی بات غور سے سنے اور پھر وہ ان کی گفتگو سے متاثر بھی ہو۔ مذہبی پیشواؤں نے بھی ان کی بھرپور تائید کرتے ہوئے کہا:

> ''بادشاہ سلامت! یہ دونوں بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ واقعی ان کی قوم زیادہ بہتر انداز میں ان کی نگہداشت کر سکتی ہے وہ ان کی کمزوریوں سے بخوبی واقف ہیں۔ آپ انھیں ان نمائندوں کے سپرد کر دیں، یہ انھیں اپنے ہمراہ اپنے ملک اور اپنی قوم میں لے جائیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حبشہ کا حکمران نجاشی یہ سن کر غضبناک ہو گیا، پھر اس نے کہا:

''اللہ کی قسم! میں انھیں ان نمائندوں کے سپرد نہیں کروں گا۔ ان لوگوں نے میرے پاس آ کر پناہ مانگی ہے اور میرے ملک میں فروکش ہوئے ہیں، انھوں نے سب کو چھوڑ کر مجھے پسند کیا ہے۔ میں پہلے ان کو اپنے پاس بلاؤں گا، ان سے دریافت کروں گا کہ یہ دونوں جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں آپ لوگ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ اگر معاملہ ایسا ہی ہوا جس طرح یہ دونوں کہہ رہے ہیں تو میں انھیں ان دونوں کے سپرد کر دوں گا اور ان کو ان کی قوم کے پاس واپس کر دوں گا۔ اگر بات اس کے برعکس ہوئی تو میں ان کی حفاظت کروں گا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نجاشی نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں آنے کے لیے پیغام بھیجا۔ جب مسلمانوں کے پاس نجاشی کا قاصد آیا تو وہ اکٹھے ہوئے، پھر ایک دوسرے سے مشورہ کیا کہ تم نجاشی کے پاس جاؤ گے تو اسے کیا کہو گے؟ انھوں نے کہا:

''اللہ کی قسم! ہم وہی کچھ کہیں گے جس کا ہمیں علم ہے۔ ہم سچ کہیں گے اور سچ کے سوا کچھ نہیں کہیں گے چاہے کچھ بھی ہو جائے، ہم ہر صورت وہی کچھ کہیں گے جس کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے۔''

جب مسلمان نجاشی کے دربار میں حاضر ہو گئے تو نجاشی نے اپنے مذہبی پیشواؤں کو بلا لیا، انھوں نے اپنے آگے اپنے مذہبی صحیفے کھول لیے۔

نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا:

''یہ کون سا دین تم نے اختیار کیا ہے جس کی وجہ سے تم اپنی قوم سے الگ تھلگ ہو گئے ہو؟ تم میرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے اور نہ تم نے ان اقوام میں سے کسی قوم کا دین اختیار کیا ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس موقع پر سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی نمائندگی کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے فرمایا:

''بادشاہ سلامت! ہم ایک جاہل قوم تھے، ہم بتوں کے پجاری تھے، ہم مردار کھاتے تھے، بے حیائی اور فحاشی کے مرتکب تھے، ہم رشتوں کو بے پروائی سے توڑ دیا کرتے تھے، پڑوسی کے حقوق کو ہم نے بھلا دیا تھا، ہمارا طاقت ور کمزور کو ہڑپ کر جاتا تھا۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس ہمیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ جس کے خاندان، صداقت، امانت اور پاکدامنی کو ہم جانتے ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ کی طرف دعوت دی تاکہ ہم اسے ایک مانیں، اس کی توحید کے قائل ہو جائیں اور اس کی عبادت کریں۔ جن پتھروں اور بتوں کی ہم اور ہمارے باپ دادا پوجا کرتے ہیں ان سے دستبردار ہو جائیں۔ اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے، محارم سے رک جانے، خون بہانے سے باز رہنے کا حکم دیا اور اس نے ہمیں فحاشی و بے حیائی کے کاموں، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا اور اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں نماز اور زکوۃ کی ادائیگی اور روزے رکھنے کا حکم دیا۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے سامنے اسلام کے متعدد احکامات بیان کرنے کے بعد کہا: ''ہم نے اس کی تصدیق کی، اس پر ایمان لے آئے، جو احکامات وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہم نے انھیں برضا و رغبت تسلیم کر لیا، ہم نے ایک اللہ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا۔

جو انھوں نے ہم پر حرام کیا ہم نے اسے اپنے لیے حرام قرار دے دیا، جو انھوں نے ہم پر حلال کیا اسے ہم نے اپنے لیے حلال قرار دے دیا۔ اس پر ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی، وہ لوگ ہمیں اذیت دینے لگے اور ہمیں ہمارے دین کے حوالے سے فتنے میں مبتلا کرنے لگے تاکہ ہمیں اللہ کی عبادت سے ہٹا کر بتوں کی عبادت پر لوٹا دیں اور ہم پھر سے خباثت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتکب ہو جائیں۔ جب وہ ہم پر غالب آ گئے تو ہم پر انھوں نے ظلم کیا اور ہمارا عرصہ تنگ کر دیا۔ وہ ہمارے اور دین کے درمیان حائل ہو گئے تو ہم وہاں سے آپ کے ملک کی طرف نکل پڑے اور ہم نے سب کو چھوڑ کر آپ کو اپنے لیے پسند کیا اور آپ کے پڑوس میں رہنے میں ہم نے دلچسپی لی۔ بادشاہ سلامت ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ کے ہاں ہم پر کوئی ظلم و ستم روا نہیں رکھا جائے گا۔"

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نجاشی نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کے پاس وہ کلام ہے جو آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آپ کے پاس آئے؟

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔

نجاشی نے کہا: وہ مجھے پڑھ کر سنائیں۔ تو سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ آیات سن کر نجاشی زاروقطار رونے لگا جس سے اس کی داڑھی تر ہوگئی۔ اس کے تمام مذہبی رہنما بھی رونے لگے جس سے ان کے آگے کھلے ہوئے صحیفے بھیگ گئے، پھر نجاشی نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! یہ پیغام اور وہ پیغام جو عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے اللہ کی قسم! ان دونوں کا منبع ایک ہے۔

پھر نجاشی نے قریش کے دونوں نمائندوں کو گرجدار آواز میں حکم دیا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ، میں ان لوگوں کو آپ کے سپرد نہیں کروں گا۔ [سیرة ابن هشام : ۱/ ۲۱۱۔۲۱۳۔ مسند امام احمد : ۱۷٤۰]

اس کے ساتھ ہی حبشہ کے حکمران نجاشی نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا اعلان کر دیا۔ مسلمان حبشہ کے مسلمان و عادل حکمران کے پاس امن اور سکون سے رہے۔ ایمان نجاشی کے دل کی گہرائی میں اتر گیا تھا۔

تنگی کے بعد آسانی:

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا یہ گمان تھا کہ ایمان لانے سے سنہری لمحات سے سعادت کا آغاز ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ وہ یہ جانتی ہی نہ تھی کہ اس کا بڑا سخت امتحان لیا جائے گا، اس کے خاوند عبید اللہ بن جحش نے دین اسلام سے مرتد ہو کر نصرانیت قبول کر لی۔ اس نے ہر طرح کی غربت میں زندگی بسر کی۔ وہ بیٹھ کر اپنے مستقبل کے بارے میں غور وخوض کرنے لگی کہ وہ حبشہ میں اکیلی زندگی بسر کر رہی ہے۔ وہ اپنے باپ کے پاس مکہ معظمہ بھی واپس نہیں جا سکتی کیونکہ وہ تا حال مشرک ہے، اور نہ حبشہ میں اکیلی باقی رہنے کی استطاعت رکھتی ہے۔ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں غم میں ڈوبی غور وفکر کر رہی تھی کہ اسی لمحے اس کے لیے کشادگی کی راہیں کھل گئیں، اسے کائنات کی سب سے بڑی خوشخبری ملی۔ بھلا وہ خوشخبری کیا تھی.....؟

ام المومنین بننا:

یہ خوشخبری دنیا کے خزانوں اور اس کی فنا ہونے والی زیب وزینت سے بڑی تھی۔ نجاشی کی طرف سے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کنیز آئی تاکہ اسے یہ خوشخبری دے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کرنے کے لیے پیغام بھیجا ہے۔ یہ خوشخبری سن کر ام حبیبہ خوشی سے جھوم گئی۔

نجاشی نے نبی کریم ﷺ کی وکالت کے فرائض سرانجام دیے اور آپ ﷺ کی شادی سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان کے ساتھ کر دی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کے سلسلے میں اسے وکیل بنایا تھا۔

حبشہ میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے وہ اس مبارک شادی میں جمع ہوئے، یہ کام اچانک ہوا، کسی صحابی کے دل میں اس کا خیال تک نہیں آیا تھا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار ہزار درہم ادا کیا گیا اور حبشہ کے حکمران نجاشی نے اپنی طرف سے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا تمام جہیز بھی تیار کر کے انھیں بھیجا۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عبید اللہ بن جحش کی بیوی تھیں، وہ مرتد ہو کر فوت ہو گیا تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے شادی کر لی۔ حبشہ کے حکمران نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق وکالت کے فرائض سرانجام دیے۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار ہزار درہم مقرر ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو نجاشی نے اپنی طرف سے ادا کر دیا، مہر کی رقم اسے شرحبیل بن حسنہ کے ذریعے بھیجی اور انھیں تمام جہیز کا سامان نجاشی کی طرف سے دیا گیا۔

[ابو داؤد: ۲۱۰۷۔ النسائی: ۶/ ۱۱۹ الشیخ الأرنؤوط کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے]

سب سے عظیم خاوند:

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے مرتد ہو جانے کے بعد اپنے مستقبل کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھیں لیکن جب واپس لوٹیں تو وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن کر ام المومنین کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہو چکی تھیں۔ اس لمحے سے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف شفاف چشمے سے سیراب ہونا شروع کر دیا تھا۔

انھوں نے اپنی عمر کے خوبصورت ترین اور پر بہار دن بڑی سعادت اور بھرپور خوشی میں گزارے کیونکہ وہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن کر ام المومنین کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئی تھیں۔

دوستی اور دشمنی کا معیار:

امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جب ابوسفیان مدینہ منورہ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ والوں کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے تھے، ابوسفیان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید مہلت کے بارے میں بات چیت کی جسے قبول کیا گیا، وہ وہاں سے اٹھا اور اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگا تو بیٹی نے جلدی سے بستر لپیٹ دیا، ابوسفیان نے یہ منظر دیکھ کر کہا: بیٹی! میں اس بستر کے قابل نہیں یا یہ بستر میرے قابل نہیں؟ بیٹی نے جواب دیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے، آپ ایک مشرک پلید شخص ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: بیٹی! میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں، کیا مجھ سے دور ہو کر تیری یہ حالت؟

[الأصابة: ۸/ ۱٤۲۔ طبقات ابن سعد: ۸/ ۹۹۔ ۱۰۰]

دردناک جدائی:

دن گزرتے گئے اور آخر کار وہ دن آ گیا کہ جس میں حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات پر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا دل غم سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارے پھٹا جا رہا تھا، کیونکہ آپ ﷺ سیدہ ام حبیبہ کے رسول، خاوند اور محبوب تھے۔

وہ اپنی زندگی میں عبادت گزار، تہجد گزار اور روزے دار رہیں۔ ان کی زندگی اتنی دراز ہوئی کہ ان کا بھائی سیدنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما ان کی زندگی میں امیر المومنین کے منصب پر فائز ہوئے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں:

((وَقَدْ كَانَ لِأُمِّ حَبِيبَةَ صَرْصَةٌ وَجَلَالَةٌ وَلَا سِيمَا فِيْ دَوْلَةِ أَخِيهَا وَالْمَكَانِيَةِ فِيهَا قِيلَ لَهُ خَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ)) [سير اعلام النبلاء ذهبی : ۲/۲۲۲]

''معاشرے میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عزت وعظمت تھی، خاص طور پر ان کے بھائی کے دور حکومت میں، ان کی وجہ سے ان کے بھائی کو یہ مقام ومرتبہ ملا کہ انھیں اہل ایمان کا ماموں کہا جاتا تھا۔''

رحلت کا وقت قریب آ گیا:

عوف بن الحارث سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی موت کے وقت مجھے بلایا اور کہا: ہمارے درمیان بعض اوقات کوئی ایسی بات ہو جاتی تھی جو عام طور پر سوتنوں کے درمیان ہو جایا کرتی ہے۔ جو کچھ ہم سے لغزش ہوئی اللہ مجھے اور آپ کو بخش دے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے سب کچھ آپ کو بخش دیا اور آپ کے سر سے ہر طرح کا بوجھ اتار دیا، تو اس نے کہا تو نے مجھے خوش کر دیا اللہ تعالیٰ تجھے خوش کرے اور اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھی یہی پیغام بھیجا اور اس سے بھی یہی بات کی۔

[طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۰۰ ـ مستدرك حاكم : ۴/ ۲۳،۲۳]

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۴۴ ہجری میں فوت ہوئی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

اب ہم ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں کہ جو اللہ کے نبی اللہ وی بن اسرائیل بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی اولاد میں سے تھی اور پھر وہ اللہ کے رسول ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھی۔

[سیر اعلام النبلاء : ۲/ ۲۳۱]

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((وَ كَانَتْ شَرِيفَةً عَاقِلَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ وَ دِينٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا))

''وہ شریف عقل مند، خاندانی، حسین وجمیل اور دیندار خاتون تھیں۔''

[سیر اعلام النبلاء ذهبی : ۲/ ۲۳۲]

حافظ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَمِنْهُنَّ الشَّقِيقَةُ الزَّاكِيَةُ، ذَاتُ الْعَيْنِ الْبَاكِيَةِ، صَفِيَّةُ الصَّافِيَةُ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) [حلية الأولياء : ۲/ ۵٤]

''اور وہ ان میں سے یعنی ازواج مطہرات میں سے پاکیزہ اوصاف، اللہ کے خوف کی وجہ سے چشم پرنم سے آراستہ، خالص ومخلص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا تھی۔''

ابتدائی زندگی:

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کے یہودیوں میں سے تھیں۔ اس کا باپ حیی بن اخطب اپنے قبیلے کا ہر دلعزیز سردار تھا۔ یہ اپنے باپ کے ساتھ نازونعم کی زندگی بسر کررہی تھیں، لیکن یہ حقیقی نعمت کی متلاشی تھیں، ان کو جسمانی نعمت سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ جب صفیہ رضی اللہ عنہا جوان ہوئیں تو قوم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چودھریوں میں سے ہر ایک کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ ان کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائے۔ ان کے ساتھ سلام بن ابی الحقیق نے شادی کی، اس کے فوت ہو جانے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق نے ان کے ساتھ شادی کی۔ یہ دونوں یہود کے بڑے نامور شاعر تھے، کنانہ بن ابی الحقیق کو جنگ خیبر میں قتل کر دیا گیا۔

اسلام اور یہود دشمنی:

جب آفتاب اسلام جزیرۃ العرب کی سرزمین پر چمکا تو جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ یہودیوں کے دل نبی کریم ﷺ اور آپ کی رسالت کے خلاف خباثت، حسد اور کینے سے لبریز ہو گئے۔ ان کی دلی تمنا یہ تھی کہ نبی ان میں سے ہوتا نہ کہ عربوں میں سے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اس کینے کو دیکھ رہی تھیں جو ان کے باپ حیی بن اخطب کی طرف سے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف نکل رہا تھا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بتایا، وہ کہتے ہیں کہ یہ بات مجھ تک سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب کی طرف سے پہنچی، وہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد کی لاڈلی بیٹی تھی، ابا جان اپنی ساری اولاد سے زیادہ مجھ سے پیار کیا کرتے تھے، میرا چچا ابو یاسر تھا۔ جب بھی میری ان دونوں سے ملاقات ہوئی ان دونوں نے اپنی دوسری اولاد کو چھوڑ کر میری طرف توجہ دی۔

کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ آئے اور قبا میں بنو عمرو بن عوف کے محلے میں آپ ﷺ نے پڑاؤ کیا تو میرے ابا جان حیی بن اخطب اور چچا ابو یاسر بن اخطب رات کی تاریکی میں وہاں گئے۔ بیان کرتی ہیں کہ یہ دونوں غروب آفتاب کے وقت واپس آئے تو دونوں تھکے ماندے، گرتے پڑتے، تھکاوٹ سے چور لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے تھے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے انھیں حسب معمول ہنستے مسکراتے ہوئے خوش آمدید کہا۔

اللہ کی قسم! ان دونوں میں سے کسی نے بھی میری طرف نگاہ اٹھا کے بھی نہ دیکھا، وہ غمگین و افسردہ دکھائی دے رہے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اپنے چچا کو کہتے ہوئے سنا وہ اپنے بھائی حیی بن اخطب سے آہستہ سے کہہ رہا تھا: کیا یہ وہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم وہی ہے۔ اس نے کہا تم اچھی طرح پہچانتے ہو؟ اس نے کہا: ''ہاں! ہاں! کیوں نہیں؟'' تیرے دل میں کیا ہے؟ چچا نے کہا: ''اللہ کی قسم! جب تک میں زندہ رہا اس کا دشمن رہوں گا۔''

[السيرة النبوية لا بن هشام : ۲/ ۱۲۶ـ ۱۲۷]

یہود کی غداری:

ہم یہ بتا چکے ہیں کہ یہودی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آگ بگولہ ہو رہے تھے، یہ لڑاکے نہ تھے۔ حرب وضرب سے انھیں کوئی سروکار نہ تھا۔ بلکہ یہ دسیسہ کاری اور خفیہ سازش کرنے کے عادی تھے اور بغض وکینہ کا علانیہ اظہار کرتے رہتے تھے۔ یہ مسلمانوں کی ایذا رسانی میں مختلف قسم کی حیلہ سازی کرتے رہتے تھے، البتہ مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کرنے کے موڈ میں نہ تھے۔

یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان مختلف معاہدے طے پا چکے تھے۔ بنو قینقاع کا واقعہ اور کعب بن اشرف کے قتل کے بعد یہودی خوف زدہ ہو گئے تھے۔ وہ بزدل بن گئے اور انھوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ لیکن جنگ بدر کے بعد یہودیوں نے جرأت کی، کھل کر دشمنی اور غداری کا ارتکاب کرنے لگے اور مکہ میں رہائش پذیر منافقین اور مشرکین سے خفیہ میل ملاپ کرنے لگے اور مسلمانوں کے خلاف اپنی مصلحتوں کے پیش نظر کام کرنے لگے۔

[ابو داؤد : ۳/ ۱۱۶، ۱۱۷]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر وتحمل سے کام لیا، لیکن رجیع اور معونہ کے واقعات کے بعد یہودیوں کو جرأت ہوئی اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فیصلہ کن سازش کرنے لگے۔ اس واقعے کی تفصیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو اپنے ساتھ لے کر یہودیوں کی طرف روانہ ہوئے اور ان سے اس موضوع پر بات کی کہ بنو کلب ان دو اشخاص کی دیت ادا کرنے میں معاہدے کے مطابق مالی تعاون کریں جن کو عمرو بن امیر الضمری نے قتل کر دیا تھا۔ معاہدے کی شرائط کے مطابق یہودیوں پر واجب تھا کہ وہ دیت کی ادائیگی میں ہاتھ بٹائیں، یہودیوں نے کہا: ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ایسا ہی کریں گے، آپ یہاں تشریف رکھیں ہم رقم لا کر آپ کی خدمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پیش کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ ان کے گھروں کی دیوار کے ساتھ بیٹھ کر انتظار کرنے لگے کہ یہودی اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا علی اور کچھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بیٹھ گئے۔ [الرحیق المختوم: ۳۱۷]

یہودی علیحدگی میں ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے کہ آج سے بہتر تمھیں کوئی موقع نہیں ملے گا، دیکھیے ہمارے لیے کتنا سنہری موقع ہے، رسول اللہ ﷺ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے ہیں تم میں سے کون اس گھر کی چھت پر چڑھ کر اوپر سے پتھر لڑھکا کر ہمارے لیے خوشی کا موقع فراہم کرے گا؟

ایک یہودی عمرو بن جحاش بن کعب بولا: یہ کارنامہ میں سرانجام دوں گا۔ وہ گھر کی چھت پر چڑھ گیا تاکہ آپ پر طے شدہ منصوبے کے مطابق پتھر پھینکے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف فرما تھے جن میں سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم بھی تھے، رسول اللہ ﷺ کے پاس آسمان سے اطلاع آ گئی، آپ کو نانجار یہودیوں کے ناپاک ارادے سے آگاہ کر دیا گیا۔ آپ جلدی سے اٹھے اور مدینہ منورہ کی طرف واپس چل دیے۔

جب نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر بغیر کچھ کہے چل دیے تو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کی تلاش میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ کے ایک شخص سے ملے اور اس سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلدی سے اس طرف چلے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کو جا ملے۔

آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہودیوں کے ناپاک ارادے سے آگاہ کیا اور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو یہودیوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ [فتح الباری: ۳۸۲/۷]

رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو بنونضیر کی طرف بھیجا تاکہ انھیں جا کر یہ اطلاع دے دیں کہ رسول اللہ ﷺ انھیں یہاں سے نکل جانے کا حکم دیتے ہیں۔

یہودیوں نے نکل جانے کے سوا کوئی چارہ کار نہ پایا۔ چند دن وہ ٹھہرے تاکہ کوچ کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے تیاری کریں، ادھر سے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے یہودیوں کی طرف پیغام بھیج دیا کہ ڈٹے رہو، اپنے گھروں سے نہ نکلنا۔ میرے ساتھ دو ہزار جنگجو ہیں جو تمھارے شانہ بشانہ تمھارے ساتھ قلعوں میں تمھارا دفاع کریں گے اور تمھاری حفاظت کی خاطر اپنی جانوں کی بازی لگا دیں گے۔ تمھاری مدد بنو قریظہ اور ان کے حلیف بنو غطفان بھی کریں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴾ [الحشر: ۱۱]

''تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جنھوں نے منافقت کی روش اختیار کی ہے، یہ اپنے کافر اہل کتاب بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمھیں نکالا گیا تو ہم تمھارے ساتھ نکلیں گے، اور تمھارے معاملے میں ہم کسی کی بات ہرگز نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمھاری مدد کریں گے، مگر اللہ گواہ ہے کہ یہ لوگ قطعی جھوٹے ہیں۔''

رئیس المنافقین کا پیغام ملنے سے یہودیوں کے حوصلے بڑھ گئے، ان کا اعتماد بحال ہو گیا اور انھوں نے ڈٹ جانے کا فیصلہ کیا رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے حوصلہ دلانے سے یہودیوں کے سردار حیی بن اخطب کے دل میں لالچ پیدا ہو گیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم اپنے گھروں کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے، آپ سے جو ہو سکتا ہے کر لیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیی بن اخطب کا جواب سنا اور اللہ اکبر کہا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بآواز بلند اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں سے مقابلے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، مدینہ منورہ کا امیر سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ لشکر اسلام کا جھنڈا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کے ہمراہ یہودیوں کی طرف پیش قدمی کی۔ جب آپ وہاں پہنچے تو یہ طے پایا کہ یہودیوں کا محاصرہ کر لیا جائے۔ بنو نضیر اپنے قلعوں میں پناہ گزین ہو گئے اور اوپر سے لشکر اسلام پر تیر اور پتھر پھینکنے لگے۔ یہودیوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نخلستان اور باغات ان کی مدد کر رہے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں کاٹنے اور جلا دینے کا حکم دے دیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر بنوقریظہ نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی اور عبداللہ بن ابی اور اس کے حلیف بنوغطفان نے بھی ان سے خیانت کی، کسی طرف سے بھی بنونضیر کے لیے خیر سگالی کا پیغام موصول نہ ہوا اور نہ ہی مشکل وقت میں کسی نے ان کا دفاع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [الحشر: ١٦]

"ان کی مثال شیطان کی سی ہے، پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر اور جب انسان کفر کر بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں، مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔"

بعض کہتے ہیں کہ یہ محاصرہ چھ دن رہا اور بعض کہتے ہیں کہ پندرہ دن محاصرہ رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

وہ پسپا ہو کر ہتھیار ڈالنے اور سر تسلیم خم کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ یہودیوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم مدینے سے نکل جاتے ہیں، انھیں اپنے بچوں کو لے کر مدینہ منورہ سے نکلنے کا راستہ دے دیا جائے۔ ہتھیار ہم یہیں چھوڑ جائیں گے البتہ اپنے اونٹوں کو سواری کے لیے ساتھ لے جانے کی اجازت دے دیں۔ اجازت ملنے پر وہ اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے۔ انھوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو توڑ پھوڑ دیا تاکہ دروازے اور کھڑکیاں اپنے ساتھ لے جا سکیں، یہاں تک کہ ان میں بعض نے کیل اور چھتوں کے شہتیر بھی اپنے ساتھ اٹھا لیے، عورتوں اور بچوں کو اپنے ہمراہ لیا اور تقریباً چھ سو اونٹوں پر گھروں کا سامان، عورتوں اور بچوں کو لاد کر روانہ ہو گئے، ان کی اکثریت اور حیی بن اخطب وسلام بن ابی الحقیق جیسے اکابر خیبر کی طرف کوچ کر گئے۔ ان میں سے ایک قافلہ شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس موقعے پر یہودیوں میں صرف دو آدمی مسلمان ہوئے۔ ایک کا نام یامین بن عمرو اور دوسرے کا نام ابوسعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن وہب تھا، ان دونوں نے اپنا مال جمع کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کا اسلحہ، ان کی زمین، گھروں اور مال و دولت کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اسلحے میں پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں ہاتھ لگیں۔

[الرحیق المختوم : ص ۳۱۹]

ایک حقیر سازش:

جب کافروں کے لشکر غزوہ احزاب یعنی جنگ خندق میں جمع ہوئے اور انھوں نے اسلام اور اہل اسلام کا صفایا کر دینے کا ارادہ کر لیا جبکہ نبی کریم ﷺ اور بنوقریظہ کے یہودیوں کے درمیان یہ معاہدہ طے پا چکا تھا کہ جو کوئی بھی باہر سے آ کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو گا تو ہم مشترکہ طور پر دفاع کریں گے، لیکن اس موقع پر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا والد حیی بن اخطب بنوقریظہ کے پاس گیا، انھیں ان کے گھروں میں جا کر ملا اور کہنے لگا:

''میں زمانے کی عزت اور قدر و قیمت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تمھارے پاس آیا ہوں، میں تمھارے پاس قریش کے سرداروں اور بنوغطفان کے خاندان کو ملنے کے بعد آیا ہوں۔ تم بڑی شان و شوکت اور اسلحے والے ہو، آؤ! ہم مل کر محمد (ﷺ) کا مقابلہ کریں اور اس سے ہمیشہ کے لیے جان چھڑا لیں۔''

بنوقریظہ کے سردار نے حیی بن اخطب کو کہا: اللہ کی قسم! تو ہمارے پاس زمانے بھر کی ذلت سمیٹ کر آیا ہے۔ تو ہمارے پاس ایسا بادل لے کر آیا ہے جس نے اپنے پانی کو تو انڈیل دیا ہے بس وہ کڑکتا چمکتا ہے۔ حیی بن اخطب اسے مسلسل دھوکا دیتا رہا اور اسے امیدیں دلاتا رہا، یہاں تک کہ اس نے کہا: ہم تیری بات ایک شرط پر مانتے ہیں، کہ تم ہمارے ساتھ اس قلعے میں آ جاؤ، جو ہم پر گزرے گی اسے تم بھی سہنا، اس نے یہ تجویز منظور کر لی اور ان کے پاس آ گیا۔

یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ توڑ دیا اور آپ ﷺ کو علانیہ طور پر برا بھلا کہا، یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے وہاں قاصد بھیجا۔ اس نے جا کر دیکھا تو اسے واقعی یہی صورت حال نظر آئی کہ بنوقریظہ نے معاہدہ توڑ دیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے یہ سنتے ہی اللہ اکبر کہا اور فرمایا:

''اے مسلمانوں خوش ہو جاؤ، یہ تمھارے لیے ایک اچھی خبر ہے۔''

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کی طرف واپس پلٹے اور آپ ﷺ نے اپنا ہتھیار اتار کر رکھ دیا، تو جبرائیل علیہ السلام آ گئے اور عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہتھیار اتار کر رکھ دیے، اللہ کی قسم! فرشتوں نے تو اپنے ہتھیار نہیں اتارے، آپ اپنے ساتھ جتنے بھی ساتھی ممکن ہیں لے کر بنوقریظہ کی طرف چلیں، میں آپ کے آگے آگے چلتا ہوں، ان کے قلعوں کو ہلا کر رکھ دوں گا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا۔ جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کا قافلہ لے کر چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے مہاجرین و انصار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

[فتح الباری : ۳۱۳/۷ ۔ مسلم : ۱۷۱۹]

رسول اللہ ﷺ نے اس دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: تم میں سے ہر ایک نماز عصر بنو قریظہ میں جا کر پڑھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں جلدی کی اور فوراً چل پڑے۔ راستے میں نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ بعض نے کہا: جس طرح ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے ہم اس کے مطابق نماز بنوقریظہ میں جا کر پڑھیں گے۔ انھوں نے وہاں پہنچ کر عشاء کی نماز کے بعد نمازِ عصر ادا کی۔ بعض نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ ہم جلدی اس مہم پر روانہ ہو جائیں تو ان لوگوں نے راستے ہی میں نماز عصر ادا کر لی، دونوں گروہوں میں سے کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہیں کی۔

[فتح الباری : ۳۱۳/۷ ۔ مسلم : ۱۷۷۰ ۔ زاد المعاد : ۱۳۰،۱۲۹/۳]

اللہ کی مرضی کے موافق فیصلہ:

رسول اللہ ﷺ مہاجرین و انصار اور فرشتوں کی معیت میں بنوقریظہ کے پاس پہنچے اور تقریباً پچیس دن تک ان کا محاصرہ کیا۔ جب محاصرے نے شدت اختیار کی اور یہودی مصائب کی چکی میں پسنے لگے تو انھیں کہا گیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے حکم پر نیچے اتر آؤ۔ بنوقریظہ نے ابو لبابہ بن عبدالمنذر سے مشورہ کیا۔ اس نے انھیں یہ اشارہ دیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذبح کر دیا جائے گا، تو بنو قریظہ نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ کے حکم پر نیچے اتریں گے، رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا۔ وہ زخموں سے چور مسجد نبوی میں زیر علاج تھے۔ انھیں سواری پر بڑے اہتمام اور احتیاط سے لایا گیا، یہودیوں نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی کہا: اے ابوعمرو! یہ تیرے حلیف، تیرے مصیبت کے مارے رشتے دار، آپ کو معلوم ہے کہ ان پر کون سی بپتا آن پڑی ہے۔ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیا، بلکہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ جب وہ یہودیوں کے گھروں کے قریب پہنچ گئے تو اپنی قوم کی طرف دیکھ کر فرمایا: مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پرواہ نہ کروں۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ جب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ سے کہا کہ اب تم اپنے سردار کے حکم پر نیچے اتر آؤ۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لقمہ دیتے ہوئے کہا: ہمارا سردار و آقا تو اللہ ہے۔

بہر حال رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نیچے اتر آؤ، تو وہ نیچے اتر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے سعد! بنو قریظہ کے بارے میں تم اپنا فیصلہ صادر کر دو۔'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرا فیصلہ ان کے بارے میں یہ ہے کہ ان کے جنگجو افراد کو قتل کر دیا جائے، ان کی اولاد کو گرفتار کر لیا جائے اور ان کے مال تقسیم کر لیے جائیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے سعد! کمال ہے، تو نے تو وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے۔''

بنو قریظہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ قول نازل فرمایا:

﴿ وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ﴿٢٦﴾ وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢٧﴾ ﴾ [الأحزاب: ٢٦، ٢٧]

''پھر اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا اللہ ان کی گڑھیوں سے انھیں اتار لایا، اور ان کے دلوں میں اس نے ایسا رعب ڈال دیا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج ان میں سے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قید کر رہے ہو، اس نے تم کو ان کی زمین، ان کے گھروں اور ان کے اموال کا وارث بنا دیا اور وہ علاقہ تمھیں دیا جسے تم نے کبھی پامال نہ کیا تھا، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ عدل وانصاف پر مبنی تھا۔ بنوقریظہ نے غداری کا ارتکاب کیا تھا۔ انھوں نے مسلمانوں کی بیخ کنی کے لیے ایک ہزار پانچ سو تلواریں، دو ہزار نیزے، تین سو درہم، پانچ سو ترکش اکٹھے کیے ہوئے تھے، مسلمانوں نے ان کے گھروں پر فتح پا کر یہ تمام چیزیں اپنے قبضے میں لے لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ بنوقریظہ کو بنونجار کی خاتون حارث کی بیٹی کی حویلی میں بند کر دیا جائے اور ان کے لیے مدینہ منورہ کے بازار میں خندقیں کھودی جائیں، پھر ان کو جتھوں کی صورت خندقوں کے پاس لے جایا جائے اور وہاں لے جا کر ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ حویلی میں محبوس ایک شخص نے اپنے سردار کعب بن اسد سے کہا: یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے کہا: یہ کچھ ہو کر رہنا تھا۔ اس موقع پر چھ یا سات سو بنوقریظہ کے افراد کو قتل کیا گیا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے باپ کا قتل:

اس سزا سے دھوکہ دہی اور خیانت کا ارتکاب کرنے والوں کی جڑ کٹ گئی کہ جنھوں نے باہمی مضبوط معاہدے کو توڑ ڈالا تھا اور نازک ترین گھڑی میں مسلمانوں کی بیخ کنی کے لیے دشمن گروہوں کی مدد کی تھی جبکہ مسلمان اپنی زندگی کے کٹھن دور سے گزر رہے تھے۔ یہ اپنی کارکردگی کے لحاظ سے بڑے جنگی مجرموں میں شمار ہوتے تھے جو اپنے گھناؤنے جرم کی وجہ سے تختہ دار پر لٹکائے جانے کے مستحق تھے۔ ان کے ساتھ بنونضیر کا شیطان اور غزوہ احزاب کا سب سے بڑا مجرم ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا والد حیی بن اخطب بھی قتل کر دیا گیا۔ وہ بنوقریظہ کے قلعے میں اس وقت داخل ہوا تھا جب قریش اور بنوغطفان وہاں سے نکل گئے تھے۔ وہ کعب بن اسد کے ساتھ کیے گئے وعدے کو پورا کرنے کے لیے ان کے قلعے میں داخل ہوا تھا، کیونکہ اس نے کعب بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسد کو غزوہ احزاب کے دنوں میں غداری دھوکہ وہی اور خیانت کرنے پر اکسایا تھا۔ اسے جب گرفتار کرکے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو اس وقت اس پر ایک ایسا جبہ تھا جس میں اس نے ہر طرف سے انگلیوں کے برابر سوراخ کر رکھے تھے۔ اس کے دونوں ہاتھ ایک رسی سے باندھ کر اس کی گردن کے ساتھ جکڑے ہوئے تھے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آپ کی عداوت میں کبھی اپنے آپ کو ملامت نہیں کی، لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے۔ پھر اس نے کہا: لوگو! اللہ کے حکم میں کوئی حرج نہیں، تقدیر میں لڑائی کا فیصلہ بنو اسرائیل کے خلاف لکھ دیا گیا ہے، یہ کہہ کر وہ بیٹھ گیا۔ تو اس کی گردن اڑا دی گئی۔

[الرحیق المختوم : ص ۳۴۳]

غزوۂ خیبر:

جب رسول اللہ ﷺ نے مد مقابل گروہوں کے تین پروں میں سے سب سے زیادہ طاقت ور پر کو کاٹ کر اطمینان حاصل کر لیا اور اس کی طرف سے آپ کو مکمل آرام اور سکون مل گیا تو آپ ﷺ نے باقی دو پروں کا محاسبہ کرنے کا ارادہ بھی کر لیا تاکہ مکمل طور پر امن اور سلامتی میسر آ جائے۔ علاقے میں سکون اور اطمینان کی بالادستی ہو اور مسلمان حرب وضرب سے فارغ ہو کر دین اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہو جائیں۔

ادھر خیبر سازشوں اور دسیسہ کاریوں کا گڑھ، عسکری خون ریزی کا مرکز اور بدامنی اور خلفشار کا منبع بن چکا تھا۔ تو یہ ضروری تھا کہ مسلمان پہلے اس کو زیر نگیں کرنے کی طرف توجہ دیں۔ خیبر کی اس صورت حال کے ساتھ اس بات کو بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ خیبر والوں نے ہی مسلمانوں کے خلاف پورے عرب سے قبائل اور احزاب کو جمع کیا تھا۔ بنو قریظہ کو دھوکہ اور خیانت پر بھی انہوں نے ہی بھڑکایا تھا۔ پھر منافقین کے ساتھ میل ملاپ بھی انہوں نے شروع کی تھی۔ منافقین کا وجود اسلامی معاشرے کے لئے بڑا ناسور تھا ان کے بنو غطفان اور جنگی بدوؤں کے ساتھ بھی مسلسل رابطے تھے۔ یہودیوں نے اپنی ان کارستانیوں کی بنا پر مسلمانوں کو بڑی آزمائش میں ڈال دیا تھا۔ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کو دھوکہ دینے کے لیے باقاعدہ منصوبہ تیار کر لیا تھا اس لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان ان کے خلاف لشکر کشی پر مجبور ہوئے۔ان سازشوں کے سرغنہ سلام بن ابی الحقیق و اسیر بن رزام کی سرکوبی ضروری تھی۔لیکن مسلمانوں نے اس میں قدرے تاخیر کرتے ہوئے ان سے بھی بڑے، طاقت ور، جھگڑالو اور اڑیل مزاج گروہ کی سرکوبی کی طرف توجہ دی اور وہ گروہ تھا قریش۔ یہ مسلمانوں کے بالمقابل خم ٹھونک کر کھڑے تھے۔مسلمانوں نے سوچا اگر ان پر قابو پا لیا گیا تو پھر دوسرے مجرموں کی سرکوبی آسان ہوجائے گی۔جب منافقین اور کمزور ایمان والے غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر پیچھے رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان کے بارے میں یہ حکم دیا:

﴿ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴾ [الاحزاب : ٢٦،٢٧]

’’جب تم مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے جانے لگو گے تو یہ پیچھے چھوڑے جانے والے لوگ تم سے ضرور کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دو، یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے فرمان کو بدل دیں، ان سے صاف کہہ دینا کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے، اللہ پہلے ہی فرما چکا ہے، یہ کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم لوگ ہم سے حسد کررہے ہو۔ (حالانکہ بات حسد کی نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ صحیح بات کو کم ہی سمجھتے ہیں۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کی طرف روانگی کا ارادہ کیا تو یہ اعلان کر دیا کہ ہمارے ساتھ وہی روانہ ہو جو جہاد میں دلچسپی رکھتا ہو اس سفر پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شہری صحابہ ہی روانہ ہوئے اور ان کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔

منافقین یہودیوں کے لیے کام کرنے لگے۔ایک منافق عبداللہ بن ابی نے خیبر کے یہودیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ محمد ﷺ تمھاری طرف آرہے ہیں تم اپنی احتیاطی تدابیر اختیار کر لو۔اس سے ڈرنا نہیں، تمہاری افرادی قوت اور تیاری بہت زیادہ ہے اور محمد ﷺ کی جماعت چھوٹی سی ہے، ان کے پاس بہت تھوڑا سا اسلحہ ہے۔جب اہل خیبر کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو انھوں نے مدد حاصل کرنے کے لیے کنانہ بن ابی الحقیق اور ھوذہ بن قیس کو بنو غطفان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف بھیجا کیونکہ وہ خیبر کے یہودیوں کے حلیف تھے، انہوں نے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے یہ شرط لگا دی کہ اگر مسلمانوں پر انہوں نے فتح حاصل کر لی تو خیبر کے باغات کا نصف پھل ان کا ہوگا۔

لشکر اسلام خیبر کی طرف:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جس قوم پر بھی حملہ کرنا مقصود ہوتا تو آپ لشکر اسلام کی قیادت کرتے ہوئے رات کے وقت اس کے قریب پہنچ جاتے، رات کو پڑاؤ کرتے اور صبح کے وقت حملہ آور ہوتے۔ خیبر کے قریب پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر مسلمان اپنی سواریوں پر سوار ہوئے۔ خیبر کے باشندے اپنے زرعی آلات لے کر کھیتوں کی طرف نکلے۔ انہیں کچھ معلوم نہ تھا، وہ تو اپنی زرعی زمینوں کی طرف کھیتی باڑی کے لیے نکلے تھے۔ جب انہوں نے لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے ہائے! یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں، اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو لشکر لے کر ہمارے سروں پر پہنچ گئے ہیں۔ پھر وہ سر پر پاؤں رکھ کر شہر کی طرف دوڑے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے با آواز بلند کہا:

اللہ اکبر! خیبر ویران ہو گیا۔ پھر یہ آیت پڑھی:

﴿فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ﴾ [الصافات: ۱۷۷]

"جب وہ ان کے صحن میں اترے گا، تو وہ دن ان کے لیے بہت برا ہوگا جنہیں متنبہ کیا جا چکا ہے۔" [بخاری: ۳۷۱ مسلم: ۸۴ (۱۳۶۰)]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کے پڑاؤ کے لیے ایک جگہ پسند کی۔ آپ کے پاس سیدنا حباب بن منذر آئے۔

انھوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں پڑاؤ کرنے کے لئے اللہ کا حکم ہے یا اپنی طرف سے یہ جنگی حکمت عملی ہے، آپ نے فرمایا: یہ میری رائے ہے۔ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ یہودیوں کے مشہور اور معروف قلعے نطاۃ کے بالکل قریب ہے اور خیبر کے سب جنگجو اس قلعے میں ہیں۔ وہ ہمارے حالات کو جانتے ہیں اور ہم ~~ان کے~~ حالات کو نہیں جانتے، ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تیر ہم تک پہنچیں گے اور ہمارے تیر ان تک نہیں پہنچ سکیں گے۔لہٰذا ہم ان کی گرفت سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔ویسے بھی یہ جگہ نخلستان کے درمیان ہے، جگہ بھی نشیبی ہے اور زمین بھی غیر مناسب ہے۔آپ کسی ایسی جگہ پڑاؤ کا حکم دیں جو ان خرابیوں سے پاک ہو، تو میری رائے میں یہ مناسب رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ کی رائے بالکل درست ہے، پھر آپ نے لشکر کو دوسری جگہ منتقل ہونے کا حکم دے دیا۔ جب لشکر خیبر کے قریب پہنچ گیا اور آپ نے خیبر پر نگاہ دوڑائی تو فرمایا: ٹھہر جاؤ! لشکر ٹھہر گیا، اس موقع پر آپ نے دعا مانگی:

«اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الْأَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ، فَاِنَّا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَشَرِّ اَهْلِهَا، وَشَرِّ مَا فِيْهَا قَدِّمُوْا بِسْمِ اللّٰهِ»

[سیرة ابن هشام : ۲۹۲/۳ ـ العجم الكبير طبراني : ۷۲۹۹/۸]

”الٰہی ! ساتوں آسمانوں اور جس پر آسمانوں نے سایہ کیا ہے کے رب الٰہی ! ساتوں زمین اور جن چیزوں کو اس نے اٹھا رکھا ہے کے رب اور شیاطین اور جن کو انھوں نے گمراہ کیا ہوا ہے کے رب، ہم تجھ سے اس بستی کی خیر مانگتے ہیں اور اس بستی کے باشندوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر مانگتے ہیں۔الٰہی ! ہم تیرے حضور اس بستی کے شر سے پناہ مانگتے ہیں، اس کے باشندوں کے شر اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔اللہ کے نام سے آگے بڑھو۔“

[الفتوحات الربانيه : ۵/ ۵٤ـ صحيح ابن خزايه : ٤/ ۲٥٦٥ـ مستدرك حاكم : ۱/ ٤٤٢ـ تحقيق فقه السيرة الغزالي : ۳۵۳]

فتح کا علم:

جس دن خیبر میں داخل ہونا تھا اس کی رات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کل میں لشکر اسلام کا جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو لشکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے تمام افراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے، ہر ایک کی تمنا تھی کہ جھنڈا اس کے ہاتھ میں دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علی بن ابی طالب کہاں ہے؟''

لوگوں نے کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی آنکھوں میں درد ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اسے پیغام بھیجو۔ اسے آپ کے پاس لایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھوں پہ اپنا لعاب مبارک لگایا اور اس کے لیے دعا کی تو وہ ٹھیک ہو گئے۔''

وہ ایسے ہو گئے جیسے کبھی درد ہوا ہی نہیں تھا۔ آپ نے اسے جھنڈا عطا کر دیا۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان سے اس طرح لڑوں گا کہ وہ ہماری ہی سطح پر آ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا: ''علی رضی اللہ عنہ! ذرا ٹھہریے۔ جب آپ ان کے میدان میں اتر جائیں تو انہیں اسلام کی طرف دعوت دیں اور انہیں بتائیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پہ حقوق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تیرے ذریعے ایک شخص بھی ہدایت پا گیا تو وہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔''

[بخاری ۲۹٤۲، مسلم : ۲٤۰٦، ابوداد : ۳٦٦۱]

سعادت کی گھڑی:

مسلمانوں نے خیبر کے مضبوط قلعوں پر زوردار حملہ کیا تو قلعے یکے بعد دیگرے لشکر اسلام کے زیر نگیں ہوتے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعوں کو فتح کر لیا۔ صفیہ بنت حیی بن اخطب دیگر قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہوئی، اس کا خاوند کنانہ بن ابی الحقیق قتل کر دیا گیا۔ جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو صفیہ جلیل القدر صحابی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔ آیئے! اب ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر کے بعد سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے اعلیٰ وارفع درجہ پر کیسے فائز ہوئی؟ قیدیوں کو اکٹھا کیا گیا۔ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیدیوں میں سے مجھے ایک کنیز عطا کر دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ٹھیک ہے جایئے کنیز لے لیجیے۔'' تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دحیہ کلبی نے صفیہ بنت حیی کو اپنے لیے منتخب کر لیا۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے دحیہ کلبی کو بنو قریظہ اور بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی عطا کر دی ہے، وہ آپ ہی کے لیے مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دحیہ کو کہو کہ وہ کنیز کے ہمراہ میرے پاس آئے۔ وہ آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ اس کنیز کی بجائے کوئی اور لے لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کر دیا اور پھر ان سے شادی کر لی۔

انھیں آزاد کرنا ہی ان کا حق مہر قرار دیا گیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کی کنگھی پٹی کی اور دلہن کا روپ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کے پاس زاد راہ میں سے کوئی چیز بچی ہو وہ لے آئے۔ آپ ﷺ نے چمڑے کی ایک چادر زمین پر بچھا دی۔ کسی نے پنیر لا کر اس پر رکھ دیا اور کسی نے کھجوریں۔ ایک شخص گھی لے کر آیا۔ ان سب چیزوں کو ملا کر کھانے کے لیے ایک عمدہ ڈش تیار کی گئی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ولیمہ تھا۔'' [مسلم: ۸٤،۱۳٦٥۔ مسلم شرح نووی ۳۱۳/۹۔۳۱٤]

❀ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر قرار دیا۔ [مسلم: ۸۵،۱۳٦٥]

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اپنی کنیز کو آزاد کرتا ہے پھر اس سے شادی کر لیتا ہے تو اس کے لئے دوہرا اجر وثواب ہے۔'' [مسلم: ۸٦، ۱۵٤]

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ حد درجہ رحم دل، شیریں کلام اور خوش اخلاق تھے۔ آپ اپنے پاس بیٹھنے والوں کے ساتھ بڑی شفقت سے گفتگو کرتے اور اسے یہ موقع دیتے کہ وہ کھل کر اپنے دلی جذبات کا اظہار کر سکے اب ذرا دیکھیے کہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کس طرح محو گفتگو ہوتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی دونوں آنکھوں پر نیل پڑے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ کی دونوں آنکھوں پر نیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیسے پڑا؟ انھوں نے کہا: میں نے اپنے خاوند سے کہا تھا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ چاند میری میں گود آگرا ہے تو اس نے مجھے تھپڑ رسید کر دیا اور غصے سے کہا: کیا تو یثرب کے بادشاہ کے خواب دیکھ رہی ہے؟ وہ کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت انتہا درجے کا بغض تھا کیونکہ انھوں نے میرے والد اور میرے خاوند کو قتل کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھے مسلسل دلاسہ دیتے رہے اور فرمایا:

''صفیہ تیرے باپ نے میرے خلاف عربوں کو جمع کیا اور طرح طرح کی ریشہ دوانیاں کیں۔''

آپ کے اس ہمدردانہ اور شفقت بھرے سلوک کی وجہ سے میرا دل بالکل صاف ہو گیا۔

[مجمع الزوائد الهيثمي : ١٥٣٧٣]

ہم اس پر اپنی طرف سے کوئی تبصرہ کرنے کی بجائے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ جس میں رسول اللہ ﷺ کا وصف بیان کیا گیا:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾ [التوبة : ١٢٨]

''تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمھارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمھاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔''

خانہ نبوی میں:

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوران سفر ہی رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئی تھیں۔ یہ سعادت کی وہ بلند چوٹی ہے کہ جس کے بارے میں کبھی ان کے دل میں خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ وہ کبھی مومن عورتوں کے زمرے میں شامل ہو جائیں گی، چہ جائیکہ وہ امہات المومنین کی صف میں شامل ہو جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واہ سبحان اللہ! یہ ایک ایسی سعادت ہے کہ قلم اس کی تعریف کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

ایک خوشخبری دینے والا مدینہ منورہ کے باشندوں کے پاس آیا تاکہ انھیں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے بارے میں بتا سکے۔ غزوہ خیبر سے فاتح کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کے واپس آنے پر استقبال کے لیے مدینہ منورہ کے تمام باشندے باہر نکل آئے، مردوں کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے، بچے خوشی سے نہال ہو رہے تھے جبکہ عورتیں اپنے گھروں کی چھتوں پر شاداں وفرحاں آنے والوں کی راہ تک رہی تھیں۔

منافقین رنجیدہ خاطر تھے، انھوں نے اپنے چہروں پر بناوٹی مسکراہٹیں سجا رکھی تھیں لیکن دل رنجور تھے رسول اللہ ﷺ کی فتح ان سے برداشت نہ ہو پا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسوا کیا، اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات کو نیچا کر دیا اور اللہ کی بات اونچی ہو گئی۔

حالات سے پتا چلتا ہے کہ جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ یہودیوں کے بادشاہ حیی بن اخطب کی سترہ سالہ حسین وجمیل بیٹی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئی ہے تو انھیں بڑی غیرت محسوس ہوئی۔

آمنہ بنت قیس الغفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ان عورتوں میں شامل تھی جنھوں نے صفیہ کو شادی کے دن دلہن بنایا۔ کہتی ہیں کہ میں نے خود صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شادی کے دن میری عمر سترہ سال تھی۔

[طبقات ابن سعد: ۸/۱۲۹۔ مستدرك حاكم: ۴/۲۹]

مجاہدین اسلام کا مبارک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا، رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ترجیح دی کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر اپنی کسی بیوی کے گھر داخل نہ ہوں اور آپ نے اس بات کو پسند کیا کہ اسے اپنے جاں نثار صحابی حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کے گھر رکھیں۔

جب انصار کی خواتین نے سنا کہ صفیہ نبی کریم ﷺ کی بیوی بن کر ام المومنین کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو گئی ہے تو وہ اجتماعی اور انفرادی طور ان کو دیکھنے کے لیے آنے لگیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی خیر سگالی:

جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا خانہ نبوی میں منتقل ہوئیں تو اپنی بہنوں امہات المومنین کے لیے خیر سگالی کے جذبے کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کی خدمت میں تحائف پیش کیے۔ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر، گلشن رسالت کی مہکتی کلی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں نہایت قیمتی تحفہ پیش کیا۔

سیدنا مسیّب بیان کرتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی سونے کی بالیاں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو تحفہ میں دیں۔ [طبقات ابن سعد : ۱۲۷/۸]

واہ، سبحان اللہ! عقل مند، دانشور ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اس بات کو اچھی طرح جانتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب و جوار میں رہنے والوں کو تحائف دینے سے ان کے دلوں میں کتنا گہرا اثر پیدا ہوگا۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد بھی فرمایا:

((تَهَادُوْا تَحَابُّوْا))

''آپس میں ایک دوسرے کو تحائف دو، تم میں باہمی محبت پیدا ہوگی۔'' [صحیح الجامع الباني : ۳۰۰۴]

اس کے باوجود وہ پردیس کو بہت شدت سے محسوس کرتی تھیں۔ دوسری طرف امہات المومنین ان کے اصل کو بھلا نہیں پا رہی تھیں، کیونکہ وہ پہلے یہودیت کی پیروکار تھیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں اسلام کی نعمت سے سرفراز کر کے عزت بخشی۔

نبی کی بیٹی، نبی کی بھتیجی اور نبی کی بیوی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ صفیہ کو یہ بات پہنچی کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انھیں یہودی کی بیٹی کہا ہے تو وہ رو پڑیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیوں رو رہی ہو؟'' انھوں نے بتایا: ''مجھے حفصہ نے یہودی کی بیٹی کہا ہے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تو نبی کی بیٹی ہے، تیرا چچا نبی تھا اور تو نبی کی بیوی ہے۔" [مسند امام احمد : ۳/ ۱۳۵۔ ترمذی : ۳۸۹۴]

ایک دفعہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے چھوٹے قد کا طعنہ دیا تو نبی اکرم ﷺ نے ناپسند کیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ "میں نے نبی کریم ﷺ سے ایک دفعہ یہ کہا کہ آپ کے لیے ٹھگنی سی صفیہ ہی کافی ہے۔" تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"عائشہ! تو نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو وہ بھی کڑوا ہو جائے۔" [صحیح الجامع : ۵۱٤۰]

ایک دفعہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بھی ان کے بارے میں اسی قسم کے الفاظ استعمال کیے تھے تو اس پر بھی نبی کریم ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔

سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کے ہمراہ حج کیا۔ دوران سفر صفیہ کا اونٹ بیٹھ گیا تو وہ رو پڑیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے آنسو صاف کرنے لگے۔ وہ رو رہی تھیں اور آپ انھیں چپ کرا رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس چلے گئے، جب روانگی کا وقت ہوا تو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ نے فرمایا:

"اپنی بہن کو سواری کے لیے اونٹ دے دو" ان کے پاس سواری کے اونٹ دوسروں کی نسبت زیادہ تھے، تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا میں آپ کی یہودن کو سواری کے لیے اونٹ دوں؟

رسول اللہ ﷺ یہ سن کر بہت ناراض ہوئے اور ان سے مدینہ منورہ واپسی تک بات نہیں کی۔ ماہِ محرم اور ماہِ صفر گزر گیا، آپ ﷺ ان کے پاس نہیں آئے، وہ مایوس ہوگئیں۔ ربیع الاول میں آپ ان کے پاس تشریف لائے تو وہ خوش ہوگئیں۔ [مسند امام احمد : ٦/ ۳۳۷، ۳۳۸۔ طبقات ابن سعد : ۸/ ۱۲٦، ۱۲۷]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ امت مسلمہ کے لیے ایک نصیحت آموز سبق ہے، تاکہ ہم سب اس حقیقت کو جان لیں کہ عورتوں کی فطرت میں غیرت ودیعت کر دی گئی ہے، اس کیفیت کو ان سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی غیرت کے حوالے سے یہ کیفیت ہے تو ان کے علاوہ دیگر خواتین کا کیا حال ہو گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی:

جب انسان سلیم الفطرت ہوتا ہے، اس کا باطن پاک ہوتا ہے تو وہ سچے لہجے میں بات کرتا ہے، وہ مکر و فریب کو جانتا ہی نہیں اور نہ ہی مکر و فریب اس تک راہ پا سکتا ہے۔ جس میں یہ وصف پایا جائے تمام لوگ اس کا احترام کرنے لگتے ہیں۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا ظاہر و باطن پاک صاف تھا اسی لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کی گہرائی سے محبت کرتی تھیں، کیونکہ صدق و وفا کے صاف شفاف چشمے سے سیراب ہو رہی تھیں کہ جس نے انھیں معاشرے میں منفرد بنا دیا تھا اور ان کی عطر بیز سیرت فضا میں خوشبو پھیلا رہی تھی، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا:

"ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سچی ہے۔" جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے:

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بیماری میں وفات پائی اس مرض کے درد میں مبتلا تھے۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میری دلی تمنا ہے کہ جو تکلیف اس وقت آپ کو ہے وہ مجھے لاحق ہو جائے، ازواج مطہرات نے ان کی یہ بات سن کر انھیں کچوکا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر کہا: "تم کلی کرو۔" انھوں نے پوچھا: "کس لیے یا رسول اللہ؟" آپ نے فرمایا: "یہ جو تم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو کچوکا دیا ہے، اللہ کی قسم! یہ سچی ہے۔" [طبقات ابن سعد : ١٢٨/٨]

واہ! سبحان اللہ! ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی کتنی بڑی شان ہے کہ ان کے لیے گواہی صادق و مصدوق ہستی نے دی کہ جو وحی الٰہی کی بنیاد پر بولتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے قسم کھا کر فرمایا: ''وہ سچی ہے۔''

نبی کریم ﷺ کا شک دور کرنا:

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اعتکاف بیٹھے تھے اور میں رات کو آپ کی زیارت کے لیے آیا کرتی اور آپ سے باتیں کرتی۔
پھر میں واپس آنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوتی اور آپ بھی مجھے الوداع کہنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے، ان دنوں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی رہائش سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھی۔ انصار کے دو آدمی وہاں سے گزرے، جب ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو رفتار تیز کر دی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
''ذرا ٹھہرو! یہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہے۔'' تو ان دونوں نے کہا: ''سبحان اللہ! یا رسول اللہ یہ آپ نے کیا فرما دیا؟ آپ اور ہماری یہ مجال۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمھارے دلوں میں کوئی شر نہ پھونک دے۔'' [مسلم : ٢٤، ٢١٧٥]

حصول علم کی لگن:

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اطاعت الٰہی کے ضمن میں بہت زیادہ محنت کیا کرتی تھیں تاکہ جو نعمت ان کے ہاتھ سے نکل گئی اسے حاصل کر سکیں۔ ان کی یہ دلی تمنا تھی کہ کاش میں ان پہلے لمحات میں ایمان لے آتی جب رسول اللہ ﷺ کو منصب رسالت پر فائز کیا گیا۔ تاکہ ہر لمحہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہتے ہوئے اطاعت الٰہی کی نعمت سے اپنے آپ کو سرفراز کر سکتی۔
اسی لیے وہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ اطاعت الٰہی میں بسر کرتیں۔ انھیں نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل تھا، وہ آپ سے ایسے امور کی تعلیم حاصل کرتیں جو دین و دنیا میں ان کے لیے فائدہ مند ہوتے۔ وہ اسلام کے صاف شفاف چشمے سے براہ راست سیراب ہو رہی تھی، اس نے نبی کریم ﷺ سے اخلاق، ہدایت، شفقت، بصیرت اور علم جیسی خوبیاں حاصل کیں، وہ گھر میں بیٹھی زیادہ تر قرآن مجید کو زبانی یاد کرتی تھی اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو خواتین تک عام کرنے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریضہ سرانجام دیتی تھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان پر عمل پیرا تھیں، ارشاد ہے:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا﴾

[الأحزاب: ٣٤]

''یاد کرو اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمھارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں، بے شک اللہ لطیف اور خبیر ہے۔''

دردناک جدائی:

خوبصورت و خوشگوار دن تیزی سے گزر گئے، ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دنیا کی جنت میں زندگی بسر کر رہی تھیں کہ جسے ایمان نے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا۔ لیکن ایک ہی حالت کا ہمیشہ رہنا محال ہے۔ آخر کار وہ دن آ گیا جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نے دنیا پر اندھیرا طاری کر دیا۔ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ افسردہ ہوئیں، قریب تھا کہ شدت غم سے دل پھٹ جاتا لیکن انھوں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی نیت کی، تاکہ قیامت کے دن صبر کرنے والی عورتوں کی فہرست میں شامل ہو سکیں۔

اللہ کے پسندیدہ لوگ:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا عبادت گزار اور روزے دار رہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی اعلیٰ و ارفع قدر و منزلت کو جانتے تھے۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے، وہ بھی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبے کو پہچانتے تھے۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے گرد ونواح میں ہر ایک کے ساتھ رحم دلی اور شفقت سے پیش آیا کرتی تھیں۔ یہ ان کی بہت بڑی خوبی تھی کہ وہ لوگوں میں سے ہر ایک کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آیا کرتی تھیں۔

ابو عمر بن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی ایک کنیز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہفتہ کے دن کو پسند کرتی ہے اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش آتی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا یہ بات درست ہے؟

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے بدلے میں جمعہ عطا کر دیا میں ہفتہ کے دن کو پسند نہیں کرتی، اب میرا پسندیدہ دن جمعہ ہے۔ اور جہاں تک یہودیوں کا تعلق ہے، میرے ان میں رشتہ دار ہیں اس لیے میں ان کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آتی ہوں۔ پھر اس کے بعد سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کنیز سے پوچھا: ''میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی تھی، پھر تجھے ایسا کرنے پر کس نے انگیخت کیا؟ تو اس نے برجستہ کہا: ''شیطان نے'' سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''جاؤ تم آزاد ہو۔'' [الإستيعاب: ٣/ ٦٥]

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا ذاتی انتقام لینے کی استطاعت رکھتی تھیں لیکن انھوں نے اعلیٰ و ارفع اخلاق کے پیکر سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے درگزر کرنے کی تعلیم حاصل کر رکھی تھی۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں موقف:

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے بارے میں ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا بڑا واضح موقف تھا کہ جس سے ام المومنین کی عظمت بھی آشکار ہوتی ہے اور یہ بھی پتا چلتا ہے کہ ان کے نزدیک سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی کتنی زیادہ قدر و منزلت تھی۔

اس کی تائید وہ واقعہ کرتا ہے جو ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا غلام کنانہ بیان کرتا ہے، کہ میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی سواری کی نکیل پکڑ کر چلا جا رہا تھا تاکہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دفاع کریں۔ آگے سے کوفیوں کے لشکر کا سردار مالک بن حارث نخعی آ گیا جو کہ اشتر کے لقب سے مشہور و معروف تھا۔

اس نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی خچر کے چہرے پر ضرب لگائی، جس کے اثر سے وہ جھک گئی تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے واپس جانے دو اور یوں رسوا نہ کرو۔ کنانہ بیان کرتا ہے کہ پھر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کے درمیان لکڑی رکھ دی، جس کے ذریعے وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کھانا پہنچایا کرتی تھیں۔ [الاصابه: ٤/ ٣٣٩۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبقات ابن سعد : ۸/ ۱۲۸۔ سیر اعلام النبلا : ۲/ ۲۳۷]

اس واقعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں کے خلاف تھیں جنھوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم کیا اور انھیں تنگ کیا، ان کے پاس کھانا اور پانی نہ جانے دیا۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عثمان بن عفان ذوالنورین کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھا۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنی طبعی فیاضی اور دانشمندی سے معاملات کا موازنہ کیا کرتی تھیں۔ اسی لیے ابن اثیر اور امام نووی ان کے بارے میں کہتے ہیں:

((كَانَتْ عَاقِلَةٌ مِنْ عُقَلَاءِ النِّسَآءِ)) [اسد الغابة : ۱۶۹/۶۔ تهذيب الاسماء واللغات : ۳۴۹/۲]

''وہ دانشمند خواتین میں سے دانشمند خاتون تھیں۔''

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتے ہوئے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((كَانَتْ مِنْ سَيِّدَاتِ النِّسَآءِ عِبَادَةً، وَوَرَعًا، وَ زَهَادَةً، بِرًّا وَ صَدَقَةً رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَرْضَاهَا)) [البداية والنهاية : ۴۶/۸]

''وہ عبادت، تقویٰ، زہد، نیکی، صدقہ وخیرات میں سردار عورتوں میں سے تھی۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور انھیں راضی کر دیا۔''

رحلت کا وقت:

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد تقریباً چالیس سال زندہ رہیں۔ انھوں نے اپنی یہ تمام زندگی اطاعت الٰہی میں گزاری۔ نماز، روزہ صدقہ وخیرات، علم اور دعوت الی اللہ میں ہی ہر وقت مصروف رہتیں۔ انھوں نے خلفائے راشدین کا زمانہ اول سے آخر تک دیکھا اور مشرق ومغرب میں فتوحات اسلامیہ کے واقعات ان کی زندگی میں رونما ہوئے۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق ومغرب میں مسلمانوں کی فتح ونصرت، کامیابی وکامرانی کے بارے میں جو پیشین گوئیاں کی تھیں وہ سب انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۰ ہجری میں ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بستر مرگ پر دراز ہوئیں، کہ اپنے رب سے راضی خوشی جا ملیں اس حالت میں کہ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان پر راضی تھے۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں اور قیامت تک ہر مسلمان عورت کے لیے ایک مثالی نمونہ بن گئیں۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور جنت الفردوس میں جا ڈیرے لگائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

اب ہم گراں قدر ام المومنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کا تذکرہ قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، بلاشبہ یہ ایک عمدہ اور نفیس موتی تھا جو پاکیزہ اور عزت والے خانہ نبوی میں داخل ہوا۔

پاکیزہ خاندان:

آیئے! اب ہم ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی عطر بیز سیرت کا تذکرہ کرنے سے پہلے اس کے پاکیزہ خاندان کو دیکھتے ہیں کہ جسے ہر طرف سے بزرگی اور عظمت وشرافت نے اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے۔

ان کے خاوند سید الاولین والآخرین سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ کیا یہ ان کے لیے کافی نہیں کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں؟

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ام الفضل تھیں کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ جو پڑوسی کا دفاع کیا کرتے تھے، مال اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کیا کرتے تھے، مصائب میں پھنسے لوگوں کی مدد کرتے، برہنہ کو لباس مہیا کرتے اور بھوکے کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں کہ جو حبر الامت تھے اور قرآن مجید کے ترجمان تھے اور جنھوں نے دنیا کو علم وفقہ سے روشناس کرایا۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بھی خالہ تھیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی برہنہ تلوار تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنھوں نے تاریخ کی پیشانی پر روشن صفحات رقم کیے، جنھیں دنیا زمانہ دراز تک بھلا نہ سکے گی۔

جنھیں رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

((خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ سَلَّهُ اللّٰهُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ))

"خالد بن ولید اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، جسے اللہ تعالیٰ مشرکوں پر سونتتا ہے۔"

[صحیح الجامع البانی : ۳۲۰۷]

معزز ترین لوگ:

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ ایک ایسی بڑھیا ہے جو رشتے ناطے کے اعتبار سے تمام لوگوں سے بڑھ کر معزز ہے۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ نے شادی کی، جبکہ ان کی ہمشیرہ لبابہ سے سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے، ان کی ہمشیرہ سلمٰی سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اور ان کی ہمشیرہ اسماء سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔ ان کی شہادت کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور ان کی وفات کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی۔

[الإصابة فی تمییز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی : ۸/ ۴۵۰]

زرخیز مٹی:

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بابرکت خاندان میں خوشحال زندگی گزار رہی تھیں۔ نور ایمان ان کے دل اور رگ و ریشے میں رچ بس چکا تھا، انھیں دنیا کے محلات میں سے کسی محل کو حاصل کرنے کا لالچ نہ تھا اور نہ دنیا کے فنا ہونے والے مال و دولت سے کوئی رغبت تھی، وہ جانتی تھیں کہ ساری دنیا کی دولت مکھی کے ایک پر کے برابر بھی نہیں اور جنت میں مومن کا ایک قدم دنیا بھر کی دولت سے بہتر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے کا اعزاز حاصل کیا اور یہ ان خواتین میں سے تھیں جن کے ایمان لانے کی گواہی نبی کریم ﷺ نے دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گراں قدر خواہش:

میمونہ بنت الحارث کے ساتھ اسلام قبول کرنے سے پہلے مسعود بن عمرو الثقفی نے شادی کی، اس نے اسے طلاق دے دی تو ابورہم بن عبدالعزیٰ نے اس کے ساتھ شادی کی۔ وہ فوت ہو گیا تو ان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ انھیں بابرکت خاوند عطا کرے گا جو ان کا ہاتھ پکڑ کر انھیں دنیا و آخرت کی جنت میں لے جائے گا۔

لیکن یہ بابرکت خاوند بھلا کون ہو گا؟ یہ تو ان کے دل میں کبھی خیال بھی نہیں آیا تھا کہ وہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن کر ام المومنین کے اعلیٰ و ارفع درجے پر فائز ہو جائیں گی۔ لیکن مبارک تقدیر انھیں آہستہ آہستہ گراں قدر دلی خواہش پوری ہونے کے قریب کرتی گئی۔ وہ خواہش کہ جس کے بارے میں اس وسیع و عریض کائنات میں ہر مومن عورت کی دلی خواہش ہے کہ اسے اس نوعیت کا اعزاز حاصل ہو۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عمرۂ قضا ادا کرنے کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔ اس عمرہ سے فارغ ہو کر جب واپس تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

آیئے! اب ہم اس بابرکت شادی کی دلفریب داستان سنتے ہیں۔

سعادت کی گھڑی:

امام حاکم کہتے ہیں کہ جب ذوالقعدہ کا چاند طلوع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ عمرۃ القضا کی ادائیگی کے لیے تیار ہو جائیں اور جو صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہے، تو وہ سب اس سفر کے لیے روانہ ہوئے، صرف وہی نہ جا سکے جو شہید ہو گئے تھے۔ کچھ اور لوگ بھی عمرہ کرنے کے لیے نکل پڑے۔

اس طرح عورتوں اور بچوں کے علاوہ عمرے پہ جانے والوں کی تعداد دو ہزار ہو گئی۔

[فتح الباری : ۷/ ۷۰۰]

اس موقع پر مدینہ منورہ میں ابورہم الغفاری رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا۔ ساٹھ عدد اونٹ قربان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے ساتھ لیے اور ناجیہ بن جندب الاسلمی رضی اللہ عنہ کو ان کا ذمہ دار قرار دیا۔ ذوالحلیفہ سے عمرے کا احرام باندھا اور تلبیہ کہا۔ مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ مل کر تلبیہ کہا۔ اس دفعہ جنگی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر نکلے، اس بات کا اندیشہ تھا کہ قریش کہیں غداری پر نہ اتر آئیں۔ جب یا جج مقام پر پہنچے تو سب جنگی آلات ڈھالیں، ترکش، نیزے اور تیر وغیرہ اور وہاں رکھ دیے اور وہاں دو سو افراد کو چھوڑا۔ ان کا سالار اوس بن خولی الانصاری رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔

جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے ہمراہ قافلے کے پاس صرف تلواریں تھیں۔

[زاد المعاد: ۲/ ۱۵۹]

رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ میں حجون کی گھاٹی کی طرف سے داخل ہوئے، اس طرف مشرکین قطار در قطار کھڑے مسلمانوں کی آمد کو دیکھ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ مسلسل تلبیہ کہتے گئے یہاں تک کہ آپ نے حجر اسود کا اپنی چھڑی کے ساتھ استلام کیا، پھر طواف کیا اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا۔ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنے گلے میں تلوار لٹکائے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ شعر بآواز بلند پڑھتے جا رہے تھے:

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ
خَلُّوا وَ كُلُّ الْخَيْرِ فِي رَسُولِهِ
قَدْ أَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ فِي تَنْزِيلِهِ
فِي صُحُفٍ تُتْلَى عَلَى رَسُولِهِ
يَا رَبِّ إِنِّي مُؤْمِنٌ بِقِيلِهِ
إِنِّي رَأَيْتُ الْحَقَّ فِي قَبُولِهِ
بِأَنَّ خَيْرَ الْقَتْلِ فِي سَبِيلِهِ
اَلْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ
ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ
وَ يَذْهَلُ الْخَلِيلُ عَنْ خَلِيلِهِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کافر کے بچو! اس کے راستے سے ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ تمام تر خیر و برکت اللہ کے رسول میں ہے، رب رحمان نے اپنے قرآن مجید میں ایسی آیات نازل کی ہیں جو اللہ کے رسول کے بارے میں پڑھی جائیں گی، اے میرے رب! میں رسول اللہ (ﷺ) کی بات پر ایمان لانے والا ہوں اور میں نے ان کو قبول کرنے میں حق سمجھا ہے، اللہ کی راہ میں شہید ہو جانا سب سے بہتر ہے آج ہم اس کا حکم ملنے پر تمھیں ماریں گے، ایسی ماردیں گے کہ کھوپڑیاں اپنی جڑ سے ہل جائیں گی اور دوست اپنے دوست کو بھول جائے گا۔" [السیرۃ النبویۃ لابن ھشام : ۸۲۸/۳]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا:

"اے عبداللہ بن رواحہ! رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور اللہ کے حرم میں تو شعر کہہ رہا ہے؟"

تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا:

"اے عمر! اسے چھوڑ دو، شعر کہنے دو، اس کے اشعار دشمن کو نیزے سے بھی زیادہ تیزی سے لگتے ہیں۔" [ترمذی : ۲۸۵۱۔ نسائی : ۲۰۲/۵]

مہاجر مسلمانوں کا مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے مکہ معظمہ جانے کا انتہائی شوق تھا۔ ان کی سب سے بڑی دلی خواہش یہ تھی کہ مکہ معظمہ جائیں، اپنے رشتہ داروں کو دیکھیں زمزم سے سیراب ہوں اور بیت اللہ کا طواف کریں۔ آج ان کی امیدیں بر آئی تھیں، خوشیوں کے چراغ جل اٹھے تھے، آج وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا، جب مشرکوں نے انھیں دیکھا تو کہنے لگے:

"کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں تم کہہ رہے تھے کہ بخار نے ان کو کمزور کر دیا ہے؟ یہ تو پہلے کی طرح ہشاش بشاش اور چاق و چوبند ہیں۔" [مسلم : ۴۱۲/۱]

جب طواف اور صفا مروہ کی سعی سے فارغ ہوئے تو مروہ کے پاس ذبح کرنے کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹ کھڑے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جانور ذبح کرنے کی جگہ ہے، مکہ معظمہ کی تمام گلیاں جانور ذبح کرنے کی جگہ ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے مروہ کے پاس اونٹ ذبح کیا اور وہیں اپنا سر منڈوایا۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی ایسے ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ تین دن مکہ معظمہ میں رہے، جب چوتھے دن کی صبح ہوئی تو مشرکین مکہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے:

''آپ اپنے سربراہ سے کہیں کہ مدت پوری ہوگئی ہے اب یہاں سے چلے جائیں۔''

نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ سے روانہ ہوگئے اور سرف مقام پر جا کر پڑاؤ کیا۔

اس عمرے کے سفر میں نبی کریم ﷺ نے سیدہ میمونہ بنت الحارث سے شادی کی۔

رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظمہ میں تشریف آوری سے پہلے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا۔ انھوں نے اپنا معاملہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا، کیونکہ اس کی ہمشیرہ ام الفضل عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا اور ابو رافع کو یہ ذمہ داری سونپی کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے روانہ ہونے لگیں تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے ہاں پہنچا دے۔ انھوں نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف مقام پر پہنچا دیا، جہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کیا تھا۔
[زاد المعاد : ۲/ ۱۵۲۔ بخاری : ۱۸۳۷۔ مسلم : ۱۴۱۰]

میمون بن مہران سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں صفیہ بنت شیبہ کے پاس گیا وہ ایک عمر رسیدہ خاتون تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ احرام کی؟ حالت میں شادی کی اس نے کہا: نہیں، پھر کہا: ''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی جبکہ دونوں حلال یعنی حالت احرام میں نہیں تھے۔''

[طبقات ابن سعد : ۸/ ۱۳۳]

یزید بن اصم سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ آپ حلال تھے یعنی حالت احرام میں نہیں تھے، شب زفاف گزاری جبکہ آپ حلال تھے یعنی حالت احرام میں نہیں تھے۔ [مسلم : ۱۴۱۱]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو رافع سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی جبکہ آپ حلال تھے یعنی حالت احرام میں نہیں تھے اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا۔

[مسند امام احمد : ٣٩٣/٦۔ ترمذی : ٨٤١]

نبوی آنگن میں:

با برکت شادی طے پا جانے کے بعد سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا خانۂ نبوی میں ام المومنین کی حیثیت سے داخل ہوئیں۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی شرف ہو سکتا ہے جو انھیں حاصل ہوا؟

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں داخل ہوئیں۔ انھوں نے اپنے دل میں یہ محسوس کیا کہ مجھے بہت بڑی سعادت میسر آئی ہے۔ انھوں نے اس حجرے میں قدم رنجا فرمائے جو نبی کریم ﷺ نے خاص ان کے لیے تیار کرایا تھا اور پھر اس سے ایمان کی خوشبو پوری دنیا میں پھیلنے لگی۔

کمرہ اگرچہ سادہ سا تھا، لیکن اس کی دیواریں تقویٰ پر استوار کی گئی تھیں۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے نبوی آنگن میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کی۔ وہ آپ ﷺ سے ہدایت، راہنمائی اور علم سیکھتی تھیں، جس سے ان کے ایمان میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا۔

گراں قدر گواہی:

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا دلی طور پر راضی خوشی اور حبیب کبریا ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی برکات سمیٹتے ہوئے زندگی بسر کر رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کا اعلیٰ وارفع کردار ان کے سامنے تھا۔ وہ رات کو قیام کرتی اور دن کو روزہ رکھتی اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے اور ان کی بہنوں کے ایمان کی گواہی دی۔

واہ، سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے ایمان کی گواہی ملنا کتنے بڑے نصیب کی بات ہے، آپ ﷺ کی زبان مبارک تو وحی الٰہی کی روشنی میں بولتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

《 اَلْأَخَوَاتُ الْأَرْبَعُ مَيْمُوْنَةُ، وَأُمُّ الْفَضْلِ وَسَلْمٰى وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، أُخْتُهُنَّ الْأُمِّهِنَّ مُؤْمِنَاتٌ 》

[نسائی ، مستدرك حاكم عن ابن عباسؓ، صحيح الجامع البانی : ٢٧٦٣]

''چار بہنیں، میمونہ، ام الفضل، سلمٰی اور اسماء بنت عمیس، یہ ماں کی طرف سے ان تینوں کی سگی بہن تھیں، یہ چاروں مومن ہیں۔''

اللہ کی حدود قائم کرنے پر اس کا حرص:

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اللہ کی حدود قائم کرنے کے سلسلے میں بہت زیادہ حریص تھیں، اس لیے کہ وہ یقینی طور پر اس بات کو جانتی تھیں کہ پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی تو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے زیر سایہ رہتے ہوئے ہی گزاری جا سکتی ہے۔

یزید بن اصم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کا ایک قریبی رشتہ دار آیا، اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی، تو آپ نے اسے کہا:

《 لَئِنْ لَمْ تَخْرُجْ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَيَجْلِدُوْكَ وَلَا تَدْخُلْ إِلَيَّ أَبَدًا 》

[طبقات ابن سعد : ٩٩/٨]

''اگر تم مسلمانوں کی طرف نہ نکلے کہ وہ تجھے کوڑے لگائیں، تو آئندہ کبھی بھی میرے گھر نہ آنا۔''

دردناک جدائی:

اس بابرکت ایمانی زندگی کے تھوڑے عرصہ بعد رسول اللہ ﷺ بستر مرگ پر دراز ہو گئے، رسول اللہ ﷺ کو جب بیماری محسوس ہوئی تو آپ اس وقت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے۔

نبی کریم ﷺ نے اس دن مغرب کی نماز لوگوں کو پڑھائی اور اس میں سورۃ المرسلات کی تلاوت کی۔

ام الفضل بنت الحارث سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا کہ آپ مغرب کی نماز میں سورۃ المرسلات پڑھ رہے ہیں، پھر اس کے بعد آپ نے ہمیں کوئی نماز نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھائی یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

عشاء کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں تیزی آئی، جس کی بنا پر آپ میں گھر سے نکلنے کی طاقت نہ رہی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ وہ بیماری کے دن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گزاریں تو سب نے آپ کو اس کی اجازت دے دی۔

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں اضافہ ہوا تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ بیماری کے دن میرے گھر میں گزاریں تو انھوں نے اجازت دے دی۔''

[بخاری: ۲/۲۵۳۔ مسلم: ۴/۱۳۵۔ ۱۳۷]

چند گھنٹوں میں دنیا میں سب سے بڑھ کر پاکیزہ روح اپنے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، آپ کی وفات سے ساری دنیا تاریک ہو گئی، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا شدید غم واندوہ میں مبتلا ہوئیں۔ قریب تھا کہ دل پھٹ جاتا، لیکن انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کی نیت سے کمال درجے کا صبر کیا۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ کافی تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر راضی تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ یعنی رب کریم کی طرف منتقل ہو گئے، وہ اپنی تمام ازواج مطہرات سے راضی تھے اور ان کی اس وقت تعداد نو تھی، جنھیں ایک شاعر نے درج ذیل اشعار میں بیان کیا ہے:

تُوَفِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ
اِلَيْهِنَّ تُعْزٰی الْمُكْرَمَاتُ وَ تُنْسَبُ
فَعَائِشَةُ، وَ مَيْمُوْنَةُ وَ صَفِيَّةُ
وَ جُوَيْرِيَةُ مَعْ سَوْدَةَ وَ زَيْنَبُ
كَذَا الرَّمْلَةُ، مَعْ هِنْدَ اَيْضًا وَ حَفْصَةُ
ثَلَاثٌ وَ سِتٌّ نَظْمُهُنَّ مُهَذَّبُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ نو بیویاں چھوڑ کر فوت ہوئے، جن کی طرف ہر طرح کی عزت و شرف کو منسوب کیا جاتا ہے، عائشہ، میمونہ، صفیہ، جویریہ، سودہ، زینب، رملۃ، ہند ام سلمہ اور حفصہ رضی اللہ عنہن، یہ پوری نو ہوئیں، ان کی ترتیب کیا خوب ہے۔“

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بطور راوی الحدیث:

امام ذہبی رحمہ اللہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں:

《 وَكَانَتْ مِنْ سَادَاتِ النِّسَآءِ، رَوَتْ عِدَّةَ أَحَادِيْثَ 》

”وہ ان سردار عورتوں میں سے تھیں، جنھوں نے متعدد احادیث نبوی روایت کیں۔“

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے بھانجے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عبید بن سباق، عبدالرحمن بن سائب الہلالی، یزید بن الاصم، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریب، سلیمان بن یسار، عطاء بن یسار اور دیگر کئی ایک علماء نے احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

یہ گراں قدر مقام و مرتبہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو بھلا کیوں نہ ملتا؟ آخر انھوں نے خانۂ نبوی میں زندگی بسر کی تھی اور براہ راست خالص اور صاف شفاف چشمہ نبوی سے جی بھر کر سیراب ہوئی تھیں، اس طرح انھیں خیر و بھلائی کا وافر حصہ ملا تھا۔

رحلت کا وقت:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا عبادت گزاری، نماز، روزے اور قرآن مجید کی تلاوت میں منہمک ہو گئیں اور ان کا دل اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا مشتاق ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔

آخر کار وہ وقت قریب آ گیا جب دنیا کی ہر فنا ہونے والی چیز کو چھوڑ دیا جاتا ہے، تاکہ دنیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جھمیلوں سے آزاد ہو کر رب تعالیٰ سے ملاقات کی جائے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا خلفائے راشدین کا دور دیکھ کر کہ جس میں انھیں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، بستر مرگ پر دراز ہوئیں۔ ان کی زندگی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک دراز ہوئی۔

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں، لیکن انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات یاد رہی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بتائی تھی۔

یزید بن اصم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا پر جب بیماری کا بوجھ پڑا اور ان کے پاس ان کا کوئی بھتیجا نہ تھا تو فرمانے لگیں: مجھے مکہ سے باہر لے جاؤ میں اس میں نہیں مرنا چاہتی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ میں مکہ میں نہیں مروں گی۔ یزید بن اصم کہتے ہیں کہ ان کو لوگ اٹھا کر سرف مقام پر لے گئے اور اس درخت کے سائے میں رکھ دیا جہاں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئی تھیں۔

یزید بن اصم کہتے ہیں کہ جب سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو ہم نے انھیں لحد میں اتارا۔ میں نے اپنی چادر ان کے رخسار تلے رکھ دی تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وہ چادر پکڑ کر باہر پھینک دی۔ [المعجم الزوائد الهيثمي : ١٥٢٦٢]

یزید بن اصم کہتے ہیں کہ ہم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف مقام پر اسی جگہ دفن کیا کہ جہاں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئی تھیں۔ ان کی قبر میں میں اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اترے۔ [طبقات ابن سعد : ١٣٩/٨ ـ مستدرك حاكم : ٣١/٤]

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے سرف مقام پر وفات پائی: میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ ان کی طرف روانہ ہوا تو عبداللہ نے فرمایا:

« اِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَلْزِلُوْا وَلَا تُزَعْزِعُوْهَا » [طبقات ابن سعد : ١٤٠/٨ ـ مستدرك حاكم : ٣٣/٤]

''جب تم ان کی لاش اٹھاؤ اس کو نہ تم ہلانا اور نہ جھٹکا دینا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے وفات پا جانے کے بعد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انھیں ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا، فرماتی ہیں:

((ذَهَبَتْ وَاللّٰهِ مَيْمُوْنَةُ...... اَمَا إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ أَتْقَانَا لِلّٰهِ وَ أَوْصَلِنَا لِلرَّحِمِ))

[طبقات ابن سعد: ۸/۱۳۹۔ مستدرك حاكم: ۴/۳۲]

''اللہ کی قسم! میمونہ اس دنیا سے چلی گئی، وہ ہم سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی اور ہم سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی تھی۔''

اس طرح ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا دنیائے فانی سے کوچ کر کے جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

اب ہم دنیا بھر کے غم واندوہ کو بھلا کر کچھ وقت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عطر بیز سیرت کے تذکرے میں گزارتے ہیں اور ان قیمتی لمحات میں خانۂ نبوی میں حقیقی زندگی کے آثار کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ جن میں ام المومنین سیدہ خدیجہ اور ان کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی کے خوشگوار دن گزارے۔

آیئے! اب ہم مبارک صفحات پر خواتین جنت کی سردار سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا تذکرہ قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، بلا شبہ ان کے ذکر سے دلوں میں فرحت وانبساط کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

میں خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عطر بیز سیرت کا آغاز ان دلکش و دلربا اور معنی خیز اشعار سے کرتا ہوں:

اَلْمَجْدُ يُشْرِقُ مِنْ ثَلَاثِ مَطَالِعٍ
فِي مَهْدِ فَاطِمَةَ فَمَا أَعْلَاهَا
هِيَ بِنْتُ مَنْ ؟ هِيَ زَوْجُ مَنْ؟ هِيَ أُمُّ مَنْ؟
مَنْ ذَا يُدَانِي فِي الْفَخَارِ أَبَاهَا
هِيَ وَمْضَةٌ مِنْ نُورِعَيْنِ الْمُصْطَفٰى
هَادِي الشُّعُوبِ إِذَا تَرُوهُمْ هُدَاهَا
هُوَ رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِيْنَ وَ كَعْبَةٌ اَلْاٰ
مَالِ فِي الدُّنْيَا وَفِي أُخْرَاهَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ أَيْقَظَ الْفِطْرَ النِّيَا بِرُوحِهِ
وَ كَأَنَّهُ بَعْدَ الْبَلِيَّةِ أَحْيَاهَا
وَ أَعَادَ تَارِيخَ الْحَيَاةِ جَدِيدَةً
مِثْلَ الْعَرَائِشِ فِي جَدِيدِ مَحْلَاهَا
وَ لِزَوْجِ فَاطِمَةَ بِسُورَةِ (هَلْ أَتَى)
تَاجٌ يَفُوقُ الشَّمْسَ عِنْدَ ضُحَاهَا
أَسَدٌ بِحِصْنِ اللّٰهِ يَرْمِي الْمُشْكِلَاتِ
بِصَيْقَلٍ يَمْحُو سُطُورَ دُجَاهَا
اِيْوَانُهُ كُوخٌ وَ كَنْزُ تَرَاثِهِ
سَيْفٌ عَنْ بِيَمِينِهِ تَيَّاهَا
فِي رَوْضِ فَاطِمَةَ نَمَا غُصْنَانِ لَمْ
يَنْجُبْهُمَا فِي النَّيِّرَاتِ سِوَاهَا
أَمِيرُ قَافِلَةِ الْجِهَادِ وَ قُطْبُ ذَا
ثِرَةِ الْوِئَامِ وَالْاِتِّحَادِ اَبْنَاهَا
هِيَ أُسْوَةٌ لِلْاُمَّهَاتِ وَ قُدْوَةٌ
يَتَرَسَّمُ الْفَخْرُ الْمُنِيرُ خُطَاهَا
حَسَنٌ الَّذِي صَانَ الْجَمَاعَةَ بَعْدَ مَا
أَمْسَى تَفَرُّقُهَا يَحِلُّ عُرَاهَا
تَرَكَ الْخِلَافَةَ ثُمَّ اَصْبَحَ فِي الدِّيَارِ
اَمَامَ أُلْفَتِهَا وَ حُسْنَ عُلَاهَا
وَ حُسَيْنٌ فِي الْاَبْرَارِ وَالْاَحْرَارِ مَا
أَزْكَى شَمَائِلُهُ وَمَا اَنْدَاهَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بزرگی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گہوارے کے تین جانب سے چمکی، کس قدر اونچی شان ہے اس کی۔''

''یہ کس کی بیٹی ہے؟ کس کی بیوی ہے؟ اور کس کی ماں ہے؟ اور اس کے باپ کی عظمت کو کون چھو سکتا ہے۔''

''یہ چشم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی چمک ہے جو قبائل کے ہادی و رہنما ہیں۔''

''وہ رحمۃ اللعالمین ہیں اور دنیا و آخرت میں امیدوں کے کعبہ ہیں۔''

''جس نے اپنی روحانی قوت سے سوئی ہوئی فطرت کو جگا دیا، گویا کہ مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد اسے زندہ کر دیا۔''

''اس نے زندگی کی تاریخ کو نئے سرے سے دہرایا، جس طرح دلہن کو نیا زیور پہنایا جاتا ہے۔''

''سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا خاوند سورہ دھر کی مانند ایک ایسا تاج ہے جو چاشت کے وقت آفتاب سے بھی زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔''

''وہ اللہ کے قلعے کا شیر ہے، وہ چمکتی تلوار کے ذریعے سے مشکلات کو دور پھینکتا ہے اور اس کی تاریک سطروں کو مٹا دیتا ہے۔''

''اس کا ایوان جھونپڑی ہے اور اس کی وراثت کا خزانہ تلوار ہے، وہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے استعمال میں لاتا ہے۔''

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باغیچے میں دو ہستیاں پروان چڑھیں اس کے سوا روشن دنیا میں ان جیسے نونہالوں کو کسی اور نے جنم نہیں دیا۔''

''قافلہ جہاد کے امیر اور دائرہ اتحاد کے مرکز ومحور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔''

''وہ ماؤں کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے، اور اس کے قدموں سے روشن فخر کے نقوش ابھرتے ہیں۔''

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی جماعت کو بکھر جانے کے بعد سنبھالا دیا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کو خیر باد کہہ دیا اور اپنے وطن میں بقیہ زندگی امن و محبت اور آشتی سے بسر کی۔''

''سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جس کے اوصاف نہایت پاکیزہ اور صاف ستھرے تھے اس نے نیکوں اور آزاد لوگوں میں زندگی بسر کی۔''

پیدائش و پرورش:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت ام القریٰ مکہ معظمہ میں اس وقت ہوئی جب قریش کعبہ کی عمارت نئے سرے سے بنا رہے تھے اور یہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت پر فائز ہونے سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔

ان کی ولادت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ خوش ہوئے۔ آپ نے ان کا نام فاطمہ رضی اللہ عنہا رکھا اور یہ اپنی سب بہنوں سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم شکل تھیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے پوری کائنات میں سب سے بڑھ کر پاکیزہ اور عظمت والے گھر میں پرورش پائی، وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر تھا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ایمان اور برکت سے بھر دیا تھا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا صاف شفاف چشمہ نبوت سے سیراب ہوئیں۔ ان کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں کہ جنھوں نے کمال درجے کی محبت اور شفقت سے انھیں اپنی گود میں پالا۔ ان کے لیے عربوں کے رواج کے مطابق دودھ پلانے کے لیے کسی دائی کا اہتمام نہیں کیا بلکہ انھیں خود دودھ پلایا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بردباری، حیا، مروت، پاکیزگی، پاکدامنی، حکمت، ادب، حسن اخلاق غرضیکہ تمام قسم کی عمدہ صفات حاصل کیں۔ انھوں نے بڑے ہی عمدہ اور اعلیٰ انداز میں پرورش پائی، ان کی والدہ ماجدہ خواتین عالم کی سردار اور والد گرامی سید الاولین والآخرین سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت گزاری:

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے طہارت اور تقویٰ کے دسترخوان پر اپنی آنکھیں کھولیں اور انتہائی پرہیز گاری کے ماحول میں پرورش پائی۔ وہ ایسے پاکیزہ ماحول میں پروان چڑھیں کہ جس میں ہر وقت ان کے والدین کے مبارک مونہوں سے تسبیحات کی سحر انگیز آوازیں سنائی دیتی رہتی تھیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنی بہنوں سیدہ زینب اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے بعد والدین کے گھر میں مرکز نگاہ تھیں کیونکہ تیسری بہن ام کلثوم ان سے عمر میں تھوڑی ہی بڑی تھیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے والدین کی شفقت، محبت اور پیار سے لطف اندوز ہوئیں اور انھوں نے اپنے والدین کے گلستان سے محبت، شفقت اور رحمت کے پھول چنے۔ والدین کی طرف سے نرم دلی اور شفقت وافر مقدار میں ان کے نصیب میں آئی، کیونکہ خانۂ نبوی کے پاکیزہ ماحول میں یہ سب سے کم عمر تھیں، اس لیے اپنے والدین کی آنکھوں کا تارا اور دل کا سرور بنی ہوئی تھیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنے والدین کے گھر میں بلند مقام و مرتبہ پایا اور اپنے والدین سے وہ کچھ سیکھا جو مکہ اور بیرون مکہ میں کوئی دوشیزہ تصور بھی نہیں کر سکتی۔ انھوں نے قرآنی آیات کی تعلیم حاصل کی، وہ آیات جو رسولِ امین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی صورت میں نازل ہوا کرتی تھیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے ایمان کے گہوارے میں مجد و شرف، یکسوئی، وقار اور حیا جیسی دلآویز صفات سے پرورش پائی۔ وہ روحانی اعتبار سے نہایت پرسکون اور بلند حوصلہ تھیں، دل مضبوط تھا اور باطن پاکیزہ تھا۔ وہ صرف ایمان کو پہچانتی تھیں اور ایمان ہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، اس مبارک گھر میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے سالہا سال تک علم حاصل کیا۔ وہ شرافت کی پیکر بیٹی تھیں کہ جس کے مرتبے کے قریب بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ہر اعتبار سے پاکیزہ اور صاف ستھری تھیں۔ ان میں اعلیٰ خاندانی اقدار، شریفانہ و کریمانہ صفات، اور نہایت ہی خوبصورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محاسن جمع ہو گئے تھے، جن کی بنا پر وہ اپنی قوم کی بیٹیوں بلکہ پوری دنیا کی بیٹیوں میں منفرد دکھائی دیتی تھیں۔

والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وفات پا جانے کے بعد سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے خانۂ نبوی کی تمام تر ذمے داریوں کو سنبھال لیا اور اپنے ابا جان کا ہر طرح سے خیال رکھنے لگیں۔ ان کا والہانہ طرز عمل دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا نام ہی نبی کی خدمت گزار یا اپنے ابا جان کی خدمت گزار رکھ دیا تھا۔

فضائل و مناقب:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گلستان میں داخل ہونے سے پہلے آیئے! ہم چند لمحات ان اعلیٰ فضائل و مناقب کے زیر سایہ گزارنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں کہ جنھوں نے انھیں چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے۔

⌘ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ابا جان سید الاولین والآخرین تھے۔

⌘ کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا اور وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

⌘ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ خواتین عالم کی سردار سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں، انھیں خواتین میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کے پاس سیدنا جبریل علیہ السلام اللہ رب العزت کی طرف سے سلام لے کر آئے اور انھیں جنت میں ہیرے جواہرات سے بنے ہوئے ایسے عالی شان گھر کی بشارت دی کہ جس کا اندرونی ماحول انتہائی پرسکون ہوگا اور کسی قسم کا کوئی شور وغوغا نہیں ہوگا۔

⌘ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بذات خود اپنے زمانے میں خواتین عالم کی سردار تھیں۔

⌘ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما نوجوانان جنت کے سردار تھے اور یہ دونوں شہزادے رسول اللہ ﷺ کے خوشبودار پھول تھے۔

⌘ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے خاوند سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ سے محبت رکھتے تھے اور اللہ و رسول ﷺ ان سے محبت کرتے تھے کہ جن کے بارے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَنْتَ مِنِّی وَاَنَا مِنْكَ)) [بخاری : ٤٢٥١۔ ترمذی : ٣٧١٦]

''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔''

جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

((أَلَا تَرْضَى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ)) [بخاری : ٤٤١٦۔ مسلم : ٢٤٠٤]

''کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ آپ میرے حوالے سے اس مقام ومرتبہ پر فائز ہوں جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے مقام ومرتبہ حاصل تھا، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

⌘ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ابا جان کے چچا سید الشہداء، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شیر سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔

⌘ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے والد گرامی کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے جو پڑوسی کا دفاع کیا کرتے تھے، اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا کرتا تھے، مشکلات میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد کیا کرتا تھے، اور بھوکوں کو کھانا کھلایا کرتا تھے۔

⌘ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے خاوند کے بھائی سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے کہ جنھوں نے میدان جنگ میں عظیم الشان شہادت کا مرتبہ پایا اور میدان میں اپنے دونوں بازو کٹوا دیے، جن کے بدلے جنت میں انھیں دو پر عطا کیے گئے اور جوان پروں کے ساتھ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔

سبحان اللہ! یہ کتنے عمدہ فضائل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا میں جمع کر دیے۔

سبقت لے جانے والی:

سرزمین عرب میں کفر ٹھاٹھیں مار رہا تھا، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بچشم خود دیکھ رہی تھیں کہ لوگ کس طرح بتوں کی پوجا کر رہے ہیں اور باقی جاہلیت کی رسومات کی بھرمار بھی دیکھ رہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ وہ اس تاریک دور میں اپنے ابا جان ﷺ کو بھی دیکھا کرتی تھیں کہ انھوں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا اور نہ ہی کبھی شراب کو ہاتھ لگایا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا خلوص دل سے اعلیٰ و ارفع اخلاقیات اور فضائل و مناقب کے دلربا، دلفریب اور دلآویز ماحول میں زندگی کے خوشگوار دن بسر کیا کرتی تھیں۔ ایسا دلکش ماحول اپنے عظیم والدین کی نسبت سے انھیں میسر آیا تھا۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چاہا کہ آفتاب ہدایت جزیرۂ عرب پر طلوع ہو اور جبریل علیہ السلام کو اپنے محبوب سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف قرآن دے کر بھیجا کہ جو پوری انسانیت کے لیے سراپا سعادت ہے تو اس وقت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسی طرح سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ان کی تینوں بہنوں نے بھی اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کیا، اس طرح انھیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ پر ایمان لانے کی سبقت حاصل ہوگئی۔

امام زرقانی فرماتے ہیں:

> ''خلاصہ کلام یہ ہے کہ چاروں بہنوں کے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت لے جانے پر کوئی دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ انھوں نے کائنات میں سب سے بڑھ کر سچے، معزز اور شفیق ماں باپ کی آغوش میں پرورش پائی۔ انھوں نے اپنے ابا جان ﷺ سے اعلیٰ فضائل و مناقب حاصل کیے اور والدہ ماجدہ سے عقل و دانش کا وافر حصہ حاصل کیا کہ جس کا زمانہ ماضی میں گزرنے والی کسی خاتون سے اور نہ ہی مستقبل میں کسی خاتون کی عقل و دانش سے موازنہ کیا جا سکتا ہے۔''

ایذا رسانی پر حبیب کبریا ﷺ کا صبر:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور آپ پر ایمان لانے والے مسلمانوں پر عداوت میں سختی کر دی۔ قریش کے احمقوں نے رسول اللہ ﷺ کو دھوکا دیا، آپ کو جھٹلایا اور آپ کو اذیت دی۔ آپ پر شاعر، جادوگر، کاہن اور مجنون ہونے کا الزام عائد کیا۔ رسول اللہ ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم بانگ دہل اور برسر عام بیان کر رہے تھے، آپ دین کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام خفیہ نہیں کر رہے تھے، بالکل دوٹوک اور واضح انداز میں بتا رہے تھے، جس کو قریش ناپسند کرتے تھے۔ ان کے اعتقادات اور بت پرستی پر کھل کر تنقید کر رہے تھے اور ان کے کفر سے کھل کر بیزاری کا اعلان کر رہے تھے۔ [السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ۲۳۸/۱]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی مرتبہ قریش کی طرف سے تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کو قریش نے پکڑ رکھا ہے، ایک آپ کو کھینچ رہا ہے دوسرا جھنجھوڑ رہا ہے اور وہ غصے سے یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ہی ہیں جو صرف ایک معبود کا تصور پیش کر رہے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس نازک ترین موقع پر صرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جوش و خروش سے قریش پر پل پڑے۔ ایک کو مارا، ایک کو کھینچا، ایک کو جھنجھوڑا اور ساتھ ہی پورے جوش و جذبے سے کہہ رہے تھے:

﴿ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ ﴾ [غافر: ۲۸]

”کیا تم اس شخص کو قتل کر رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اور وہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا ہے۔“

پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر ہٹائی جو اپنے اوپر لپیٹ رکھی تھی اور رونے لگے، یہاں تک کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

پھر فرمایا:

”میں تمھیں اللہ کو گواہ بنا کر پوچھتا ہوں کہ آل فرعون کا مومن بہتر تھا یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہتر ہیں؟ لوگ خاموش رہے، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”جواب کیوں نہیں دیتے؟ سنو اللہ کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ ایک گھڑی آل فرعون کے مومن سے ہزار درجہ بہتر ہے، وہ شخص اپنے ایمان کو چھپاتا تھا جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اعلان کیا ہے۔“

[تاریخ الخلفاء: ص ۳۷]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں تھے کہ عقبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن ابی معیط آیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے کندھے کو پکڑا اور آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اسے بٹ دینا شروع کر دیا، جس سے رسول اللہ ﷺ کا دم گھٹنے لگا۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تیزی سے آگے بڑھے اور اسے کندھے سے پکڑ کر زور سے دھکا دیا، جس سے وہ پرے جا گرا۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے انھوں نے کہا:

﴿ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ﴾ [غافر : ٢٨]

''کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اور وہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا ہے۔''

[بخاری، مناقب الأنصار : ٣٨٥٦]

سیدہ فاطمۃ الزہراء کی طرف سے نبی کریم ﷺ کا دفاع:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی دلی تمنا تھی کہ وہ اپنی جان بلکہ پوری دنیا رسول اللہ ﷺ پر قربان کر دیں۔

عقبہ بن أبی معیط دوسری مرتبہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے درپے آزار ہوتا ہے، تاکہ قریش کے سرداروں کے ہاں تقرب حاصل کر سکے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھی بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، ایک دوسرے سے کہنے لگے: فلاں جگہ پر اونٹ کی اوجھڑی پڑی ہے، تم میں سے کون اسے اٹھا کر لائے گا اور جب محمد ﷺ سجدے میں جائیں تو ان کی پیٹھ پر رکھے گا؟ بد بخت عقبہ بن أبی معیط اٹھا اور وہ اونٹ کی اوجھڑی لے آیا۔ جب نبی کریم ﷺ سجدے میں گئے تو اس نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کمر پر رکھ دی۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں یہ منظر دیکھ رہا تھا لیکن کچھ کر نہ سکتا تھا، کاش کہ مجھ میں کچھ کرنے کی ہمت اور جرأت ہوتی۔ کہتے ہیں:

''ابوجہل اور اس کے ساتھی کھلکھلا کر ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہونے لگے۔'' [بخاری : ٥٢٠ ۔ مسلم : ١٧٩٤]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ سجدے میں پڑے تھے، اپنا سر نہیں اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تیزی سے آئیں اور آپ کی پیٹھ سے اوجھڑی اٹھا کر دور پھینک دی۔ آپ نے سر اٹھایا، پھر تین مرتبہ یہ کہا:

«اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ»

''الٰہی! قریش کو اپنی گرفت میں لے لے۔''

جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اپنے خلاف یہ کلمات سنے تو انھیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قریش کا خیال یہ تھا کہ اس شہر میں جو بھی دعا کی جاتی ہے وہ قبول ہو جاتی ہے۔

پھر نبی کریم ﷺ نے نام لے لے کر یہ کہا:

«اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ»

''الٰہی! ابوجہل کو اپنی گرفت میں لے لے۔''

«اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ»

''الٰہی! عتبہ بن ربیعہ کو اپنی گرفت میں لے لے۔''

«اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ»

''الٰہی! شیبہ بن ربیعہ کو اپنی گرفت میں لے لے۔''

«وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ»

''اور ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو اپنی گرفت میں لے لے۔''

راوی کہتا ہے کہ آپ نے ساتویں کا بھی نام لیا جسے وہ یاد نہ رکھ سکے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جن لوگوں کے رسول اللہ ﷺ نے نام لیے تھے، ان کی لاشیں میں نے جنگ بدر کے بعد میدان بدر کے کنوئیں قلیب میں پڑی دیکھیں، یہ سب لوگ اللہ کی گرفت میں آ گئے۔ [بخاری: ۲۴۰۔ مسلم: ۱۷۹۴]

عقبہ بن ابی معیط کو جنگ بدر میں گرفتار کر لیا گیا تھا، نبی کریم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دے دیا کیونکہ اس نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو بہت زیادہ اذیت پہنچائی تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا: جنگ بدر کے قیدیوں کو ہر ایک کے بدلے چار ہزار درہم فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے اور عقبہ بن أبی معیط کو فدیہ سے پہلے قتل کر دیا جائے، سیدنا علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ اس کی طرف اٹھے اور اسے باندھ کر قتل کیا۔ [مجمع الزوائد : ٦/ ٨٩]

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی والدہ کی وفات:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا محاصرے کی مشقت سے ابھی نکلی ہی تھیں کہ جس نے ان کی صحت پر گہرے اثرات مرتب کیے تھے کہ انھیں والدہ ماجدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی صورت میں ایک اور بڑے صدمے کا سامنا کرنا پڑا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ماجدہ کی وفات پر بہت زیادہ غمگین ہوئیں، لیکن انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں صبر کرنے والوں کا اجر وثواب حاصل کرنے کی نیت کر لی اور اس صدمے کو کمال صبر سے برداشت کیا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تو وفات پا گئیں، لیکن سیدہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے زندگی بھر دل کی گہرائی سے پیار اور شفقت کرتے رہے۔ آپ اپنی اس لاڈلی بیٹی کا ہر طرح سے خیال رکھتے، اس کے ساتھ شفقت سے پیش آتے اور انھیں علم، ہدایت اور اعلیٰ اخلاق سے نوازتے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اپنے والد گرامی کے ساتھ انتہا درجے کی محبت تھی۔ آپ ﷺ انتہائی رحم دل تھے، اگر آپ کی رحمت و شفقت دنیا کے تمام لوگوں پر تقسیم کر دی جاتی تو سب لوگوں کے لیے کافی ہوتی تو آپ اندازہ لگائیے کہ اپنی لاڈلی بیٹی کے ساتھ محبت وشفقت کا کیا حال ہوگا؟

مبارک ہجرت:

جب حبیب کبریا سیدنا محمد کریم ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشرکین کی ایذا رسانی سخت ہوگئی تو آپ ﷺ نے انھیں ہجرت کر جانے کا حکم دے دیا، پھر حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود بھی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے، آپ کے ہمراہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو وہاں چھوڑ دیا گیا تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جن مشرکین کی امانتیں تھیں وہ انھیں سپرد کر دیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی فداکاری کے اس عظیم کارنامے کا بچشم خود مشاہدہ کیا تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس عظیم کارنامے سے بہت متاثر ہوئیں۔

جیسا عمل ویسا بدلہ:

جب ہجرت کی رات سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو کر اپنی طرف سے فداکاری کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا، تو اس عمل کے انعام میں اللہ تعالیٰ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی رفیقہ حیات بنا دیا اور یہ سعادت انھیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میسر آئی۔

حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں بیان کرتے ہیں کہ دارالندوہ میں قریشی شیاطین کا اجتماع منعقد ہوا۔ ان کے اس اجتماع میں ابلیس بھی ایک بڑے عالم فاضل کی شکل وصورت میں شریک ہوا۔ ابوجہل بن ہشام نے جو رائے دی، اس پر سب نے اتفاق کیا۔

ابوجہل نے کہا: ''میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے کا ایک سجیلا گبھرو جوان لیا جائے اور تیز دھار تلوار اس کے سپرد کی جائے، پھر سب نوجوان بیک وقت حملہ آور ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر کے ہمارے دل خوش کر دیں تاکہ ہم سکون کا سانس لے سکیں۔ نوجوانوں کے یکبارگی حملہ کرنے سے خون تمام قبائل میں تقسیم ہو جائے گا، اس طرح بنو عبد مناف تمام قبائل کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور وہ دیت لینے پر راضی ہو جائیں گے تو ہم سب مل کر دیت ادا کر دیں گے۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہوا اور سبھی مجلس سے اٹھ کر بکھر گئے۔

جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے فرمایا کہ آج رات آپ اپنے اس بستر پر نہ سوئیں جس پر آپ سویا کرتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ جب رات کی تاریکی چھا گئی تو وہ سب شیاطین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اکٹھے ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آپ بستر پر دراز ہوں تو سب مل کر حملہ آور ہوں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھا تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ میرے بستر پر میری سبز چادر اوڑھ کر سو جائیں، آپ آرام سے سوئیں یہ آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ جب بھی سوتے تو وہ سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر سوتے۔

پھر رسول اللہ ﷺ درج ذیل آیات تلاوت کرتے ہوئے باہر نکلے:

﴿ يٰسٓ ۚ ﴿١﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ ﴿٢﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ ﴿٣﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ ﴿٤﴾ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ ﴿٥﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٦﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٧﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿٨﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴾ [يٰس : ١-٩]

”یٰس قسم ہے قرآن حکیم کی! تم یقیناً رسولوں میں سے ہو، سیدھے راستے پر ہو، یہ قرآن غالب اور رحیم ہستی کا نازل کردہ ہے۔ تاکہ تم خبردار کرو ایک ایسی قوم کو کہ جس کے باپ دادا خبردار نہ کیے گئے تھے اور اس وجہ سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ فیصلہ عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں، اسی لیے وہ ایمان نہیں لاتے۔ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں جن سے وہ ٹھوڑیوں تک جکڑے گئے ہیں، اس لیے وہ سر اٹھائے کھڑے ہیں۔ ہم نے ایک دیوار ان کے آگے کھڑی کر دی ہے اور ایک دیوار ان کے پیچھے، ہم نے انھیں ڈھانپ دیا ہے انھیں اب کچھ دکھائی نہیں دیتا۔“

ان سب شیاطین پر غنودگی طاری ہو گئی، آپ نے ان میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈالی اور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد ان کے پاس ایک اجنبی شخص آیا اور اس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں کہا:

''تم یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: ''محمد (ﷺ) کا۔'' اس نے کہا: ''تمھارا ستیاناس ہو، محمد (ﷺ) تو یہاں سے چلے گئے ہیں اور جاتے ہوئے تم میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال کر گئے ہیں، وہ یہ کہہ کر اپنے کسی کام کے لیے چلا گیا اور جاتے جاتے ان سے کہنے لگا: کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ تمھارے ساتھ کیا ہو گیا ہے؟ ان میں سے ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ لگایا تو واقعی ان کے سروں پر مٹی پڑی ہوئی تھی۔ پھر وہ اندر جھانکنے لگے، وہاں بستر پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی چادر اوڑھ کر سوئے ہوئے تھے، کہنے لگے کہ وہ دیکھو! محمد (ﷺ) اپنی چارپائی پر سوئے ہوئے ہیں تو وہ وہاں سے نہ ہٹے بلکہ انتظار کرنے لگے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بستر سے اٹھے تو کہنے لگے: ''اللہ کی قسم! وہ اجنبی ٹھیک ہی کہتا تھا۔''

نبی کریم ﷺ کی دعوت پر ان کے بستر پر سونے والے حیدر کرار سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دشمن کی غارت گری سے محفوظ رہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بستر پر خطرناک ترین رات میں سوئے، جبکہ وہ جانتے تھے کہ دروازے پر دشمن جماعتی صورت میں مسلح ہو کر کھڑے ہیں اور وہ بستر پر سونے والے کا سر قلم کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بستر پر ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی لاڈلی بیٹی کی شادی کر دی۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کو ایک چادر، ایک چمڑے کا چھوٹا تکیہ جس میں روئی بھری ہوئی تھی، ایک مشکیزہ، ایک چھلنی، ایک پیالہ، ایک چکی، دو چمڑے کے برتن اور ایک مینڈھے کی کھال کا بستر جو رات کو سونے کے لیے بچھایا جاتا اور دن کو دیگر ضروریات کے لیے استعمال کیا جاتا تھا دیا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا گھریلو کام خود کیا کرتی تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری و مسلم میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو اس امت کی خواتین یا اہل ایمان کی خواتین کی سردار ہو؟

بخاری و مسلم میں مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّی فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِی))

''فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ اِلٰی ثَلٰثَةٍ عَلِیٌّ وَ عَمَّارٌ وَ سَلْمَانُ وَنِعْمَ الْجَزَاءُ))

''جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے علی، عمار اور سلمان رضی اللہ عنہم اور یہ بہترین بدلہ ہے۔''

[صحیح الجامع للالبانی : ۱۵۹۸۔ أصحاب الرسول، لابی عمار محمود المصری : ۲۲۸/۱۔ ۲۳۰]

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی علی رضی اللہ عنہ سے شادی:

ہجرت کے دوسرے سال غزوہ بدر کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِی اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِیٍّ))

''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی علی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔''

[مجمع الزوائد الهيثمی : ۱۵۲۰۸]

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنے لیے رشتہ مانگا، اس موقع پر اپنی زرہ اور دیگر کچھ سامان بیچا جس سے چار سو اسی درہم حاصل ہوئے، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان میں سے ایک تہائی رقم کی خوشبو خرید لیں اور دو تہائی رقم کے کپڑے۔[مجمع الزوائد : ۱۵۰۳۰]

یہ ہیں سید الاولین والآخرین رسول اللہ ﷺ کی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کہ جنھیں حق مہر میں حطمی درع ملی اور انھیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

گھریلو کام خود کرنے سے اللہ کی قسم! اس کی شخصیت کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔[التبصرۃ: ۴۵۲/۱]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَ قَدْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهَا وَ يُكْرِمُهَا وَ يَسُرُّ اِلَيْهَا، وَمَنَاقِبُهَا غَزِيْرَةٌ وَكَانَتْ صَابِرَةٌ دَيِّنَةٌ، خَيِّرَةٌ حَاصِنَةٌ قَانِعَةٌ شَاكِرَةٌ لِلّٰهِ))

[سير اعلام النبلاء ذهبي: ۱۱۹/۲]

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے لاڈ پیار کرتے تھے، اس کی عزت و تکریم کرتے اور اس سے خوش ہوتے، اس کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں وہ صابر، دیندار، مخیّر، پاکدامن، قناعت کرنے والی اور اللہ کی شکر گزار تھی۔''

علی رضی اللہ عنہ کی تعریف:

بنوعبدالمطلب اور صحابہ کرام نکاح کی تقریب سعید کے بعد اکٹھے ہوئے، سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب نے اپنے چند اونٹ ذبح کیے اور لوگوں کو کھانا کھلایا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا شادی کے بعد اپنے خاوند کے گھر منتقل ہوئیں، کہ جس میں نہ مسہریاں تھیں نہ آبخورے تھے، نہ گاؤ تکیے تھے اور نہ قالین بچھے ہوئے تھے۔ یہ انتہائی سادہ سا گھر تھا۔ نیچے بچھانے کے لیے مینڈھے کی کھال کا بستر تھا، ایک تکیہ تھا، جس میں روئی بھری ہوئی تھی، ایک مشکیزہ، دو گھڑے اور آٹا پیسنے کے لیے ایک چکی تھی اور یہ گھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں سے دور تھا۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب میری شادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو ہمارے پاس صرف مینڈھے کی ایک کھال تھی، جسے ہم رات کو بستر کے طور پر استعمال کرتے تھے اور دن کو ہم اسے رکھ چھوڑتے تھے، ہمارے پاس کوئی خادم بھی نہ تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی میرے ساتھ شادی کی تو اس کے ہمراہ ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چادر، ایک تکیہ جس میں روئی بھری ہوئی تھی، ایک چکی، ایک مشکیزہ اور دو گھڑے میرے گھر بھیجے۔ چکی چلانے سے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاتھ پر نشان پڑ گیا تھا۔ مشکیزے سے اس نے پانی ڈھویا جس سے اس کے گلے پر نشان پڑ گیا تھا، اس نے گھر استوار کیا جس سے اس کے کپڑے غبار آلود ہو گئے۔ ہنڈیا تلے وہ آگ جلاتی جس سے اس کے کپڑے میلے ہو جاتے۔''

[أحكام النساء، لابن الجوزي: ص ١٢٤]

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں:

''جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا شادی کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچی تو اس گھر میں ریت بچھی دکھائی دے رہی تھی۔ ایک تکیہ جس میں روئی بھری ہوئی تھی، ایک مٹکا اور ایک کوزہ پڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آ رہا ہوں، نبی کریم ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے تو فرمایا: ''بھائی کہاں ہے؟'' اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ام ایمن حبشیہ رضی اللہ عنہا وہاں موجود تھیں، انھوں نے کہا: ''یا رسول اللہ! کیا یہ آپ کا بھائی ہے؟ جبکہ آپ کی بیٹی اس کی بیوی ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مواخات کا نظام قائم کر رکھا تھا اور اپنے آپ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا تھا، فرمایا: ''اے ام ایمن ایسا ہو سکتا ہے۔'' سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ نے برتن منگوایا جس میں پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اس پر کچھ پڑھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سینے اور چہرے پر پانی ملا، پھر آپ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا۔ وہ چادر میں لپٹی شرماتی اور لڑکھڑاتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان پر بھی پانی کے چھینٹے مارے، پھر ارشاد فرمایا: ''بیٹا مجھے اپنے خاندان میں جس کے ساتھ سب سے زیادہ پیار تھا، میں نے تیری شادی اس کے ساتھ کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پردے کے پیچھے سایہ دیکھا اور پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' اس نے کہا: ''اسماء'' آپ نے فرمایا: ''اسماء بنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمیس؟" اس نے کہا: ہاں، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اللہ کے رسول کی عزت واحترام کی خاطر اس کی بیٹی کے پاس آئی ہو؟ اس نے کہا: "ہاں! یا رسول اللہ جب کوئی دوشیزہ شادی کے بعد اپنے خاوند کے گھر جاتی ہے تو اس کے ساتھ کوئی قریبی خاتون ہونی چاہیے، تاکہ اگر نوبیاہتا کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ اس اپنی قریبی خاتون سے کہہ سکتی ہے۔"

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا کی اور یہ دعا میرے لیے سرمایہ حیات ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اچھا دونوں میاں بیوی خوش رہو، آباد رہو، دلشاد ہو، پھر آپ گھر سے باہر نکل گئے اور مسلسل دونوں کے لیے دعائیں کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ اپنے حجروں تک پہنچ گئے۔" [مجمع الزوائد الهيثمى : ١٥٢١٦]

سچ میں برکت:

رسول اللہ ﷺ اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو زیادہ دیر تک اپنے سے دور نہ رکھ سکے۔ آپ ﷺ نے پختہ ارادہ کر لیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر بدل کر اسے اپنے پڑوس میں لے آئیں۔ آپ ﷺ کے پڑوس میں حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کے گھر تھے، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے:

"مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا گھر بدل کر اسے اپنے پڑوس میں لانا چاہتے ہیں، میرے گھر بنو نجار کے گھروں میں سے سب سے زیادہ آپ کے قریب ہیں، میں اور میرا مال اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ یا رسول اللہ! آپ جو میرا مال قبول کر لیتے ہیں وہ مجھے زیادہ پیارا ہوتا ہے اس مال سے جسے آپ چھوڑ دیتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آپ نے سچ کہا، اللہ تجھے برکت سے نوازے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اپنے پڑوس میں سیدنا حارثہ بن النعمان کے گھر میں رہائش مہیا کر دی۔" [صور من حياة الصحابيات : ص ٤٠]

خادم سے بہتر ذکر:

علامہ بختری سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے کہا کہ گھر سے باہر کے کاموں میں آپ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا ہاتھ بٹا دیا کریں، گھریلو کام وہ سرانجام دے لیا کریں گی، مثال کے طور پر آٹا گوندھنا، روٹی پکانا اور آٹا پیسنا وغیرہ یہ کام وہ کر لیا کریں گی۔"

[سير اعلام النبلاء ذهبي : ١٢٤/٢]

اس کے باوجود سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا گھر کے کام کاج سے تھک جایا کرتی تھیں، اس لیے خادم کی ضرورت تھی۔ یہی بات رسول اللہ ﷺ کے لیے سبب بنی کہ آپ ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور امت کی تمام خواتین کو ایک ایسی نصیحت کریں جو ان کیلئے راحت کا باعث بنے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی کی تو ان کے ساتھ ایک چادر، چمڑے کا ایک تکیہ جس میں روئی بھری ہوئی تھی، دو چکیاں اور دو مشکیزے بھیجے۔ ایک دن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کہا:

"میں نے کنویں سے ڈول کھینچا تھا جس کی وجہ سے میں نے اپنے سینے میں قدرے درد محسوس کیا اللہ تیرے ابا جان ﷺ کے پاس قیدی لایا ہے، تم جاؤ اور اپنے لیے خادم کا مطالبہ کرو۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بخدا چکی پیسنے سے میرے ہاتھوں میں نشان پڑ چکے تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ نے فرمایا: "بیٹی کیسے آنا ہوا؟" انھوں نے کہا: "بس میں آپ کو سلام عرض کرنے کے لیے آئی ہوں۔" آپ سے سوال کرنے سے وہ شرما گئیں۔ پھر دونوں میاں بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صورتِ حال کا تذکرہ کیا اور خادم کا مطالبہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بخدا! میں ان میں سے تو آپ کو کچھ نہیں دے سکتا، اہل صفہ بھوکے بیٹھے ہیں، ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر خرچ کرنے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں، میں انھیں نظر انداز نہیں کر سکتا، بھوک سے ان کے پیٹ سکڑ چکے ہیں، میں ان غلاموں کو بیچ کر ان کی قیمت اصحاب صفہ پر خرچ کروں گا۔"

یہ سن کر دونوں میاں بیوی واپس اپنے گھر چلے گئے، ابھی وہ اپنے گھر جا کر سونے کے لیے دراز ہوئے ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں پہنچ گئے۔ دونوں احتراماً اٹھنے لگے آپ نے فرمایا اپنی جگہ بیٹھے رہو، میں آپ سے بات کرنے آیا ہوں، آپ نے مجھ سے کچھ مانگا تھا؟ دونوں نے کہا: "جی ہاں!" آپ نے فرمایا: "مجھے جبرائیل علیہ السلام نے چند کلمات سکھلائے ہیں، وہ آپ دونوں نماز کے بعد پڑھ لیا کریں:

دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ

دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

دس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اور جب تم دونوں سونے لگو تو سونے سے پہلے ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ لیا کرو۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کلمات سکھلائے میں نے ان کا ورد کرنا نہیں چھوڑا۔ ابن الکواء نے سوال کیا: کیا جنگ صفین کی رات کو بھی آپ نے ان کلمات کا ورد نہیں چھوڑا؟ انھوں نے فرمایا: "ہاں! جنگ صفین میں بھی میں نے ان کلمات کا ورد کیا۔" [فتح الباری : ۷۱/۷۔ مسلم : ۲۷۲۷]

بخاری شریف میں یہ الفاظ ہیں:

((أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَا ؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا أَنْ تُكَبِّرَ اللّٰهَ أَرْبَعًا وَّ ثَلَاثِيْنَ وَ تُسَبِّحَاهُ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ وَ تَحْمَدَا ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ))

"کیا میں تمھیں اس سے بہتر کی تعلیم نہ دوں جو تم نے مجھ سے مانگا؟ جب تم دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہو اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہو، یہ تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مثل بھلا کون ہے؟ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی مثل بھلا کون؟ ان دونوں میاں بیوی نے حالات کے سمندر میں اٹھنے والی تلاطم خیز موجوں میں کس قدر صبر وتحمل سے کام لیا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کو تمام لوگوں سے زیادہ عزیز تھیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو ساری مخلوق میں زیادہ عزیز تھے۔ ان کے دونوں بیٹوں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے خوشبو دار پھول بنا دیا تھا۔

جب قیامت کے دن ان سب کو رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر کیا جائے گا تو ان کے ساتھ عزت واکرام اور احترام سے پیش آیا جائے گا۔

یہ ان کی مساعی جمیلہ کی قدر دانی ہوگی۔ [التبصرة لابن الجوزي: ۱/ ۵۳۶]

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی حیا:

بخاری شریف میں مذکور ہے:

''سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے لیے خادم مانگنے کے لیے حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹی کیسے آنا ہوا؟'' انھوں نے کہا: ''میں آپ کو سلام عرض کرنے کے لیے آئی ہوں، وہ خادم کا مطالبہ کرنے سے شرما گئیں، اگلے دن بھی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اسی طرح کیا۔''

ایک روایت میں یوں آیا ہے:

''رسول اللہ ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، وہ دونوں سونے کی تیاری کر رہے تھے۔ آپ ﷺ ان کے پاس پہنچ گئے، سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے شرم وحیا سے اپنے سر کو کپڑے سے لپیٹ لیا۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس ایک خادم لے کر آئے، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کپڑے سے سر کو لپیٹ رکھا تھا جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کپڑا چھوٹا ہونے کی وجہ سے پاؤں ننگے تھے، جب انھوں نے پاؤں ڈھانپنے کی کوشش کی تو سر ننگا ہو گیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صورت حال دیکھی تو ارشاد فرمایا:

''بیٹی! کوئی ہرج نہیں یہاں ایک تیرا باپ ہے اور ایک تیرا غلام۔'' [ارواء الغلیل للالبانی: ۲۰۶/۶]

اللہ کی قسم! سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا حال تو اس شعر کے قریب تر تھا:

كَأَنَّ لَهَا فِي الْأَرْضِ نَسْيًا تَقُصُّهُ
عَلَى أُمِّهَا وَ إِنْ تُحَدِّثْكَ تَبَلَّتِ

''گویا وہ زمین پر کسی گم شدہ چیز کو تلاش کر رہی تھی، جب وہ اپنی والدہ کے بارے میں تجھ سے بات کرے گی تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جائیں گی۔''

ابو تراب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ پیار کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمۃ اور سیدنا حسن، حسین کو اپنے پاس بلایا اور ان کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي)) [مسلم: ۲۴۰۴/۳۲]

''الٰہی! یہ سب لوگ میرے گھر والے ہیں۔''

ایک روایت میں یہ ہے:

((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي اَللّٰهُمَّ فَاذْهَبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا))

''الٰہی! یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں، الٰہی ان سب سے آلودگی دور کر دے اور انھیں اچھی طرح پاک وصاف کر دے۔''

ایک روز سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہو گیا، جیسا کہ میاں بیوی کے درمیان بعض اوقات ہو جایا کرتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر گھر سے باہر مسجد نبوی کی طرف چلے گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر نہایت حکمت، محبت اور شفقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس کا مداوی کیا۔ آیئے! میں آپ کو اس دلکش منظر کی ایک جھلک دکھلاتا ہوں:

ہوا یہ کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، گھر میں آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ کہنے لگیں: آج میرے اور اس کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہوا تو وہ مجھ سے ناراض ہو کر گھر سے چلے گئے ہیں، مجھے کچھ بتا کر نہیں گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص سے کہا کہ جاؤ دیکھو کہاں گئے ہیں؟ اس نے آ کر بتایا کہ یا رسول اللہ! وہ مسجد میں زمین پر ہی سوئے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور ایک طرف سے چادر قدرے سرکی ہوئی ہے، اس جانب سے جسم کو مٹی لگی ہوئی تھی۔ آپ نے شفقت بھرے انداز میں مٹی کو اپنے دست مبارک سے صاف کرتے ہوئے دو مرتبہ فرمایا:

((قُمْ یَا اَبَا تُرَابٍ))

''اے ابوتراب! اٹھو۔''

اس دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جسم کو رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک لگا اور زبان مبارک سے محبت بھرے انداز میں اپنے بارے میں ابوتراب کی کنیت سنی تو طبیعت سرشار ہو گئی۔ پھر اسی کنیت کو اپنے لیے پسند کر لیا کیونکہ یہ پیارے الفاظ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ؟:

ایک روز سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے منگنی کر لی، جب نبی کریم ﷺ کو اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے اس بات کا پتا چلا تو آپ بہت زیادہ ناراض ہوئے۔

المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنو ہشام بنو مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا کہ میں نے انھیں اجازت نہیں دی، ہاں اس شرط پر وہ یہ کام کر سکتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میری بیٹی کو طلاق دینا پسند کر لیں، پھر وہ ان کی بیٹی سے نکاح کر سکتے ہیں کیونکہ میری بیٹی میرا جگر گوشہ ہے۔ جس نے اسے شک وشبہ میں مبتلا کیا اس نے مجھے شک وشبہ میں مبتلا کیا اور جس نے اس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

[مسلم : ٢٤٤٩/٩٣]

"مسلم شریف ہی کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ ہی کسی حرام کو حلال کرتا ہوں۔ لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔"

مسلم شریف ہی میں المسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نسبت طے کر لی اور اس وقت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نکاح میں تھیں۔ جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا: ابا جان! آپ کی قوم کے لوگ یہ باتیں کر رہے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کی وجہ سے ناراض نہیں ہوتے، ادھر علی رضی اللہ عنہ ابو جہل کی بیٹی سے شادی کر رہا ہے۔

مسور کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے، جب آپ نے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہا تو میں نے سنا، پھر حمد وثنا کے بعد فرمایا: "راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ نسبت کو ختم کر دیا۔ [مسلم شرح نووی : ٤/١٦]

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قدر ومنزلت :

جب بھی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قدر ومنزلت اور مقام ومرتبے کے بارے میں لکھنے کا ارادہ کیا تو میں اس کا پورا حق ادا نہ کر سکا، کہاں میرا قلم اور کہاں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مقام ومرتبہ؟

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَا يُبْغِضُنَا اَهْلَ الْبَيْتِ اَحَدٌ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ))

''ہم اہل بیت کو جو کوئی ناراض کرے گا اللہ اسے جہنم رسید کرے گا۔'' [مستدرك حاكم : ٣/ ١٥٠]

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((نَزَلَ مَلَكٌ فَبَشَّرَنِيْ أَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ))

''فرشتہ نازل ہوا تو اس نے مجھے خوشخبری دی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خواتین اہل جنت کی سردار ہے۔'' [مستدرك حاكم : ٣/ ١٥١]

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنی گردن سے سونے کی زنجیر پکڑی اور کہا: ابا جان! یہ زنجیر مجھے ابوالحسن علی بن ابو طالب (رضی اللہ عنہ) نے تحفہ دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا فَاطِمَةُ أَيَسُرُّكِ اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ هٰذِهٖ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ فِيْ يَدِهَا سِلْسِلَةٌ مِنْ نَارٍ))

''اے فاطمہ! کیا تجھے اس بات سے خوشی ہوگی کہ لوگ یہ کہیں کہ یہ فاطمہ بنت محمد ﷺ ہے اور اس کے ہاتھ میں آگ کی زنجیر ہے۔''

یہ کہہ کر نبی کریم ﷺ باہر نکل گئے، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اس سونے کی زنجیر سے ایک غلام خریدا اور اسے آزاد کر دیا۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰى فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ))

''اللہ کا شکر ہے کہ جس نے فاطمہ کو آگ سے نجات دی۔'' [رواه الطيالسي : ٦/ ٣٥٤۔ مسند امام احمد : ٥/ ٢٧٨، ٢٧٩۔ نسائی : ٨/ ١٥٨]

حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَفْضَلُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ مَرْيَمُ وَ آسِيَةُ))

''اہل جنت کی خواتین میں سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، مریم علیہا السلام اور آسیہ بنت مزاحم ہے۔'' [مسند امام احمد : ۱/ ۲۹۳۔ مستدرك حاكم : ۲/ ۵۹٤ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حَسْبُكَ مِنْ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ، وَ خَدِيْجَةُ، وَ آسِيَةُ بِنْتُ مَزَاحِمٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

''تیرے لیے دنیا بھر کی خواتین میں سے چار عورتیں افضلیت کے اعتبار سے کافی ہیں، مریم، خدیجہ، آسیہ بنت مزاحم اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔'' [ترمذی : ۳۸۷۸۔ مستدرك حاكم : ۳/ ۱۵۷۔ مسند امام احمد : ۳/ ۱۳۵]

اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا:

((اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ فَاطِمَةُ))

''لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فاطمہ (رضی اللہ عنہا)۔'' [سیر اعلام النبلاء : ۲/ ۱۳۳]

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں:

((كَانَ اَحَبُّ النِّسَآءِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاطِمَةُ وَ مِنَ الرِّجَالِ عَلِيٌّ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں میں سب سے زیادہ عزیز فاطمہ رضی اللہ عنہا تھی اور مردوں میں سب سے زیادہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔'' [ترمذی : ۳۸٦۸۔ مستدرك حاكم : ۳/ ۱۵۷۔ مسند امام احمد : ۳/ ۱۳۵]

شیخ ارنؤوط کہتے ہیں کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔

عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں:

((مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ كَلَامًا وَ حَدِيْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ فَاطِمَةَ وَ كَانَتْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَ رَحَّبَ بِهَا وَ كَذَالِكَ كَانَتْ هِيَ تَصْنَعُ »

''میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کلام اور گفتگو میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہہ کسی کو نہیں دیکھا، جب فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتی تو آپ اس کی جانب کھڑے ہوتے، اسے بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ایسے ہی اپنے ابا جان کا استقبال کیا کرتی تھی۔'' [ابو داؤد : ٥٢١٧۔ ترمذی : ٢٧٧١۔ مستدرك حاكم : ١٥٤/٣]

حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سب کے لیے نمونہ:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

« مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ سَمْتًا وَ هَدْيًا وَ دَلًّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهَا » [ترمذی، مستدرك حاكم، صحيح ابن حبان، نسائی]

''میں نے شکل وصورت، طرزِ عمل اور راہنمائی کرنے میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشابہہ کسی کو نہ دیکھا، اللہ اسے عزت بخشے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

« مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَصْدَقُ لَهْجَةً مِنْ فَاطِمَةَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الَّذِيْ وَلَدَهَا »

[مستدرک حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے]

''میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر سچائی کا لہجہ اختیار کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا، ہاں! البتہ اس کے ابا جان ضرور اس سے فائق تر تھے۔''

عمرو بن دینار سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

« مَا رَأَيْتُ قَطُّ اَحَدًا اَفْضَلَ مِنْ فَاطِمَةَ غَيْرَ أَبِيْهَا » [الإصابة : ٣٦٦/٤]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے افضل کبھی کسی کو نہیں دیکھا، علاوہ اس کے ابا جان کے۔‘‘

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

’’اہل بیت پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، وہ بڑی شان والے تھے۔‘‘

اور ساتھ ہی یہ اشعار بھی کہے:

أُمُّ عِيْسٰى نِسْبَةٌ وَاحِدَةٌ
بِثَلَاثٍ تَزُوْهِيُ فَاطِمَةُ
قُرَّةُ الْعَيْنِ لِخَيْرِ الْاَوَّلِيْنَ
خَاتِمِ الرُّسُلِ وَخَيْرِ الْآخِرِيْنَ
وَهِيَ زَوْجُ الْمُرْتَضٰى ذَا الْبَطَلِ
اَسَدِ اللّٰهِ الْحَكِيْمِ الْفَصِيْلِ
وَ هِيَ الْأُمُّ السَّيِّدَيْنِ الْأَكْرَمَيْنِ
حَسَنٌ خَيْرٌ حَلِيْمٌ وَ حُسَيْنٌ
مَسِيْرَةُ الْاَوْلَادِ صُنْعُ الْأُمَّهَاتِ
وَ خِلَالُ الْخَيْرِ صُنْعُ الْأُمَّهَاتِ
زَهْرَةٌ فِيْ رَوْضَةِ الصِّدْقِ الْبَتُوْلُ
أُسْوَةُ النِّسْوَةِ فِي الْحَقِّ الْبَتُوْلُ
كُلُّ مَنْ فِي الْأَرْضِ قَدْ طَاعَ لَهَا
وَ رِضَاهَا حِيْنَ يَرْضٰى بَعْلُهَا
نُشِئَتْ مَا بَيْنَ صَبْرٍ وَ رِضَا
فِي الْفَمِ الْقُرْآنُ وَالْكَفِّ الرُّحٰى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَمْعُهَا مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ جَرٰی
فِيْ مُصَلَّاهَا يَفُوْقُ الْجَوْهَرَا

''ام عیسیٰ کی ایک نسبت ہے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تین نسبتوں کا فخر حاصل ہے۔''

''خاتم الرسل خیر الاولین والآخرین کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔''

''وہ اللہ کے شیر دانشور، فیصلہ کرنے والے سیدنا علی المرتضیٰ کی بیوی ہے۔''

''وہ دو معزز سرداروں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ ہے، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تو بڑے بردبار تھے۔''

''اولاد کی شان و شوکت ماؤں کا کارنامہ ہے اور اچھی خصلتیں ماؤں کی تربیت سے پیدا ہوتی ہیں۔''

''فاطمہ بتول صداقت کے باغیچے میں ایک خوشبودار کلی کی مانند ہے اور وہ حق و صداقت کے میدان میں عورتوں کے لیے نمونہ ہے۔''

''روئے زمین پر ہر ایک نے اس کی اطاعت کی اور اس کی خوشی اپنے خاوند کی خوشی میں ہے۔''

''صبر و رضا کے درمیان اس نے پرورش پائی، منہ میں قرآن اور ہاتھ میں چکی ہوا کرتی تھی۔''

''نماز کے دوران اللہ کے ڈر سے اس کے آنسو جاری ہو جاتے جو ہیرے جواہرات سے بھی بہتر ہوتے۔''

میری بہن سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تیرے لیے نمونہ ہے۔

نوجوانانِ اہل جنت کے سردار:

شادی مبارک کو ہوئے ابھی ایک سال نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے نواسے حسن رضی اللہ عنہ کو ۳ ہجری میں جنم دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ خوش ہوئے، انھیں خود گھٹی دی اور ان کا نام حسن رکھا۔ ان کے سر کے بال اتارے اور ان کے ہم وزن چاندی فقرا کو صدقہ و خیرات میں دی۔ جب حسن رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سال ہو گئی تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے بیٹے حسین کو ۴ ہجری میں جنم دیا۔

ایک سال بعد ۵ ہجری میں بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام اس کے نانا جان نے زینب رکھا۔ دو سال بعد ایک دوسری بچی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

نبی کریم ﷺ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

((هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا))

''یہ دونوں شہزادے میرے لیے دنیا کے پھول ہیں۔'' [بخاری : ٥٩٩٤۔ ترمذی : ٣٧٧٠]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) [مسند امام احمد : ٣/٣۔ ترمذی : ٣٧٦٨۔ مسند ابو یعلی : ٢/٣٩٥]

''حسن اور حسین نوجوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔''

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ انھیں اور حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا))

''الٰہی میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔''

[بخاری : ٣٧٤٧۔ مسند امام احمد : ٥/٢١٠۔ طبقات ابن سعد : ٤/٤٣]

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا، آپ منبر پر فرما رہے ہیں جبکہ حسن رضی اللہ عنہ آپ کے ایک پہلو میں بیٹھے تھے۔ کبھی آپ لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((اِبْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ))

''یہ میرا بیٹا سردار ہے، شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے۔'' [بخاری : ٣٧٤٦۔ ابو داؤد : ٤٦٦٢۔ ترمذی : ٣٧٧٣]

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ انھوں نے حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اور فرما رہے تھے:

((بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِي لَيْسَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَ عَلِيٌّ يَضْحَكُ))

''یہ شہزادہ تو نبی کریم ﷺ کا ہم شکل ہے یہ علی رضی اللہ عنہ کا ہم شکل نہیں، یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے۔'' [بخاری : ۳۷۵۰۔ مسند امام احمد : ۱/ ۸، ۱۳۵۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دن کے وقت گھر سے باہر نکلے میں آپ کے ساتھ تھا۔ نہ آپ مجھ سے بات کرتے تھے اور نہ میں آپ سے کوئی بات کرتا تھا، یعنی ہم دونوں خاموش تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ بنو قینقاع کے بازار میں آئے اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر کے صحن میں بیٹھ کر فرمانے لگے، ننھا شہزادہ کہاں ہے؟ آپ نے یہ دو دفعہ پوچھا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کو کپڑے پہنانے یا نہلانے کے لیے روک لیا، پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے یعنی حسن رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا، چوما اور فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ أُحِبُّهُ وَ أَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ)) [بخاری : ۳۱۲۲۔ مسلم : ۲۴۲۱]

''الٰہی! میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور جو اس سے محبت کرتا ہے میں اس سے بھی محبت کرتا ہوں۔''

الٰہی! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔

اے ارحم الراحمین تو بھی اپنی محبت ہمیں عطا کر دے۔ (آمین)

نبی اکرم ﷺ کا سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھیلنا:

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو حسن رضی اللہ عنہما چھلانگ لگا کر آپ کی پیٹھ اور کبھی آپ کی گردن پر بیٹھ جاتے، رسول اللہ ﷺ آہستہ سے سر اٹھاتے کہ کہیں ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو چوٹ نہ لگ جائے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ آپ حسن رضی اللہ عنہ سے جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز سے پیش آتے ہیں اور کسی سے اسے ایسا نہیں کرتے؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّهُ رَيْحَانَتِي مِنَ الدُّنْيَا وَ إِنَّهُ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَ عَسَى اللّٰهُ ان يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ))

''یہ میرا دنیا کا پھول ہے، میرا یہ بیٹا سردار ہے، ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو گروہوں کے درمیان صلح کرا دے۔''

ایک روایت میں آیا ہے:

((يَثِبُ عَلٰى ظَهْرِهِ يَفْعَلُ ذَالِكَ غَيْرَ مَرَّةٍ)) [مجمع الزوائد الهيثمي : ١٥٠٣١ أحمد والبزار والطبراني]

''وہ آپ کی پیٹھ مبارک پر چھلانگ لگا کر جا بیٹھتا اور وہ ایسا ایک سے زیادہ مرتبہ کرتا۔''

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، حسن اور حسین رضی اللہ عنہما یا دونوں میں سے ایک آپ کی پیٹھ پر سوار ہو گئے۔ جب آپ اپنا سر اٹھاتے تو ہاتھ سے اشارہ کرتے کہ ایک کو یا دونوں کو سنبھالیں، فرمایا:

((نِعْمَ الْمَطِيَّةُ مَطِيَّتُكُمَا)) [مجمع الزوائد : ١٥٠٨٠ـ رواه الطبراني في الاوسط و إسناده حسن]

''تم دونوں کی سواری خوب بہتر ہے۔''

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب فرما رہے تھے، اتنے میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سامنے سے آئے۔ ان دونوں نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہن رکھی تھیں، وہ لڑکھڑا رہے تھے کبھی گرتے کبھی کھڑے ہو جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور انھیں پکڑ کر اپنے آگے بٹھا لیا، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ﴾ [الانفال : ٢٨]

''بلاشبہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد آزمائش ہے۔''

میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا، پھر آپ نے خطبہ دینا شروع کر دیا۔ [مسند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد : ٥/ ٣٥٤۔ ابو داؤد : ١١٠٩۔ ترمذی : ٣٧٧٤]

((وَ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ لِسَانَهُ أَوْ شَفَتَيْهِ يَعْنِي الْحَسَنَ، وَإِنَّهُ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حسن رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹ چوم رہے ہیں، جس زبان یا ہونٹوں کو رسول اللہ ﷺ نے چوما ہوا سے ہرگز عذاب میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔'' [مسند امام احمد : ٤/ ٩٤]

عبداللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دو ننھے شہزادے چھلانگ لگا کر آپ کی پیٹھ پر سوار ہو گئے، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انھیں روکنا چاہا تو آپ نے اشارہ کر دیا کہ انھیں رہنے دیں، جب آپ ﷺ نے نماز پوری کر لی تو ان دونوں کو اپنی گود میں بٹھا لیا اور فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّنِيْ فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ))

''جسے مجھ سے محبت ہے اسے چاہیے کہ ان دونوں سے محبت کرے۔'' [مسند ابو یعلی : ٨/ ٤٣٤۔ النسائی فی الفضائل : ٦٧۔ ابن حبان الموارد : ٢٢٢٣۔ اس روایت کی سند حسن ہے]

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور جہاد:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے تاریخ کی پیشانی پر اپنے نورانی کارنامے رقم کیے۔

❀ غزوۂ احد کے دن جب بیشتر تیر انداز رسول اللہ ﷺ کی حکم عدولی کرتے ہوئے پہاڑ سے نیچے اتر آئے تو مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انھوں نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ غزوہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کا چہرہ زخمی ہو گیا، آپ کے اگلے چاروں دانت ٹوٹ گئے، خود آپ کے سر میں دھنس گئی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے اگلے چاروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دانت ٹوٹ گئے۔ آپ کا سر زخمی ہو گیا اور اس سے خون بہنے لگا، آپ ﷺ یہ فرمانے لگے:

((كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ وَ كَسَرُوا رَبَاعِيَتَهُ وَ هُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ))

''وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا اور اس کے اگلے دانت توڑ دیے، حالانکہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ﴾ [آل عمران : ۱۲۸]

''اے پیغمبر! فیصلے کے اختیارات میں تمھارا کوئی حصہ نہیں۔''

سہل بن سعد سے غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کو لگنے والے زخم کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا: ''رسول اللہ ﷺ کا چہرہ زخمی ہو گیا، آپ کے اگلے دانت ٹوٹ گئے، خود آپ کے سر میں دھنس گئی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ خون دھو رہی تھی اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ڈھال سے پانی ڈال رہے تھے جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی سے خون کے نکلنے میں اضافہ ہو رہا ہے تو انھوں نے کپڑے کا ٹکڑا پکڑا، اسے آگ لگائی یہاں تک کہ وہ راکھ بن گیا، پھر اسے زخم سے چمٹا دیا اور خون بند ہو گیا۔ [مسلم: ۱۷۹۰ ـ فتح الباری : ۷/ ۴۳۰، ۴۳۱]

غزوہ احد میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے چچا سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے جس کی وجہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو شدید غم ہوا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جہاد کی زندگی بسر کرتی رہی، جبکہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام زندگی کا ہر لمحہ عبادت، طلب علم، دعوت الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں گزارتے تھے۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے غزوہ خندق اور غزوہ خیبر میں بھی حصہ لیا، غزوہ خیبر کا مال غنیمت تقسیم کرتے وقت نبی کریم ﷺ نے خیبر کی گندم کے پچاس وسق سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بھی دیے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا فتح مکہ میں بھی شریک ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان بن حرب فتح مکہ کے موقع پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ان کے پاس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور بیٹا حسن رضی اللہ عنہ کھیل رہا تھا، ابوسفیان نے کہا:

''اے علی! آپ پوری قوم میں سب سے زیادہ میرے ساتھ شفقت سے پیش آنے والے ہیں، میں ایک ضرورت کے پیش نظر آپ کے پاس آیا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ مجھے ناکام نہیں لوٹائیں گے، آپ سیدنا محمد کریم ﷺ کی خدمت میں میری سفارش کریں کہ مجھے معاف کر دیا جائے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

''ابوسفیان! بڑے افسوس کی بات ہے، رسول اللہ ﷺ کے عزائم تو بڑے بلند ہیں ہم تو آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔''

ابوسفیان نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا اور کہا:

''آپ اپنے بیٹے کو حکم دیں کہ وہ مجھے پناہ دے دے وہ آخری دور میں سید العرب بننے والا ہے، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی قسم! میرا بیٹا ابھی اس عمر کو نہیں پہنچا کہ وہ لوگوں کے درمیان کسی کو پناہ دے سکے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے کوئی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔'' [الرحیق المختوم از صفی الرحمن مبارکپوری: ص ۴۲۸]

دنیا کی حقیقت:

رسول اللہ ﷺ امام المتقین اور امام الزاہدین تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا دنیا بھر کی عورتوں سے زیادہ زاہدہ تھیں۔ وہ مفلسی اور تنگدستی کے باوجود سعادت کی زندگی بسر کر رہی تھیں۔ دنیا کا مال ومتاع اور زیب وزینت کی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نزدیک ریت کے ذرے کے برابر بھی وقعت نہ تھی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اس حقیقت کو پہچان لیا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی دنیا کے ساز وسامان سے فوقیت رکھتی ہے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درج ذیل فرمان کو اپنا شعار بنا لیا تھا:

﴿ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ ﴾ [النساء : ۷۷]

''ان سے کہو دنیا کا سرمایہ تھوڑا ہے اور آخرت اللہ سے ڈرنے والے انسان کے لیے زیادہ بہتر ہے۔''

اس لیے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آخرت کو اپنا نصب العین بنا لیا تھا، حتیٰ الامکان اسی راہ پر وہ گامزن رہتیں کہ ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نوازشات کی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ﴾

[الإسراء : ۱۹]

''اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے کوشش کی جیسا کہ اس کے لیے کوشش کرنا چاہیے اور ہو وہ مومن، تو ایسے ہر شخص کی کوشش کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔''

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اس راستے پر چلیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا تک پہنچانے والا تھا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنگدستی کے باوجود صبر اور زہد کی زندگی بسر کی۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے ساتھ بھلا زہد کی زندگی بسر کیوں نہ کرتیں، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تمام تر زہد کی تعلیم سید الزاہدین محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی تھی۔

غم اور خوشی:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا وفات سے چند روز پہلے اپنے ابا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ جاتی ہیں اور آپ سے ایک ہی وقت میں ایسی بات سنتی ہے جو اسے غم میں مبتلا کر دیتی اور پھر خوش کر دیتی ہے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو غم اور خوشی ایک ہی وقت میں میسر آتے ہیں، پہلے وہ رو دی اور پھر ہنس دی۔

سبحان اللہ! بھلا! وہ کون سی بات تھی کہ جسے سن کر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پہلے رونے لگیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر ہنسنے لگیں؟

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے پاس اکٹھی ہوئیں، ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی غائب نہ تھی۔ اتنے میں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی سی چال چلتے ہوئے آئیں، جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھا تو خوش آمدید کہا اور فرمایا:

((مَرْحَبًا بِابْنَتِي)) ''میری بیٹی خوش آمدید۔''

پھر انھیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھا لیا اور رازدارانہ انداز میں کوئی بات کی تو وہ رو پڑیں، پھر دوبارہ رازدارانہ انداز میں بات کی تو وہ ہنس پڑیں۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھ گئے تو میں نے اس سے کہا:

''رسول اللہ ﷺ نے پہلے تجھ سے کوئی خاص بات کی تو رونے لگی، پھر تھوڑی دیر بعد دوسری بات کی تو ہنسنے لگی۔ بیٹی میرا آپ پر حق ہے، آپ مجھے بتائیں کہ روئی اور ہنسی کیوں؟ اس نے جواب دیا: ''میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا نہیں کروں گی۔''

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پھر کہا: ''بیٹی! میرا آپ پر حق ہے، مجھے اپنے رونے اور ہنسنے کی وجہ بتائیں۔'' تو انھوں نے کہا: ''ہاں! اب میں بتاتی ہوں۔ پہلے ابا جان ﷺ نے مجھے یہ بات کہی کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ میرے پاس قرآن مجید کی دہرائی کے لیے آتے ہیں لیکن اس مرتبہ دو دفعہ میرے پاس آئے ہیں، یہ میری وفات کے قرب کی علامت ہے۔ تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا، میں آپ کا بہتر سلف ثابت ہوں گا، تو میں یہ سن کر رونے لگی۔ جب ابا جان ﷺ نے میری گھبراہٹ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو خواتین عالم کی سردار ہو گی، یا یہ فرمایا کہ تو اس امت کی خواتین کی سردار ہو گی، تو یہ سن کر میں ہنس پڑی۔'' [بخاري، فتح الباري : ٦/ ٦٢٤۔ مسلم، فضائل الصحابة : ٢٤٥٠]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا: ''جب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھکی تو رونے لگی پھر آپ کی طرف جھکی تو ہنسنے لگی، کیا بات ہوئی تھی؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس نے مجھے بتایا: پہلے آپ نے فرمایا: ''میں اس بیماری میں وفات پا جاؤں گا تو میں رونے لگی۔ پھر آپ نے مجھے بتایا کہ آپ کے خاندان میں سے سب سے پہلے میں آپ سے ملوں گی اور ساتھ ہی میرے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ تو خواتین اہل جنت کی سردار ہوگی مگر مریم بنت عمران کا درجہ فائق ہوگا، تو میں ہنسنے لگی۔''[1] کنز العمال: ۱۳/۶۷۵]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری لمحات:

جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ یعنی اللہ تعالیٰ سے جا ملے اس دن صبح کے وقت اپنے جہاد اور صبر کے ثمرات دیکھنے کے لیے نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نظر ڈالی جنھیں آپ سے محبت تھی اور آپ کو ان سے محبت تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھے، انھیں یہ خیال ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری سے شفایاب ہو گئے ہیں۔ یہ تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر الوداعی نگاہ ڈال رہے ہیں اور اب آپ ان سے اپنے حوض کوثر یا اللہ کی جنت میں ملیں گے۔

اگر یہ حقیقت وہ جان لیتے تو ان کے دل پھٹ جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کی آخری بات یہ کہی:

((اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْأَعْلٰی))

''الٰہی جو رفیق اعلیٰ ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا بوجھ بڑھا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا: ہائے! ابا جان کی یہ مصیبت۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی سے کہا کہ آج کے بعد تیرے ابا جان پر کوئی مصیبت نہیں ہو گی، جب آپ وفات پا گئے تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہائے! ابا جان نے اپنے رب کی دعوت کو قبول کر لیا۔"

"ہائے! ابا جان! جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئے۔"

"ہائے! ابا جان کو جبریل علیہ السلام اپنے ساتھ لے گئے۔"

جب نبی کریم ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے یہ منظر دیکھ کر کہا:

"اے انس! کیا رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈال کر تمھارے دل مطمئن ہو گئے۔" [بخاری فتح الباری : ۷/۷۵۵۔ ابن ماجۃ : ۱۶۳۰]

((عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ)) [ترمذی : ۱۳/۱۰۴۔ حیاۃ محمد للمصنف : ۵۹،۵۴]

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس دن آپ نے وفات پائی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا۔"

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ دنیائے فانی سے کوچ کر گئے، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو شدید غم لاحق ہوا۔ قریب تھا کہ اس کا دل پھٹ جائے لیکن وہ غمزدہ ہو کر بیٹھ گئیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہر مصیبت کے وقت صبر کیا کرتی تھیں اور اس پر ثواب کی نیت کر لیا کرتی تھیں، بھلا حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات سے بڑی مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ مُصِيْبَةٌ فَلْيَذْكُرْ مُصِيْبَتَهُ بِيْ، فَإِنَّهَا مِنْ أَعْظَمِ الْمَصَائِبِ))

"جب تم میں سے کسی ایک کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو وہ میری وفات کی بنا پر اپنے اوپر آنے والی مصیبت کو یاد کر لیا کرے، بلاشبہ یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔"

[شعب الإيمان، بيهقي۔ علامه البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے صحیح الجامع : ۳۴۷]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے گھر، غم واندوہ کا گہوارہ:

جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ابا جان صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو ان کے دل میں اپنے حصے کی وراثت کا خیال آیا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں اور ان سے بات کی تو انھوں نے فرمایا:

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

《لَا نُوْرِثُ، مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ》

''ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، جو ہم نے مال چھوڑا وہ صدقہ ہے۔''

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اس پر ناراض ہو کر چلی گئیں۔

اسماعیل بن أبی خالد امام شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: فاطمہ! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں انھیں اندر آنے کی اجازت دے دوں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں!''

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا، انھوں نے اپنے خاوند کے گھر ان کے حکم کے بغیر آنے کی اجازت نہیں دی۔

امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انھیں راضی کرنے کی خاطر فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے گھر، مال و دولت، اہل و عیال اور قبیلہ اس لیے چھوڑا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور تم اہل بیت راضی ہو جاؤ۔ یہ بات سن کر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں۔ [طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۷۔ فتح الباری: ۱/ ۱۳۹]

اسی طرح مسلم معاشرے کی ہر خاتون کا یہی طرز عمل رہا ہے کہ اس نے اپنے گھر میں خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔

ہم اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو پھر سے اپنی طرف پلٹنے کی توفیق عطا [illegible] زندگی کا ئنات اس حقیقت کو جان لے کہ حقیقی صاف ستھری زندگی اسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیمات کے زیر سایہ رہتے ہوئے ہی میسر آ سکتی ہے۔

رحلت کا وقت:

تقویٰ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا اوڑھنا بچھونا تھا اور وہی ان کا زادِ راہ تھا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا زندگی کا سفر غمی اور خوشی کے ملے جلے حالات میں گزار کر شدید بیماری میں مبتلا ہو گئیں اور بستر مرگ پر دراز ہو گئیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی روح بروز منگل ۳ رمضان ۱۱ ہجری قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور وہ اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ گئیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں، ان کے خاوند سیدنا علی رضی اللہ عنہ غم سے رونے لگے۔ حسن، حسین، زینب اور ام کلثوم چاروں بچے ماں کی وفات پر آنسو بہانے لگے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا خواتین اہل جنت کی سردار تھیں۔ آپ کی وفات کا سن کر لوگ مسجد نبوی میں اکٹھے ہو گئے، سب کے دل غمگین تھے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات نے اس کے ابا جان رسول اللہ ﷺ کی جدائی کا غم صحابہ کرام کے لیے تازہ کر دیا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد وفات پا گئیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ ان کے خاوند سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، جنازے میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے، نماز جنازہ رات کے وقت ہوئی اور انھیں بقیع الغرقد کے قبرستان میں ان کی بہنوں زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

وہ خواتین عالم کی سردار سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اور سید الاولین والآخرین سیدنا محمد ﷺ کی لخت جگر تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں آخرت میں خواتین جنت کی سردار بنایا۔

اللہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور جنت الفردوس جا مقیم ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

اب ہم بردباری اور سعادت کی پیکر، عظیم المرتبت خاتون کے حالات زندگی قلم بند کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

یہ سیدہ اور عالمہ فاضلہ عظیم المرتبت خاتون وہ ہے کہ جس کے بابرکت دودھ سے پوری دنیا میں سب سے پاکیزہ جسم نے پرورش پائی اور وہ جسم اطہر حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔

یہ سیدہ ہر مسلمان کے نزدیک ثابت قدم، سنجیدہ، باوقار اور خاندانی شرافت کی پیکر خاتون تھی۔ ہر مومن کے دل میں ان کی عزت ہے۔

اس عظیم المرتبت خاتون کی پاکیزہ چھاتی سے ایک سعادت مند، ہونہار، اعلیٰ وارفع اور اکمل واجمل نونہال سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا۔

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں دودھ پینے کے زمانے میں اس کے محبت بھرے سینے پر نیند کی آغوش میں گئے اور اس کی شفقت بھری گود میں پروان چڑھے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جلیل القدر خاتون اور اس کی قوم بنوسعد کی فصاحت و بلاغت سے سیراب ہوئے۔

[صور من حياة الصحابيات : ص ۷]

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت:

اکثر مؤرخین اور سوانح نگاروں کی رائے یہ ہے کہ سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الاول بروز سوموار صبح صادق کے وقت عام الفیل میں ہوئی۔

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شعب بن ہاشم مکہ معظّمہ میں واقع ابو طالب کے گھر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی، جو بعد میں محمد بن یوسف کے گھر کے نام سے معروف ہوا اور آج کل اس گھر میں پبلک لائبریری قائم ہے۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بخدا! میری عمر سات یا آٹھ سال تھی، میں جو سنتا اسے سمجھتا بھی تھا۔ میں نے ایک یہودی سے سنا وہ یثرب کے قلعے کی چھت پر کھڑا باآواز بلند یہ کہہ رہا تھا: اے یہودیو! ادھر آؤ، جب یہودی اس کے پاس جمع ہو گئے تو انھوں نے کہا: ''تیرا ستیاناس ہو، بتاؤ کیا بات ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''آج رات احمد (ﷺ) کا ستارہ طلوع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ولادت ہوگئی ہے۔'' [دلائل النبوة بیهقی : ۱/۹۱]

اس حدیث کی سند یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن تک صحیح ہے اور وہ ثقہ تابعی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنم دیا تو انھوں نے آپ کے دادا عبدالمطلب کی طرف پیغام بھیجا کہ لڑکا پیدا ہوا، آپ تشریف لائیں اور اسے دیکھ لیں، وہ آئے اور آپ کو دیکھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ دادا عبدالمطلب نومولود کو گود میں لے کر بیت اللہ میں داخل ہوئے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی اور اس کی عطا پر شکر ادا کیا۔ پھر بیت اللہ سے نکلے اور آپ کو والدہ کے سپرد کیا اور رسول اللہ ﷺ کے لیے دودھ پلانے والی خواتین کی تلاش کی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں:

''سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو دودھ پلانے کے لیے بنو سعد بن بکر قبیلے کی ایک خاتون کی خدمات حاصل کیں، جس کا نام حلیمہ بنت ابی ذویب تھا۔''

سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے رضاعی بھائی بہنوں کے نام یہ ہیں:

''① عبداللہ بن الحارث۔ ② انیسہ بنت الحارث ③ حذافہ بنت الحارث، اسے الشیما کے نام سے پکارا جاتا تھا اور قوم اسی نام سے اس کو پہچانتی تھی۔ یہ حلیمہ بنت ابی ذویب کی اولاد تھی کہ جو رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ماں تھی۔''

جب رسول اللہ ﷺ بنو سعد میں ہوتے تو الشیما اپنی والدہ کے ہمراہ سیدنا محمد کریم ﷺ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی گود میں لے کر لوری دیا کرتی تھی۔ [السيرة النبوية الا بن هشام : ١/ ١٤٢، ١٤٤]

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو بھی اپنی گود میں لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے، اس کی والدہ نے ایک دن آپ کو دودھ پلایا جبکہ آپ حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ دو طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دودھ پینے کے حوالے سے ہم مشرب تھے، ایک تو دونوں نے ابولہب کی کنیز ثویبہ کا دودھ پیا اور دوسرا دونوں نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا۔

[صور من سير الصحابيات از عبدالمحميد السبحاني : ص ١٦٩]

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت:

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سیدہ حلیمہ بنت ابوذویب السعدیہ رضی اللہ عنہا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ تھی، وہ یہ داستان بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ میں اپنے خاوند کے ساتھ دودھ پیتے اپنے بیٹے کو لے کر بنوسعد بن بکر کی دیگر خواتین کے ہمراہ روانہ ہوئی، قحط سالی کا دور تھا ہمارے پاس کوئی چیز باقی نہیں رہی تھی۔ ہمارے پاس ایک عمر رسیدہ کمزور سی اونٹنی تھی۔ اللہ کی قسم! وہ دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتی تھی جسے نوش جان کرسکیں۔ ہم بھوک سے بلبلانے کی بنا پر رات کو سو نہیں سکتے تھے اور نہ ہی میری چھاتی میں دودھ تھا جو بچوں کی بھوک کا مداویٰ بن سکے۔ اونٹنی دودھ نہ دیتی تھی کہ جسے غذا کے طور پر استعمال کیا جا سکے۔ لیکن ہم بارش اور کشادگی کی امید رکھتے تھے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر روانہ ہوئی، میں قافلے کے ساتھ آہستہ رفتار سے چل رہی تھی یہ صورتِ حال قافلے والوں کے لیے ناگوار تھی، لیکن کمزوری اور خشک سالی کی بنا پر اس سے زیادہ رفتار سے چلنا بھی مشکل تھا۔

بہر حال! ہم دھیرے دھیرے چلتے ہوئے مکہ معظّمہ پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر دودھ پینے والے بچوں کو تلاش کرنے لگے۔ ہم میں سے ہر ایک عورت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیے گئے، اور جب ہر ایک کو یہ بتایا گیا کہ یہ نونہال یتیم ہے، تو ہر عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لینے سے انکار کر دیا کیونکہ ہم گود لینے والے بچے کے باپ سے مالی تعاون کی امید رکھا کرتی تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم یہ کہتی تھیں کہ بچہ یتیم ہے، اس کی ماں اور دادا ہمیں کیا دیں گے؟ اس لیے ہم اسے اپنی گود میں لینا نہیں چاہتی تھیں، میرے ساتھ جتنی عورتیں بھی آئی تھیں سب نے ایک ایک بچہ حاصل کر لیا لیکن میں خالی گود رہ گئی۔ جب واپسی کے لیے اکٹھے ہوئے تو میں نے اپنے خاوند سے کہا: اللہ کی قسم! مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں کسی دودھ پینے والے بچے کو گود لیے بغیر اپنی سہیلیوں کے ساتھ واپس ہو جاؤں۔ اللہ کی قسم! میں اس یتیم بچے کے پاس ضرور جاؤں گی تاکہ اسے حاصل کر سکوں۔ میرے خاوند نے کہا: ٹھیک ہے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس میں برکت کر دے۔

سیدہ حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ میں گئی اور اسے حاصل کر لیا۔ میں نے اسے اس لیے اپنی گود میں لیا کہ مجھے اس کے علاوہ کوئی بچہ نہیں ملا تھا۔ جب میں سیدنا محمد (ﷺ) کو حاصل کر کے اپنی سواری کی طرف واپس آئی اور اسے اپنی گود میں بٹھایا تو میری چھاتی میں دودھ بھر آیا۔ اس نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر اس کے رضاعی بھائی نے بھی خوب سیر ہو کر پیا، پھر دونوں سو گئے۔ اس سے پہلے ہم نہ سو سکے تھے، میرا خاوند اونٹنی کے پاس گیا، وہ یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا کہ اس کے تھن بھی دودھ سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس نے دودھ دھویا، خود بھی سیر ہو کر پیا اور میں نے بھی خوب پیا اور اس رات آرام کی نیند سوئے۔ سیدہ حلیمہ سعدیہ بیان کرتی ہیں کہ صبح کے وقت میرا خاوند کہنے لگا: ''حلیمہ! اللہ کی قسم! آپ نے تو مبارک روح حاصل کر لی ہے۔'' میں نے کہا: ''اللہ کی قسم! میں بھی یہی امید رکھتی ہوں۔''

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس برکتوں والے نونہال کو گود میں لے کر اپنی گدھی پر سوار ہوئی اور ہم واپس سفر پر روانہ ہوئے، اللہ کی قسم! میں قافلے کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گئی، میری سب سہیلیوں کی سواریاں پیچھے رہ گئیں، میری سہیلیاں مجھ سے کہنے لگیں:

''ابوذویب کی بیٹی! ذرا آہستہ چل، کیا تیری یہ گدھی وہی نہیں جس پر سوار ہو کر تو گھر سے نکلی تھی؟ میں نے ان سے کہا: ''بالکل وہی ہے۔'' وہ کہنے لگیں: ''اس کی تو شان ہی نرالی ہے۔'' حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''پھر ہم بنو سعد کے علاقے میں واقع اپنے گھروں میں آ گئے، بنو سعد کہ جن کے علاقے میں خشک سالی کا راج تھا، میری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکریاں گھاس چرنے کے لیے جاتیں تو خوب سیر ہو کر واپس آتیں اور ان کے تھن بھی دودھ سے بھرے ہوئے ہوتے۔ ہم بکریوں کا دودھ دھوتے اور خوب سیر ہو کر پیتے جبکہ دوسروں کی بکریوں کے تھنوں میں دودھ کا قطرہ بھی نہ ہوتا، ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہنے لگے: ''ارے تم بھی اپنی بکریوں کو گھاس چرانے کے لیے وہاں لے جایا کرو، جہاں ابوذویب کی بیٹی کا چرواہا لے کر جاتا ہے۔''

صورت حال یہ تھی کہ ان کی بکریاں بھوکی رہتیں اور ان کے تھنوں میں دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ ہوتا اور میری بکریوں کے تھن دودھ سے لبالب بھرے ہوئے ہوتے۔ ہم جان گئے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہم پر فضل وکرم ہوا ہے، یہ سب اس کی نوازشات و عنایات ہیں۔ دو سال اسی خوشحالی میں بیت گئے، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے لڑکوں کی نسبت بڑی تیزی سے قد کاٹھ کرنے لگے، دو سال کی عمر میں وہ دیکھنے میں اچھے خاصے معلوم ہو رہے تھے۔ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: دو سال پورے ہونے پر ہم اسے لے کر اس کی والدہ کے پاس گئے۔ ہماری دلی خواہش تھی کہ یہ برکتوں والا نونہال ابھی ہمارے پاس رہے، کیونکہ ہم جا بجا اس کی برکات دیکھ رہے تھے۔ ہم نے اس کی والدہ ماجدہ سے بات کی، میں نے کہا: اس بچے کو ابھی ہمارے پاس رہنے دیں تاکہ یہ مزید قوی ہو جائے مجھے اندیشہ ہے کہ مکہ معظمہ کی آب و ہوا اس کی صحت پر کچھ اچھا اثر نہیں ڈالے گی۔ میں مسلسل اسے اپنے پاس رکھنے پر اصرار کرتی رہی، یہاں تک کہ وہ مان گئی اور اس نے اسے ہمارے ساتھ بھیج دیا۔ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم برکتوں والے ذی شان نونہال کو لے کر واپس آ گئے، چند مہینے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ وہ اور اس کا رضاعی بھائی عبداللہ بن الحارث ہمارے گھروں کے پیچھے بکریاں چرانے کے لیے گئے، ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اچانک میرا بیٹا دوڑتا ہوا آیا اور مجھے اور اپنے ابا جان سے کہنے لگا: امی ابوغضب ہو گیا، میرے قریشی بھائی کے پاس دو آدمی آئے انھوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، انھوں نے اسے پکڑ کر لٹا لیا پھر اس کا پیٹ چاک کر دیا۔

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم یہ خبر سن کر بھاگے بھاگے اس کے پاس پہنچے تو وہ کھڑا تھا لیکن اس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔

میں اور میرے خاوند نے اسے گلے لگایا اور اس سے پوچھا: ''بیٹے کیا ہوا؟'' اس نے بتایا: ''میرے پاس دو آدمی آئے تھے انھوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے، انھوں نے مجھے لٹا کر میرا پیٹ چاک کیا اور پیٹ سے کچھ تلاش کیا، مجھے معلوم نہیں وہ کیا چیز تھی۔''

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم اسے لے کر اپنے خیمے میں آ گئے۔ پھر میرے خاوند نے مجھ سے کہا: ''حلیمہ! مجھے تو یہ اندیشہ لاحق ہو گیا ہے کہ اس نونہال پر آسیب کا اثر ہو گیا ہے، یہ بیماری ظاہر ہونے سے پہلے اسے اس کے گھر والوں کے سپرد کر دیں۔''

فرماتی ہیں کہ ہم اسے لے کر اس کی والدہ ماجدہ کے پاس مکہ معظمہ پہنچ گئے، والدہ نے دیکھتے ہی کہا: ''حلیمہ اتنی جلدی واپس بھی لے آئی، آپ تو بڑا اصرار کر کے اسے اپنے ساتھ لے گئی تھیں اور ابھی اسے اپنے پاس رکھنے کا تجھے بہت شوق تھا۔''

میں نے کہا کہ اب آپ کا بیٹا بڑا ہو گیا ہے، میں نے اپنی ذمے داری پوری کر دی ہے، اب یہ آپ کی امانت ہے لہٰذا آپ کے سپرد کرنے آئی ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی حادثہ نہ پیش آ جائے اور مجھے لینے کے دینے پڑ جائیں۔

اس نے کہا: ''سچ سچ بتائیں کیا ماجرا ہے؟'' میں نے اسے سارا واقعہ سنا دیا۔ اس نے کہا: ''کیا تجھے یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ میرے بیٹے پر کسی جن کا سایہ پڑ گیا ہے؟'' میں نے کہا: ''مجھے یہی اندیشہ ہے۔'' اس نے کہا: ''اللہ کی قسم! میرا بیٹا بڑی شان والا ہے، اس پر کسی جن وغیرہ کا سایہ نہیں پڑ سکتا۔

علامہ السہیلی ''الروض الأنف'' کی جلد ۱ صفحہ ۱۹۲ پر رقم طراز ہیں کہ جب سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا محمد (ﷺ) کو لے کر مکہ معظمہ میں آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچیں تو اس وقت آپ کی عمر پانچ سال کچھ مہینے تھی۔ ابو عمر اپنی کتاب ''الاستیعاب'' میں رقمطراز ہیں کہ اس کے بعد سیدہ حلیمہ سعدیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو مرتبہ گئیں۔ ایک مرتبہ اس وقت گئیں جب آپ ﷺ کی شادی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہو چکی تھی اور ان کی قوم بنو سعد قحط سالی کا شکار تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی رفیقۂ حیات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو صورتحال سے آگاہ کیا، انھوں نے چالیس عدد بکریاں، کچھ گائیں اور سواری کے لیے اونٹ ان کے سپرد کیے۔ جبکہ دوسری مرتبہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا غزوہ حنین کے موقع پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

واقعے کی تفصیل دیکھنے کے لیے درج ذیل حوالوں کا مشاہدہ کریں۔

[السیرۃ النبویۃ لا بن ھشام : ۱/ ۱۴۴، ۱۴۶۔ مجمع الزوائد الھیثمی : ۱۳۸۴۰]

دردناک جدائی:

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ کو ان کی والدہ ماجدہ کے سپرد کر کے جب واپس ہوئیں تو ان کا دل غم واندوہ کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی جدائی پر بہت زیادہ افسردہ تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

وَ لَیسَ الَّذِی یَجرِی مِنَ العَینِ مَآؤُھَا
وَلٰکِنَّھَا رُوحٌ لَیلٌ فَتَقَطَّرُ

''آنکھ سے جو بہہ رہا تھا وہ پانی نہیں تھا بلکہ یہ تو روح قطروں کی صورت میں ٹپک رہی تھی۔''

رسول اللہ ﷺ کے ہاں قدر و منزلت:

دن تیزی سے گزرتے گئے جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ جوان ہوئے اور آپ کی شادی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوگئی تو سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا طویل عرصے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے علاقے میں خشک سالی کی وجہ فصلیں تباہ ہو چکی تھیں، مویشی مر چکے تھے، اس ناگفتہ بہ صورت حال سے سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کو آگاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تو آپ نے اپنی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بات کی۔ انھوں نے چالیس بکریاں اور سواری کے لیے اونٹ انھیں دیے تو وہ خوش ہو کر اپنے گھر واپس گئیں۔

[طبقات ابن سعد : ۱/ ۱۱۳، ۱۱۴]

وفاداری:

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا زندگی بسر کرتی رہیں، یہاں تک کہ انھوں نے دیکھا کہ حبیب کبریا سیدنا محمد کریم ﷺ منصب رسالت پر فائز ہو گئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے پوری نوع انسانیت کے لیے معلم قرار دے دیا ہے، تو ان کا دل فرحت، مسرت اور سعادت سے لبریز ہو گیا۔ ایک دن حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر زمین پر بچھائی اور بڑی عزت و احترام سے پیش آئے، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انھیں جانتے نہیں تھے ان میں سے ایک نے پوچھا: ''یہ خاتون کون ہے کہ جس کی رسول اللہ ﷺ اتنی خاطر مدارات کر رہے ہیں؟ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے انھوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہے۔'' [مجمع الزوائد : ۱۵۴۱۳]

اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنی رضاعی والدہ کی آؤ بھگت کر کے کمال درجے کی وفاداری کا ثبوت دیا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنی رضاعی والدہ کے لیے خلوص دل سے عزت، محبت اور احترام کا رویہ اختیار کیا۔ اس طرح سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ بنیں۔

رحلت کا وقت:

طویل زندگی بسر کرنے کے بعد سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور بقیع الغرقد کے قبرستان میں انھیں دفن کیا گیا۔ وہ اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی اور وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا

اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کا تذکرہ کر رہے ہیں کہ جو حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آیا تھیں اور آپ کی حقیقی والدہ کی وفات کے بعد انھوں نے رسول اللہ کی پرورش میں ماں جیسا کردار ادا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں ''ماں جی!'' کہہ کر پکارتے تھے۔

یہ جلیل القدر خاتون ایمن صحابی کی حقیقی والدہ تھیں کہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگوں میں شریک ہوتے رہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب صحابی سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی محبت اور شفقت سے پیش آیا کرتے تھے۔ اس جلیل القدر خاتون نے اپنی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تمام مراحل دیکھے، دشمنانِ اسلام کی جانب سے زخم بھی سہے اور اسلام کا عروج دیکھ کر اپنے دامن میں خوشیاں بھی سمیٹیں۔

یہ عظیم المرتبت خاتون ام ایمن رضی اللہ عنہا ہیں کہ جن کے بارے میں ابونعیم اصفہانی لکھتے ہیں:

((أُمُّ أَیْمَنَ الْمُهَاجِرَةُ الْمَاشِیَةُ، الصَّائِمَةُ، الطَّاوِیَةُ، النَّاحِبَةُ، الْبَاكِیَةُ، سُقِیَتْ شَرْبَةً سَمَاوِیَّةً كَانَتْ لَهَا شَافِیَةً، كَافِیَةً)) [حلیة الأولیاء: ٢/ ٦٧]

''ام ایمن ہجرت کرنے والی، پیدال چلنے والی، روزے دار، بھوکی پیاسی رہنے والی، تیز رفتار، اللہ کے خوف سے رونے والی، آسمان سے آنے والا پانی پلا کر سیراب کی جانے والی، جو اس کے لیے کافی شافی ہوا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام ایمن رضی اللہ عنہا کون ؟

امام ذہبی رحمہ اللہ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا ہمیں تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں :

''ام ایمن حبشیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی کنیز تھیں جو آپ ﷺ کو اپنے والد سے ورثے میں ملی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو آپ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا تھا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی والدہ کے وفات پانے کے بعد آپ کی دیکھ بھال کے سلسلے میں ماں کا سا کردار ادا کیا، انھیں پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا کا اصل نام بَرَکَۃ تھا ان کے ساتھ عبید بن الحارث الخزرجی نے شادی کی اور ان سے سیدنا ایمن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، سیدنا ایمن رضی اللہ عنہ نے ہجرت اور جہاد میں بھرپور حصہ لیا اور غزوہ حنین میں جام شہادت نوش کر گئے۔ پھر ان سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے شادی کی، جس سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب نظر صحابی تھے۔

[سیر اعلام النبلاء : ۲/ ۲۲۳، ۲۲۴]

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کا بچپن دیکھا، آپ کی صداقت و امانت کی پیکر جوانی دیکھی اور آپ کو نبوت و رسالت کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز دیکھا۔ انھیں نبوت کے تمام مراحل دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

آیئے ! اب ہم جلیل القدر صحابیہ کے تذکرہ سے اپنی کتاب کے صفحات کو بابرکت بنانے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ یہ وہ عظیم الشان خاتون ہیں کہ جنھیں سید الاولین والآخرین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی آیا بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔

حبیب کبریا ﷺ کی پرورش :

رسول اللہ ﷺ کے والد گرامی عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے باپ کو تمام بیٹوں سے زیادہ پیارے تھے۔ جب وہ قربان ہونے سے بچ گئے تو ان کے باپ نے سو اونٹ ذبح کیے اور ان کی شادی مدینہ منورہ کے معزز خاندان کی چشم و چراغ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف سے کی۔ رسول اللہ ﷺ کے والد گرامی آمنہ بنت وہب سے شادی کے تھوڑی دیر بعد تجارت کی غرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شام گئے، واپسی پر مدینہ منورہ اپنے ماموؤں بنو عدی ابن النجار سے ملنے کے لیے ٹھہرے اور وہاں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے اور وہیں دفن کر دیے گئے۔ تقدیر نے فیصلہ سنا دیا کہ بس! اب تمھاری زندگی کی مہلت ختم ہوئی، اب جو پاکیزہ روح دنیا میں آئے گی اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور رحمت سے خود اس کی پرورش کا اہتمام کریں گے۔ اس کی تربیت، تادیب اور تیاری کا خود بندوبست کریں گے تاکہ وہ نوع بشر کو تاریکیوں سے نکال کر شاہراہ نور پر گامزن کر دیں۔

[و قفات تربوية احمد فريد، ص : ٤٧]

سیدہ آمنہ بنت وہب نے اپنے وفادار خاوند کی یثرب میں قبر پر جانے کا ارادہ کیا۔ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا فاصلہ پانچ سو کلو میٹر ہے، انھوں نے اپنے ساتھ اپنے یتیم بیٹے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی خادمہ ام ایمن کو لیا اور اس سفر پر روانہ ہو گئیں۔ مدینہ منورہ میں ایک مہینا قیام کیا، پھر واپس لوٹ پڑیں، واپسی پر سفر کے آغاز میں ہی بیماری لاحق ہو گئی اور وہ ابواء مقام پر وفات پا گئیں۔ [السيرة النبوية لا بن هشام : ١٦٨/١ ـ تلقح فهوم اهل الأثر : ص ٧]

اس دردناک موقع پر سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا ان عظیم المرتبت خواتین میں اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچ گئیں کہ جنھوں نے تاریخ میں گہرے نشان چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تمام تر خیر و برکت کا ارادہ کر لیا اور اس کے مقدر کا ستارہ جگمگا اٹھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر واپس آ گئیں اور آپ کی آیا بن کر آپ کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی شفقت اس طرح نچھاور کرنے لگیں جس طرح دادا جان آپ پر اپنی محبت نچھاور کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں اپنے دادا کی محبت اور ام ایمن کو والدین کی جگہ شفقت سے پیش آنے کا ذریعہ بنا دیا تھا۔ دادا عبدالمطلب بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی محبت سے پیش آیا کرتے تھے اور ام ایمن رضی اللہ عنہا سے اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ اے برکۃ! میرے پوتے کا اچھی طرح خیال رکھا کریں اور اس سے کبھی غفلت نہ برتنا، میں نے اسے بیری کے درخت کے قریب بچوں کے ساتھ دیکھا ہے۔ اہل کتاب اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ میرا یہ بیٹا اس امت کا نبی ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالمطلب جب اپنے پوتے میں عزت وشرف کی علامات دیکھتے تو بڑے خوش ہوتے اور آپ کے چچوں کو تلقین کرتے ہوئے کہتے: ''دیکھنا اللہ تعالیٰ کی قسم! میرا بیٹا بڑی شان والا ہوگا۔''

عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابو طالب کو وصیت کی کہ میرے اس لاڈلے پوتے کی کفالت اور نگہداشت تیرے ذمے ہے، اس وصیت کے تھوڑے ہی عرصے بعد وہ وفات پا گئے، نبی کریم ﷺ بہت زیادہ غمزدہ ہوئے، جبکہ آپ کا ابھی بچپن تھا۔

حبیب کبریا ﷺ کی برکت:

دادا عبدالمطلب کی وفات کے بعد حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے گھر منتقل ہو گئے، آپ کو چچی سیدہ فاطمہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا سے محبت اور شفقت کا وافر حصہ ملا۔ یہ دونوں بچپن میں رسول اللہ ﷺ سے انتہائی شفقت سے پیش آیا کرتی تھیں۔

ابو طالب مالی اعتبار سے تنگ دست تھے اور اس کی بیوی سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا محسوس کرتی تھی کہ اس کی اولاد کو پیٹ بھر کر کھانا کبھی نہیں ملا تھا۔ لیکن جب حبیب کبریا سیدنا محمد کریم ﷺ ان کے ساتھ رہنے لگے تو اس گھر میں برکت کے آثار دکھائی دینے لگے اور خاص طور پر جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے بچوں کے ساتھ مل کر کھاتے تو وہ خوب جی بھر کر کھاتے اور ان کے وارے نیارے ہو جاتے۔

ابو طالب کی اولاد اجتماعی یا انفرادی طور پر کھانا کھاتی تو انھیں پیٹ بھر کر کھانا میسر نہ آتا، لیکن جب ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کھانا کھاتے تو سبھی پیٹ بھر کر کھاتے۔

ابو طالب جب اپنے بچوں کو صبح یا شام کا کھانا دینے کا ارادہ کرتے تو اپنے بچوں کو کہتے: ذرا ٹھہر جاؤ! تاکہ میرا لاڈلا بیٹا آ جائے، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے آتے تو سبھی مل کر کھانا کھاتے اور اس میں اس قدر برکت پیدا ہو جاتی کہ کھانا بچ جاتا۔

جب دودھ ہوتا تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پیالے سے دودھ پیتے اور پھر دوسرے بچے اس پیالے سے دودھ نوش کرتے اور سبھی دودھ کے ایک ہی پیالے سے سیر ہو جاتے۔ اگر کبھی کوئی دوسرا بچہ دودھ کے پیالے کو پہلے منہ لگاتا تو وہ اکیلا ہی سارا پیالہ پی جاتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو طالب یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے کہتے: آپ بڑے بابرکت ہیں۔ دیگر بچے جب صبح کو اٹھتے تو ان کے بال پراگندہ ہوتے، آنکھوں میں گید جمی ہوتی، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال صاف ستھرے ہوتے، انھیں تیل لگا ہوتا اور آنکھوں میں سرما ہوتا۔ آپ سب بچوں میں بالکل انوکھے صاف ستھرے اور نمایاں دکھائی دیتے۔

[عیون الأثر: ۱/ ۵۱۔ السیرۃ الحلبیۃ: ۱/ ۱۸۹]

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی برکت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھوک یا پیاس کا شکوہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ صبح کے وقت وہ آب زمزم پیا کرتے تھے، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ جب ہم دوپہر کا کھانا پیش کرتے تو آپ فرماتے مجھے کھانے کی طلب نہیں میں شکم سیر ہوں۔ [دلائل النبوۃ اصبہانی: ۱/ ۲۱۱]

ام ایمن رضی اللہ عنہا کی آزادی:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ رحمت کے چشمے اور شفقت کے دریا کے درمیان پرورش پانے لگے۔ سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا دونوں میں سے ہر ایک رسول اللہ ﷺ کا حد درجہ خیال رکھتی تھی، آپ کے ساتھ انتہائی محبت اور شفقت سے پیش آتی۔ ان کے والہانہ پن سے یوں معلوم ہوتا جیسے وہی آپ کی والدہ ہے جس نے آپ کو جنم دیا۔ دونوں میں سے ہر ایک نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی حقیقی والدہ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔

جب نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے تو آپ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا۔ ان کے ساتھ عبید بن حارث خزرجی نے شادی کر لی اور اس سے ایمن پیدا ہوئے، ایمن رضی اللہ عنہ نے ہجرت اور جہاد میں بھرپور حصہ لیا، وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور غزوہ حنین میں جام شہادت نوش کر گئے۔ اس کی وجہ سے سیدہ برکہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام ایمن مشہور و معروف ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزیرہ عرب پر آفتاب:

جب آفتاب اسلام جزیرۂ عرب پر چمکا تو سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت لے جانے والی خواتین میں شامل ہوئیں۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کی اور دل کی گہرائی سے اسلام قبول کر لیا۔ وہ کائنات کے اس سعادت مند قافلے میں سرفہرست تھیں جنھوں نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کیا، لیکن آپ کا خاوند عبید بن حارث اسلام قبول کرنے سے انکاری ہو گیا، جس کی وجہ سے دونوں کے درمیان جدائی ہو گئی۔ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے صاف شفاف چشمے سے سیراب ہوتے ہوئے زندگی بسر کرنے لگیں۔ یہ ایک ایسی سعادت تھی کہ دنیا بھر کی زوال پذیر دولت اس کے مقابلے میں ذرا برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔

سعادت کی گھڑی:

جب سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سے اس لیے علیحدگی اختیار کر لی کہ اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انھیں اس کے بدلے ایک مومن اور متقی رفیق حیات عطا کر دے کہ جو دنیا اور آخرت کی جنت میں لے جانے کا باعث بن جائے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملکیت میں تھے، اسے حکیم بن حزام نے خرید کر اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو بطور تحفہ دے دیا تھا۔

جب نبی کریم ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زید آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ اس طرح زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حبیب کبریا سیدنا محمد کریم ﷺ کی ملکیت میں آ گئے۔ آپ ﷺ نے انھیں آزاد کر کے اس کی شادی ام ایمن رضی اللہ عنہا سے کر دی جس سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ نبی کریم ﷺ اسامہ اور زید رضی اللہ عنہما سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسامہ کا نام محبوب ابن محبوب رکھ دیا تھا، اس سارے کنبے کی نبی کریم ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک بڑی قدر و منزلت تھی۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((یَا زَیْدُ اَنْتَ مَوْلَایَ وَ مِنِّی وَ اَحَبُّ الْقَوْمِ اِلَیَّ))

[مسند امام احمد : ۲۰۴/۵]

''اے زید! تو میرا ہمدم اور مجھ سے ہے اور مجھے ساری قوم سے زیادہ پیارا ہے۔''

[طبقات ابن سعد : ۲۹/۳، ۳۰۔ الإصابة : ۵۰/۴]

حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی موافقت کی ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو نامزد کر دیا۔ بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر آج تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو پہلے تم اس کے باپ کی امارت پر معترض تھے۔ اللہ کی قسم! اس کا باپ بھی امارت کے لائق تھا اور وہ مجھے سب لوگوں سے بڑھ کر عزیز تھا اور اس کے بعد یہ بھی امارت کے لائق ہے اور یہ بھی مجھے تمام لوگوں سے بڑھ کر عزیز ہے۔'' [بخاری : ۳۷۳۰۔ مسلم : ۲۴۲۶]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جس لشکر میں بھی بھیجا اسے اس لشکر کا امیر نامزد کیا، اگر اسے پیچھے چھوڑا تو اسے خلیفہ نامزد کیا۔'' [مسند امام احمد : ۲۵۴/۶۔ مستدرك حاكم : ۲۱۵/۳]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا مجھ سے زیادہ وظیفہ مقرر کیا تو میں نے اس سلسلے میں ابا جان سے بات کی، انھوں نے فرمایا:

''یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ عزیز تھا اور اس کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے باپ سے زیادہ عزیز تھا۔'' [الإصابة : ۵۰/۴]

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوات میں شرکت کی اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نو غزوات میں شرکت کی، رسول اللہ ﷺ ہم پر ترجیح دیتے ہوئے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کا امیر نامزد کیا کرتے تھے۔
[طبقات ابن سعد : ۳۳/۳۔ مستدرك حاكم : ۲۱۸/۳]

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

« دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاسْتَقْبَلَتْنِي جَارِيَةٌ شَابَّةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ أَنْتِ ؟ قَالَتْ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ » [صحيح الجامع الباني : ۳۳٦٦]

''میں جنت میں داخل ہوا تو میرا ایک نوجوان کنیز نے استقبال کیا، میں نے کہا: تو کس کی کنیز ہے؟ اس نے کہا: میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی کنیز ہوں۔''

بابرکت ہجرت:

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ مشرکین کی ایذا رسانی شدت اختیار کر گئی تو آپ نے انھیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ مہاجرین اپنے دین کی حفاظت اور قریش کی پکڑ دھکڑ کے خوف سے مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے۔ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی ہجرت اختیار کرنے والی خواتین میں شامل تھیں۔

راستے میں سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک ایسا حیرت انگیز واقعہ پیش آیا کہ قلم بیان کرنے سے عاجز دکھائی دیتا ہے۔

عثمان بن قاسم سے روایت ہے کہ راستے میں ایک جگہ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو انتہائی شدت کی پیاس لگی۔ قرب و جوار میں پانی کا نام ونشان نہیں تھا، وہ پیاس کی شدت کی وجہ سے جان بلب تھی تو آسمان سے ایک ڈول لٹکا، وہ سفید رسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ آپ کے چہرے کے سامنے آ کر رک گیا تو انھوں نے پانی پیا۔

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ اس کے بعد کبھی مجھے پیاس نہیں لگی، میں نے سخت ترین گرم موسم میں روزے رکھے، لیکن مجھے ذرا برابر پیاس محسوس نہیں ہوئی۔

[طبقات ابن سعد ۔ ۲۲٤/۸]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ پہنچ کر سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا انصار کے محلے میں فروکش ہوئیں کہ جن کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ [الحشر : ۹]

''جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان اور گھر میں جگہ بنا چکے تھے، یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے اس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے، اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں، حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ام ایمن رضی اللہ عنہا کا جہاد:

عمر رسیدہ ہونے کے باوجود سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں اس امید پر شریک ہوا کرتی تھیں کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور کافروں کی بات پیچ ہو۔ آیئے! اب ہم سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے اللہ کی راہ میں جہاد کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا اور غزوۂ احد:

جب غزوۂ احد بپا ہوا تو سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا ان خواتین کے ساتھ شامل ہو کر جہاد کے لیے روانہ ہوئیں جنھوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے زخمیوں کے علاج معالجے اور پیاسوں کو پانی پلانے کا فریضہ سرانجام دیا تھا۔ غزوۂ احد میں سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بڑا عظیم موقف اختیار کیا۔ ہوا اس طرح کہ جب تیر اندازوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کی اور مشرکین نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا اور بعض شکست کھا کر پیچھے ہٹنے لگے تو اس نازک موقع پر سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آگے بڑھ کر پسپا ہونے والوں کے چہروں پر ان کو عار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلانے کے لیے مٹی پھینکی اور ان میں سے ایک کو کہا: جاؤ! وہاں بیٹھ کر چرخہ کاتو اور اپنی تلوار مجھے پکڑا دو۔ پھر خواتین کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے لگیں اور جب انھیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ صحیح سلامت ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگیں۔

غزوۂ خیبر اور ام ایمن رضی اللہ عنہا:

ام ایمن رضی اللہ عنہا اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کے دین کی خدمت کرنے کے جذبے سے غزوۂ خیبر میں شرکت کے لیے روانہ ہوئیں۔ لیکن ان کا بیٹا ایمن رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر سے پیچھے رہ گیا، اسے ایک عذر نے روک لیا تھا۔ لیکن سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے یہ خیال کیا کہ اس نے بزدلی کا مظاہرہ کیا ہے، انھوں نے اپنے بیٹے کو بزدل اور ڈرپوک کہا۔ وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ اس کا گھوڑا بیمار ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ غزوۂ خیبر میں شریک نہ ہو سکا، سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے قصیدے میں ایمن ابن ام ایمن کو معذور قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

عَلٰی حِیْنَ اِنْ قَالَتْ لِاَیْمَنَ اُمُّهٗ
جَبُنْتَ وَلَمْ تَشْهَدْ فَوَارِسَ خَیْبَرَ
وَ أَیْمَنُ لَمْ یَجْبُنْ وَلٰكِنَّ مُهْرَهٗ
اَضَرَّ بِهٖ شُرْبُ الْمَدِیْرِ الْمُخَمَّرِ
فَلَوْ لَا الَّذِیْ قَدْ كَانَ مِنْ شَأْنِ مُهْرِهٖ
لَقَاتَلَ فِیْهَا فِیْهَا فَارِسًا غَیْرَ الْمُسَرِّ
وَلٰكِنَّهٗ قَدْ صَدَّهٗ فِعْلُ مُهْرِهٖ
وَمَا كَانَ مِنْهُ عِنْدَهٗ غَیْرَ أَیْسَرَ

[دیوان حسان بن ثابت : ص ۲۶۶۔ ۲۶۷]

”جب ایمن رضی اللہ عنہ کو اس کی والدہ نے کہا کہ تم بزدل ہو گئے اور تم خیبر کے شہسواروں میں شامل نہیں ہوئے۔“

”ایمن رضی اللہ عنہ بزدل نہ تھا، لیکن اس کے گھوڑے کو خمیر زدہ باریک آٹے کے پینے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان پہنچا تھا۔"

"اگر اس کا گھوڑا بیمار نہ ہوتا تو یہ ضرور شہسواروں کے ساتھ میدان جنگ میں شریک ہوتا۔"

"اس کے گھوڑے نے اسے روک لیا اس کے بغیر اس کا شریک جنگ ہونا آسان نہ تھا۔"

انسان کی آزمائش:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ؁ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ؁ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴾

[البقرة : ۱۵۵، ۱۵۷]

"اور ہم ضرور تمھیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمھاری آزمائش کریں گے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو، جن کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سب لوگوں سے بڑھ کر انبیاء علیہم السلام کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پھر درجہ بدرجہ انسان کو اس کی دینی حیثیت کے اعتبار سے آزمایا جاتا ہے، بعض اوقات مصیبت بندے سے اس وقت تک نہیں ٹلتی یہاں تک کہ اسے اس حالت میں لے جاتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس کی کوئی خطا نہیں ہوتی۔ وہ مسلسل مصائب میں مبتلا رہنے کی وجہ سے بالکل گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔" [صحيح الجامع : ۹۹۲]

جنگ موتہ میں سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، وہ اس طرح کہ اس جنگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ام ایمن رضی اللہ عنہا کا خاوند زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گیا۔

ہوا اس طرح کہ جب نبی کریم ﷺ نے مؤتہ کی طرف لشکر اسلام بھیجا تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر نامزد کر دیا اور افراد لشکر سے کہا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو امیر لشکر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بنا لینا اور جعفر شہید ہو جائے تو امیر لشکر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بنا لینا۔ لشکر روانہ ہوا اور معرکہ آرائی کے مقام پر پہنچ گیا۔ پھر دونوں فوجوں کی لڑائی شروع ہو گئی، گھمسان کا رن پڑا۔ امیر لشکر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ جھنڈا تھام کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور مدمقابل کے نیزے کا نشانہ بن کر جام شہادت نوش کر گئے۔ پھر لشکر اسلام کا جھنڈا سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پکڑا وہ گھمسان کی لڑائی میں دیوانہ وار داخل ہوئے۔ انھوں نے اپنے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دیں، دیوانہ وار لڑے اور جام شہادت نوش کر گئے۔ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام میں وہ پہلے شخص ہیں کہ جس نے میدان جنگ میں اپنے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹنے کا کارنامہ سرانجام دیا تاکہ وہ دشمن کے استعمال کے قابل نہ رہے۔

[مجمع الزوائد الهيثمي : ٦/ ١٠٧، ١٠٩]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی وفات کی خبر لوگوں کو پہلے ہی سنا دی، میدان جنگ سے ان کی شہادت کی اطلاع بعد میں آئی۔ آپ ﷺ نے حاضرین سے فرمایا:

''لشکر اسلام کا جھنڈا زید بن حارثہ نے پکڑا وہ شہید ہو گیا تو جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گیا تو پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گیا، رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، پھر جھنڈا اللہ کی تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پکڑا تو لشکر اسلام کو اللہ تعالیٰ نے فتح دی۔'' [بخاری فتح الباری : ٧/ ٥٨٥ المغازی]

جب ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اپنے خاوند کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو انھوں نے اللہ کی رضا کے لیے صبر و تحمل سے کام لیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ حنین:

غزوۂ حنین بپا ہوا۔ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا اپنی عادت کے مطابق اللہ کے دین کی مدد کے لیے روانہ ہوئیں۔ ان کی نیت یہ تھی کہ میں اگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اگر ایک گھونٹ پانی پیش کر سکوں تو یہ بھی میرے لیے بہت بڑی سعادت ہوگی۔

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے اسامہ اور ایمن رضی اللہ عنہما بھی اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لیے روانہ ہوئے۔

ایمن رضی اللہ عنہ تو ان مجاہدین میں سے تھے کہ جنھوں نے غزوۂ حنین کے دوران ثابت قدمی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے جرأت وشجاعت کی مثال قائم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ اس طرح انھوں نے سرزمین شرف و جہاد میں سرخرو ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ جب ان کے شہید ہونے کی خبر ان کی والدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو ملی تو انھوں نے اسی طرح صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا جس طرح اپنے خاوند کے شہید ہونے کی اطلاع ملنے پر کیا تھا، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کی نیت کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقام ومرتبہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ام ایمن رضی اللہ عنہا کی بڑی قدر ومنزلت تھی۔ آپ نے انھیں کسی مرحلے پر بھی فراموش نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اپنی حقیقی والدہ کے بعد ماں کا درجہ دیتے تھے اور وہ بھی ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات پر ترجیح دیا کرتی تھیں اور آپ کے ساتھ ہمیشہ انتہائی محبت، شفقت اور ہمدردی سے پیش آتیں۔

« عَنْ أَنَسٍ قَالَ : اِنْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أُمِّ أَيْمَنَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَنَاوَلَتْهُ إِنَاءً فِيْهِ شَرَابٌ قَالَ : لَا أَدْرِيْ أَصَادَفَتْهُ صَائِمًا أَوْ لَمْ يُرِدْهُ، فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَيْهِ وَتَذَمَّرُ عَلَيْهِ » [مسلم : ۲۴۵۳/۱۰۲]

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ام ایمن کی طرف گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی آپ کے ساتھ گیا، انھوں نے آپ کو ایک برتن پکڑایا جس میں مشروب تھا۔ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ ﷺ نے روزہ رکھا ہوا تھا یا آپ اسے پینا نہیں چاہتے تھے، جب آپ نے وہ مشروب نہ پیا تو ام ایمن نے احتجاج کیا۔"

امام نووی رحمہ اللہ حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ام ایمن کا پیش کردہ مشروب پینے سے انکار کر دیا، یا تو آپ روزے سے تھے یا کوئی اور وجہ تھی، تو اس پر ام ایمن رضی اللہ عنہا کو غصہ آیا اور غصے کی حالت میں آپ سے محو گفتگو ہوئی، وہ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی آیا تھی اور اس نے آپ کی پرورش کا فریضہ سرانجام دیا لہٰذا اسے یہ حق پہنچتا تھا۔ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بارے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے:

((أُمُّ أَيْمَنَ أُمِّي بَعْدَ أُمِّي)) [مسلم : ١٦/ ١٣]

"ام ایمن میری حقیقی ماں کے بعد ماں ہے۔"

نبی کریم ﷺ جو بھی ام ایمن رضی اللہ عنہا چاہتیں ان کی قدر و منزلت اور عزت و اکرام کے پیش نظر انھیں دے دیا کرتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جب مہاجرین مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ آئے تو ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ انصار زرعی زمین کے مالک تھے اور اپنے مہاجر بھائیوں کو ہر سال اپنے پھلوں اور فصلوں کا آدھا حصہ دے دیا کرتے تھے تاکہ ان کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنی طرف سے کھجور کا خوشہ دیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ وہ خوشہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دے دیا کرتے تھے۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے انس بن مالک نے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ اہل خیبر سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ پہنچے تو مہاجرین نے انصار کو وہ عطیات واپس کر دیے جو انھوں نے اپنے پھلوں میں سے دیے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے میری والدہ کی طرف اس کا دیا ہوا خوشہ واپس کر دیا اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اپنے باغ میں سے عطا کیا۔[مسلم : ٧٠/ ١٧٧١]

رسول اللہ ﷺ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو خوش دیکھ کر اپنے دل میں فرحت و انبساط محسوس کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک قیافہ شناس آیا۔ نبی کریم ﷺ دیکھ رہے تھے، اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ دونوں باپ بیٹے لیٹے ہوئے تھے، قیافہ شناس نے ان کے پاؤں دیکھ کر کہا کہ ان دونوں کے پاؤں آپس میں ملتے ہیں، یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے، آپ کو قیافہ شناس کی یہ بات بہت پسند آئی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ [بخاری: ۳۷۳۱۔ مسلم: ۱۴۵۹]

نبی کریم ﷺ اسامہ رضی اللہ عنہ اس کے والد زید رضی اللہ عنہ اور اس کی والدہ ام ایمن رضی اللہ عنہم کو بلکہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ساری اولاد کو دلی طور پر پسند کرتے تھے۔

حرملہ اسامہ بن زید کے غلام سے روایت ہے کہ وہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھے کہ اتنے میں ایمن رضی اللہ عنہ کا بیٹا حجاج اندر آیا، اس نے نماز پڑھی لیکن رکوع وسجود پوری طرح ادا نہ کیے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا: ان کو لوٹایئے، جب وہ چلا گیا تو آپ نے مجھ سے پوچھا: ''یہ کون تھا؟'' میں نے جواب دیا کہ یہ ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ کا بیٹا حجاج تھا۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''اگر اسے رسول اللہ ﷺ دیکھ لیتے تو ضرور پسند کرتے اور ساتھ ہی انھوں نے اس بات کا تذکرہ بھی کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ساری اولاد عزیز تھی۔
[بخاری: ۳۷۳۷]

حبیب کبریا ﷺ کی غمی خوشی کی شریک:

جب نبی کریم ﷺ خوش ہوتے تو ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ کو خوش دیکھ کر فرحت وانبساط کا اظہار کرتیں اور جب آپ غمگین ہوتے تو ان کا دل رنجیدہ اور آنکھیں نم ہو جاتیں۔

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کی تو اس خوشی میں سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا برابر کی شریک ہوئیں اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ساتھ مل کر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو تیار کیا۔

جب نبی کریم ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تو ام ایمن رضی اللہ عنہا نے اسے غسل دینے اور اس کی تجہیز وتکفین کی خدمت سرانجام دی، ان کا دل سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی جدائی پر بہت غمگین تھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقین نے ~~بہتان~~ لگایا تو سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے سیدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دفاع میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ان خوبیوں اور کارناموں کی بنا پر سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بڑا بلند مقام ومرتبہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے رومیوں پر دہشت طاری کرنے اور مسلمانوں کی ڈھارس بندھانے کے لیے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔

اسامہ رضی اللہ عنہ ابھی چھوٹی عمر کے تھے لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے انھیں لشکر اسلام کا امیر نامزد کر دیا، جبکہ اس لشکر میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسی عظیم ہستیاں موجود تھیں۔ لشکر اسلام میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں، انھوں نے اس نامزدگی کو بہت محسوس کیا کہ انصار ومہاجرین شیوخ کے ہوتے ہوئے ایک نوجوان کو لشکر کا امیر بنا دیا، بڑی حیرت کی بات ہے، یہ صورتحال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهِ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ كَانَ خَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَ اِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ » [بخاری۔ مسلم، ترمذی، مسند امام احمد]

”اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ امارت کے لیے مناسب تھا اور سب لوگوں سے مجھے زیادہ عزیز تھا اور اس کے بعد یہ سب لوگوں سے بڑھ کر مجھے عزیز ہے۔“

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کو لے کر روانہ ہو گئے۔ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع بستی صرف میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں اندوہناک خبر موصول ہوئی۔ لشکر اسلام کو وہاں روک دیا گیا اور سفر کو جاری رکھنا ناپسند کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ قضائے الٰہی سے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ چاہا کہ لشکر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں روانہ ہو۔

[السيرة النبوية : ٢/ ٦٠٦]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے وفات سے پہلے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو روانگی کی تلقین کر دی تھی۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ان سے دلی پیار کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ مرض الموت میں بھی ان کے لیے دعا کرنا نہیں بھولے۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ جب سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی بیماری کی وجہ سے طبیعت بوجھل ہوئی تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے ساتھ چند لوگ اور بھی تھے، آپ خاموش تھے بول نہیں رہے تھے، آپ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے اور پھر میری طرف کرتے، میں پہچان گیا کہ آپ میرے لیے دعا کر رہے ہیں۔

[مسند امام أحمد : ۵ / ۲۰۱]

چند لمحوں کے بعد حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی پاکیزہ روح اپنے رب کی طرف پرواز کر گئی۔

رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے، آپ کی وفات حسرت آیات سے مدینہ منورہ پر اندھیرا چھا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل غم واندوہ سے پارہ پارہ ہو گئے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو آپ کی آمد سے ہر شے روشن ہو گئی تھی، ہر طرف اجالا ہو گیا تھا اور جس دن آپ ﷺ نے وفات پائی تو ہر سو اندھیرا چھا گیا:

((وَمَا نَفَضْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيْدِي حَتّٰى انكَرْنَا قُلُوْبَنَا))

[علامہ البانی نے مختصر الشمائل میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ یہ روایت صحیح ابن ماجہ میں بھی مذکور ہے]

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو مسلمان بے چین ہو گئے۔ ان میں سے بعض حیرت زدہ ہو کر مخبوط الحواس ہو گئے اور بعض شدت غم سے زمین پر بیٹھ گئے، ان میں کھڑا ہونے کی سکت ہی نہ رہی۔ بعض کی غم واندوہ کی شدت کی وجہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان گنگ ہو گئی، ان میں بولنے کی طاقت ہی نہ رہی اور ان میں سے بعض نے سرے سے آپ کے فوت ہونے کا انکار کر دیا اور وہ کہنے لگے: ''آپ ضرور اٹھیں گے۔''

[لطائف المعارف : ص ١١٤]

رسول اللہ ﷺ کی جدائی پر سب سے بڑھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غم میں مبتلا تھے کہ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا اعزاز حاصل کیا، جن کے سینوں پر نورِ رسالت براہِ راست پڑا، جنھوں نے آپ کی صداقت و امانت کو بچشم خود دیکھا، جنھوں نے خیر و بھلائی کی تمام تر تعلیم آپ کے سامنے حاصل کی۔ جن کے دل رسول اللہ ﷺ سے جڑے ہوئے تھے، ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ نبی کریم ﷺ وفات پا جائیں گے اور وہ اپنے ہاتھوں سے آپ کو دفن کریں گے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے مشکل ترین مرحلہ تھا۔ انسانی تاریخ میں اس سے بڑھ کر کوئی اور مشکل وقت لوگوں پر کبھی نہیں آیا ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا غم واندوہ میں مبتلا ہو کر یہ مرثیہ کہنے لگی:

عَيْنًا جُوْدِىْ فَاِنَّ بِذَالِكَ الدَّمْعِ
شَفَاءٌ فَاكْثِرِىْ الْبُكَاءُ
حِيْنَ قَالُوْا الرَّسُوْلُ أَمْسٰى فَقْدًا
مَيْتًا كَانَ ذَالِكَ كُلُّ الْبَلَاءُ
وَ اَبْكِيَا مَنْ رُزِقْنَاهُ فِى الدُّنْيَا
وَ مَنْ خَصَّهُ بِوَحْىِ السَّمَآءُ
بِدُمُوْعٍ غَزِيْرَةٍ مِنْكَ حَتّٰى
يَقْضِىَ اللّٰهُ فِيْكَ خَيْرَ الْقَضَاءُ
فَلَقَدْ كَانَ مَا عَلِمْتُ وَصُوْلًا
وَ لَقَدْ جَاءَ رَحْمَةً بِالضِّيَآءُ
وَ لَقَدْ كَانَ بَعْدَ ذَالِكَ نُوْرًا
وَ سِرَاجًا يُضِىءُ فِى الظَّلْمَاءُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طِيْبُ　الْعُوْدِ　وَالْخَرِيْتَهِ　وَالْمَعْدِنِ

الْخَتْمُ　خَاتَمِ　الْأَنْبِيَاءُ

[طبقات ابن سعد : ۲/ ۳۳۲۔ فتح المدح لا بن سید الناس ص : ۳۳۷]

''آنکھ سخاوت کر، آنسو بہانے میں شفا ہے اور جی بھر کر رو۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کو پیارے ہو گئے'' جب انھوں نے کہا تو یہ تمام مصائب سے بڑھ کر مصیبت تھی۔''

''اس پر آنسو بہاؤ کہ جس کے دنیا میں ہم پر بڑے احسانات ہیں اور ان پر خاص آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی۔''

''تو اپنی طرف سے خوب آنسو بہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں اچھا فیصلہ کرے۔''

''میرے علم کے مطابق وہ میل ملاپ رکھنے والے اور روشن درخشاں رحمت بن کر آئے۔''

''وہ نور اور چراغ تھے کہ جس سے تاریکیوں میں روشنی ہوتی ہے۔''

''وہ سراپا پاکیزگی اور خوشبو تھے اور خاتم الانبیاء تھے۔''

صحابہ کرام سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا دلی طور پر بہت زیادہ احترام کیا کرتے تھے اور ان کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پا جانے کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: چلیے! ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کرنے چلیں کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ ہمیں دیکھ کر رونے لگیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: ''آپ کیوں رو رہی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کے ہاں پہنچ کر آرام سے ہیں، آسودہ حال ہیں۔'' وہ کہنے لگیں: ''میں جانتی ہوں کہ اللہ رب العزت کے ہاں پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام تر خیر و برکت ہے، ہر قسم کی آسودگی و خوشحالی ہے، ہر طرح کا اطمینان اور سکون ہے، میں تو اس لیے رو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہوں کہ اب آسمان سے وحی آنا بند ہوگئی، ان کی یہ بات سن کر سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بھی آہیں بھرتے ہوئے رونے لگے۔

[مسلم، کتاب فضائل الصحابہ من فضائل ام ایمن رضی اللہ عنہا : ۲٤٥٤/۱۰۳]

❁ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ ان سے کہا گیا: آپ کیوں روتی ہیں؟ تو انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں یہ جانتی تھی کہ آپ وفات پا جائیں گے۔ میں تو اس بات پر روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔[مسلم : ۲٤٥٤ ـ طبقات ابن سعد : ۲۲٦/۸]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور وہ امیر المومنین کے منصب پر فائز ہوئے۔ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا تو سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا روتے ہوئے کہنے لگیں:

''آج اسلام کمزور ہوگیا۔'' [طبقات ابن سعد : ۲۲٦/۸]

رحلت کا وقت:

اسلام کی سربلندی اور رسول مقبول ﷺ کی رضا جوئی کے لیے طویل زندگی بسر کرنے کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بستر مرگ پر دراز ہوئیں اور ان کی پاکیزہ روح اپنے رب کی طرف پرواز کر گئی۔ وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں کہ جس جنت کو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا احساس پیدا ہوا۔

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زندگی ہماری ماؤں، بیٹیوں، بیویوں اور بہنوں کے لیے ایک اعلیٰ وارفع نمونہ ہے۔ انھوں نے اللہ کے دین کے لیے ایثار وقربانی کی مثال قائم کی اور قیامت تک آنے والی خواتین کے لیے ایک واضح راستہ بنا دیا۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا

اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کا تذکرہ قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ نے فضائل و مناقب سے آراستہ کر دیا تھا۔ کہ جس نے عبدالمطلب کی وفات کے بعد سید الاولین والآخرین کی پرورش کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا۔

یہ عظیم الشان شہسوار اور چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابی طالب کی والدہ ماجدہ اور نوجوانان اہل جنت کے سردار سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی دادی سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا ہیں۔

یہ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں کہ جنھوں نے جنگ مؤتہ میں جام شہادت نوش کیا۔ جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں دیکھا کہ وہ اپنے دو پروں کے ساتھ فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہے اور جو جنگ مؤتہ میں تین سالاروں میں سے ایک سالار لشکر تھے۔

سیدہ فاطمۃ بنت اُسد رضی اللہ عنہا خواتین عالم کی سردار سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خوش دامن تھیں۔

واہ سبحان اللہ! یہ معزز صحابیہ کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اتنے فضائل و مناقب جمع کر دیے تھے، سیدہ فاطمہ بنت اُسد بن ہشام بن عبد مناف الہاشمیہ، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خوش دامن ہیں۔ انھوں نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اور ان مہاجر خواتین میں شامل ہوئیں جنھوں نے سب سے پہلے ہجرت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم تھے اس لیے آپ کے دادا نے پرورش کی۔ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ سے بہت زیادہ پیار کیا کرتے تھے۔ جب عبدالمطلب نے محسوس کیا کہ اس کا آخری وقت قریب آ گیا ہے تو اس نے اپنے بیٹے ابو طالب کو وصیت کی کہ میرے بعد وہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی بہترین انداز میں کفالت کرے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ اور چچا ابو طالب دونوں ماں باپ کی طرف سے سگے بھائی تھے۔ دونوں کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ تھا۔

عبدالمطلب اچھی طرح سمجھتے تھے کہ ابو طالب کی بیوی سیدہ فاطمہ بنت اسد سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی نگہداشت کا فریضہ نہایت ہمدردی شفقت اور محبت سے سر انجام دے گی۔ عبدالمطلب کو معلوم تھا کہ اس کے دل میں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت ہے۔

عبدالمطلب وفات پا گئے اور حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ابو طالب کے گھر منتقل ہو گئے۔ وہاں آپ نے ایک شفقت کرنے والی ماں کو دیکھا کہ جس کے رویے سے آپ نے محسوس کیا کہ وہ اس کی حقیقی ماں کے فوت ہو جانے کے بعد ماں ہی کے درجے پر فائز ہے۔

سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے بہت زیادہ محبت اور شفقت سے پیش آیا کرتی تھیں اور اپنے بچوں سے بھی زیادہ ان کا خیال رکھتیں۔

رسول اللہ ﷺ کی برکت:

ابو طالب مالی اعتبار سے تنگ دست تھے اور اس کی بیوی سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا محسوس کرتی تھی کہ اس کے بچے بھوکے رہتے ہیں، انھیں جی بھر کر کھانا نہیں ملتا لیکن جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ان کے ساتھ رہنے لگے تو پہلی مرتبہ اس گھر میں برکت داخل ہوئی، اور خاص طور پر جب حبیب کبریا سیدنا محمد کریم ﷺ کے ساتھ مل کر کھانا تناول کرتے تو کھانے میں برکت کا وافر حصہ در آتا۔

جب ابو طالب کے بچے اکٹھے ہو کر یا اکیلے اکیلے کھانا کھاتے تو بھوکے رہتے، لیکن جب ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ مل کر کھانا کھاتے تو سب پیٹ بھر کر کھانا کھاتے۔

ابو طالب جب اپنے بچوں کو دوپہر یا شام کا کھانا دینے لگتے تو انھیں کہتے: ذرا ٹھہر جاؤ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتظار کرو ! یہاں تک کہ میرا لاڈلا بیٹا آ جائے۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور ان سے مل کر کھانا کھاتے تو عام طور پر ان کا کھانا بچ جاتا اور تمام بچے سیر ہو کر کھاتے۔

اگر دودھ ہوتا تو پہلے رسول اللہ ﷺ نوش کرتے اور اس ایک ہی پیالے سے باری باری سب بچے خوب جی بھر کر دودھ پیتے۔ اگر بچوں میں سے کوئی پہلے پیالے سے دودھ پیتا تو وہ اکیلا ہی پیالے کا سارا دودھ پی جاتا اور کسی دوسرے بچے کے لیے دودھ کا ایک گھونٹ بھی باقی نہ بچتا۔

یہ صورتِ حال دیکھ کر ابو طالب رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ آپ بڑے بابرکت ہیں۔

دوسری چیز یہ دیکھنے میں آئی کہ باقی بچے صبح کے وقت اٹھتے تو ان کے بال پراگندہ ہوتے، آنکھوں میں گید جمی ہوتی، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال صاف ستھرے ہوتے، انھیں تیل لگا ہوتا اور آنکھوں میں سرما ہوتا۔ [عیون الأثر: ۱/ ۵۱۔ السیرة الحلبیة: ۱/ ۱۸۹]

محبت میں اضافہ:

سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا ان برکات کا بچشم خود مشاہدہ کر رہی تھیں جو ان کے گھر میں پہلی مرتبہ داخل ہوئیں، جن کی بنا پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ لاڈ، پیار اور شفقت میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ ان کا مشفقانہ رویہ دیکھ کر محسوس کر رہے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کے وفات پا جانے کے بعد ایک شفقت اور محبت سے پیش آنے والی ماں عطا کر دی ہے۔

اور وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے نہایت محبت، پیار، شفقت اور ہمدردی سے پیش آیا کرتی تھیں اور آپ کی خدمت کا یہ فریضہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے تک سرانجام دیا۔

سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر وہ باتیں سنا کرتی تھی جو لوگ آپ کے بارے میں کیا کرتے تھے اور وہ اکثر اوقات اپنے خاوند سے یہ بات سنا کرتی تھیں، وہ کہا کرتے تھے:

''میرے بھائی کے بیٹے کو بڑی عزت اور عظمت میسر آئے گی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ جب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاوند ابو طالب کے ساتھ تجارت کی غرض سے شام گئے تو تجارت میں بڑا نفع حاصل ہوا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا ثمر تھا۔

سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا نے وہ باتیں بھی سنیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر شام تشریف لے گئے اور اس سفر میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی آپ کے ساتھ تھا، تو اس نے سفر میں پیش آنے والے حیرت انگیز واقعات سے اپنی مالکہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو مطلع کیا۔ خیر و برکت کی ان باتوں نے سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا کو بہت متاثر کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پرورش:

اب یہ عظیم المرتبت خاتون سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا اپنے جگر گوشے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بھیج دیتی ہے تا کہ وہ وہاں زندگی بسر کرے۔ کیونکہ وہ اس بات کو محسوس کر رہی تھیں کہ اس گھر میں اس کے بیٹے کو باپ جیسی شفقت، محبت اور ہمدردی میسر آئے گی کیونکہ اپنے بیٹے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشفقانہ رویہ دیکھ چکی تھیں۔

سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب میرے ہاں بیٹے نے جنم لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام علی رکھا اور پیار بھرے انداز میں اس کی زبان اور ہونٹوں کو چوما اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور وہ سو گیا۔ دوسرے دن ہم نے اسے دودھ پلانے والی آیا کے سپرد کیا تو اس نے کسی بھی آیا کا دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ ہم نے یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ آپ تشریف لائے، علی رضی اللہ عنہ کو پیار بھرے انداز میں گود میں لیا اور اس کا شفقت سے منہ چوما تو وہ سو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہر طرح اسے شامل حال ہو گیا۔ [السيرة الحلبية : ١/ ٤٣٢]

تنگی کے بعد آسانی:

سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا نئی زندگی بسر کرنے لگیں کہ جو تمام تر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر مشتمل تھی۔ وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جس نے اس کے گھر میں تربیت پائی تھی اور اس کی شفقت اور محبت سے سیراب ہوئے تھے۔سیدہ فاطمہ بنت اَسد رضی اللہ عنہا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی میں زندگی بسر کرتے ہوئے ایسی سعادت محسوس کیا کرتی تھیں کہ جس کی نظیر ساری دنیا میں نہیں ملتی۔ اللہ کے دشمن ہمیشہ مومنوں کی گھات میں لگے رہتے،قریش نے سید الموحدین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر غضب ڈھانا اور ان کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی اور اسلام کے مقابلے میں خطرناک لڑائی لڑنے کے لیے خم ٹھونک کر سامنے آ گئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت زار کو دیکھا کہ وہ قریش کے ہاتھوں طرح طرح کی اذیت ناک سزائیں جھیل رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا اشارہ دے دیا۔ اس موقع پر سیدہ فاطمہ بنت اَسد رضی اللہ عنہا بہت زیادہ غم زدہ ہوئیں کیونکہ انھوں نے بیٹے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو ہجرت کے سفر پر روانہ ہونے کے لیے الوداع کیا۔سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے قافلے کے امیر تھے۔

جب قریش نے دیکھا کہ معاملہ ان کے ہاتھ سے نکلتا جا رہا ہے تو وہ بنو ہاشم کا بائیکاٹ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو ان کی عورتوں اور بچوں کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔سیدہ فاطمہ بنت اَسد رضی اللہ عنہا نے دیگر خواتین کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور سخت ترین تکلیف کو حوصلے سے برداشت کیا۔قریش نے دیکھا کہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے اس آزمائش میں بڑی ثابت قدمی کا ثبوت دیا اور نازک ترین گھڑی کو انھوں نے بڑی عزت وتوقیر سے برداشت کیا ہے بلکہ کفار کو خواتین کا صبر و تحمل دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ مسلسل تین سال تک انھوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ اپنی مشہور و معروف کتاب 'طبقات' میں لکھتے ہیں:

"جب قریش نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کی اس جمعیت کو دیکھا تو ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طوطے اڑ گئے اور وہ پہچان گئے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو ان کے سپرد نہیں کریں گے بالآخر بعثت کے دسویں سال مسلمان محاصرے سے باہر نکلے۔''

اسی سال رسول اللہ ﷺ کی بیوی سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں، پھر آپ کے چچا ابو طالب وفات پا گئے اور مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ قریش نے رسول اکرم ﷺ کو زیادہ ستانا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت:

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی ہجرت کی، تاکہ ان مہاجرین کے اجر و ثواب کو حاصل کرنے کی مستحق ہو جائے کہ جنھوں نے اللہ کی رضا کے لیے اپنے گھر اور مال چھوڑ دیے اور اپنی آباد دنیا سے نکل پڑے تاکہ توحید اور ایمان باللہ کی نعمت سے سرفراز ہوسکیں۔ سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ پہنچ کر انصاری بہنوں کے ساتھ قیام پذیر ہو کر ایمانی معاشرے میں زندگی بسر کرنے لگیں اور ان کا ایمان دن بدن بڑھنے لگا۔

نبی کریم ﷺ کے ہاں مقام و مرتبہ:

نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا کی اس طرح عزت اور توقیر کیا کرتے تھے کہ جس طرح ایک بیٹا اپنی شفیق ماں کی کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرتے تھے اور اسی طرح ان کا خیال رکھا کرتے تھے کہ جس طرح وہ بچپن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرتی تھیں۔ سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بڑا بلند مقام و مرتبہ تھا، جس کی وجہ سے آپ ان کی خدمت میں تحائف پیش کیا کرتے تھے۔

سیدہ جعدہ بنت ہبیرہ رضی اللہ عنہا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ریشمی چغا عطا کیا اور فرمایا کہ اس چغے کو فاطمہ نامی خواتین کے درمیان تقسیم کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو۔ میں نے اس کے چار دوپٹے بنائے، ان میں سے ایک سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کو دے دیا، ایک دوپٹہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا کو دیا، ایک دوپٹا فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا کو دیا اور چوتھی فاطمہ کا نام نہیں لیا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شاید چوتھی خاتون عقیل بن ابی طالب کی بیوی فاطمہ بنت شیبہ تھی۔[الإصابة : ٤/ ٣٧٠۔ أسد الغابة ترجمه : ٧١٧٢]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک مقام ومرتبہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا کا بہت زیادہ احترام کیا کرتے تھے، صحابہ کرام کے دلوں میں آپ رضی اللہ عنہا کا بڑا بلند مقام ومرتبہ تھا۔

جب جنگ احد میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لشکر کفار کے علم بردار طلحہ بن ابی طلحہ کو قتل کیا تو حجاج بن علاط السلمی نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جوانمردی اور بہادری کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان قابل رشک خوبیوں کو سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا کی تربیت اور پرورش کا ثمر قرار دیا۔[البداية والنهاية حافظ ابن كثير : ٧/ ٣٤٩]

عمدہ خوش دامن:

جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے شادی کی تو سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا ایک عمدہ خوش دامن بنتے ہوئے ایک شفیق، رحم دل اور ہمدرد مثالی ماں کے روپ میں سامنے آئیں۔ وہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ پیار کرتیں اور گھریلو کاموں میں اس کا ہاتھ بٹایا کرتی تھیں۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی امی جان فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا سے عرض کی:

> ''امی جان! آپ پانی لانے اور باہر کے کام کاج میں فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ بٹا دیا کریں وہ آپ کا گھر کے اندرونی کاموں آٹا پیسنے اور آٹا گوندھنے وغیرہ میں ہاتھ بٹا دیا کرے گی۔''[مجمع الزوائد الهيثمي : ١٥٣٩٨]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحلت کا وقت:

سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا ایمان اور توحید کے زیر سایہ عبادت گزاری، روزے داری اور تہجد گزاری کی حالت میں زندگی بسر کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ دن آ گیا کہ جس میں وہ بستر مرگ پر دراز ہو گئیں۔

سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں اور مدینہ منورہ میں انھیں دفن کر دیا گیا، حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود ان کی قبر میں اترے تا کہ انھیں دفن کریں۔

علامہ السمہودی کہتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف پانچ قبروں میں اترے، ان میں تین عورتوں کی قبریں اور دو مردوں کی قبریں ہیں۔

جن خواتین کی قبر میں آپ اترے ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا۔

۲۔ سیدہ ام رومان والدہ ماجدہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

۳۔ سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا۔

جن دو مردوں کی قبر میں آپ اترے ان کے نام یہ ہیں:

۴۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود اور تربیت میں تھا۔

۵۔ عبداللہ المزنی جسے ذوالبجادین کہا جاتا تھا۔ [وفاء الوفاء السمہودی: ۸۹۷/۳]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسے عزت و تکریم:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب دل، وفا دار اس نیک خاتون کو نہیں بھولے کہ جس نے آپ کی ماں کی وفات کے بعد ماں کا کردار ادا کیا۔ آپ اسے دفن کرنے کے لیے اس کی قبر میں اترے یہ سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا کی بلاشبہ بہت بڑی عزت و تکریم تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ فاطمہ بنت اُسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کے سر کی جانب بیٹھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے اماں جان! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ تو میری ماں کے بعد خود بھوکی رہتی اور مجھے جی بھر کر کھانا کھلاتی، خود نہ پہنتی مجھے پہناتی، خود عمدہ کھانا نہ کھاتی مجھے کھلاتی، اور اس سے تو اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کا ارادہ رکھتی۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس پر تین مرتبہ پانی ڈالا جائے جب وہ پانی پہنچا کہ جس میں کافور کی آمیزش تھی تو وہ پانی رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس پر انڈیلا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اتاری اور اسے سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا کو کفن کے اوپر پہنا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید، ابو ایوب انصاری، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اور حبشی غلام کو بلایا اور انھیں قبر کھودنے کا حکم دیا اور انھوں نے قبر کھودی۔

جب لحد تک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے لحد کھودی اور اس کی مٹی اپنے ہاتھ سے نکالی، جب آپ فارغ ہوئے تو خود لحد میں داخل ہو کر لیٹے اور یہ کہا:

«اَللّٰهُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدٍ وَ لَقِّنْهَا حُجَّتَهَا، وَ وَسِّعْ عَلَیْهَا مُدْخَلَهَا فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ»

''اللہ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے وہ زندہ ہے، کبھی نہیں مرے گا، الٰہی! میری امی فاطمہ بنت اُسد کو بخش دے اور اس کی حجت کی اسے تلقین کرا اور اے ارحم الراحمین! اس کی قبر کو وسیع کر دے۔''

آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں چار تکبیریں کہیں، پھر سیدنا عباس اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے اسے لحد میں اتارا۔[1] [مجمع الزوائد الهيتمي : ١٥٣٩٩]

اس حدیث کو طبرانی نے المعجم الکبیر اور المعجم الاوسط میں بیان کیا، اس کے سلسلہ سند میں روح بن صلاح کا نام آتا ہے جسے ابن حبان اور حاکم نے ثقہ قرار دیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ بنت اسد وفات پا گئیں تو نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص اتاری اور ان کے کفن میں شامل کر دی اور آپ اس کی قبر میں لیٹے۔ جب قبر پر مٹی برابر کر دی گئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے آج آپ کو وہ کام کرتے دیکھا جو پہلے آپ نے کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اس کے کفن میں اپنی قمیص اس لیے شامل کی کہ وہ جنت کے کپڑے پہنے اور اس کی قبر میں اس لیے لیٹا کہ قبر اس کے لیے تنگ نہ ہو، ابو طالب کے بعد اللہ کی ساری مخلوق میں یہ خاتون سب سے زیادہ میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئی۔

[مجمع الزوائد الهيثمي : ٥٤٠٠]

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔ وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا

اب ہم اس دانشمند خاتون کی سوانح حیات قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علم، فقہ، اخلاص، پاکیزگی، شرافت اور شجاعت جیسی خوبیاں ایک ساتھ جمع کر دی تھیں۔

وہ جلیل القدر خاتون کہ جس کے متقی، پاکیزہ اور صاف ستھرے دل میں اسلام اس پہلے مرحلے میں داخل ہو گیا کہ جس وقت اس نے کتاب وسنت کی تعلیمات کو سنا۔

اس عظیم المرتبت خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیا اور وہ بذات خود خطرناک جنگوں میں شریک ہوتی رہی۔

وہ خشوع وخضوع سے آراستہ، صبر وتحمل کی پیکر، شرافت کی خوگر، فن حدیث کی ماہر اور بڑی شان وشوکت والی خاتون تھی۔

اس خوش نصیب خاتون کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں دیکھا۔

اس جلیل القدر خاتون کا نام ام سلیم رضی اللہ عنہا ہے۔

اس کے بارے میں ابونعیم اصفہانی لکھتے ہیں:

((أُمُّ سُلَيْمٍ الْمُسْتَسْلِمَةُ لِحُكْمِ الْمَحْبُوْبِ الطَّاعِنَةُ بِالْخَنَاجِرِ فِي الْمَوَاقِعِ وَالْحُرُوْبِ))

''ام سلیم رضی اللہ عنہا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنے والی، اور لڑائیوں میں دشمن کے خلاف خنجر سے حملہ آور ہونے والی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف:

آیئے! اب ہم ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے:

ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب الانصاریہ۔

یہ خادم رسول سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ یہ اپنی کنیت سے مشہور ہوئیں، ان کے مختلف نام بتائے جاتے ہیں، جن میں سے درج ذیل سیرت و سوانح کی کتابوں میں مذکور ہیں:

① سہلہ ② رمیلہ ③ رمیصہ ④ ملیکہ ⑤ غمیصاء ⑥ رمیصاء۔

اسلامی زندگی کا آغاز:

جب اسلام کی بشارتیں سرزمین عرب پر آشکار ہوئیں تو ام سلیم رضی اللہ عنہا ان خواتین میں شامل ہوئی جو بہت جلد دائرہ اسلام میں داخل ہو گئیں۔ ایمان ان کے دل کی گہرائی تک پہنچا۔ انھیں اسلام سے والہانہ محبت ہو گئی اور اسلام ان کے دل اور رگ و ریشے میں رچ بس گیا۔ ان کا خاوند مالک بن النضر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا والد گھر سے غیر حاضر تھا، جب وہ گھر آیا اور اسے اپنی بیوی کے اسلام قبول کرنے کا علم ہوا تو وہ بہت زیادہ ناراض ہوا اور مطالبہ کیا کہ وہ اس نئے دین کو چھوڑ دے اور اپنے آباو اجداد کے دین کو دوبارہ اختیار کر لے۔ انھوں نے بڑی شدت سے جواب دیا کہ میں اس دین کو کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑوں گی۔

بچوں کی تربیت:

اپنے بیٹے انس بن مالک کو تلقین کرنے لگیں کہ تم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو، تم اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہو۔

بار بار سننے پر بیٹے نے یہ کلمات اپنی زبان سے ادا کرنے شروع کر دیے۔ اس کا باپ مالک اپنی بیوی ام سلیم سے کہتا: دیکھو! میرے بیٹے کو خراب نہ کرو۔ وہ جواب دیتی کہ میں اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراب نہیں کر رہی بلکہ میں تو اسے درست راستے پر چلا رہی ہوں۔ جب مالک نے اپنی بیوی کا رویہ دیکھا کہ اسلام قبول کرنے کے حوالے سے اس کے ارادے چٹان سے بھی زیادہ مضبوط ہیں اور اس نے اعلانیہ اقرار کرلیا ہے:

((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ))

اور وہ کسی صورت اس سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں، تو وہ ناراض ہو کر گھر چھوڑ کر چلا گیا اور کسی نے اسے قتل کر دیا۔

جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سنا کہ اس کا خاوند قتل ہو گیا ہے تو انھوں نے صبر و تحمل سے کام لیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ میں اپنے بیٹے کی تربیت اسلامی خطوط پر کروں گی اور جب یہ کہے گا تب شادی کروں گی۔

اس طرح سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر سے تربیت پا کر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ منظر عام پر اس طرح جلوہ گر ہوئے کہ حدیث نبوی کی خوشبو سے ساری کائنات کو مہکا دیا۔ یہ سب نیکیاں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے نامۂ اعمال میں شامل ہوں گی کہ جس نے اپنے بیٹے کی تربیت بچپن سے ہی ایمان اور توحید کی بنیاد پر کی۔

سعادت کی گھڑی:

باوجود اس کے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی لیکن آپ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا بڑی دانش مند اور مومن خاتون تھیں، انھوں نے ایک لمحے کے لیے بھی اپنے بیٹے کو یتیمی کی تلخی محسوس نہیں ہونے دی۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے انس کو:

((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ))

کی تلقین کرتی اور اس کی تعلیم دیتی رہتیں، یہاں تک کہ یہ دونوں شہادتیں اس کی زبان پر جاری ہوگئیں ماں نے اپنے بیٹے کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا بیج بو دیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انس رضی اللہ عنہ کے دل میں بچپن میں ہی یہ تمنا پیدا ہوگئی کہ میں بڑا ہو کر رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی زیارت کے لیے سفر کروں گا اور پھر آپ کے ساتھ ہی وابستہ ہو جاؤں گا۔

نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ان دنوں مکہ معظمہ میں قریشی کافروں کی پکڑ دھکڑ اور ریشہ دوانیوں کا شکار تھے، وہ دین اسلام اور مسلمانوں کو پوری قوت کے ساتھ پامال کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کو جب اپنے جاں نثار صحابہ کرام کے بارے میں خطرہ محسوس ہوا کہ وہ دین کے حوالے سے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے تو آپ ﷺ نے انھیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول ﷺ کو بھی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ جب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور یثرب کے باشندوں کو حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی تشریف آوری کا پتا چلا تو وہ یہ عظیم خوشخبری سن کر خوشی سے جھوم اٹھے۔ وہ ہر روز صبح کو نبی کریم ﷺ کا استقبال کرنے کے لیے مدینہ منورہ سے باہر نکلتے اور سارا دن انتظار کرنے کے بعد جب سورج غروب ہونے لگتا تو غمزدہ ہو کر واپس اپنے گھروں کو لوٹ آتے۔

جب وہ دن آ گیا کہ جس کا انتظار تھا اور اہل مدینہ کے کانوں میں بھنک پڑی کہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ مدینہ منورہ کی گھاٹیوں میں پہنچ گئے ہیں تو مردوں، عورتوں اور بچوں سے مدینے کی سڑکیں بھر گئیں۔ ہر ایک کی یہ دلی خواہش تھی کہ اس ہستی کا دیدار کرے کہ جسے ساری نوع انسانیت نے تمام مخلوق خدا سے بہتر جانا۔

اگر ان لمحات میں پوری کائنات کی عیدیں جمع ہو جاتیں، پھر بھی وہ اس خوشی کے ہزارویں حصے کے برابر نہ ہو سکتیں جو مسلمانوں کو سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری کے وقت ہوئی۔

[اصحاب الرسول از ابو عمار محمود المصری : ۱/ ۳۸۲]

نبی کریم ﷺ کی خدمت کا شرف:

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہو گئے، تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے پیارے بیٹے انس کو آپ کی خدمت میں لے کر آئی ہوں، یہ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت کرے گا، اسے قبول کر لیجیے اور اس کے لیے دعا کیجیے:

تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَ وَلَدَهُ))

"الٰہی اسے زیادہ مال اور زیادہ اولاد عطا کر۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ کی قسم! مجھے مال بھی بہت زیادہ ملا اور آج میرے بچے سو سے بھی زیادہ ہیں۔"

[مسلم : ٢٤٨١، ١٤٣]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((قدم رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرٍ، وَ مَاتَ وَ أَنَا ابْنُ عِشْرِينَ، كُنَّ أُمَّهَاتِي يُحَثِّثْنَنِي عَلَى خِدْمَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) [مسلم : ٢٠٢٩]

"رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے جبکہ میری عمر دس سال تھی، جب آپ نے وفات پائی تو میری عمر بیس سال تھی، میری والدہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت پر آمادہ کرتی رہتی تھی۔"

واہ سبحان اللہ! یہ کتنے بڑے فخر کی بات ہے کہ انسان حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ کی خدمت سرانجام دے اور آپ کے ساتھ ہر وقت وابستہ رہے، آپ سے اعلیٰ اخلاق، عمدہ طرز عمل اور اچھی عادات کی تعلیم حاصل کرے۔ یہ بلا شبہ دنیا میں باعث فخر اور آخرت میں باعث شرف و عزت ہے۔

نبی کریم ﷺ کے رازوں کی حفاظت:

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی پوری کوشش ہوتی کہ اس کا بیٹا وہی کام کرے جس سے نبی کریم ﷺ خوش ہوں اور جو کام آپ ﷺ کی ناراضگی کا باعث بنے اس سے دور رہے۔

سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے ہمیں سلام کہا اور مجھے ایک کام کے لیے بھیجا۔ میں اپنی والدہ کے پاس تاخیر سے پہنچا تو اس نے مجھ سے پوچھا:

''آج اتنی تاخیر کیوں ہوئی؟''

میں نے کہا: ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام پر بھیجا تھا اس لیے تاخیر ہوگئی۔ میری امی نے پوچھا: ''کیا کام تھا؟''

''میں نے کہا: ''امی جان یہ ایک راز کی بات ہے۔''

میری والدہ نے مجھ سے کہا:

''بیٹا! رسول اللہ ﷺ کا راز کسی کو نہ بتانا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اے ثابت! اگر میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ کا راز بتانا ہوتا تو تجھے بتاتا۔'' [مسلم: ٢٤٨٢]

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی دینی پختگی:

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی پوری کوشش ہوتی کہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے تمام احکامات پر جلد از جلد عمل پیرا ہوا جائے اور منہیات سے کلی طور پر اجتناب کرے۔

«عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا» وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتْ اِمْرَءَةٌ مِنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ: فُلَانَةٌ اَسْعَدَتْنِي وَأَنَا اُرِيْدُ اَنْ أَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَّتِ امْرَءَةٌ إِلَّا أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ اَبِي سَبْرَةَ امْرَءَةُ مُعَاذٍ أَوْ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَإِمْرَءَةُ مُعَاذٍ»

[بخاری: ٧٢١٥]

''سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تو آپ نے ہمیں "اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ" والی آیت کریمہ پڑھ کر سنائی اور ہمیں میت پر نوحہ کرنے سے منع کیا، ہم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچا اور کہا: فلاں عورت نے مجھے خوش کیا، میں اس کا بدلہ دینا چاہتی ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ کہا۔ وہ چلی گئی، پھر واپس آئی۔ ام سلیم، ام العلاء، معاذ کی بیوی ابوسبرہ کی بیٹی، یا یہ کہا: ابوسبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی اس حکم پر پورا اتری۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقام و مرتبہ:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ آپ اکثر و بیشتر ان کی زیارت کے لیے تشریف لے جایا کرتے اور آپ کے لیے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ أُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا))

[نسائی، فضائل الصحابة : ٢٨٠ ـ طبقات ابن سعد : ١٠٣/٥]

اس روایت کی سند صحیح ہے۔

"سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کی طرف سے گزرتے تو آپ اس کے پاس تشریف لے جاتے اور اسے سلام کہتے۔"

((عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ عَلٰى أَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِ إِلَّا أُمِّ سُلَيْمٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فَقِيْلَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّيْ أَرْحَمُهَا قُتِلَ أَخُوْهَا مَعِيْ))

[مسلم : ٢٤٥٥]

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے علاوہ کسی خاتون کے گھر نہیں جاتے تھے، البتہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے۔ آپ سے اس بارے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "اس کا بھائی میرے ہمراہ تھا، اسے قتل کر دیا گیا اس لیے میں صلہ رحمی کے طور پر اس کے ہاں جاتا ہوں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ ام سلیم اور اس کی ہمشیرہ ام حرام نبی کریم ﷺ کی رضاعی خالہ لگتی تھیں، اس لیے وہ دونوں نبی کریم ﷺ کی خالہ تھیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کا ان کے گھر جانا شرعاً جائز تھا۔

یہاں پر یہ بات بھی بتا دینا نہایت مناسب ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بھائی حرام بن ملحان کا رسول اللہ ﷺ خاص خیال رکھا کرتے تھے وہ جنگ بدر اور احد میں شریک ہوا اور معرکہ بئر معونہ میں اس نے جام شہادت نوش کیا۔ یہ معرکہ ۴ ہجری کو بپا ہوا۔

مشہور و معروف تاریخی جملہ "فُزْتُ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ"

"رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔"

اس نے اس وقت کہا تھا جب دشمن نے پیچھے سے نیزہ اس کے سینے کے آر پار کر دیا تھا۔

[سير أعلام النبلاء، الإستبصار ص ٣٦ : ٢ / ٣٠٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر اعلیٰ وعمدہ اخلاق والے تھے۔ میرا ایک بھائی تھا جس کا نام ابو عمیر تھا میرا خیال ہے کہ اس کا دودھ چھڑایا گیا تھا۔ اس کے پاس ایک چڑیا تھی جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: "اے ابو عمیر تیری چڑیا کدھر گئی۔"

بسا اوقات آپ ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے۔ نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ اپنے نیچے بچھی ہوئی چٹائی کے بارے میں حکم دیتے، اس پر جھاڑو دیا جاتا یا اسے اٹھا کر جھاڑا جاتا، پھر آپ کھڑے ہوتے اور ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے تو آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔

[بخاري، باب الأدب : ٦٢٠٣ ـ مسلم، باب الأدب : ٢١٥٠]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میری امی جان سیدہ ام سلیم (رضی اللہ عنہا) کے پاس تشریف لائے، اس نے آپ کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: کھجور اور گھی کو برتن میں رکھ دو، میرا روزہ ہے۔ پھر آپ گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہوئے اور آپ نے ہمیں نفلی نماز پڑھائی۔ آپ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا اور اس کے گھر والوں کے لیے دعا کی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میری ایک خاص چیز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟''

اس نے کہا: آپ کا خادم میرا بیٹا انس (رضی اللہ عنہ)! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی میرے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مانگی، پھر آپ نے یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَ وَلَدًا وَ بَارِكْ لَهُ فِيهِ))

''الٰہی! اسے مال اور اولاد عطا کر اور اس کے لیے مال و اولاد میں برکت دے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب انصار سے زیادہ میرے پاس مال تھا۔ میری بیٹی امینہ نے بتایا کہ حجاج کی آمد تک بصرہ میں میری نسل میں سے ایک سو انتیس افراد دفن کیے گئے۔

[بخاری، کتاب الصوم: ۱۹۸/۴۔۱۹۹]

اسلام قبول کرنا حق مہر ٹھہرا:

لوگ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں بڑی عمدہ اور حیرت انگیز باتیں بیان کیا کرتے تھے۔ ابوطلحہ یہ باتیں بڑے غور سے سنا کرتا تھا۔ جب اس کا دل محبت سے لبریز ہوگیا تو اس نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بھاری مہر کے عوض شادی کی پیشکش کر دی۔ لیکن جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بڑے ہی باوقار انداز میں اس کی پیش کش کو مسترد کر دیا تو وہ انگشت بدنداں رہ گیا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا:

((اِنَّهُ لَا يَنْبَغِي اَنْ اَتَزَوَّجَ مُشْرِكًا، أَمَا تَعْلَمُ يَا أَبَا طَلْحَةَ أَنَّ آلِهَتَكُمْ يَنْحَتُهَا عَبْدُ آلِ فُلَانٍ، وَلَوْ أَنَّكُمْ اَشْعَلْتُمْ فِيهَا نَارًا لَاحْتَرَقَتْ))

[طبقات ابن سعد: ۳۱۲/۸]

''میرے لیے یہ مناسب نہیں کہ میں کسی مشرک سے شادی کروں، ابوطلحہ! کیا آپ جانتے نہیں کہ آپ کے خداؤں کو فلاں خاندان کے لوگ اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہیں، جب تمھیں آگ کی ضرورت پڑتی ہے تو انھیں جلا کر کام چلایا جاتا ہے۔''

ابوطلحہ کو یہ جواب سن کر اپنی طبیعت میں بڑی تنگی محسوس ہوئی۔ جو وہ دیکھ رہا تھا یا سن رہا تھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ لیکن اس کے دل نے اسے مجبور کیا اور اس نے دوسرے دن زیادہ مہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پیشکش کر دی۔ اس کے دل میں یہ تھا کہ شاید بھاری بھرکم مہر کا سن کر ام سلیم رضی اللہ عنہا کا دل نرم ہو جائے اور وہ میری پیش کش کو قبول کر لے۔

لیکن دین کی داعیہ، دانشمند اور ذہین وفطین سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا بچشم خود دیکھ رہی تھی کہ دنیا اپنے جاہ وجلال، مال و دولت اور بھرپور جوبن کے ساتھ اس کے سامنے رقص کناں ہے، وہ یہ محسوس کر رہی تھی کہ اسلام کی محبت اس کے دل میں دنیا کی ہر نعمت سے زیادہ ہے۔ اس نے بڑے ادب اور متانت سے کہا:

«مَا مِثْلُكَ يُرَدُّ اَبَا طَلْحَةَ وَلٰكِنَّكَ اِمْرَءٌ كَافِرٌ وَ اَنَا اِمْرَءَةٌ مُسْلِمَةٌ لَا تَصْلُحُ لِي اَنْ اَتَزَوَّجَكَ فَقَالَ : مَا ذَاكَ مَهْرُكِ؟ قَالَتْ : وَمَا مَهْرِي قَالَ : الصُّفْرَآءُ وَالْبَيْضَآءُ اَيِ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ قَالَتْ : فَإِنِّي لَا اُرِيْدُ صَفْرَآءَ وَلَا بَيْضَآءَ اُرِيْدُ مِنْكَ الْإِسْلَامَ، قَالَ : ضَمِنَ لِي بِذَالِكَ ؟ قَالَتْ : لَكَ بِذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ يُرِيْدُ النَّبِيَّ وَهُوَ جَالِسٌ فِي اَصْحَابِهِ فَلَمَّا رَآهُ قَالَ : جَاءَكُمْ اَبُوْ طَلْحَةَ غُرَّةُ الْإِسْلَامِ فِي عَيْنَيْهِ۔ فَجَآءَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ بِمَا قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ فَتَزَوَّجَهَا عَلَى ذَالِكَ

وَ فِي رِوَايَةٍ اُخْرٰى « وَاللّٰهِ مَا مِثْلُكَ يَا اَبَا طَلْحَةَ يُرَدُّ وَلٰكِنَّكَ رَجُلٌ كَافِرٌ وَ أَنَا اِمْرَءَةٌ مُسْلِمَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِيَ اَنْ اَتَزَوَّجَكَ فَإِنْ تُسْلِمُ فَذَالِكَ مَهْرِي ـ وَلَا اَسْأَلُكَ غَيْرَهُ»

[نسائي : ٦/ ١١٤ اس کی سند صحیح ہے۔حلية الأولياء : ٢/ ٥٩ـ ٦٠]

"اے ابوطلحہ! آپ جیسے مرد کو مسترد تو نہیں کیا جاتا، لیکن آپ ایک کافر شخص ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں، میرے لیے یہ درست نہیں کہ میں آپ کے ساتھ شادی کروں۔ اس نے کہا: آپ کا دنیاوی کیا مطالبہ ہے؟ اس نے کہا: "میرا کوئی دنیاوی مطالبہ نہیں۔" ابوطلحہ نے کہا: زرد مال چاہیے یا سفید یعنی سونا یا چاندی؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: نہ میں زرد مال چاہتی ہوں اور نہ سفید، میں تو تجھ سے صرف اسلام چاہتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ ابوطلحہ نے کہا کہ اگر میں اسلام قبول کرلوں تو میرے لیے پھر ضامن کون ہو گا؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ ضامن ہوں گے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی طرف چل پڑا۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بیٹھے ہوئے تھے، جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا: تمھارے پاس ابوطلحہ آ رہا ہے اس کی آنکھوں میں اسلام کی چمک دکھائی دے رہی ہے۔ وہ آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کو ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بات کی اطلاع دی، تو آپ نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر نکاح پڑھا دیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ام سلیم نے کہا: ''ابوطلحہ آپ جیسے شخص کو مسترد تو نہیں کیا جاتا، لیکن آپ کافر مرد ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں، میرے لیے یہ جائز نہیں کہ میں آپ کے ساتھ شادی کروں، ہاں اگر آپ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو یہ میرا مہر ہوگا۔ میں آپ سے اسلام کے علاوہ کسی چیز کا مطالبہ نہیں کروں گی۔''

ان کلمات نے ابوطلحہ کو اندر سے ہلا کر رکھ دیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کے دل پر گرفت مضبوط کر لی۔ وہ کوئی دنیادار خاتون نہ تھی کہ دنیاوی چکا چوند کے سامنے بہہ جاتی۔ وہ ایک دانش مند خاتون تھی کہ جو اپنے وجود کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔ بھلا اس سے بہتر اسے کوئی خاتون میسر آ سکتی ہے جو اس کی بیوی بنے اور اس کی اولاد کی ماں بنے؟ یہ خیال آتے ہی اس کی زبان پر یہ الفاظ آ گئے: اے ام سلیم! جیسی تم ویسا میں، اور اس نے بے ساختہ کہہ دیا:

((أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔''

ابوطلحہ کی زبان سے کلمہ شہادت سن کر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور بڑی خوشی سے کہنے لگی: اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے ابوطلحہ کو ہدایت دے دی ہے۔ انس! اٹھو اور اس کے ساتھ میری شادی کا اہتمام کرو۔ یوں اس کا حق مہر ابوطلحہ کا اسلام قبول کرنا قرار پایا۔

حدیث کا راوی ثابت رضی اللہ عنہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے وہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«وَمَا سَمِعْتُ بِامْرَءَةٍ قَطُّ كَانَتْ أَكْرَمُ مَهْرًا مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، كَانَ مَهْرُهَا الْإِسْلَامُ» [النسائي : ٦/ ١١٤ اس کی سند صحیح ہے]

''میں نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کا حق مہر زیادہ باعزت نہیں دیکھا، اس کا حق مہر اسلام تھا۔''

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نیک خاتون کے لیے ایک مثالی نمونہ بن گئی کہ جو اپنے خاوند کے حقوق کو احسن انداز میں نبھاتی ہے اور وہ شفیق ماں اور بچوں کی تربیت کرنے والی کے لیے بھی ایک مثالی نمونہ بنی۔

اس طرح ابوطلحہ اپنی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ذریعے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور پھر نبوت کے صاف شفاف روحانی چشمے سے سیراب ہونے لگے۔ اس طرح وہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے کفو بن گئے۔ [انها الجنة يا أختاه للمصنف، ص : ٣٠]

اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ [الحشر : ٩]

''یہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھوک لگی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف پیغام رساں کو کھانے کے لیے بھیجا، اسے ان کے ہاں سے کچھ نہ ملا۔ آپ نے اعلان کیا کہ کوئی آج رات اس شخص کو اپنا مہمان بنانے کے لیے تیار ہے؟ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔ تو ایک انصاری کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اس خدمت کے لیے تیار ہوں۔ وہ اسے اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے، اس سے کوئی چیز بچا کر نہیں رکھنی۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! بچوں کے کھانے کے علاوہ تو کچھ نہیں۔ اس نے کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو انھیں بغیر کھانا کھلائے سلا دینا اور دیا بجھا دینا، آج رات ہم خود بھی کچھ نہیں کھائیں گے۔ اس خاتون نے ایسے ہی کیا۔ صبح کے وقت وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فلاں شخص اور فلاں عورت کے رات کے کارنامے کو پسند کیا یا آپ نے یہ فرمایا کہ اللہ ان کا کارنامہ دیکھ کر ہنس پڑے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

﴿ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ [الحشر : ۹]

''یہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔'' [بخاری، کتاب التفسیر : ۴۸۸۹۔ فتح الباری : ۷/ ۱۵۰]

یہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھے۔

واہ سبحان اللہ! مبارک گھر:

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا گھر بڑا ہی بابرکت تھا۔ آیئے! اب ہم دیکھتے ہیں کہ برکت اس گھر کے در و دیوار میں کس طرح در آئی۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر بھوک کے آثار دیکھے۔ میں وہاں سے نکلا اور سیدھا ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میں نے کہا: ام سلیم! (رضی اللہ عنہا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر بھوک کے آثار دیکھے ہیں، کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ اس نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ معمولی سا کھانا ہے۔ میں نے کہا: تیار کرو، تھوڑا ہے تو کوئی بات نہیں۔ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا اور اس سے کہا کہ دیکھنا! راز دارانہ انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دینا۔ جب انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر رازدارانہ انداز میں آپ کو دعوت دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: سنو! یہ انس خیر و برکت کا پیغام لے کر آیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بآواز بلند سب کے سامنے مجھ سے فرمایا: بیٹے! کیا تجھے تیرے باپ نے ہمیں بلانے کے لیے بھیجا ہے؟ اور ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ کا نام لے کر سب چلو۔"

یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے ابوطلحہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ تو سب لوگوں کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر گھر سے باہر نکلا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کے چہرے پر بھوک کے آثار دیکھے، ہمارے پاس تو تھوڑا سا کھانا ہے جو صرف آپ کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ تھوڑا سا کھانا اور اتنے زیادہ لوگ! اب کیا بنے گا؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اندر جائیں اور خوش رہیں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو کچھ تمھارے پاس ہے لے آؤ۔"

ہم نے چند روٹیاں پیش کر دیں جو آپ نے پکڑ کر ایک پلیٹ میں ٹکڑے کر کے رکھ لیں۔ پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے گھی والے مشکیزے کو نچوڑ کر گھی نکالا اور بطور سالن پیش کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جو اللہ نے چاہا وہ دعا کی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دس دس افراد کو اندر بھیجتے جائیں۔"

اس طرح تمام لوگوں نے خوب جی بھر کر کھایا اور کھانا پھر بھی بچ گیا، رسول اللہ ﷺ نے بچے ہوئے کھانے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"اب تم اور تمھارے گھر والے کھاؤ۔" تو سب نے جی بھر کر کھایا۔

[مجمع الزوائد الهيثمي : ١٤١١٩]

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے زندگی بھر جود و سخا کو جاری رکھا، زندگی میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو ام سلیم رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کھجور اور گھی کی آمیزش سے لذیذ کھانا تیار کیا اور اپنے بیٹے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو یہ کھانا دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ یہ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہت سے لوگوں نے کھایا۔[حياة الصحابه: ٢/ ٦٦١]

پسینا بطور خوشبو:

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے خون اور رگ و ریشے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رچی بسی ہوئی تھی۔ حصول برکت کی خاطر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے کو عطر کے طور پر استعمال کیا کرتی تھی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور سو گئے۔ آپ کا پسینا بہنے لگا، میری والدہ ایک شیشی لائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینا اس میں ڈالنے لگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! یہ کیا کر رہی ہو؟ اس نے کہا:

”یہ آپ کا پسینا ہے، ہم اسے اپنی خوشبو میں ملائیں گے۔ یہ خوشبو سے کہیں زیادہ عمدہ، پاکیزہ اور مہک دار ہے۔“ [مسلم، كتاب الفضائل]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لاتے اور بستر پر سو جاتے۔ ایک دن آپ تشریف لائے اور بستر پر سو گئے۔ امی جان وہاں نہیں تھیں، انھیں بتایا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بستر پر سوئے ہوئے ہیں۔ وہ آئیں، دیکھا کہ آپ کا پسینا بہہ کر بستر پر پڑے چمڑے پر جمع ہو رہا ہے۔ انھوں نے آپ کا پسینا شیشی میں ڈالنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھبرا کر پوچھا: ام سلیم! آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ انھوں نے کہا: ”یا رسول اللہ! ہم اس سے اپنے بچوں کے لیے برکت کی امید رکھتے ہیں۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”آپ درست کہتی ہیں۔“ [مسلم، كتاب الفضائل باب التبرك من عرق النبي صلى الله عليه وسلم]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کے بالوں کی حفاظت:

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے بالوں کو بابرکت گردانا کرتی تھیں اور ان بالوں کو اپنے گھر میں اس محفوظ جگہ پر رکھتی جہاں گھر کا قیمتی سامان رکھا ہوتا۔

﴿عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ بِمِنًى أَخَذَ اَبُوْ طَلْحَةَ شِقَّ شَعْرِهِ فَجَاءَ بِهِ اِلٰى اُمِّ سُلَيْمٍ فَكَانَتْ تَجْعَلُهُ فِيْ سُكِّتِهَا﴾ [سیر اعلام النبلاء : ۲/ ۳۰۸]

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب منیٰ میں اپنا سر منڈوانے کا ارادہ کیا تو ابوطلحہ نے آپ کے کچھ بال پکڑ لیے اور وہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس لے آئے، وہ اسے اپنی گتھلی میں رکھتی تھی۔''

نبی کریم ﷺ کا منہ جس چیز کو لگ جائے وہ چیز بھی بابرکت بن جاتی ہے، وہ اتنی قیمتی ہو جاتی ہے کہ اس کے مقام و مرتبے کو کوئی دوسری چیز نہیں پہنچ سکتی۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپ نے کھڑے ہو کر اس کو منہ لگا کر پانی پیا، امی جان نے مشکیزے کا وہ حصہ کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ [طبقات ابن سعد : ۸/ ۴۲۸]

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کا وہ حصہ کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا تا کہ اس سے برکت حاصل کرے۔

کمال صبر و حوصلہ:

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوطلحہ کے ساتھ سعادت کی زندگی بسر کی۔ شادی کے بعد ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انھوں نے ابوعمیر رکھا۔ ابوعمیر بڑا خوبصورت بچہ تھا، جسے دیکھ کر دونوں میاں بیوی خوشی سے جھوم جاتے تھے۔ بچے نے میاں بیوی کے گھر کو فرحت و انبساط کا گہوارہ بنا دیا تھا۔ انھوں نے اپنے بچے کے لیے ایک چھوٹی سے چڑیا لے رکھی تھی جس کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کھیلا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر تشریف لائے تو بچے کو مخاطب ہو کر فرمایا:

((یَا أَبَا عُمَیْرُ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ......؟))

''اے ابو عمیر! چڑیا نے کیا کیا؟''

اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اسی خوبصورت بچے کے حوالے سے ان دونوں کی آزمائش کرے۔ چنانچہ بچہ سخت بیمار ہو گیا، ابو طلحہ گھر سے باہر گئے ہوئے تھے کہ بچہ فوت ہو گیا، اس نازک ترین موقع پر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کمال حوصلے اور صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے کہا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ))

آیئے! یہ واقعہ ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زبانی سنتے ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ابو طلحہ کا بیٹا فوت ہو گیا جو کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے تھا۔ اس نے گھر والوں سے کہا کہ تم ابو طلحہ کو نہ بتانا میں خود اسے بتاؤں گی۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے رات کا کھانا رکھا، انھوں نے کھایا، پھر قدرے آرام کیا۔ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ اب ابو طلحہ نے کھانا بھی کھا لیا ہے اور آرام بھی کر لیا ہے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا:

''ابو طلحہ! مجھے ایک بات بتائیں، اگر کسی نے کوئی چیز عاریتاً دی ہو پھر وہ اپنی چیز کی واپسی کا مطالبہ کر دیں تو کیا انھیں ان کی چیز نہیں دینی چاہیے؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں! انھیں وہ چیز واپس کر دینی چاہیے، اسے اپنے پاس روکنا نہیں چاہیے۔''

انھوں نے کہا: ''یہ تیرا بیٹا ہمارے پاس اللہ کی امانت تھی، جو آج اس نے واپس لے لی ہے، آپ ثواب کی نیت کر لیجیے۔ صبح کے وقت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے لیے برکت کی دعا کی۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک اور بیٹے کو جنم دیا، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جائیں، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اسے گود میں لے کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے پکڑ کر اپنی گود میں لیا اور مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور اپنے منہ میں چبا کر اسے گھٹی دی تو وہ مزے لے کر اسے کھانے لگا، آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''دیکھو انصار کھجور کو کتنا پسند کرتے ہیں، آپ نے پیار سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔'' [مسلم، عن أنس رضی اللہ عنہ : ۲۱۴۴]

ایک انصاری شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے نو بیٹے ہوئے اور سب ہی حافظ قرآن تھے۔ [بخاری : ۲۶۹/۳]

واہ، سبحان اللہ! ایسی بابرکت اولاد، سبحان اللہ! دنیا میں جو کسی مصیبت پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ اسی دنیا میں دیتے ہیں اور آخرت میں اس کے نصیب میں وہ جنت ہوتی ہے جو رب العزت نے اہل ایمان کے لیے تیار کر رکھی ہے کہ جسے آج تک کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا، اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا کامل تصور آیا۔

[أصحاب الرسول للمصنف : ۴۵۸/۱۔۴۵۹]

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا اللہ کی راہ میں جہاد:

اتنے فضائل ومناقب سے آراستہ ہونے کے علاوہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جہاد فی سبیل اللہ میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔

﴿ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَ نِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَهُ يَسْقِيْنَ الْمَاءَ وَيُدَاوِيْنَ الْجُرْحٰى ﴾ [اصحاب الرسول للمصنف : ۴۵۸/۱۔۴۵۹]

''انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصاری خواتین جنگ پہ جایا کرتی تھیں، وہ مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کیا کرتی تھیں۔''

غزوہ احد میں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جب مسلمان پسپا ہوئے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو گئے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی چمڑے کی ڈھال تان کر کھڑے ہو گئے۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑے ماہر تیر انداز تھے، اس دن ان کی دو یا تین کمانیں ٹوٹیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جو بھی تیروں کا ترکش لے کر گزرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے: ''اسے ابوطلحہ کے آگے پھینک دو۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف دیکھ رہے تھے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

''یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ لوگوں کی طرف نہ دیکھیں، کہیں کسی کا تیر آ کر آپ کو نہ لگ جائے، میرا سینہ آپ کے سینے کے سامنے ہے۔''

راوی کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ دونوں بڑی مستعدی سے اپنی کمر پر مشکیزے اٹھائے ہوئے زخمیوں کے منہ میں پانی انڈیل رہی ہیں، مشکیزے جب خالی ہو جاتے تو وہ پھر انھیں بھر کر لاتیں اور زخمیوں کو پانی پلاتیں۔ اس دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ اونگھ کی وجہ سے تلوار نیچے گری۔

[مسلم، کتاب الجهاد والسیر: ۱۸۱۱۔۱۳۶]

غزوہ حنین میں تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے غزوہ حنین کے موقع پر ایک خنجر پکڑ لیا، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس خنجر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ''یہ خنجر کس لیے؟''

انھوں نے کہا: ''میرے سامنے اگر کوئی مشرک آیا تو میں اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ فتح مکہ کے دن نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اگر وہ آپ سے آج پہلو تہی اختیار کرتے ہوئے نظر آئیں تو کیا میں انھیں قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا:

''اے ام سلیم رضی اللہ عنہا رہنے دیں، اللہ کافی اور بہتر ہے۔''

[مسلم: ۱۸۰۹۔ طبقات ابن سعد: ۸/ ۳۱۱]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کی بشارت:

واہ سبحان اللہ! ایسا مبارک لمحہ جس کا وصف بیان کرنے سے قلم عاجز دکھائی دیتا ہے۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے لیے جنت کی بشارت اس صادق و مصدوق کی مبارک زبان سے نکلتی ہے جو اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے بلکہ جب ان کی طرف وحی آتی ہے تو بولتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو جنت میں دیکھا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے جنت دکھلائی گئی، میں نے وہاں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو دیکھا، پھر اپنے سامنے جوتی کی آہٹ سنی تو وہ بلال تھے۔'' [مسلم : ٢٤٥٧۔ مسند امام احمد : ٣٨٥١۔ مسند أبو يعلى : ٥١/٤]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے آہٹ سنی، میں نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟''

فرشتوں نے کہا:

''یہ انس بن مالک کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہے۔'' [مسلم : ٢٤٥٦۔ مسند امام احمد : ٢٣٩/٣۔ مسند ابو يعلى : ٢٢٣/٦]

رحلت کا وقت:

آخر کار اس جلیل القدر بابرکت صحابیہ کی سیرت بیان کرنے کے بعد ہم انھیں الوداع کہتے ہیں کہ جنھوں نے اپنی خوشبودار سیرت سے تاریخ کی پیشانی پر نورانی سطریں رقم کیں، جن کی مہک اور چمک نے کائنات کو خوشبودار اور روشن بنا دیا۔

غمیصاء رضی اللہ عنہا کو سلام ہو کہ جس کی سیرت کی داستان راستے کا نور بن گئی اور جو ہماری بہنوں، بیٹیوں کے راستے کو روشن کر گئی۔ تاکہ وہ اس راستے پر چلتی اپنے اللہ تک پہنچ سکیں۔ اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، بالآخر وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا

اس جلیل القدر صحابیہ نے ایسے گھر میں پرورش پائی کہ جو برکتوں کا گہوارہ تھا اور اس گھر میں رہنے والے نرمی، رحمت، شفقت، صداقت اور دیگر بہت سی خوبیوں سے آراستہ تھے۔

اس جلیل القدر خاتون نے اپنے والد گرامی کو دیکھا کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی بہت زیادہ خدمت کرتا ہے۔ جب اس نے اپنی دادی کی خاطر مدارات دیکھی تو اسے بچپن میں ہی والدین کی قدر و قیمت کا پتا چل گیا قبل ازیں اس نے اپنے رب کے حق کو بھی پہچان لیا۔ اس سارے خاندان نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا شرف حاصل کیا۔

اعلیٰ وارفع فضائل و مناقب کے آنگن میں:

آیئے! اس جلیل القدر صحابیہ کی داستان زیست بیان کرنے سے پہلے اس کے معزز اور بابرکت خاندان پر روشنی ڈالتے ہیں۔

سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ام خالد بنت خالد بن یعیش الانصاریہ تھیں، جن کا تعلق بنو مالک خاندان سے تھا۔ انھوں نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا اور یہ عالم، فاضل خواتین میں سے تھیں۔ ان کے ساتھ سیدنا حارثہ بن النعمان انصاری رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور ان سے عبداللہ، عبدالرحمٰن، سودہ، عمرہ اور ام ہشام پیدا ہوئے۔

سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا ہماری آج کی داستان کا موضوع ہیں۔ ان کی سوانح حیات قلم بند کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ سیدنا حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کی دو اور بیٹیاں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں، ایک کا نام ام کلثوم تھا اور دوسری کا نام امۃ اللہ تھا۔ [اسد الغابة ترجمه رقم : ٧٤٢٤۔ طبقات ابن سعد : ٣/ ٤٨٧]

یہ سارا بابرکت کنبہ مسلمان تھا۔ ام ہشام اور ان کی ساری بہنوں نے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی، علامہ ابن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ سَوْدَةَ، وَ عُمْرَةَ، وَ أُمَّ هِشَامٍ وَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ وَ امَةَ اللّٰهِ قَدْ أَسْلَمْنَ وَ بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

''سودہ، عمرہ، ام ہشام، ام کلثوم اور امۃ اللہ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔''

سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا کے والد حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ عالم، فاضل، مخیّر اور پاکیزہ اوصاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے کا شرف حاصل کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بوقت ضرورت اپنے مکان رہائش کے لیے پیش کر دیا کرتے تھے، ان کی ملکیت میں مسجد نبوی کے قریب بہت سے گھر تھے۔ جب بھی رسول اللہ ﷺ نئی شادی کرتے تو حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں رہائش کے لیے اپنا گھر پیش کر دیتے۔

یاقوت حموی سیدنا حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کے جود و کرم اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے گھر پیش کرنے کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

((أَوَّلُ مَنْ وَهَبَ لَهُ خِطَطَهُ وَ مَنَازِلَهُ حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ))

''سب سے پہلے خوش نصیب انسان حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنھوں نے اپنے گھر نبی کریم ﷺ کی رہائش کے لیے ہبہ کیے۔'' [معجم البلدان : ٥/ ٨٦]

نبی کریم ﷺ نے سیدنا حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کی آواز جنت میں سنی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں سویا تو میں نے خواب میں جنت دیکھی اور اس میں کسی قاری کی آواز سنی کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پڑھ رہا ہے۔"

میں نے پوچھا: "یہ کون ہے؟"

فرشتوں نے بتایا: "یہ حارثہ بن النعمان ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ نیکی اور والدہ کی فرمانبرداری کا صلہ ہے، وہ اپنی والدہ کا بڑا فرمانبردار تھا۔" [مسند امام احمد : ۱۵۱/۶۔ مسند أبو یعلی : ۳۹۹/۷۔ مستدرك حاكم : ۲۰۸/۳ اس حدیث کی سند صحیح ہے]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے دو صحابی سب سے زیادہ اپنی ماؤں کے خدمت گزار اور فرماں بردار تھے، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ، حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے اپنی والدہ کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور جب والدہ انھیں کوئی حکم دیتیں تو فوراً اس کی تعمیل کے لیے کمر بستہ ہو جاتے۔ بعض اوقات حکم کی تعمیل میں اس قدر جلدی کرتے تھے کہ دوسرے ساتھی سے پوچھتے کہ میری اماں جان نے کیا فرمایا ہے؟ [التبصرة : ۱۸۸/۱]

سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے سیدنا حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کے سلام کا جواب دیا۔

حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا اور پھر گزر گیا۔ جب میں پلٹا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پلٹے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا آپ نے اسے دیکھا جو میرے ساتھ تھا؟ میں نے کہا: "جی ہاں" آپ نے فرمایا: "یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں، انھوں نے تیرے سلام کا جواب دیا۔" [مسند امام احمد : ۴۳۳/۵۔ الإصابة : ۲۹۸/۱]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنت میں حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کے رزق کی ذمے داری لی۔

سیدنا حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام کو زندگی میں دو دفعہ دیکھا، ایک دفعہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنوقریظہ کی طرف جاتے ہوئے جنت البقیع کے قریب واقع صورین کے مقام سے گزر رہے تھے، اس دن جبرائیل علیہ السلام کا ہمارے پاس سے گزر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دحیہ کلبی کی شکل وصورت میں ہوا۔ انھوں نے ہمیں ہتھیار بند ہونے کا حکم دیا۔ دوسری دفعہ جب ہم غزوہ حنین سے پلٹے۔ میں جب گزرا تو جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے ساتھ باتیں کر رہے تھے، میں نے سلام نہ کیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا:

''یا محمد! (ﷺ) یہ کون ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''حارثہ بن النعمان ہے۔''

تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ''یہ ان سو خوش نصیب آدمیوں میں سے ہے کہ جن کی جنت میں رزق کی ذمے داری اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لی، اگر یہ سلام کرتے تو ہم اس کا جواب دیتے۔'' [مجمع الزوائد : ۳۱۴/۹]

اس عظیم المرتبت بابرکت خاندان میں سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا نے بڑی عزت وتکریم کے ساتھ پرورش پائی۔ انھیں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے ساتھ دلی لگاؤ تھا۔

آیئے! اب ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ یہ بابرکت خاندان کیسے مسلمان ہوا اور کس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا وآخرت میں ان کی قدر ومنزلت کو دوبالا کیا۔

حارثہ بن النعمان کے گھر میں ایمان کا داخلہ :

حج کے موسم میں یثرب میں رہنے والے مشہور ومعروف قبیلے خزرج کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ سے ملے، آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ آپ ان سے متعارف ہوئے تو آپ کو پتا چلا کہ یہ یہودیوں کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ و رسول ﷺ اور آسمانی کتابوں کے بارے میں گفتگو کوئی اجنبی اور انوکھی محسوس نہیں ہوئی کیونکہ ان باتوں کی بھنک اس سے پہلے بھی ان کے کانوں میں پڑ چکی تھی۔ یہ باتیں انھوں نے اپنے پڑوسی یہودیوں سے کئی مرتبہ سن رکھی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں اسلام قبول کرنے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی تو ایمان نے ان کے دل کی طرف راستہ پا لیا۔ انھوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے شہر یثرب جا کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور دین اسلام کی طرف دعوت دیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبیلہ خزرج کے یہ چھ افراد اپنے شہر کی طرف روانہ ہوئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا، اوس اور خزرج میں اسلام کی نشر و اشاعت کی، یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں اسلام پھیل گیا۔

اگلے سال ان میں سے بارہ افراد آئے اور انھوں نے عقبہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ جب یہ لوگ واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہونہار جاں نثار صحابی سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اسلام کا سفیر بنا کر بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ ان لوگوں کو قرآن مجید پڑھ کر سنائے، انھیں اسلام کی تعلیم دے اور انھیں دینی سمجھ بوجھ سے آراستہ کرے۔ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بہترین اسلوب میں اپنی مہم کا آغاز کیا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حکمت و دانائی سے ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ دعوت وارشاد کا کام کیا کہ مدینہ منورہ میں رہنے والے اوس وخزرج کے دل اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ اسلامی دعوت کی خبریں سیدنا حارثہ بن النعمان کے کان میں پڑیں تو وہ مکی مبلغ اسلام کی طرف چل پڑا اور اس کے پاس پہنچ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ جب ان کی والدہ سیدہ جعدہ بنت عبید نے اسلام قبول کیا تو ان کا دل خوشی سے جھوم اٹھا، یہ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار اور خدمت گزار تھے۔ اس طرح ان کا پورا خاندان دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

[رجال مبشرون بالجنة ص: ۳۰۲]

اس طرح سیدہ ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ اور اپنے بابرکت کنبے کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی اور اس خاندان نے ایمان کے آنگن میں زندگی بسر کی۔ ان کے دل ایسی سعادت سے بھر گئے کہ دنیا بھر کی دولت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے جوار میں:

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشرکین کی جانب سے ایذا رسانی میں شدت آ گئی تو آپ ﷺ نے انھیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ مہاجرین مدینہ منورہ پہنچ کر انصار کے محلے میں قیام پذیر ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول مقبول ﷺ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا تو انصار یک جان ہو کر حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے ساتھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، ان کے دل فرحت وانبساط اور سعادت وسرور سے لبریز تھے۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا استقبال کرنے والوں میں سیدنا حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ اور ان کا معزز خاندان بھی تھا، جن میں سرفہرست ان کی بیٹی سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا تھی۔

جب سیدنا حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما ہوئے ہیں تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، اس لیے کہ حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ بنو نجار میں سے تھے، اس طرح انھیں نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل ہو گیا، حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں اکثر و بیشتر حاضر ہوتے اور آپ سے تعلیم و تربیت حاصل کرتے اور رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور اخلاق عالیہ کی خوشہ چینی بھی کرتے۔ اس طرح ان کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت بڑھتی چلی گئی اور حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ بھی ان کے ساتھ محبت، پیار اور شفقت سے پیش آتے۔ چونکہ آپ نے اندازہ کر لیا تھا کہ ان کا دل پاکیزہ اور صاف ستھرا ہے، اس کا باطن صاف شفاف ہے، نیز اس میں مروت اور صداقت کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔[اصحاب الرسول ﷺ از ابو عمار محمود المصری: ۵۹۵/۱]

مبارک پڑوس:

رسول اللہ ﷺ کے پڑوس کا جلیل القدر صحابیہ سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا کی طبیعت پر بہت ہی عمدہ اثر پڑا کیونکہ انھوں نے نورِ نبوت کو بچشم خود دیکھ لیا۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات کے اخلاق حسنہ کو دیکھ کر بڑا گہرا اور عمدہ تاثر لیا۔ سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا کا چہرہ خوشی سے کھل گیا اور خاص طور پر وہ اس خبر سے بہت ہی زیادہ مسرور ہوئیں کہ بنو نجار نبی کریم ﷺ کی قیام گاہ سیدنا ابو ایوب انصاری کے گھر باری باری آپ ﷺ کے لیے کھانا پہنچا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں تقریباً نو ماہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا نے انصار کی جانب سے مہاجرین کے لیے قابل رشک ایثار کا مظاہرہ دیکھا تو خوشی سے جھوم اٹھیں، کیونکہ انصار نے مہاجرین کی دیکھ بھال اور ان کے عزت و احترام میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔

اس مبارک پڑوس میں حارثہ خاندان اس اعتبار سے بڑا سعادت مند رہا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اس کی ایک جھلک ہماری آج کی مہمان سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا کچھ اس طرح بیان کرتی ہیں:

سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دو سال اور دوسرے سال یا سال کا کچھ حصہ ہماری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹیاں ایک ہی تنور میں لگتی رہیں، اور وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سورۃ 'ق والقرآن المجید' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر زبانی یاد کر لی تھی کیونکہ آپ ہر جمعہ منبر پر کھڑے ہونے کے بعد لوگوں کو خطاب کرنے سے پہلے سورۃ ق پڑھا کرتے تھے۔

[مسلم، کتاب الجمعة : ۸۷۳/۵۲]

ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر سورہ ق زبانی یاد کر لی تھی کیونکہ آپ ہر جمعہ خطبے میں اس سورہ کو پڑھا کرتے تھے۔ نیز ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور ایک ہی تھا۔[مسلم، کتاب الجمعة : ۵۱ـ۸۷۳]

حصول علم کا لالچ:

سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا حصول علم کے لیے بڑی حریص تھیں۔ وہ اکثر و بیشتر قرآن مجید کو زبانی یاد کیا کرتی تھیں، بلکہ وہ اکثر اوقات احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زبانی یاد کیا کرتی تھیں۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی، یہاں تک کہ وہ احادیث کی حافظہ اور محدثہ کے درجے پر فائز ہوئیں۔

سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا سے ان کی ہمشیرہ عمرہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ محمد بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارۃ، یحیٰی بن عبداللہ اور حبیب بن عبدالرحمٰن بن یساف نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔[تہذیب التہذیب : ۴۸۲/۱۲ـ الإصابة : ۴۸۰/۴]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بھلا حصولِ علم کے لیے حریص کیوں نہ ہوتیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ))

''اللہ جس کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔''

[بخاري : ۱/ ۷۱۔ مسلم : ۳/ ۹۸]

موت پر بیعت:

ماہِ ذی القعدہ ۶ ہجری کو حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے عمرے کی غرض سے مکہ معظّمہ کی طرف روانگی کا اعلان کر دیا، آپ کے ساتھ اس سفر پر ایک ہزار چار سو افراد روانہ ہوئے، بعض کہتے ہیں کہ ایک ہزار پانچ سو افراد تھے۔

[بخاري : ٤١٥٠۔ مسند امام احمد : ١٨٦١٥۔ مسلم : ١٨٥٦]

سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا بھی خواتین کی اس خوش نصیب جماعت میں تھیں جو عمرے کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئی تھی۔ جب قریش نے نبی کریم ﷺ کی روانگی کا سنا تو انھوں نے مجلس مشاورت منعقد کی اور اس میں مسلمانوں کو بیت اللہ میں داخل ہونے اور ان کو عمرہ ادا کرنے سے روکنے کا فیصلہ کیا۔

قریش نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے پاس روک لیا، ان کا ارادہ تھا کہ اپنا فیصلہ محکم کرنے اور اسے نافذ کرنے کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیں گے۔ لیکن اس میں زیادہ دن لگ گئے اور خبر مشہور ہوگئی کہ قریش نے انھیں قتل کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ بہت دل گرفتہ ہوئے، آپ نے اعلان کر دیا کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ [السيرة النبوية لا بن هشام : ۳/ ۷۸۰]

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت کے لیے دعوت دی تو صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کے لیے دیوانہ وار لپکے، کسی نے بھی اس سے راہ فرار اختیار نہیں کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر مر مٹنے کی بنیاد پر بیعت کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ابوسنان الاسدی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ پھر سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ موت پر بیعت کی، سب لوگوں سے پہلے، پھر درمیان میں اور پھر سب سے آخر میں۔
[مسلم : ١٣٢ ـ مسند أمام احمد : ١٦٥٧١]

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت ہے۔'' [بخاری : ٣٦٩٨ـ مسند امام احمد : ١٢٠/١/٢، ١٢٠]

جب بیعت مکمل ہوگئی تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔

اس بیعت میں صرف ایک منافق شخص پیچھے رہا جس کا نام جد بن قیس تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیعت ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر لی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ درخت کی ٹہنی کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔ [مسلم : ١٨٥٨ ـ مسند امام احمد : ٢٠٣٤٤]

اس کو بیعت الرضوان کہتے ہیں کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ﴾ [الفتح : ١٨]

''تحقیق راضی ہوا اللہ مومنوں سے، جبکہ وہ آپ کی درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔''

سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا نے بھی بیعت کرنے والے خوش نصیبوں کے ساتھ مل کر بیعت رضوان میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کی تاکہ رب رحمان کی جنت میں داخل ہو سکے۔ کیونکہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ النَّارَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ)) [مسلم ـ مسند امام احمد ـ ترمذی ـ ابو داؤد]

''جس شخص نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔''

رحلت کا وقت:

ایمانی بابرکت سفر کا اختتام سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا کے حق میں جنت کی بشارت پر ہوا، یہ جلیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القدر صحابیہ بستر مرگ پر دراز ہوئیں، تاکہ دھوکے اور شقاوت کے گھر سے نعمتوں اور خوشحالی سے معمور گھر کی طرف منتقل ہو جائے۔

سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا تاریخ کی پیشانی پر نورانی سطور رقم کرنے کے بعد وفات پا گئیں، ان سطور کو آئندہ نسلیں کبھی نہ بھلا پائیں گی، ان کی عطر بیز سیرت پوری کائنات میں مہک پھیلاتی رہے گی۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا

اب ہم ایک ایسی زندہ مثال کا تذکرہ کرنے لگے ہیں کہ جس نے یہ ثابت کر دیا کہ پوری کائنات میں راسخ عقیدے اور گہرے ایمان کے ساتھ محال اور ناممکن کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔
اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جس کے بارے میں امام ابونعیم اصفہانی یہ لکھتے ہیں:

((أُمُّ عَمَّارَةَ الْمُبَايِعَةُ بِالْعَقَبَةِ الْمُحَارِبَةُ عَنِ الرِّجَالِ وَالشَّبِيبَةِ، كَانَتْ ذَاتَ جِدٍّ وَاجْتِهَادٍ وَصَوْمٍ وَنُسُكٍ وَاعْتِمَادٍ))

"ام عمارہ عقبہ میں بیعت کرنے والی، مردوں جوانوں سے میدان جنگ میں لڑنے والی، وہ بڑی جدو جہد کرنے والی تھی، وہ نماز روزے کی پابند اور بڑی پر اعتماد خاتون تھیں۔"

ان کے بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((أُمُّ عَمَّارَةَ نَسِيبَةُ بِنْتُ كَعْبِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفِ بْنِ مَبْذُولٍ الْفَاضِلَةُ، الْمُجَاهِدَةُ الْأَنْصَارِيَّةُ الْخَزْرَجِيَّةُ النَّجَّارِيَّةُ الْمَازِنِيَّةُ الْمَدَنِيَّةُ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا))

"ام عمارہ نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول رضی اللہ عنہا فاضلہ، مجاہدہ، انصاریہ، خزرجیہ، نجاریہ، مازنیہ اور مدنیہ تھیں۔"

ان کے بھائی عبداللہ بن کعب المازنی رضی اللہ عنہ بدری صحابہ کرام میں سے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بیعت عقبہ، غزوۂ احد، غزوۂ حدیبیہ، غزوۂ حنین اور جنگ یمامہ میں بھر پور حصہ لیا اور میدان جنگ میں حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیے۔

انھوں نے احادیث روایت کرنے کی سعادت بھی حاصل کی اور جہاد میں ان کا ایک ہاتھ بھی کٹ گیا۔[سیر أعلام النبلاء : ۲ / ۲۷۸]

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی شادی زید بن عاصم المازنی النجاری کے ساتھ ہوئی، اس سے عبداللہ اور حبیب پیدا ہوئے، دونوں کو نبی کریم ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اس کے بعد سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی غزیۃ بن عمرو المازنی النجاری سے شادی ہوئی اور اس سے خولہ پیدا ہوئی، سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کی اسلام میں بڑی شان وشوکت تھی۔

بلند فضائل ومناقب:

ہم ایک ایسی عظیم المرتبت عالی مقام خاتون کے سامنے ہیں کہ جن کے فضائل ومناقب کا احاطہ کرنے سے قلم عاجز ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان میں بہت سی خوبیاں جمع کر دی تھیں۔

اگر آپ انھیں ایک بیوی کے طور پر دیکھیں تو وہ ایک ایسی وفا شعار بیوی تھیں جو اپنے خاوند کے حقوق کو خوب اچھی طرح جانتی تھیں۔

اگر آپ انھیں ایک ماں کے روپ میں دیکھیں تو وہ انتہائی شفقت کرنے والی ماں تھیں۔

اگر آپ انھیں ایک عبادت گزار خاتون کے روپ میں دیکھیں تو وہ آپ کو ایک روزے دار، عبادت گزار اور ذکر الٰہی کی خوگر دکھائی دے گی۔

رسول اللہ ﷺ کی بیعت:

جب آفتاب اسلام سرزمین عرب پر چمکا تو پاکیزہ دلوں نے اس دعوت حق کو قبول کر لیا کہ جسے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے رب کی طرف سے لائے۔ عقبہ اولیٰ کی بیعت کے بعد حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دعوتِ اسلام کا پہلا سفیر بنا کر بھیجا۔ انھوں نے اسلام کی نشر واشاعت میں کمال درجے کی کامیابی حاصل کی۔ لوگ ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر سکون اسلوب، عطر بیز اوصاف، شفقت بھرے مضبوط دلائل اور ان کی قابل رشک ذہانت و فطانت سے متاثر ہو کر ان کے ارد گرد جمع ہونے لگے۔ سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے سید مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام قبول کیا اور اس طرح دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

اگلے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ کے تہتر مرد اور دو عورتیں حاضر ہوئے، اسے بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں۔ دو عورتوں میں ایک تو سیدہ ام عمارہ نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا تھیں کہ جن کی سوانح حیات قلم بند کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں اور دوسری خاتون سیدہ ام منیع اسماء بنت عمرو رضی اللہ عنہا تھیں۔

بابرکت بیعت عقبہ ثانیہ مکمل ہوئی اور سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

عظیم امانت:

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا دین عظیم کی امانت اٹھا کر مدینہ منورہ پہنچیں اور مدینہ منورہ کی خواتین، اپنی اولاد، خاندان اور قوم کے افراد میں اسلام کی نشر و اشاعت شروع کر دی، کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھیں کہ کائنات میں دین کی نشر و اشاعت محنت، ہمت، تگ و دو اور ایثار و قربانی ہی سے ممکن ہے۔

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا جہاد فی سبیل اللہ:

مؤرخین، سوانح اور سیرت نگاروں نے ذکر کیا ہے کہ سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درج ذیل معرکوں میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی:

"بیعت عقبہ، غزوہ احد، صلح حدیبیہ، غزوہ خیبر، عمرة القضیة، فتح مکہ، غزوہ حنین اور جنگ یمامہ"

[الاصابة: ٤/ ٤٥٧۔ صفة الصفوه: ٢/ ٦٣۔ طبقات ابن سعد: ٨/ ٤١٢]

جن مجاہدین نے مرتدین کی سرکوبی کے لیے جنگ یمامہ میں شریک ہو کر مسیلمہ کذاب کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ کیا ان میں سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔

ان معرکوں میں سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے حیرت انگیز اور روشن کارنامے سرانجام دیے، اس اعتبار سے اس جلیل القدر خاتون کو تاریخ اسلام کی پہلی جنگجو خاتون قرار دیا جاتا ہے۔

قابل رشک بات یہ ہے کہ اس جلیل القدر خاتون نے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اس حوالے سے وفا شعاری کی مثال قائم کر کے دکھلا دی۔ غزوہ احد میں تو سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جرأت، شجاعت، رسول اللہ ﷺ سے وفا شعاری اور ایثار و قربانی میں کمال کر دیا۔ غزوہ احد میں انھوں نے ایسی جاں نثاری سے حصہ لیا کہ اپنے خاندان سمیت جنت کی بشارت کا اعزاز حاصل کر لیا۔

اس جلیل القدر صحابیہ نے جہاد فی سبیل اللہ میں والہانہ انداز اپنا کر اللہ و رسول کا قرب اور خوشنودی حاصل کرنے میں تمام لوگوں سے سبقت لے جانے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

غزوہ احد میں نبی کریم ﷺ کا دفاع:

جنگ بدر میں چونکہ قریش کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا تھا اور ان کا ناقابل تلافی نقصان ہوا اس لیے وہ اپنے دلوں کے پھپھولے پھوڑ رہے تھے۔ انھیں پل بھر چین نصیب نہ تھا۔ اس کے بعد بھی انھیں کچھ اور نقصانات اٹھانے پڑے جنھوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ جب ایک سال پورا ہو گیا، اہل مکہ نے اپنی تیاری مکمل کر کے ارد گرد رہنے والے اپنے حلیفوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور پورے جزیرہ عرب میں اسلام کے مخالفین اکٹھے ہو گئے تو تین ہزار مشرکین پر مشتمل لشکر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔

ابوسفیان اس لشکر کا سالار اعلیٰ تھا، اس نے لشکر کے ساتھ عورتوں کو بھی شامل کر لیا تاکہ اس کے لشکر کے افراد اپنی عزت کے دفاع کے جوش و جذبے سے سرشار ہو کر میدان میں اتریں۔ لشکر اسلام بھی مشرکین سے مقابلے کے لیے میدان احد میں پہنچ گیا۔

میدان احد میں یہ جنگی حکمت عملی اپنائی گئی کہ احد پہاڑ کے پچھلی جانب رہیں تاکہ دشمن سامنے سے مقابلہ میں آنے پر مجبور ہو۔ ایک پہاڑی درے سے دشمن کے حملہ آور ہونے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندیشہ تھا، اس میں پچاس تیر انداز عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مقرر کر دیے گئے اور انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا:

''آپ نے کسی صورت میں یہاں سے نہیں ہلنا، خواہ میدان جنگ میں ہم کامیاب ہوں یا ناکام، آپ لوگوں نے ہر صورت یہاں ڈٹے رہنا ہے۔''

[سیرت ابن ھشام : ۲/ ۱۲۹۔ فقه السیرة غزالی ص : ۲۸۸، ۲۹۰]

غزوہ احد میں شریک ہونے کے لیے سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں عبداللہ اور حبیب کے ہمراہ روانہ ہوئیں، ان سب نے جہاد فی سبیل اللہ میں بھرپور حصہ لیا۔

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا پہلے مرحلے میں تو پیاسوں کو پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کا فریضہ سرانجام دیتی رہیں لیکن جنگ کی صورت حال ایسی ہوگئی کہ انھیں خود مشرکین سے لڑنا پڑا اور انھوں نے بڑی جوانمردی اور بہادری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا۔ یہ کارنامہ اس جلیل القدر خاتون نے اس وقت سرانجام دیا جب مجاہدین جنگ کی ہولناکی کی تاب نہ لاتے ہوئے بکھر چکے تھے۔ انھوں نے حوصلے اور جوش و جذبے سے تلوار اور ڈھال کا ماہرانہ انداز میں استعمال کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا اور پھر یہ مقام بھی آیا کہ خود ڈھال بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی ہوگئیں تاکہ دشمن کی طرف سے جو تیر آئے وہ انھیں لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ...... اَللّٰهُ اَكْبَرُ

خون ریز لڑائی شروع ہوئی، پہلے مرحلے میں لشکر اسلام کو فتح و نصرت حاصل ہوئی تو مسلمان مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے، درے میں متعین تیر انداز بھی درہ چھوڑ کر نیچے اتر آئے اور مال غنیمت سمیٹنے لگ گئے مشرکین نے جب دیکھا کہ درہ خالی ہے تو انھوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور وہاں سے مسلمانوں پر اچانک زوردار حملہ کر کے بہت سے مجاہدین کو شہید کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگے، ان کا ارادہ تھا کہ آپ کو بھی تہ تیغ کر دیں۔

اس نازک ترین موقع پر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولولہ انگیز اور دیوانہ وار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز میں دفاع کیا، ان میں سرفہرست سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

غزوہ احد میں نازک ترین موقع پر دفاع کا منظر ہم جلیل القدر صحابیہ سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی زبانی سنتے ہیں کہ اس تاریخی معرکے میں انھوں نے سید الاولین والآخرین کا کس انداز میں دفاع کیا؟

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو چکے ہیں اور صرف دس افراد آپ کے پاس باقی ہیں جن میں میرے دو بیٹے اور میرا خاوند بھی تھے، جبکہ لوگ شکست خوردہ ہو کر آپ کے پاس سے گزرتے جا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میرے پاس ڈھال نہیں ہے، آپ نے ایک شخص کو پیٹھ پھیر کر جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''اپنی ڈھال پھینک دیجیے، تاکہ جو لڑتا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھا سکے۔''

اس نے اپنی ڈھال پھینک دی جو میں نے پکڑ لی اور اس سے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے لگی۔ گھوڑوں پر سوار دشمن ہمیں زک پہنچا رہے تھے۔ اگر وہ بھی پیادہ ہوتے تو ہم ان کا اللہ کے فضل و کرم سے صحیح معنوں میں مقابلہ کرتے۔ گھوڑی پر سوار ایک شخص میری طرف آیا اور وہ مجھ پر تلوار کا وار کرنے لگا، میں نے اس کے آگے اپنی ڈھال کر دی تو وہ کچھ نہ کر سکا اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگا تو میں نے اس کی گھوڑی کی کونچیں کاٹ دیں، وہ اپنی پیٹھ کے بل جا گرا۔ نبی کریم ﷺ بآواز بلند کہنے لگے:

ارے ام عمارہ کے بیٹے! اپنی والدہ کی مدد کرو، تو اس نے میری مدد کی، یہاں تک کہ میں نے حملہ کرنے والے کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

❁ عبداللہ بن زید سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں غزوہ احد میں زخمی ہو گیا، خون بند نہیں ہو رہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے زخم پر پٹی باندھ لو۔ سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری والدہ میری طرف آئی، اس کے پاس ازار بند میں پٹیاں تھیں، اس نے میرے زخم پر پٹی باندھی، نبی کریم ﷺ کھڑے دیکھ رہے تھے، آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: ''بیٹے اٹھو! اور قوم سے لڑائی کرو اور ساتھ ہی آپ فرمانے لگے: ''اے ام عمارہ! تیرے کیا کہنے، کون تیری ریس کر سکتا ہے؟ سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس شخص نے میرے بیٹے پر تلوار کا وار کیا تھا وہ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا: ''یہ وہ شخص ہے جس نے تیرے بیٹے پر وار کیا تھا۔'' فرماتی ہیں کہ میں یکدم اس کے سامنے آ گئی اور اس کی پنڈلی پر تلوار ماری جس سے وہ زمین پر گر گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ام عمارہ! تو نے بدلہ لے لیا۔''

پھر ہم اسے ہتھیار لگا تار مارنے لگے، یہاں تک کہ ہم نے اس کا کام تمام کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے کامیابی عطا کی۔'' [طبقات ابن سعد : ۸/۴۱۴]

ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے حق میں عظیم گواہی:

ضمرہ بن سعید المازنی اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں جو غزوہ احد میں شریک ہوئی تھیں، وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((لَمُقَامُ نَسِيبَةَ بِنْتِ كَعْبٍ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ))

''آج نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ فلاں اور فلاں سے بہتر ہے۔''

ضمرہ بن سعید المازنی کہتے ہیں کہ میری دادی نے سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو غزوہ احد میں دیکھا کہ وہ بڑی جرأت و شجاعت سے جنگ لڑ رہی تھیں اور انھوں نے اپنی کمر سے کپڑا باندھ رکھا تھا۔ ان کے جسم پر تیرہ زخم لگے، وہ کہا کرتی تھیں کہ ابن قمئہ نے جو میرے کندھے پر زخم لگایا اس کا گھاؤ بڑا گہرا تھا۔ پھر اعلان کرنے والے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کیا کہ تمام مجاہدین حمراء الأسد روانہ ہو جائیں۔ تو سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی اعلان سن کر کمر بستہ ہو گئیں، لیکن وہ خون کے بہنے کی وجہ سے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرکے میں شریک ہونے کی استطاعت نہ رکھ سکیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور ان پر رحم فرمایا۔ سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے ایک سال تک اس زخم کا علاج کرایا۔
یاد رہے! حمراء الاسد ذی الحلیفہ کی جانب مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔
[زاد المعاد : ٣/ ٢٤٢_٢٤٣]

جنت میں ساتھ :

نبی کریم ﷺ ام عمارہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے کے لیے دعا کیا کرتے تھے کہ وہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوں۔

حارث بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زید بن عاصم سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں غزوہ احد میں حاضر ہوا۔ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بکھر گئے تو میں اور میری امی رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوئے اور ہم دونوں آپ ﷺ کا دفاع کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: تم ام عمارہ کے بیٹے ہو؟“ میں نے عرض کی : ”جی ہاں!“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹھیک تیر چلاؤ“ میں نے آپ کے سامنے ایک شخص پر پتھر پھینکا وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا، پتھر سیدھا گھوڑے کی آنکھ پر لگا۔ گھوڑا لڑکھڑایا جس سے گھوڑا اور اس کا سوار زمین پر گر پڑے۔ میں اسے لگا تار پتھر مارنے لگا اور نبی کریم ﷺ یہ منظر دیکھ کر مسکرا رہے تھے، پھر آپ نے میری امی جان کا زخمی کندھا دیکھ کر دو دفعہ فرمایا: ”اپنی ماں کا خیال کرو، اس کے زخم پر پٹی باندھو۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ رُفَقَاىَ فِي الْجَنَّةِ))

”الٰہی! انھیں جنت میں میرا ساتھی بنانا۔“

میں نے یہ دعا سن کر کہا:

((مَا اُبَالِي مَا اَصَابَنِيْ مِنَ الدُّنْيَا))

”اب دنیا سے جو بھی مجھے تکلیف پہنچے مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔“ [طبقات ابن سعد : ٨/ ٤١٤_٤١٥]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زخم اور خوشی:

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا غزوہ احد سے زخموں سے چور درد و الم میں مبتلا واپس آئیں۔ مجاہدین نے اپنے گھروں میں اپنے زخمیوں کا علاج کرتے ہوئے ابھی ایک رات ہی گزاری تھی کہ صبح ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کرنے والے نے اعلان کر دیا کہ تمام حمراء الاسد کی طرف روانہ ہوں۔ سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا یہ اعلان سن کر اٹھیں اور جانے کے لیے کمر بستہ ہوئیں، لیکن ان کے جسم اطہر پر لگے ہوئے زخموں سے خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے مجاہدین کے ساتھ روانہ نہ ہو سکیں۔

غزوہ احد میں سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو جو زخم لگے ان کا پورا سال علاج ہوتا رہا، لیکن اس کے باوجود جہاد فی سبیل اللہ میں اس جلیل القدر صحابیہ رضی اللہ عنہا کا سفر جاری رہا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئے تو سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی اس غزوہ میں شریک ہونے کے لیے روانہ ہوئیں، تاکہ دنیا جان لے کہ غزوہ احد میں لگنے والے گہرے زخم اس کے جذبۂ ایمانی کو مضمحل نہیں کر سکے۔ ایمانی قوت نے اس کے عزائم کو کمزور نہ ہونے دیا۔

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی بیعت رضوان میں شمولیت:

صلح حدیبیہ کے سال سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔ جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر قریش کی طرف بھیجا تاکہ ان کو یہ باور کرایا جائے کہ ہم صرف عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آئے ہیں اور لڑائی قطعاً نہیں کریں گے تو قریش نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا کہ باہم مشورہ کر کے حتمی فیصلہ کے بعد انھیں روانہ کریں۔ اس میں کچھ دن زیادہ لگ گئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو زیادہ دیر ان کے پاس رکنا پڑا، جس سے مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر سن کر اٹھے اور آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت رضوان کی دعوت دی تو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے موت کے معاہدے پر آپ کے دست مبارک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بیعت کی۔ سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے بیعت کی سعادت حاصل کرنے والوں کا ساتھ دیا۔ جن لوگوں نے اس بیعت میں حصہ لیا ان کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴾ [الفتح: ۱۸]

''تحقیق راضی ہوا اللہ مومنوں سے، جبکہ وہ آپ کی درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، تو اس نے جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا، اللہ تعالیٰ نے ان پر سکینت نازل کی اور انھیں قریبی فتح سے نوازا۔''

جب نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر اپنا سر منڈوایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محبت بھرے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے آپ ﷺ کے مبارک بالوں کو اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ اس موقع پر سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بھی نبی کریم ﷺ کے چند بال حاصل کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیے اور انھیں بابرکت جانتے ہوئے زندگی کے آخری لمحے تک اپنے پاس محفوظ رکھا۔

معرکوں میں شرکت:

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا ہر معرکے میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے عظیم کارنامے سرانجام دیتی رہیں۔ یہاں تک کہ ہجرت کا ساتواں سال نمودار ہوا، مسلمان مدینہ منورہ میں تھے اور یہ سن ہجری کا پہلا مہینا محرم تھا۔ یہی وہ مہینا ہے کہ جس میں مسلمان خیبر کی طرف روانہ ہوئے تاکہ یہودیوں کے شر وفساد کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیا جائے۔

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا اس لشکر کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئیں کہ جس خوش نصیب لشکر نے بیعت رضوان میں حصہ لیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی طرف روانگی کا ارادہ کیا تو آپ نے یہ تاکید فرمادی کہ خیبر کی طرف وہی روانہ ہو جو جہاد کی دلی رغبت رکھتا ہے۔ اس سفر پر صرف شہری صحابہ کرام ہی روانہ ہوئے جن کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا میدان خیبر میں حاضر ہوئیں اور بہادر مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ شہسواروں کے حیرت انگیز کارنامے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ پھر وہ فاتح لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ واپس آئیں اور عمرہ قضا کے سفر پر جانے والوں کے ساتھ شامل ہوئیں تاکہ موحد مومنین کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کر سکے۔

غزوۂ حنین میں:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین کے لیے روانہ ہوئے تو سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی جود وسخا اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔

لشکر جرار کے پیش رو قافلے وادی کی جانب بڑھتے جا رہے تھے اور جو کچھ اس وادی میں چھپا ہوا تھا اس سے بے خبر تھے۔

وادی جوف دار اور ڈھلوان والی تھی، قافلے اس میں یوں داخل ہو رہے تھے جیسے کسی گڑھے میں اتر رہے ہوں۔ جب آگے بڑھنے والے مختلف جتھے اس کے راستوں میں کثرت اختیار کر گئے تو انھیں تیروں کی بوچھاڑ نے خوفزدہ کر دیا جو ان پر بالائی کمین گاہوں سے برس رہے تھے۔ صبح سویرے کا ہلکا سا اندھیرا ابھی فضا میں تاریکی پھیلائے ہوئے تھا۔ مقدمۃ الجیش اس اچانک افتاد سے گھبرا گیا، اسے اندھیرے میں پتا نہیں چل رہا تھا کہ اب کس طرف رخ کیا جائے؟ تو وہ گھوم گئے اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔

گھبراہٹ کی لہر پھیل گئی، صفیں ٹوٹ گئیں اور لوگ بکھر گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف ہو لیے، اس فرار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غضبناک کر دیا، آپ نے بلند آواز سے کہا: ''لوگو! کہاں جا رہے ہو؟ میری طرف آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی جواب نہیں مل رہا تھا، اونٹ افراتفری میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا رہے تھے اور سوار ان پر براجمان تھے۔

[سیرت ابن ہشام: ۲/ ۲۸۹]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلائیں کیونکہ ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز بڑی بھاری تھی۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بلند آواز سے کہا:

''کہاں ہیں درخت تلے رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر موت کی بیعت کرنے والے.....؟''

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: '' اللہ کی قسم! میری آواز سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یوں لپکے جیسے گائے اپنے گم شدہ بچے کی طرف لپکتی ہے، سب نے محبت بھرے انداز میں کہا: ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں۔'' [مسلم : ۲/ ۱۰۰]

ان کی (عباس رضی اللہ عنہ) دین حق نے راہنمائی کی کہ اس نازک موقع پر صحیح عقائد کے حاملین کو دعوت دی جائے اور فدا کاری کا جذبہ رکھنے والوں کو دشمن کے ساتھ ٹکراؤ کے لیے بلایا جائے۔ انھی لوگوں سے مقاصد کے حصول میں کامیابی کی توقع رکھی جا سکتی ہے اور مصائب کے ٹلنے کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ رہی یہ جھاگ جو دنیا کے حریص اور غنیمتوں کو سمیٹنے کے دلدادہ عام لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے تو ایسے لوگوں سے کوئی معاملہ سنورتا ہے اور نہ ہی کہیں قدم جمتے ہیں۔

[فقه السيرة، ص : ٤٣٣، ٤٣٥]

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے اس نازک ترین موقع پر ان لوگوں کا ساتھ دیا جو ثابت قدم رہے، ایسے مشکل ترین مواقع پر صرف وہی لوگ ثابت قدم رہتے ہیں کہ جن کا عقیدہ راسخ ہوتا ہے۔

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ حنین میں ایک مشرک کو موت کے گھاٹ اتارنے کا حیرت انگیز کارنامہ سر انجام دیا۔ اس طرح سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کا اعزاز حاصل کیا۔

شہید کی والدہ:

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا اعلیٰ اخلاقیات اور عمدہ فضائل و مناقب میں ایک مثالی نمونہ ثابت ہوئیں۔ وہ عبادت گزار، اللہ و رسول کی اطاعت گزار، مجاہدہ اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر صبر کرنے والی خاتون تھیں۔

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حبیب رضی اللہ عنہ کے قتل پر کمال انداز میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے انھیں مسیلمہ کذاب کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا، حالانکہ بین الاقوامی دستور یہ ہے کہ سفیروں کو قتل نہیں کیا جاتا لیکن مسیلمہ کذاب نے انھیں دھوکا دیا اور انھیں قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

سیرت نگاروں نے مختصر انداز میں یہ واقعہ کچھ یوں بیان کیا ہے:

مسیلمہ کذاب قبیلہ بنو حنیفہ کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وفد نے اپنی قوم کی مخالفت کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ جب یہ لوگ واپس اپنے گھروں میں پہنچے جو نجد میں واقع تھے تو مسیلمہ کذاب مرتد ہو گیا اور اس نے یہ دعویٰ کر دیا کہ میں بنو حنیفہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، اس کی قوم کے بعض افراد نے قومی عصبیت کی بنا پر مسیلمہ کذاب کی پیروی اختیار کر لی۔ مسیلمہ کی یہ خطرناک مہم قوم میں سرایت کرتی چلی گئی اور زمین میں فساد برپا ہو گیا۔ اس موقع پر سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ وہ بیٹا کہ جس نے نبی کریم ﷺ سے نجابت و شرافت کا درس لیا اور ایمان کا دودھ پیا تھا کہ جو میدان جہاد میں پل کر جوان ہوا اور اپنی والدہ کی گود میں پرورش پاتے ہوئے، خیر و بھلائی کی تعلیم حاصل کی۔ کہ جس نے احد اور اس کے بعد بپا ہونے والے معرکوں میں حصہ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں منتخب کیا کہ وہ آپ کا پیغام لے کر مسیلمہ کذاب کے پاس جائیں اور اسے گمراہی، جھوٹ اور دجل وفریب سے باز آ جانے کی تلقین کریں۔

مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ ﷺ کی حرمت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ کے قاصد کو پکڑ کر باندھ دیا۔ مسیلمہ کذاب نے سیدنا حبیب بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ انھوں نے کہا: ''ہاں!''

مسیلمہ کذاب نے پوچھا: ''کیا تم یہ بھی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو انھوں نے کہا: ''میں بہرا ہوں مجھے سنائی نہیں دیتا۔''

مسیلمہ کذاب نے کئی مرتبہ یہ سوال کیا تو حبیب بن زید رضی اللہ عنہ نے ہر دفعہ یہی جواب دیا۔ مسیلمہ کذاب نے ان کا جوڑ جوڑ کاٹ دیا جس کی وجہ سے وہ جام شہادت نوش کر گئے اور ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روح اپنے خالق کی طرف راضی وخوشی پرواز کر گئی۔[الاستیعاب : ۱/ ۳۲۷]

اس موقع پر مالک بن عمرو الثقفی نے درج ذیل اشعار میں انھیں خراج عقیدت پیش کیا:

مَضَى صَاحِبِي قَبْلِي وَ خَلَفْتُ بَعْدَهُ
فَكَيْفَ بِأَعْضَائِي الْبَقِيَّةِ أَصْنَعُ
وَ قَالَ لَهُ الْكَذَّابُ تَشْهَدُ أَنَّنِي
رَسُولٌ فَأَوْمَأَ أَنَّنِي لَسْتُ أَسْمَعُ
فَقَالَ أَ تَشْهَدُ أَنَّهَا لِمُحَمَّدٍ
فَنَادَى بِدَعْوَى الْحَقِّ لَا يُتَعْتِعُ
فَضَرَبَ أُمَّ الرَّأْسِ فِيهِ بِسَيْفِهِ
غَوِيٌّ لَحَاهُ اللّٰهُ بِالْفَتْكِ مُوْلَعُ

[منح المدح لابن سید الناس، ص : ۳۰۱-۳۰۲]

”میرا ساتھی چلا گیا اور میں اس کے پیچھے رہ گیا، میں اپنے ان بقیہ اعضا کو کیا کروں گا؟“ مسیلمہ کذاب نے اس سے کہا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں رسول ہوں؟ تو اس نے اشارہ کیا کہ میں سنتا نہیں ہوں۔“

”اس نے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ رسالت محمد ﷺ کے لیے ہے تو اس نے پکار کر حق بات کا اعلان کیا اور اس میں تو لکنت پیدا نہیں ہوئی۔“

”اس نے سر کی کھوپڑی پر تلوار کا وار کیا، اللہ کی اس پر لعنت پھٹکار ہو میرے ساتھی نے جام شہادت نوش کر لیا۔“

سیدنا حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر ہر طرف پھیل گئی، جب سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بیٹے کے شہید ہونے کی خبر ملی اور یہ پتا چلا کہ اسے مسیلمہ کذاب نے باندھ کر قتل کیا ہے تو انھوں نے اللہ سے عہد کیا کہ میں بدلے میں مسیلمہ کذاب کو موت کے گھاٹ اتاروں گی یا خود اس سلسلے میں ماری جاؤں گی۔ وہ اللہ کی قضا وقدر پر راضی ہو گئیں، انھوں نے صبر جمیل کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظاہرہ کیا، کیونکہ انھوں نے اپنی جان، اپنی اولاد بلکہ اپنی مملوکہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی نذر کر دیا تھا، تاکہ اس کے بدلے آخرت میں سرسبز وشاداب باغات والی جنت میسر آئے۔

یہاں تو سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہی کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے برکت اور خیر و بھلائی کی دعا کی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی تو آپ سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد سے راضی تھے۔

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی جنگ یمامہ میں شرکت:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مرتدین کی سرکوبی کے لیے لشکر روانہ کرنے کے لیے کمر بستہ ہو گئے، تاکہ وہ ان کے ساتھ نبرد آزما ہوں اور انھیں دین الٰہی کی کامیابی لوٹائیں۔

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بھی جنگ یمامہ میں حصہ لینے والے لشکر اسلام کے ساتھ روانہ ہونے کی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اجازت لے لی، تاکہ وہ اپنے جہاد کا سفر جاری رکھ سکے اور مسیلمہ کذاب سے اپنے بیٹے کا بدلہ لے سکے۔

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا اللہ کے دشمنوں سے لڑتی ہوئی اور ان کی صفوں کو چیرتی ہوئی آگے بڑھتی گئیں، اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی۔ وہ مرتدین کے لشکر پر اپنی تلوار کے وار کرتی ہوئی پیش قدمی کرتی چلی گئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو ٹھنڈا کر دیا۔ انھوں نے معرکہ یمامہ میں جب دیکھا کہ مسیلمہ کذاب موت کے گھاٹ اتر چکا ہے تو اللہ کے حضور سجدہ شکر کیا اور وہ تمام زخم بھول گئی جو ان کے جسم پر لگے تھے، جنگ یمامہ کے دوران ان کے جسم پر گیارہ زخم لگے اور ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔

یہ جلیل القدر مجاہد خاتون واپس جب مدینہ منورہ میں اپنے گھر میں مقیم ہوئیں تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے، حالات معلوم کرتے، انھیں اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمات پیش کرتے اور انھیں مطمئن دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے۔ صحابہ کرام اس جلیل القدر خاتون کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کا یہ مقام و مرتبہ زندگی کے آخری لمحے تک برقرار رہا۔

رحلت کا وقت:

جود و سخا اور جہاد فی سبیل اللہ کا مبارک سفر طے کرنے کے بعد وہ بستر مرگ پر دراز ہوئیں تا کہ وہ تاریخ کے زریں ابواب رقم کرنے کے بعد اس دنیائے فانی سے کوچ کر جائیں اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئیں اور ان کی روح اپنے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔

ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ امت مسلمہ کو ام عمارہ رضی اللہ عنہا جیسی خواتین عطا کرے تا کہ یہ امت جہاد کا جھنڈا فضا میں لہرائے اور مسجد اقصیٰ دوبارہ مسلمانوں کے قبضے میں آ سکے۔

ہم سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو الوداع کہتے ہوئے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کرنا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں:

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴾ [القمر: ٥٤، ٥٥]

”بے شک متقی باغات اور نہروں میں ہوں گے، اپنے ذی اقتدار بادشاہ کے پاس سچی جگہ میں۔“

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا

آج ہم اس گلشن میں ایک ایسی گرانقدر کلی کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جس کی سیرت کا تذکرہ رہتی دنیا تک دلوں کو پاکیزہ کرتا رہے گا اور کانوں میں رس گھولتا رہے گا۔

اگر میں یہ چاہوں کہ اس جلیل القدر صحابیہ کے تمام تر فضائل و مناقب ایک جملے میں بیان کر دوں تو میں صرف یہ کہوں گا:

''وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ہے، ان کے لیے اتنا ہی اعزاز کافی ہے کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لخت جگر ہیں۔''

آیئے! اب ہم ان کی عطر بیز سیرت کا تذکرہ شروع کرتے ہیں تاکہ ہم یہ جان سکیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کون تھی؟

شجرۂ نسب:

اس جلیل القدر خاتون کی سیرت کا تذکرہ کرنے سے پہلے ہم اس کے شجرہ نسب پر روشنی ڈالتے ہیں کہ جس میں ہر طرف سے بزرگی اور عظمت جمع ہو چکی تھی۔

ان کے والد پوری دنیا میں انبیاء و رسل علیہم السلام کے بعد افضل ترین شخصیت ہیں۔ وہ ان خوش نصیب لوگوں میں سرفہرست ہیں کہ جنھیں دنیا میں لسان رسالت سے جنت کی بشارتیں ملیں اور وہ ہیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

اس جلیل القدر خاتون کی ہمشیرہ کے خاوند سید الاولین والآخرین سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والد کی جانب سے ان کی ہمشیرہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کے دادا سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنھوں نے اسلام قبول کیا اور صحابی رسول ہونے کا شرف حاصل کیا۔ ان کی دادی ام الخیر سلمٰی بنت صخر ہیں کہ جنھوں نے صحابیہ ہونے کا شرف پایا۔

ان کی تین پھوپھیاں بھی صحابیات تھیں:

① ام عامر رضی اللہ عنہا ② قریبہ رضی اللہ عنہا۔ ③ ام فروہ رضی اللہ عنہا یہ تینوں ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں تھیں۔

ان کے خاوند رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی کے بیٹے اور حواری ہیں جو کہ ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ایک ہیں کہ جنھیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی اور جنھوں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تلوار نیام سے باہر نکالی، وہ ہیں سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ۔ ان کا بیٹا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر فائز ہوا اور وہ عبادت اور جہاد کے حوالے سے بھی اعلیٰ وارفع مقام پر فائز تھا۔

ان کے حقیقی بھائی عبداللہ نجیب الطرفین صحابی تھے۔

ان کے باپ کی طرف سے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی بڑے مشہور ومعروف تیر انداز تھے۔ اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ کے گھروں میں سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے علاوہ کوئی گھر ایسا نہیں کہ جس میں چار نسلوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو اور صحابی ہونے کا شرف حاصل ہو۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ان کے والد سیدنا ابوبکر صدیق، ان کے دادا سیدنا ابوقحافہ، اور ان کا بیٹا سیدنا عبداللہ بن زبیر، یہ چاروں صحابی تھے رضی اللہ عنہم۔

قبول اسلام میں سبقت:

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ میں ہجرت نبویہ سے ۲۷ سال پہلے پیدا ہوئیں اور اپنے والد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں پرورش پائی کہ جن میں تمام تر خوبیاں ایک ساتھ پائی جاتی تھیں، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ساری مخلوق میں افضل تھے اور جن کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ابوبکر صدیق کے علاوہ جس نے بھی ہم پر احسان کیا ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہم پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا بدلہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی قیامت کے دن دیں گے۔ جتنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے مجھے نفع دیا اتنا کسی اور کے مال نے مجھے نفع نہیں دیا، اگر میں نے لوگوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ خبردار تمھارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا خلیل ہے۔''

[ترمذی : ٣٦٦٢ علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ھے]

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے والد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں پرورش پائی، ان سے اعلیٰ اخلاقیات کی تعلیم لی اور اعلیٰ وعمدہ انداز میں پروان چڑھیں۔

جب آفتاب اسلام جزیرۂ عرب پر چمکا تو ان کے والد گرامی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بھی پہلے مرحلے میں ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی، ان کا اسلام قبول کرنے کے حوالے سے اٹھارواں نمبر تھا، سترہ افراد ان سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ اس طرح انھیں اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت لے جانے والوں میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ [التوبة : ١٠٠]

''مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے اور جنھوں نے اچھے طریقے سے ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور ان کے لیے باغات تیار کیے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔''

خاوند عشرہ مبشرہ میں سے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ چاہا کہ اس کی شادی اس خوش نصیب شخص کے ساتھ ہو جو ان دس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک تھا کہ جنھیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی اور وہ تھے سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہ جنھیں حواریٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔

وہ مالی اعتبار سے تنگ دست تھے لیکن ان کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نیک بیوی:

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میرے ساتھ زبیر رضی اللہ عنہ نے شادی کی، ان کے پاس نہ کوئی مال تھا نہ کوئی غلام اور نہ ہی کوئی اور چیز تھی۔ بس ان کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کو میں چارہ ڈالتی اور پانی پلاتی۔ اس طرح میں خاوند کا ہاتھ بٹایا کرتی اور گھر میں آٹا گوندھتی لیکن اچھی طرح روٹی نہیں پکانا جانتی تھی۔ میری انصاری سہیلیاں بڑی مخلص تھیں وہ میری روٹیاں پکا دیا کرتی تھیں۔ میرے خاوند کی تھوڑی سی زمین تھی جو گھر سے فاصلے پر تھی۔ ایک دن میں گھوڑے کے لیے چارہ کاٹ کر اپنے سر پر اٹھائے ہوئے گھر کی طرف آ رہی تھی تو راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جا رہے تھے۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: ذرا ٹھہرو، آپ مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھانا چاہتے تھے لیکن مجھے شرم محسوس ہوئی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں۔ اس کے علاوہ زبیر اور اس کی غصیلی عادت بھی مجھے یاد آ گئی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ زبیر بن عوام لوگوں میں سب سے بڑھ کر غصیلے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہچان گئے کہ میں شرماتی ہوں، تو آپ چلے گئے۔ میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بتایا کہ راستے میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے تھے، میرے سر پر چارے کی گٹھڑی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند صحابہ کرام بھی تھے، آپ نے اپنی اونٹنی بٹھائی تاکہ میں اس پر سوار ہو جاؤں لیکن میں شرما گئی اور میں آپ کی طبیعت کے بارے میں جانتی تھی، تو انھوں نے کہا:

> ’’اللہ کی قسم! آپ کا چارے کی گٹھڑی سر پر اٹھا کر چلنا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ ناگوار محسوس ہوا ہے۔‘‘

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد میرے ابا جان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف خادم بھیج دیا، اس نے گھوڑے کی ذمے داری سے مجھے فارغ کر دیا اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے مجھے آزاد کر دیا گیا ہو۔ [حیاۃ الصحابہ کاندھلوی : ۲/ ۶۹۱]

ذوالنطاقین کا لقب:

جب قریش کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ایذا رسانی شدت اختیار کر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دے دیا۔ وہ مدینہ منورہ پہنچ کر انصار کے محلے میں رہائش پذیر ہوئے اور انصاریوں نے مہاجرین کی راہ میں اپنی پلکیں بچھا دیں اور ان کی دلجمعی سے حفاظت کی۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی۔ اس موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان نے اسلام اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبداللہ پورا دن قریش میں گزارتا اور جو کچھ وہ کہتے اسے سنتا اور شام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ سب کچھ بتا دیا کرتا جو قریش سے سنا ہوتا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ دن کے وقت مکہ کی چراگاہ میں بکریاں چراتا اور شام کے وقت بکریوں کا دودھ دوہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرتا۔ جس وقت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے جاتے تو عامر بن فہیرہ بکریاں لے کر پہنچ جاتے اس طرح عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے نشانات قدم بھی مٹ جاتے۔

اس موقع پر سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بھی عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے روانگی کا حکم دے دیا گیا ہے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا میں بھی آپ کا رفیق سفر بن سکوں گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے ~~خوب~~ اچھی طرح ان کے لیے تیاری کی، زادِ سفر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک تھیلے میں ڈال دیا اس کا منہ کھلا تھا تو اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنا کمر بند دو حصوں میں تقسیم کیا اور اس کے ایک حصے سے تھیلے کا منہ باندھ دیا، اس وجہ سے اسے ذو نطاقین کہا جانے لگا۔

[بخاری : ۳۹۰۵]

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور ابا جان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے زادِ سفر تیار کیا، جب دونوں نے مدینہ منورہ کی طرف روانگی کا ارادہ کر لیا تھا، میں نے ابا جان سے کہا کہ مجھے میرے کمر بند کے علاوہ گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے میں تھیلے کا منہ باندھ سکوں تو آپ نے فرمایا: کمر بند کے دو حصے کر لیں۔ اس وقت سے میرا نام ذات النطاقین پڑ گیا۔ [بخاری : ۳۹۰۷]

واقعی عمل کے مطابق ہی جزا ملتی ہے۔

فوری جواب اور حسن تدبر کی انوکھی مثال:

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ سے سفر ہجرت پہ روانہ ہوئے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر میں پڑے پانچ یا چھ ہزار دینار اپنے ساتھ لے لیے، ان کے جانے کے بعد میرے دادا جان ابو قحافہ میرے پاس آئے وہ اس وقت نابینا ہو چکے تھے۔ انھوں نے ہمیں کہا: میرے اس بیٹے نے مال اور جان کے حوالے سے تمھیں مصیبت میں مبتلا کیا ہے، تمھارا اب کیا بنے گا؟

میں نے کہا: ''ایسی تو کوئی بات نہیں، وہ ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے سنگریزے اٹھا کر گھر کے صحن میں ایک گڑھے میں رکھ کر اوپر کپڑا دے دیا، دادا جان کا ہاتھ پکڑ کر کپڑے پر لگایا اور انھیں کہا: دیکھیے! دادا وہ ہمارے لیے کتنا بڑا خزانہ چھوڑ گئے ہیں، تو انھوں نے کہا: اگر یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔''

صبر اور ثابت قدمی:

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے رازوں کو محفوظ رکھا کرتی تھیں اور انھوں نے ہجرت کے راز کو کسی صورت میں بھی افشاء نہیں کیا خواہ انھیں کتنی مصیبت سے دوچار کیوں نہ ہونا پڑا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا گیا، وہ فرماتی ہیں کہ ابوجہل چند افراد کے ساتھ آیا اور اس نے دروازے پر دستک دی، میں باہر نکلی تو اس نے پوچھا: تیرا باپ کہاں ہے؟ میں نے کہا: مجھے کیا پتا، میں نہیں جانتی وہ کہاں ہے؟ ابوجہل نے میرے چہرے پر زوردار طمانچہ مارا جس سے میرے کان کی بالی دور جا گری، پھر وہ واپس چلے گئے۔

[سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۹۰]

ابوجہل نے کس قدر حماقت ذلت اور کمینگی کا ثبوت دیا کہ ایک عورت پر ہاتھ اٹھایا، یہ بڑے لوگوں کی علامت نہیں ہوتی کیونکہ کمینہ وصف ہی اس قسم کی گھٹیا حرکت کر سکتا ہے۔

ذات النطاقین کا عظیم کارنامہ:

آپ ذرا تصور کیجیے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کس قدر جرأت، شجاعت اور حوصلے کا ثبوت دیا۔ ہجرت کی ابتدائی راتوں کو کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غارِ ثور میں گزاریں، یہ عظیم المرتبت اور بلند حوصلہ خاتون ہر رات گھپ اندھیرا ہو جانے کے بعد اکیلی کھانا لے کر خوفناک اور پر خطر راستہ پر چلتی ہوئی ثور پہاڑ پر چڑھتی ہوئی غار میں پہنچتیں۔ ان دنوں یہ حالتِ حمل میں بھی تھیں اور راستہ بھی خطرناک تھا، مشرکین کے جاسوس بھی چاروں طرف پھیلے ہوئے اور گھات لگائے ہوئے تھے، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی حفاظت کی اور انھوں نے اپنی ذمے داری کو کمال جرأت وشجاعت کے ساتھ پورا کیا۔

پہلا بچہ جس نے دار الہجرت میں جنم لیا:

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ کو لانے کے لیے کسی کو مکہ معظمہ بھیجا تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بھی ہجرت کی حالانکہ وہ اس وقت حالت حمل میں تھیں۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب میں ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئی تو اس وقت تقریباً میرے حمل کے دن پورے ہو چکے تھے، میں مدینہ منورہ پہنچ کر قبا بستی میں رہائش پذیر ہوئی اور وہاں میں نے عبداللہ بن زبیر کو جنم دیا۔ اسے لے کر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس آئی، نبی کریم ﷺ نے اسے اپنی گود میں لیا پھر ایک کھجور منگوائی اور اسے چبا کر اس کی گھٹی دی۔ اس طرح میرے بیٹے عبداللہ کے پیٹ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک داخل ہوا۔ پھر آپ نے اس کے حق میں برکت کی دعا کی، اس طرح میرے بیٹے کو اسلام میں پہلے نومولود ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

[بخاری : ۳۹۰۹۔ مسلم : ۲۱٤٦]

بخاری شریف میں مزید یہ بھی مذکور ہے۔

''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے پر تمام مسلمانوں کو بہت زیادہ خوشی ہوئی، کیونکہ یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ یہودیوں نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اس لیے اب ان کے ہاں کوئی بچہ جنم نہیں لے گا۔ [بخاری : ٥٤٦٩]

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت مسلمانوں کے لیے خیر و بھلائی کا باعث ثابت ہوئی۔ مسلمان ان کے پیدا ہونے پر بہت زیادہ خوش ہوئے اور اپنے لیے نیک شگون قرار دیا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا بیٹا عبداللہ بن زبیر رات کو عبادت اور دن کو روزہ رکھنے کا دلدادہ تھا اس وجہ سے اس کا نام ہی مسجد کا کبوتر پڑ گیا تھا۔

علامہ بلاذری نے سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے درج ذیل نام بیان کیے ہیں:

① عبداللہ۔ ② عروہ۔ ③ منذری۔ ④ عاصم۔ ⑤ ام حسن۔ ⑥ عائشہ۔

[انساب الأشراف : ۱/ ٤۲۲]

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی سخاوت:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا میں خیر و بھلائی، نیک اعمال کرنے کا جذبہ اور دانشمندی جیسی خوبیاں ایک ساتھ جمع کر دی تھیں جو کہ بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے جود وسخا کی مثال دی جاتی تھی۔

محمد المنکدر کہتے ہیں کہ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سخاوت کی پیکر تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی عورت کو سخی نہیں دیکھا، لیکن ان دونوں کی سخاوت کا انداز مختلف تھا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رقم جمع کرتی رہتی تھیں، جب رقم معقول مقدار میں جمع ہو جاتی تو اسے مستحقین میں بانٹ دیتیں۔ لیکن میری والدہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو جس وقت کوئی چیز میسر آتی اسے کسی مستحق کو دے دیتیں وہ کل کے لیے اس چیز کو روک کر نہیں رکھتی تھیں۔ [تاریخ اسلام ذھبی : ۱۳۵/۳]

فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہتی ہیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا جب بیمار ہوتیں تو اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیتیں۔ [طبقات ابن سعد : ۲۵۲/۸]

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے مالی اعتبار سے تنگ دست ہونے کے باوجود سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بڑی سخی تھیں۔ وہ اپنی بیٹیوں اور اہل خانہ سے کہا کرتی تھیں: خرچ کیا کرو، صدقہ کیا کرو، زیادہ مالیت کا انتظار نہ کیا کرو، اگر تم نے زیادہ مالیت کا انتظار کیا تو مال و دولت میں اضافہ نہ ہوگا اور اگر تم صدقہ کرو گی تو مال کبھی ختم نہیں ہوگا۔

اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا جو مجھے زبیر رضی اللہ عنہ دیتے ہیں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صدقہ کر دیا کرو، سنبھال کر اپنے پاس نہ رکھا کرو، ورنہ تجھے بھی سنبھل کر دیا جائے گا۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ بخل نہ کیا کرو ورنہ تجھے دینے میں بھی بخل سے کام لیا جائے گا۔

[بخاری : ۱٤۳۳۔ مسلم : ۱۰۲۹۔ الدر المنثور : ۱۳۵/۷۔ حلیة الأولیاء : ۵۵/۲]

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے سخاوت کا انداز اپناتیں اور انھوں نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو زندگی بھر فراموش نہیں کیا۔

عبادت اور اطاعت الٰہی:

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا عبادت اور اطاعت الٰہی کے اعتبار سے بڑے بلند مقام پر فائز تھیں، وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں ہر خیر و بھلائی کے کام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سب پر فوقیت رکھتے تھے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا عبادت گزاری کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے خوف کی خوگر بھی تھیں۔ آج جب ہم دنیا میں مجموعی طور پر خواتین کو دیکھتے ہیں تو انھوں نے بظاہر لباس زیب تن کیا ہوتا ہے، لیکن لباس کی تراش خراش اس نوعیت کی ہوتی ہے کہ وہ بادی النظر میں برہنہ معلوم ہوتی ہیں۔ اس پر طرفہ تماشا یہ کہ دندناتی پھرتی ہیں جیسے انھیں یہ یقین ہو کہ اللہ ہمیں آخرت میں بھی جنت میں داخل کرے گا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا روزے دار، عبادت گزار اور اللہ کے خوف کی خوگر تھیں۔

ان کے خاوند زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ نماز میں کھڑی یہ آیت پڑھ رہی تھیں:

﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ﴾ [الطور : ٢٧]

”تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں جھلسا دینے والے عذاب سے بچا لیا۔“

اس طرح وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ رہی تھیں۔ میں اٹھ کھڑا ہوا، بازار چلا گیا اور دیر تک وہاں رہا جب واپس گھر آیا تو وہ نماز میں مشغول روتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ رہی تھیں۔ [بخاری : ١٤٣٣۔ مسلم : ١٠٢٩]

صلہ رحمی:

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ قرآن کی ایک آیت اسماء رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام قتیلہ تھا، وہ ایک دفعہ اپنی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس بہت سے تحائف لے کر آئی۔ چونکہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، تو انھوں نے اپنی والدہ سے اس وقت تک تحائف قبول نہ کیے جب تک اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھ نہیں لیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ [الممتحنة : ٨]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تمھیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی کرو اور انصاف کا برتاؤ کرو کہ جنھوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمھیں تمھارے گھروں سے نہیں نکالا ہے، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

[طبقات ابن سعد : ۸/ ۲۵۲۔ مسند امام احمد : ۴/ ۴۔ تفسیر جامع البیان ابن جریر : ۲۸/ ۶۸]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری امی میرے پاس آئی اور وہ مجھ سے ملنے کی دلی رغبت رکھتی ہے، کیا میں اس سے مل لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! آپ اپنی امی سے مل لیا کریں۔''

[بخاری، فتح الباری : ۶/ ۲۰۱۔ مسلم : ۱۰۰۳]

بلند صفات اور مقام ومرتبہ:

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی شخصیت کئی اعتبار سے منفرد دکھائی دیتی ہے۔ انھوں نے سو سال عمر پائی لیکن ان کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا، اس عمر میں بھی ان کی عقل و دانش بالکل محفوظ تھی اور وہ اس عمر میں بھی بالکل درست رائے دیا کرتی اور نہایت عمدہ انداز میں گفتگو کیا کرتی تھیں وہ عمر بھر جود وسخا، نیکی اور خیر وبھلائی کے کام سرانجام دیتی رہیں۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئیں اور انھوں نے اس جنگ میں جرأت وشجاعت کا حیرت انگیز مظاہرہ کیا۔

خلفائے راشدین کے دور میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور تمام خلفائے راشدین نے انھیں وہی مقام دیا جس کے وہ لائق تھیں۔ تمام خلفاء ان کے فضل و شرف کو جانتے تھے اور ان کی فوقیت کا اقرار کرتے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے والی خواتین کے لیے ایک ہزار ماہانہ وظیفہ مقرر کیا، ان میں سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

ان میں سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا کے نام بھی آتے ہیں۔

[فتوح البلدان بلاذری، ص : ۵۸۸]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی شخصیت میں ایک خوبی یہ بھی پائی جاتی تھی کہ وہ خوابوں کی تعبیر میں بڑی ماہر تھیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا سعید بن مسیّب رحمہ اللہ خوابوں کی تعبیر کے بڑے ماہر تھے اور انھوں نے یہ فن سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے سیکھا تھا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ فن اپنے والد گرامی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا تھا۔

[طبقات ابن سعد : ٦/ ١٢٤۔ سیر اعلام النبلاء : ٢/ ٢٩٣]

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا پاکیزہ دل، صاف شفاف باطن اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے لو لگانے والی عظیم المرتبت خاتون تھیں۔ اتنی خوبیوں کے باوجود وہ اپنے آپ کو کوتاہ عمل تصور کیا کرتی تھیں۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کرتی تھیں:

''میرے گناہوں سے اللہ کی مغفرت بہت زیادہ ہے۔''

[تهذيب الاسماء واللغات : ٢/ ٣٢٩۔ سیر اعلام النبلاء : ٢/ ٢٩٠]

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی زندگی کے روشن و درخشاں پہلو یہ ہیں کہ وہ بڑی فصیح و بلیغ اور حاضر جواب تھیں جبکہ شعر بھی کہتی تھیں۔ انھوں نے اپنے شوہر کے غم میں نہایت عمدہ قصیدہ کہا کہ جس سے ان کی فصاحت و بلاغت کا پتا چلتا ہے۔

غموں کا تسلسل:

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں اپنی ایمانی زندگی کے وہ خوشگوار دن بسر کیے کہ جن کے مقابلے میں ساری دنیا کی نعمتیں ہیچ ہیں۔

پھر اس کے بعد پے در پے غم لاحق ہونے لگے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو شدید غم ہوا۔ انھیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ شدتِ غم کی وجہ سے ان کا کلیجہ پارہ پارہ ہو جائے گا۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ پھر وہ دن بھی آ گیا جب وہ بستر مرگ پر دراز ہوئے اور قضائے الٰہی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کو پیارے ہو کر حبیب کبریا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات سے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے غم تازہ ہو گئے۔ پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو محراب مسجد میں نماز کے دوران قتل کر دیا گیا اور پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔

پھر سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے خاوند سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا۔

ان تمام دلخراش واقعات میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کمال انداز میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا کیونکہ ان کے پیش نظر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اجر وثواب حاصل کرنا تھا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قتل اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا:

تاریخ میں خواتین کی بہادری اور قربانیوں کے تذکرے جا بجا ملتے ہیں۔ لیکن جلیل القدر، عظیم المرتبت اور بہادر خاتون سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنی ذہانت، سخاوت اور عمدہ کارکردگی کے اعتبار سے تمام خواتین پر فوقیت رکھتی تھیں۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دائرہ حجاز، یمن، عراق اور خراسان تک وسیع تھا۔ انھوں نے تعمیر کعبہ کی تجدید کا کارنامہ بھی سرانجام دیا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے جلیل القدر بیٹے کے بارے میں بڑا عظیم موقف اختیار کیا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت دھیرے دھیرے سمٹنے لگی۔ جب آپ مکہ معظّمہ میں تھے تو حجاج بن یوسف کے لشکر نے انھیں گھیرے میں لے لیا۔ اس نازک ترین صورتحال نے ان کے لیے دو صورتیں پیدا کر دیں، وہ امان طلب کریں یا پھر راہِ فرار اختیار کر لیں لیکن یہ دونوں صورتیں انھیں گوارا نہ تھیں۔ اس لیے کہ وہ بہادری، جوانمردی، جرأت، شجاعت اور ثابت قدمی کے اعتبار سے پورے ملک میں مشہور ومعروف تھے اور ان کی والدہ ماجدہ تاریخ اسلام میں پہلی فدائی خاتون کہلاتی تھیں۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر غمزدہ ہو کر اپنی والدہ سے مشورہ کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عروہ بن زبیر سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ ان کی شہادت سے دس دن پہلے کا واقعہ ہے وہ بیمار تھیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اماں جان! کیسی ہیں؟ کہا: بیٹا بخار ہے۔ انھوں نے کہا:

''اماں جان موت میں بڑی عافیت ہے۔''

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا:

''آپ میری موت کی خواہش رکھتے ہیں؟ بیٹا! یوں نہ کہو۔'' یہ کہہ کر ہنس پڑیں اور کہا:

''اللہ کی قسم! میں اس وقت تک مرنا نہیں چاہتی جب تک تیرے انجام کو نہ دیکھ لوں۔ اگر تجھے قتل کر دیا گیا تو میں اللہ کے ہاں اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کروں گی اور اگر تو اس معرکے میں کامیاب ہو گیا تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، دیکھنا موت کو ناپسند کرتے ہوئے کسی پیشکش پر موافقت کا اظہار نہ کر دینا۔

[تاریخ الاسلام ذھبی : ۱۳۵/۳۔ سیر اعلام النبلاء ذھبی : ۲۹۳/۲]

سیدنا عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میرے بھائی کا یہ خیال تھا کہ اس کے قتل ہو جانے سے اماں جان غم میں مبتلا ہو جائے گی۔

ایک روایت میں ہے:

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور عرض کی: اماں جان! لوگوں نے مجھے، میری اولاد اور میرے اہل خانہ کو رسوا کیا ہے۔ اب دفاع کا معمولی سازوسامان باقی رہ گیا، صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں، اگر میں مقابلے سے دستبردار ہو جاؤں تو وہ لوگ مجھے منہ مانگا دنیا کا مال ومتاع دینے کے لیے تیار ہیں۔

اماں جان! آپ کی کیا رائے ہے، میں ان حالات میں کیا کروں؟

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیٹا اللہ کی قسم! آپ اپنے بارے میں خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کو ان حالات میں کیا کرنا چاہیے۔ میری رائے پوچھتے ہو تو سنو! اگر تم حق پر ہو تو ڈٹے رہو، ذرا سوچو تیرے کتنے ساتھی قتل کر دیے گئے ہیں؟ اگر تم دنیا چاہتے ہو تو تجھ سے برا کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوگا، اس صورت میں تو نے اپنے آپ کو بھی تباہ کر دیا اور اپنے ان ساتھیوں کو بھی کہ جو اس راہ میں قتل ہو گئے۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ میں تو حق پر ہوں مگر میرے ساتھیوں میں بزدلی پیدا ہو گئی اور میں کمزور ہو گیا، بیٹا! ایسی باتیں آزاد مردوں اور دین دار لوگوں کو زیب نہیں دیتیں۔

اماں جان کی یہ باتیں سن کر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ قریب ہوئے، اماں جان کے سر کا بوسہ لیا اور کہا:

''اماں جان! میری بھی یہی رائے ہے، میں تو صرف آپ کی رائے لینا چاہتا تھا۔ آپ کی ایمان افروز اور ولولہ انگیز باتوں نے میری بصیرت میں اضافہ کر دیا، اماں جان! میں جام شہادت نوش کر لوں تو اللہ کے فیصلے کی بنا پر آپ زیادہ غم نہ کرنا، تیرے بیٹے نے کبھی کوئی برائی نہیں کی، کوئی بے حیائی کا کام نہیں کیا، نہ ہی کسی مسلمان یا ذمی پر اس نے ظلم وستم کا ارادہ کیا۔ بخدا میں یہ باتیں اپنے تزکیہ نفس کے حوالے سے نہیں کر رہا، صرف اپنی والدہ کو دلاسہ دینے کے لیے کر رہا ہوں تاکہ میری والدہ میرے بارے میں مطمئن رہے۔''

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا:

''میں تیرے بارے میں خوش اسلوبی سے صبر وتحمل کا دامن تھامے رکھوں گی۔ جاؤ! اللہ کے حوالے جو اللہ کو منظور ہوگا میں اس پر راضی ہوں، آپ اپنا فرض پورا کریں۔''

اماں جان نے بیٹے کے حق میں یہ دعا کی:

''الٰہی! میرے بیٹے پر اپنی رحمت کی برکھا برسانا۔ الٰہی! میں نے اسے تیرے سپرد کیا ہے...... الٰہی! جو تو نے اس کے حق میں فیصلہ کیا ہے میں اس پر راضی ہوں، الٰہی! مجھے میرے بیٹے عبداللہ کے بارے میں شاکرین اور صابرین کا اجر وثواب عطا کرنا۔''

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے سامنے اس اندیشے کا اظہار کیا کہ لوگ مجھے قتل کرنے کے بعد میری لاش کا مثلہ کر دیں گے، اماں جان نے اس موقع پر اپنے بیٹے کو دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”بیٹا اس سے کیا فرق پڑتا ہے...... جب مینڈھے کو ذبح کر دیا جاتا ہے تو اسے کیا پروا کہ اس کے گوشت کو کس طرح کاٹا جاتا ہے۔“

اس کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے قریب ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا، والدہ نے گلے لگایا تو محسوس ہوا کہ اس نے زرہ پہن رکھی ہے، پوچھا: بیٹا! یہ کیا پہن رکھا ہے؟ بیٹے نے جواب دیا:

”اماں جان! یہ زرہ ہے۔“

اس کا پہننا والدہ کو ناگوار گزرا تو فرمانبردار بیٹے نے اسے اتار دیا اور قمیص کے نیچے ریشم کا جبہ پہن لیا اور اپنی جلیل القدر والدہ کو راضی خوشی الوداع کہا۔ اس موقع پر والدہ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا:

أَسْمَاءُ إِنْ قُتِلْتُ لَا تَبْكِينِي
لَمْ يَبْقَ إِلَّا حَسَبِي وَ دِينِي
وَ صَارِمٌ لَانَتْ بِهِ يَمِينِي

”اسماء! اگر میں قتل کر دیا گیا تو آپ مجھ پر نہ رونا، میرا خاندان اور دین باقی ہے، اور قاطع تلوار کے ساتھ میرا دایاں ہاتھ مانوس ہو گیا۔“

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو کر زمین پر گر پڑے اور حجاج بن یوسف نے انھیں تختہ دار پر لٹکا دیا...... جب حجاج نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو وہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہنے لگا: اماں جان! امیر المومنین نے مجھے تلقین کی ہے کہ آپ کے پاس حاضری دوں، کوئی ضرورت ہو تو بتائیں۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے جب حجاج کی یہ بات سنی تو انتہائی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

”ارے کم بخت! میں تیری ماں نہیں، میں تو اس کی ماں ہوں جس کو تو نے سولی پر لٹکایا ہوا ہے...... جا دفع ہو جا، مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ میں تجھے وہ بات بتاتی ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنو ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ہلاک کرنے والا شخص پیدا ہوگا، جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا، اس سے ان کی مراد مختار ثقفی تھا اور مہلک تم ہو۔ حجاج نے یہ سن کر کہا: میں منافقین کے لیے مہلک ہوں۔'' [سیر اعلام النبلاء ذهبی : ۲/ ۲۹٤]

ابوالصدیق ناجی سے روایت ہے کہ حجاج بن یوسف سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انھیں کہا:

''تیرے بیٹے نے اللہ کے گھر میں الحاد کا ارتکاب کیا اور اللہ نے اسے دردناک عذاب چکھا دیا۔ انھوں نے کہا: تو جھوٹ بولتا ہے، میرا بیٹا روزے دار، عبادت گزار اور والدین کا فرمانبردار تھا...... ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ بنو ثقیف میں دو جھوٹے پیدا ہوں گے دوسرا پہلے سے بدتر ہوگا اور وہ لوگوں کو کثرت سے ہلاک کرے گا۔'' [طبقات ابن سعد : ۸/ ۲٥٤۔ سیر اعلام النبلاء ذهبی : ۲/ ۲۹٦]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش شہر کی ایک گھاٹی میں پڑی ہوئی دیکھی۔ قریش اور دیگر لوگ اس کے پاس سے گزرتے جا رہے تھے، جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے گزرے تو افسوس کا اظہار کرتے ہوئے تین بار یہ کہا:

''اے ابوخبیب! السلام علیک''

پھر تین بار یہ کہا:

''اللہ کی قسم! میں آپ کو اس راہ سے روکتا رہا۔''

پھر یہ فرمایا:

''اللہ کی قسم! میری معلومات کے مطابق تم روزے دار، شب زندہ دار اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔''

پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے چلے گئے۔ حجاج بن یوسف کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے موقف کا پتا چل گیا اور جو کچھ انھوں نے کہا تھا اس کی بھی خبر ہوگئی۔ لاش یہودیوں کے قبرستان میں پھینک دی گئی تھی۔ پھر اس نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آئے، تو انھوں نے جانے سے انکار کر دیا۔ اس نے دوبارہ پیغام بھیجا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ میرے پاس آئے ورنہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا جو اسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر میرے پاس لائے گا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے انکار کرتے ہوئے جوش و جذبے سے کہا: اللہ کی قسم! میں از خود اس ظالم کے پاس نہیں جاؤں گی تاوقتیکہ وہ میرے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجے جو مجھے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اس کمینے کے پاس لے جائے۔ حجاج نے جب یہ جواب سنا تو خود چھڑی پکڑ کر جوتا پہن کر ان کی طرف چل پڑا اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ کر کہا: دیکھ لیا کہ میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کو یہ جواب دیا کہ تو نے اس کی دنیا خراب کر دی اور اس نے تیری آخرت برباد کر دی۔

حجاج بن یوسف کہنے لگا کہ مجھے یہ پتا چلا ہے کہ تو اسے ذات نطاقین کا فرزند کہہ کر پکارا کرتی تھی۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں میں ہی ذات النطاقین ہوں، میں نے اپنے کمر بند کے دو حصے کیے، ایک کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زادِ سفر باندھا اور ایک میں نے استعمال کیا۔

سنو! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا تھا کہ بنو ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک مہلک شخص پیدا ہوگا۔ جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا اور میرے خیال میں مہلک تو ہے، اس کے بعد حجاج نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ کوئی بات نہ کی اور نہ ہی اس کا کوئی جواب دیا۔

[مسلم، فضائل الصحابة: ٢٥٤٥]

امام نووی رحمہ اللہ تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی ہے، وہ بہت جھوٹ بولا کرتا تھا۔ اس کا سب سے قبیح جھوٹ یہ تھا کہ وہ دعویٰ کیا کرتا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام اس کے پاس آتے ہیں۔ تمام علما کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی ہے اور مہلک سے مراد حجاج بن یوسف ہے۔ [مسلم شرح نووی: ١٦/ ١٥٠]

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں صبر جمیل کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کی امید رکھی۔ منصور بن صفیہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا مسجد کے ایک کونے میں ہیں، یہ اس وقت کی بات ہے جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکایا ہوا تھا، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس گئے اور فرمایا:

''یہ لاشیں کوئی چیز نہیں، اصل میں روحیں تو اللہ کے پاس پہنچ جاتی ہیں۔ اماں جان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صبر کرو۔ انھوں نے کہا:

''میں کیا ہوں، اس دنیا میں تو اللہ کے نبی یحییٰ بن زکریا کا سر قلم کر کے بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ کو پیش کیا گیا۔'' [سیر اعلام النبلاء : ٢/ ٢٩٥]

واقعی سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا ایک صابرہ شاکرہ اور ثواب کی نیت رکھنے والی عظیم المرتبت خاتون تھیں۔

رحلت کا وقت:

طویل عرصہ خوشیوں اور غموں کی ملی جلی زندگی بسر کرنے کے بعد وہ اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بستر مرگ پر دراز ہوئیں کہ جنت الفردوس میں پہلے چلے جانے والے احباب کے پاس پہنچ جائیں۔ علامہ ابن سعد فرماتے ہیں:

''سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کی شہادت کے چند دن بعد وفات پا گئیں۔ ان کے بیٹے کی شہادت ١٧ جمادی الاولیٰ ٧٣ ہجری کو ہوئی۔'' [طبقات ابن سعد : ٨/ ٢٥٥۔ المستدرك : ٤/ ٦٥]

اس طرح ذات النطاقین سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا تاریخ کے ماتھے پر نورانی سطریں رقم کرنے کے بعد اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا

اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جس نے انصاری خواتین میں اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت حاصل کی۔ انھوں نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔

ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت لے جانے والے مردوں اور عورتوں کو اپنی رضا اور جنت کی نوید سنائی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴾ [التوبة: ۱۰۰]

"مہاجرین و انصار میں سے پہلے سبقت لے جانے والے اور جن لوگوں نے اچھے انداز میں ان کی پیروی کی، ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔"

سیدہ ام حرام بنت ملحان بن خالد الانصاریہ النجاریہ المدنیہ کہ جس نے اسلام قبول کر کے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ وہ جلیل القدر خواتین میں سے تھیں۔ انھیں شہید البحر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا، ان کا دل جنت کا مشتاق تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق و مصدوق نے انھیں اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی بشارت دی۔

آیئے! اب ہم اس جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابیہ کی سیرت کا دل کی گہرائیوں کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شجرۂ نسب:

اپنے مبارک سفر کا آغاز کرنے سے پہلے ہم اس مبارک خاندان کا شجرہ نسب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھیں کہ جنھیں جنت کی بشارت دی گئی تھی۔

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا جلیل القدر صحابی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں کہ جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی حدیث کی خوشبو سے ساری دنیا کو بھر دیا تھا اور انھیں نبی کریم ﷺ کا خادم ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ یہ ان کے لیے اتنا بڑا اعزاز تھا کہ جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا دو شہید بہادروں کی ہمشیرہ تھیں، ایک کا نام حرام اور دوسرے کا نام سلیم تھا۔ دونوں جنگ بدر اور جنگ احد میں حاضر ہوئے اور دونوں بئر معونہ کے معرکے میں شہید ہوئے۔

ان کے بھائی حرام بن ملحان جب بئر معونہ کے معرکے میں جام شہادت نوش کرنے لگے تو انھوں نے یہ تاریخی جملہ کہا:

"رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔"

سبحان اللہ! یہ کس قدر مبارک شجرہ نسب ہے۔

اس خاندان نے پوری دیانت داری کے ساتھ اپنی عزت، عظمت اور ایثار کو دین الٰہی کی خدمت کے لیے صرف کیا۔

انتظار اور آرزو:

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے مسلمان ہو جانے کے بعد ایمان نے ان کے دل کی گہرائی میں جگہ پکڑ لی۔ مدینہ منورہ کے باشندے اس دن کا انتظار کرنے لگے کہ جس دن حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ہجرت کر کے ان کے پاس مدینہ منورہ پہنچیں گے، تا کہ نور در نور کا اضافہ ہوتا چلا جائے۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ مدینہ منورہ پہنچے تو مسلمان آپ کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے اور آپ ﷺ سے ہر قسم کی خیر و بھلائی کی تعلیم اور راہنمائی و اخلاقیات کا درس لینے لگے۔

یہ ایسا مثالی معاشرہ تھا جس نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے سامنے تربیت حاصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی..... تاکہ ساری کائنات کو یہ بتایا جا سکے کہ یہ ہے اسلام، یہ ہیں مسلمان! کوئی اگر استطاعت رکھتا ہے تو ان جیسے افراد سامنے لائے۔

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے انبیا و مرسلین علیہم السلام کے بعد افضل ترین لوگوں میں زندگی بسر کی اور وہ تھے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم کہ جنھوں نے ہر نیکی کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

خوش قسمت خاوند:

دن گزرتے گئے اور سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ایمان میں دن بدن ترقی کرتی گئیں یہاں تک کہ ان کی شادی ایک ایسے شخص سے ہوئی کہ جس کے بارے میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ وہ ایک ہزار آدمی کے برابر ہے، اور وہ تھے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ۔

جب مسلمانوں نے مصر فتح کرنے کا ارادہ کیا تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر جرار نے مصر کی طرف پیش قدمی کی۔

لیکن جب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ لشکر کے ہمراہ سرزمین مصر پہنچے تو انھوں نے مصریوں اور رومیوں کی بہت بڑی تعداد دیکھ کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول کیا اور چار ہزار افراد مدد کے لیے روانہ کر دیے اور انھیں ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا:

> ''میں نے چار ہزار افراد آپ کی مدد کے لیے روانہ کیے ہیں اور ہر ہزار پر ایک ایسا شخص سالار مقرر کیا ہے کہ جو اکیلا ایک ہزار افراد کے برابر ہے۔'' ان چار میں سے ایک سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تھے۔'' [أصحاب الرسول از ابو عمار محمود المصری، ۲/ ۱۲۵]

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے، ان کے ہاں ایک بیٹے نے جنم لیا جس کا نام محمد بن عبادہ بن صامت تھا سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کی قدر و منزلت جانتے تھے، وہ ان کے لیے بہترین خاوند ثابت ہوئے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ان کے لیے ایک بہترین بیوی ثابت ہوئی اور دونوں میاں بیوی نے ایمان اور توحید کے آنگن میں زندگی بسر کی۔

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب:

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا میں فضائل ومناقب اور جود وکرم کی جھلک پائی جاتی تھی۔ ان فضائل میں سے ان کی ایک نمایاں فضیلت یہ تھی کہ انھیں احادیث نبویہ کی حافظہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے پانچ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا، ان میں سے ایک حدیث بخاری اور مسلم میں منقول ہے۔

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا سے ان کے خاوند سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے علاوہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سیدنا عمیر بن الاسود، سیدنا عطاء بن یسار اور ابو یعلی بن شداد بن اوس رضی اللہ عنہم نے بھی روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ [الاصابۃ : ٤/ ٤٢٣ ۔ تاریخ اسلام : ٢/ ٣١٨]

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کی ایک خوبی یہ تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا حد درجہ احترام واکرام کیا کرتی تھیں، جب بھی رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لاتے تو آپ کی خدمت کو اپنے لیے بہت بڑا اعزاز سمجھتی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ہاں مقام ومرتبہ:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے دل میں سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کا بہت احترام واکرام تھا۔ آپ ان کی عزت کیا کرتے تھے کیونکہ رشتے میں وہ آپ ﷺ کی خالہ لگتی تھیں۔ آپ وادی قبا میں واقع ان کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ بڑی بلند مرتبہ خواتین میں سے تھیں۔ بلکہ جب آپ ﷺ ان کے اور ان کی ہمشیرہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ وہاں قیلولہ بھی کر لیا کرتے تھے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، گھر پر میں، میری امی اور میری خالہ جان سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اٹھو! میں تمھیں نماز پڑھاؤں، تو آپ نے ہمیں نماز پڑھائی اور وہ کسی فرض نماز کا وقت نہ تھا۔'' [مسلم، باب المساجد : ٦٦٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام حرام بنت ملحان کے گھر تشریف لے جاتے وہ آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتیں، اس وقت ان کی شادی سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو چکی تھی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے تو آپ نے کھانا پیش کیا، آپ کے سر مبارک میں کنگھی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے، ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟'' ......الحدیث [بخاری : ٢٧٨٨۔٢٧٨٩۔ مسلم : ١٩١٢۔ ترمذی : ١٦٤٥]

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سیدہ ام حرام اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہما کے گھر تشریف لے جاتے تو ان کے حق میں دنیا و آخرت کی بہتری کی دعا کرتے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میرے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَ وَلَدَهٗ وَ اَطِلْ حَیَاتَهٗ))

''الٰہی! اسے مال و اولاد زیادہ عطا کرنا اور اسے لمبی عمر عطا کرنا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ مال و دولت سے نوازا، میرے باغ کے درخت سال میں دو مرتبہ پھل دیتے اور میری صلب سے ایک سو چھ بچے پیدا ہوئے۔ [تاریخ ابن عساکر : ٣/ ٨٠۔ بخاری ادب المفرد : طبقات ابن سعد : ٧/ ١٩]

اللہ کی راہ میں شہادت کی خوشخبری:

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا دل کی گہرائی سے دین اسلام کی خدمت اور مدد کرنے کی تمنا رکھتی تھیں، خواہ اس کی قیمت اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی صورت میں ادا کرنی پڑے۔

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کی دلی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنی راہ میں شہادت عطا کرے، تو انھیں اس صادق و مصدوق کی زبان مبارک سے شہادت کی بشارت ملی کہ جو اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ ان کا بولنا وحی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشارت دی کہ انھیں شہادت کی موت نصیب ہو گی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اسکے گھر تشریف لائے اور سو گئے، جب آپ بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کس چیز نے آپ کو ہنسایا......؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مجھ پر میری امت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے، وہ سمندر پر یوں سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر براجمان ہوتے ہیں۔“ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”تو سرفہرست ہے۔“

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے ساتھ سیدنا عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے شادی کی، وہ سمندر کی جنگ میں شریک ہوئے اور انھوں نے اپنی بیوی سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ جب واپس ہونے لگے تو بیوی کے لیے ایک خچر مہیا کی گئی تا کہ وہ اس پر سوار ہو، خچر نے ان کو زمین پر گرا دیا جس سے ان کی گردن کا منکا ٹوٹ گیا اور ان کی موت واقع ہو گئی۔

[بخاری و مسلم]

ایک روایت میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے، سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ایک روز آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور انھوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا، آپ کے سر مبارک میں کنگھی کی تو رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میری امت سے اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے، وہ سمندر پر یوں سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر براجمان ہوتے ہیں۔“

کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں دعا کی، پھر آپ نے سر رکھا اور سو گئے۔ پھر جب آپ بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے، میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟''

آپ ﷺ نے پہلے کی طرح یہ ارشاد فرمایا:

''میری امت سے اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے، میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''آپ تو سر فہرست ہیں۔''

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دور میں سمندری جنگ میں شریک ہوئیں، سمندر سے باہر آ کر خچر پر سوار ہوئیں، اس سے زمین پر گری اور گرتے ہی فوت ہو گئیں۔ [بخاری : ۲۷۸۸۔ مسلم : ۱۹۱۲۔ ترمذی : ۱٦٤٥]

ثابت قدمی کا مظاہرہ:

دن گزرتے گئے اور سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا قرآن و سنت کے نور کی روشنی میں، زندگی بسر کرتی رہیں، وہ روزے دار، عبادت گزار اور تہجد گزار تھیں۔

وہ دن بھی آ گیا کہ جس دن آنکھیں خون کے آنسو رونے لگیں، حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ وفات پا گئے۔ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے لیے دنیا سکڑ گئی، انھیں رسول اللہ ﷺ کی وفات پر شدید صدمہ ہوا۔ قریب تھا کہ ان کا دل پارہ پارہ ہو جاتا لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہیں اور وہ اس شہادت کو تلاش کرتی رہیں جس کی بشارت انھیں حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے دی تھی۔

پھر وہ دن بھی آ گیا جس میں رسول اللہ ﷺ کا خواب سچا ہوا اور یہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہو گئیں۔

جنگ کی بشارت اور شہادت کی کامیابی:

ایک دن سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے حق میں نبی کریم ﷺ کے فرمان کو یاد کر رہی تھیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ أُمَّتِیْ یَرْکَبُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا، اَیْ وَجَبَتْ لَهُمُ الْجَنَّةُ قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَنَا فِیْهِمْ؟ قَالَ : أَنْتِ مِنْهُمْ» [بخاری : ۲۹۲۴]

''میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر پہ سوار ہوگا ان سب کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا: ''یا رسول اللہ! کیا میں ان میں ہوں گی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تم ان میں شامل ہو گی۔''

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سمندر پہ سوار ہوئیں، واپسی پر ان کے لیے خچر مہیا کی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہو جائے، خچر نے اسے زمین پر گرا دیا جس سے ان کی گردن کا منکا ٹوٹ گیا اور وہ فوت ہو گئیں اور انھیں جزیرۃ قبرص میں دفن کر دیا گیا۔ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کی قبر قبرص میں ہے اور وہ نیک بی بی کی قبر کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ عجیب و غریب بات یہ دیکھنے میں آئی کہ قبرص کے باشندے اس قبر کو متبرک سمجھتے ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''مجھے پتا چلا ہے کہ انگریز اس قبر کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔'' [سیر اعلام النبلاء : ۲/ ۳۱۷]

ابو الحسن، ابن اثیر اور دیگر مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اس جنگ کو جنگ قبرص کہتے ہیں۔ جزیرۃ قبرص میں سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کو دفن کیا گیا، امیر لشکر سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے اور یہ جنگ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں لڑی گئی۔ اس لشکر میں سیدنا ابو ذر غفاری اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ ان کے علاوہ بھی اس لشکر میں صحابہ کرام شامل تھے اور یہ جنگ ۲۷ ہجری کو لڑی گئی۔ [اسد الغابة : ۷۴۰۳۔ النجوم الزاهرة : ۱/ ۸۵]

اس طرح ہم نے اس جلیل القدر جنتی خاتون کا تذکرہ کیا کہ جس نے تاریخ کی پیشانی پر نورانی سطریں رقم کیں اور ہم اس کی عطر بیز سیرت کو ہمیشہ یاد کرتے رہیں گے۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، آخر کار وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا

ہماری آج کی بابرکت مہمان وہ جلیل القدر خاتون ہیں کہ جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے انشراح پیدا کر دیا اور انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کی سوانح حیات قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کریں گے کہ جس نے دین اسلام کی بہت زیادہ خدمت سر انجام دی۔

یہ عظیم المرتبت صحابیہ اس جلیل القدر صحابی کی والدہ ماجدہ ہے کہ جو جنگ بدر میں انصار کا علمبردار تھا اور وہ غزوہ بدر میں انصار کی طرف سے مجلس شوریٰ کا واحد رکن تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو عرش الٰہی تھرتھرا اٹھا، اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور ستر ہزار فرشتے اس کے جنازے میں شریک ہوئے۔

یہ جلیل القدر خاتون بابرکت انصاری خواتین میں سے ایک ہے، اس کا نام اور سلسلہ نسب کچھ یوں ہے:

کبشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید الانصاریہ الخدریہ، یہ جلیل القدر خاتون سیدنا سعد بن معاذ الاشہلی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھی۔ [طبقات ابن سعد : ۸/ ۳۷]

سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا معاذ بن النعمان کی بیوی تھی جو بنو عبدالاشہل قبیلے سے تھے۔ اس سے سعد بن معاذ، عمرو بن معاذ، ایاس، اُوس، عقرب اور ام حزام پیدا ہوئے۔

سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مسلم خواتین کی تاریخ میں اس نے بڑے گہرے اثرات چھوڑے، صحابیات میں وہ بڑے بلند اور منفرد مقام پر فائز تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آفتاب ہدایت طلوع ہوا اور مدینہ منورہ نور اسلام سے جگمگا اٹھا تو سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے اسلام کی مدد اور خدمت کے حوالے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آئیے! اب ہم خلوص دل سے اس جلیل القدر خاتون کی سیرت بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ کا نور توحید سے جگمگانا:

جب اہل عقبہ نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر لی اور وہ اپنی قوم کی طرف واپس آئے انھیں، خفیہ انداز میں اسلام کی دعوت دی اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا تو انھوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ ہمارے ہاں ایک ایسے شخص کو بھیجیں جو لوگوں کو قرآن و سنت کی تعلیم دے اور اہل مدینہ کو اسلام کی دعوت دے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ جب اس نے مدینہ منورہ پہنچ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو کثیر تعداد میں مدینہ منورہ کے باشندوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مدینہ منورہ اللہ کی توحید کے نور سے جگمگا اٹھا۔

سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا کا قبول اسلام:

سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے رحمت، ہمدردی اور شفقت کی تعلیم رحمۃ اللعالمین سیدنا محمد بن عبداللہ ﷺ سے حاصل کی تھی کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا تھا۔

آئیے! اب ہم سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے واقع کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں کہ جو اپنی والدہ بلکہ اپنے پورے قبیلے کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا سبب بنے۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر قبیلہ بنو عبدالاشہل اور قبیلہ بنو ظفر کے محلے کی طرف نکلے، سعد بن معاذ سیدنا سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی خالہ کا بیٹا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو لے کر قبیلہ بنوظفر کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور باغ میں مرق نامی کنویں کے پاس بیٹھ گئے۔ کچھ مسلمان افراد ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما ان دنوں اپنی قوم بنوعبدالاشہل کے سردار تھے، دونوں مشرک تھے اور اپنی قوم کے دین پر کاربند تھے۔ جب دونوں نے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنا تو سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا: تیرا باپ مرے! یہ ہمارے جیتے جی ہماری آنکھوں کے سامنے کیا ہو رہا ہے؟ ان دونوں کے پاس جاؤ کہ جو ہمارے گھروں میں ہمارے کمزور لوگوں کو احمق بنانے آئے ہیں اور انھیں دھمکی دیتے ہوئے منع کریں کہ خبردار! وہ ہمارے گھروں میں نہ آیا کریں ورنہ اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسعد بن زرارہ میری خالہ کا بیٹا ہے، اگر ہماری یہ رشتہ داری نہ ہوتی تو میں خود نپٹ لیتا۔ اسید بن حضیر نے اپنا نیزہ پکڑا اور ان دونوں کی طرف چل دیا۔

جب سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے اسید بن حضیر کو دیکھا تو سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے کہا:

”یہ اپنی قوم کا سردار آپ کے پاس آ رہا ہے، اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی صداقت بیان کریں۔“

سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اگر یہ ہمارے پاس بیٹھ گیا تو میں اس سے بات کروں گا۔ اسید بن حضیر ان دونوں کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور برا بھلا کہنے لگا، اور کہنے لگا: ”یہ تم نے ہمارے کمزور افراد کو احمق بنانے کا کیا دھندا شروع کر رکھا ہے؟ اگر تم دونوں کو اپنی جان چاہیے تو یہاں سے چلے جاؤ اور یہ علاقہ چھوڑ دو۔“

سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بڑے دھیمے لہجے میں کہا:

”آپ ہمارے پاس بیٹھ کر ہماری بات تو سنیں، آپ سمجھ دار آدمی ہیں اگر ہماری بات پسند آئے تو قبول کر لینا، اگر ہماری بات اچھی نہ لگے تو اسے چھوڑ دینا، ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے اور ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسید بن حضیر نے کہا:

''آپ نے یہ بات تو دل لگتی کی ہے، بڑے انصاف کی بات آپ نے کی۔ پھر اس نے اپنا نیزہ زمین میں گاڑا اوران دونوں کے پاس بیٹھ گیا......سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے متعلق اس سے گفتگو کی اور اسے قرآن پڑھ کر سنایا۔ سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ اسید بن حضیر کے بولنے سے پہلے ہم اس کا چہرہ دیکھ کر پہچان چکے تھے کہ اسلام نے اس پر اثر کر دیا ہے۔ کیونکہ اس کے چہرے پر چمک نمایاں دکھائی دے رہی تھی اور اس میں نرمی بھی پیدا ہوگئی تھی۔ اس نے کہا: تو نے جو گفتگو اور جو کلام مجھے سنایا وہ نہایت عمدہ، دلکش اور دل نشین ہے۔ جب تم اس دین میں کسی کو داخل کرتے ہو تو کیا کرتے ہو؟ ان دونوں نے کہا: ''غسل کرو، اپنے کپڑے صاف کرو، پھر کلمہ شہادت پڑھو، اور نماز پڑھو۔''

اسید بن حضیر اٹھا اور غسل کیا، اپنے کپڑے صاف کیے، پھر کلمہ شہادت کہا اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا میرے پیچھے ایک ایسا شخص ہے کہ اگر اس نے تمھاری پیروی اختیار کر لی تو پھر اس کی قوم کا کوئی فرد بھی اس سے منحرف نہیں ہوگا اور اس طرح پوری قوم مسلمان ہو جائے گی۔ میں اب اسے تمھارے پاس بھیجتا ہوں، وہ سعد بن معاذ تھے۔ پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اپنا نیزہ پکڑا اور سعد بن معاذ اور اس کی قوم کی طرف پلٹ گئے۔ وہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، جب سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا: ''اللہ کی قسم! تمھارے پاس اسید اس چہرے کے ساتھ نہیں آ رہا ہے جس چہرے سے وہ تمھارے پاس سے گیا تھا، اس کے چہرے کے آثار بالکل مختلف دکھائی دے رہے ہیں۔ جب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ مجلس کے پاس آ کر کھڑا ہوا تو سعد بن معاذ نے اس سے پوچھا: ''تم نے کیا کیا؟'' اس نے کہا: ''میں نے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں آدمیوں سے بات کی تھی، اللہ کی قسم! میں نے تو ان دونوں میں کسی ہرج مرج کی کوئی بات نہیں دیکھی، میں نے ان دونوں کو روکا تو ان دونوں نے مجھ سے کہا: ''ہم وہی کریں گے جو تم چاہو گے، مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ اسعد بن زرارہ کی طرف اسے قتل کرنے کے لیے نکلے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ اسعد تیری خالہ کا بیٹا ہے، وہ اسے قتل کر کے دراصل تجھے زک پہنچانا چاہتے ہیں۔ سعد بن معاذ یہ بات سنتے ہی غضبناک ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ بنو حارثہ کے بارے میں جو کچھ اس نے سنا اس سے وہ اندیشے میں مبتلا ہو گیا تھا۔ سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر کے ہاتھ سے نیزہ پکڑا اور کہا: اللہ کی قسم! آپ نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر وہ سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما کی طرف روانہ ہوا۔ جب ان دونوں کو دیکھا کہ وہ تو بڑے آرام سے بیٹھے ہیں تو سعد بن معاذ پہچان گیا کہ اسید بن حضیر نے یہ چاہا کہ میں ان دونوں کی بات کو سنوں...... اس نے مجھے ان کے پاس بھیجنے میں یہ حکمت عملی اختیار کی ہے۔ سعد بن معاذ ان دونوں کے پاس آ کر اکڑ کر کھڑا ہو گیا اور انھیں برا بھلا کہنے لگا، پھر اس نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

''اے ابو امامہ! اللہ کی قسم، اگر تو میرا قریبی رشتہ دار نہ ہوتا تو میں اس کے قریب بھی نہ پھٹکتا، تمھارا ہمارے گھروں میں آ کر اس طرح کی کارروائی کرنا ہمیں بڑا ہی ناگوار گزرتا ہے۔ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ اپنی قوم کا سردار ہے، اگر یہ آپ کا پیروکار بن گیا تو اس کی قوم کے دو فرد بھی اس سے منحرف نہیں ہوں گے اور اس طرح پوری قوم دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے گی۔ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے سعد بن معاذ سے کہا: آپ بیٹھ کر ہماری بات تو سن لیں، اگر آپ کو ہماری بات پسند آئی تو اسے قبول کر لینا اور اگر آپ کو ہماری بات اچھی نہ لگی تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ سعد بن معاذ نے یہ سن کر کہا کہ آپ نے انصاف کی بات کی ہے، پھر اس نے نیزہ زمین میں گاڑا اور بیٹھ گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور اسے قرآن پڑھ کر سنایا۔ دونوں کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے اس کے بات کرنے سے پہلے اس کے چہرے سے جان لیا کہ اسلام اس پر اثر انداز ہو چکا ہے، کیونکہ چہرے پر چمک کے آثار پیدا ہو چکے تھے اور گفتگو میں نرمی آ چکی تھی۔ پھر سعد بن معاذ نے ان دونوں سے کہا کہ جب تم اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کیا کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: ''تم غسل کرو، اپنے آپ کو اور اپنے کپڑوں کو پاکیزہ کرو، پھر کلمہ شہادت پڑھو اور دو رکعت نماز ادا کرو۔'' تو سعد بن معاذ اٹھے، غسل کیا اپنے کپڑے صاف کیے، کلمہ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اپنا نیزہ پکڑا اور اپنی قوم کی مجلس کی طرف چل دیے، ان کے ساتھ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب اسکی قوم نے اسے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے: اللہ کی قسم! سعد بن معاذ اس چہرے سے تمھاری طرف نہیں آ رہا جس چہرے سے وہ تمھارے پاس سے گیا تھا۔ جب وہ آ کر ان کے پاس کھڑا ہوا تو اس نے کہا:

''اے بنوعبدالاشہل! تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟ میں تمھارے نزدیک کیسا ہوں؟'' سب نے یک زبان ہو کر کہا: ''آپ ہمارے سردار، ہم سے صلہ رحمی کرنے والے، ہم سب سے بہتر رائے رکھنے والے، دل کے پاک صاف اور بابرکت ہیں۔''

تو سعد بن معاذ نے کہا:

''میں تم میں سے کسی مرد و زن سے اس وقت تک بات نہیں کروں گا جب تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاؤ گے۔''

سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے دیکھا کہ شام تک بنوعبدالاشہل کے تمام مرد و زن مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد سعد اور مصعب رضی اللہ عنہما دونوں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور وہاں سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اسلام کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت پیش کرنے لگے، یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا باقی نہ رہا کہ جس کے مرد و زن دائرہ اسلام میں داخل نہ ہو گئے ہوں۔

پھر گلستان بہار آ گئی
اور چمن کا چمن مسکرانے لگا

[دلائل النبوۃ بیہقی : ۴۳۸/۲۔۴۳۹۔ البدایہ والنہایہ : ۱۵۲/۳]

اللہ سیدنا معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ جس کے ہاتھوں دو پہاڑ جیسی شخصیات دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں اور وہ ہیں سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما اور اللہ تعالیٰ سعد بن معاذ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کا اسلام قبول کرنا انصار کے اوس قبیلے کے مسلمان ہونے کا باعث بنا۔ یہ ایک ایسا مبلغ تھا کہ جس کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اس کی قوم کے مرد و زن دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اللہ کی قسم! بنو عبدالاشہل اپنے سردار سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اخلاص اور احسن سیرت کو دیکھ کر مسلمان ہوئے۔

اسی دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا بھی مسلمان ہو گئیں اور ایمان ان کے دل کی گہرائی اور رگ و ریشے میں رچ بس گیا۔

اس نے یہ محسوس کیا کہ سعادت نے اس کے دل اور سارے جسم کو ڈھانپ لیا ہے اور اس وقت اس کی سعادت میں اور زیادہ اضافہ ہوا جب اس کا گھر اسلامی دعوت کا مرکز بن گیا، وہاں سے اسلام کی خوشبو پھیلنے لگی۔ مدینہ منورہ کے کونے کونے بلکہ ساری دنیا میں مہک پھیلانے کے لیے ایمان کی خوشبو کے جھونکے چلنے لگے۔

اہل مدینہ کی خوش بختی:

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشرکین کی ایذا رسانی شدت اختیار کر گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی تاکہ وہ اپنے دین کے حوالے سے کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مدینہ منورہ پہنچ کر انصار کے محلے میں قیام پذیر ہوئے، جنھوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کی دل کھول کر مدد کی، تاکہ انھیں کسی قسم کی کوئی معمولی سی تکلیف بھی نہ ہو۔

انصار حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری کے بڑی شدت سے منتظر تھے، جب انصار کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی ہے تو وہ خوشی سے جھوم اٹھے۔ خوشی اس قدر زیادہ تھی کہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ان کی روحیں جسموں کا ساتھ نہ چھوڑ دیں۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس کی والدہ ماجدہ سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا بلکہ مدینہ منورہ کے تمام باشندوں کو جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ صبح کے وقت آپ کے استقبال کے لیے اپنے گھروں سے باہر نکلتے، جب دیکھتے کہ آپ ﷺ تشریف نہیں لائے تو غم بھرے دلوں کے ساتھ اپنے گھروں کی طرف لوٹ آتے۔ جس دن اہل مدینہ نے سنا کہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ مدینہ منورہ کے بالائی علاقے میں پہنچ گئے ہیں تو مدینے کی سڑکیں مرد وزن اور بچوں سے بھر گئیں، ہر ایک کی یہ دلی تمنا تھی کہ وہ ساری مخلوق میں بہتر، ارفع، اعلیٰ اور اکمل شخصیت کا دیدار کرے۔

اگر ساری کائنات کے تہوار ایک جگہ جمع کر لیے جائیں تب بھی ان لمحات کی خوشی کے ہزارویں حصے کے برابر بھی نہیں ہو سکتے کہ جو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ پہنچنے پر مسلمانوں کو محسوس ہوئی۔ [اصحاب الرسول ﷺ از ابو عمار محمود المصری : ۱/ ۳۸۳]

سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا کی دلی خواہش:

سیدہ ام سعد کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا کی دلی خواہش تھی کہ نبی کریم ﷺ ہجرت کے بعد اس کے گھر قیام کریں تاکہ وہ دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کر سکے، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے بنونجار کے ایک گھر کو پسند کیا۔ آپ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام پذیر ہوئے، سبحان اللہ! اس طرح سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو وہ عزت ملی کہ جس کا مقابلہ پوری دنیا کی دولت نہیں کر سکتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام پذیر ہونے سے اسے اس قدر خوشی ہوئی کہ الفاظ اس کا احاطہ کرنے سے عاجز دکھائی دیتے ہیں۔

اب ہم سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ہی زبان سے اس کی تفصیلات سننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو آپ گھر کے نچلے حصے میں قیام پذیر ہوئے۔ میں اور میری بیوی ام ایوب گھر کے بالائی حصے میں تھے، میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ صورت حال مجھے بڑی ہی ناگوار گزر رہی ہے کہ آپ گھر کے نچلے حصے میں قیام پذیر ہیں اور میں گھر کے بالائی حصے میں، آپ برائے مہربانی اوپر تشریف لے آئیں اور ہم نیچے منتقل ہو جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے ابو ایوب! ہمارے لیے اور ان کے لیے جو ہم سے ملنے کے لیے آتے ہیں ہمارا گھر کے نچلے حصے میں رہنا زیادہ مناسب اور آرام دہ ہے۔''

[مسلم، کتاب الفتن: ۳/ ۱۷۱]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو آپ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے نچلے حصے میں قیام پذیر ہوئے جبکہ ابو ایوب اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھر کے بالائی حصے میں تھے۔ ایک رات سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر چل رہے ہیں تو انھوں نے دیوار کے ساتھ لگ کر رات بسر کی، صبح کو اس صورت حال سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہمارا نیچے رہنا زیادہ مناسب ہے۔'' ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

''میں اس چھت پر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ تشریف فرما ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے جذبے و احترام کی یہ حالت دیکھی تو آپ گھر کے بالائی حصے میں منتقل ہو گئے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نچلے حصے میں آ گئے۔''

[مسلم: ۳/ ۱۷۱]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابورحم سے روایت ہے کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر کے نچلے حصے میں قیام پذیر ہوئے، میں بالا خانہ میں تھا۔ بالا خانہ میں پانی گر گیا، میں نے اور ام ایوب نے پانی کو کپڑے کے ذریعے خشک کیا، میں نے نیچے اتر کر عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ ! یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ ہم اوپر ہوں اور آپ نیچے ہوں، آپ برائے مہربانی اوپر منتقل ہو جائیں آپ ﷺ نے اپنا سامان منتقل کرنے کا حکم دیا تو وہ اوپر منتقل کر دیا گیا، سامان تھوڑا سا تھا۔ میں نے عرض کی:

''یا رسول اللہ! (ﷺ) جب آپ بچا ہوا کھانا بھیجتے تو میں برتنوں پر آپ کی انگلیوں کے نشانات دیکھتا اور حصول برکت کے لیے وہیں سے کھانا تناول کرتا۔'' [مسند امام احمد: ٥/ ٤٢٠]

انصار کے گھروں کی خیر و برکت:

انصار کے تمام گھر حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت بجا لانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے، ہر ایک کی یہ تمنا ہوتی کہ یہ خدمت اس کے حصے میں آئے۔ سب سے پہلے انصاری خواتین کی جانب سے خیر و برکت کے چشمے پھوٹے۔ سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا اس حوالے سے سرفہرست دکھائی دیتی ہیں، وہ کسی صورت میں بھی یہ نہیں چاہتی تھی کہ دین اسلام اور سید الاولین والآخرین ﷺ کی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیا جائے۔

نبی کریم ﷺ نے جب انصار کی خدمت گزاری اور ایثار و قربانی کے مخلصانہ جذبے کو دیکھا تو ان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمھیں انصار کے بہترین گھروں کے بارے میں بتاؤں؟ سنو! ان میں سے بنو نجار کا گھر، پھر عبدالاشہل کا گھر، پھر بنو حارث کا گھر، پھر خزرج کا گھر اور پھر بنو ساعدہ کا گھر بہترین ہے، غرضیکہ انصار کے سبھی گھر بہتر ہیں۔'' [بخاری، مسلم، مسند امام احمد، ترمذی، نسائی عن انس بن مالك]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کی سب سے پہلے بیعت:

کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا ہر نیکی کے کام کو سرانجام دینے میں حد سے زیادہ دلچسپی رکھتی تھی؟ اسے اس فضیلت اور منقبت کو بھی حاصل کرنے کا لالچ تھا کہ وہ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کرے۔

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جنھوں نے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ ام سعد کبشہ بنت رافع بن عبید رضی اللہ عنہا

۲۔ ام عامر بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا

۳۔ حواء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا [طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۲]

نا قابل فراموش مؤقف:

سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا نے ایسے تاریخی مؤقف اختیار کیے کہ جنھیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ وہ دین کی امانت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئی تھی، اس کی دلی تمنا تھی کہ وہ دین اسلام کی خدمت بجالائے خواہ اس کے لیے اسے اپنے مال، اولاد اور اپنی جان کی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

غزوۂ بدر میں اس کے دونوں بیٹے سعد بن معاذ اور عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہما شریک ہوئے تا کہ وہ دونوں اللہ کی راہ میں جہاد کریں، ان کی شرکت سے سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا بہت زیادہ خوش ہوئی۔ اس کی یہ دلی تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنی راہ میں شہادت عطا کرے، دونوں اس شخص کی مانند لڑے کہ جو شہادت کا متلاشی ہو۔ لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی، دونوں بھائی فتح و نصرت اور فرحت و شادمانی کے ساتھ مدینہ منورہ آئے۔ ان کی والدہ بھی لشکر اسلام کی فتح پر بے حد خوش ہوئی اور اسے اس وقت بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی جب اس کے بیٹے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی نصرت کے لیے نا قابل فراموش تاریخی مؤقف اختیار کیا۔

آیئے! اب ہم صدقِ دل سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اللہ کے دین کی نصرت کیسے ہونی چاہیے......؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدد ایسے کی جاتی ہے:

جب جنگ بدر کے موقع پر موقف میں تبدیلی آئی کہ تجارتی قافلے کو قابو کرنے کی بجائے مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان جنگ ناگزیر ہے، تو نبی کریم ﷺ نے ارادہ کیا کہ کانٹے دار معرکہ آرائی سے پہلے اپنے صحابہ کرام سے مشورہ کر لیں۔ آپ نے اپنے صحابہ سے مشورہ لیا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت عمدہ اور احسن تجاویز پیش کیں، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے نہایت عمدہ گفتگو کی۔ پھر مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی حوصلہ افزا باتیں کیں، یہ تینوں قائدین مہاجرین میں سے تھے جن کی تعداد لشکر میں قلیل تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ پسند کیا کہ اس سلسلے میں انصار کے قائدین کی رائے بھی معلوم کر لی جائے کیونکہ انصار کی لشکر اسلام میں غالب اکثریت تھی۔ اگر معرکہ آرائی میں مشکل مقام آ گیا تو انصار ہی کے کندھوں پر بھروسہ کرنا ہوگا، اگرچہ بیعت عقبہ میں کوئی ایسی شرط نہ رکھی گئی تھی جس میں یہ ہو کہ انھیں اپنے گھروں سے نکل کر لڑائی کرنا ہوگی۔

تینوں مہاجر قائدین کی رائے سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لوگو! مجھے مشورہ دو، آپ ﷺ کی مراد انصار تھے۔ انصار کے قائد اور ان کے علمبردار سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے ہماری رائے طلب کر رہے ہیں۔" تو اس نے عرض کی:

"یا رسول اللہ! کیا آپ ہم سے ہماری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! تو اس نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ پر ایمان لائے، ہم نے آپ کی تصدیق کی، ہم نے اقرار کیا کہ جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے، اس پر ہم نے آپ کی ہر بات غور سے سننے اور آپ کی اطاعت کرنے کا آپ سے پختہ وعدہ کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! جو آپ کا ارادہ ہو کر گزریں، اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، اگر آپ سمندر میں داخل ہوں گے تو ہم سب سمندر میں کود جائیں گے، ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ ہم لڑائی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر کا مظاہرہ کریں گے۔ ہم لڑائی میں صدق دل سے حصہ لیں گے...... امید ہے ہماری طرف سے اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا، آپ اللہ تعالیٰ کی برکت سے ہماری طرف سے خوش ہو جائیں۔"

ایک روایت میں ہے:

"سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شاید آپ کو انصار کے بارے میں یہ اندیشہ لاحق ہے کہ وہ آپ کی مدد صرف اپنے گھروں میں رہتے ہوئے کریں اور میدان جنگ سے پہلو تہی اختیار کریں گے...... میں انصار کی نمائندگی کرتے ہوئے آپ کی خدمت اقدس میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ جدھر چاہیں ہمیں سفر پر روانہ کریں، جس سے جو چاہیں معاہدہ کریں اور جس سے جو چاہیں معاہدہ ختم کریں، آپ جتنا چاہیں ہمارا مال و دولت لے لیں، اس میں سے جو آپ چاہیں ہمیں دیں۔ جو مال آپ ہم سے لیں گے، وہ ہمیں اس مال سے زیادہ محبوب ہوگا جس کو ہمارے پاس رہنے دیں گے۔ آپ جو بھی ہمیں حکم دیں گے ہم اس پر بلا چون و چرا عمل کریں گے۔ اللہ کی قسم! اگر آپ سمندر میں داخل ہوئے تو ہم بلا خوف و خطر اس میں چھلانگیں لگا دیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ولولہ انگیز اور اخلاص بھری گفتگو سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے...... آپ نے فرمایا:" لوگو، خوش ہو جاؤ! اللہ نے مجھ سے مد مقابل پر فتح دیے جانے کا وعدہ کیا ہے، گویا میں اپنے مد مقابل دشمن قوم کو میدان جنگ میں گرا پڑا دیکھ رہا ہوں۔"

[سیرت ابن ھشام : ۲/ ۴۴۷ ـ مصنف ابن ابی شیبة : ۸/ ۴۶۹ ـ دلائل النبوة بیهقی : ۳/ ۲۴]

غزوۂ احد میں:

غزوۂ احد کے موقع پر مدینہ منورہ میں جب یہ خبریں پہنچیں کہ میدان جنگ میں بہت سے مسلمان جام شہادت نوش کر گئے ہیں تو سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا ان خواتین کے ساتھ گھر سے نکلی جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی سلامتی کے بارے میں جاننا چاہتی تھیں۔ غزوہ احد کے شہداء میں سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہ کے لخت جگر عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ بھی تھے لیکن یہ نیک دل ماں رسول اللہ ﷺ کی سلامتی کی امید لگائے ہوئے تھی، سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا جلدی سے میدانِ جنگ کی طرف گئی جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو صحیح و سالم دیکھا تو اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ جب میں نے آپ کو صحیح و سالم دیکھا تو میرے لیے ہر مصیبت آسان ہوگئی، رسول اللہ ﷺ نے سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا سے اس کے بیٹے عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی۔

عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ مشرکین کے صفوں میں داخل ہوکر شمشیر زنی کر رہے تھے، یہاں تک کہ اس کے مقابلے میں ضرار بن خطاب آیا جو ان دنوں حالت شرک میں تھا، اس نے عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات بیان کر دی جائے کہ غزوۂ احد میں بنوعبدالاشہل قبیلے کے بارہ افراد شہید ہوئے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اسے سچ کر دکھلایا، وہ اللہ کی رضا اور اس کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے۔ اس معرکے میں بنوعبدالاشہل کے تیس افراد زخمی ہوئے۔

جنت میں ایک دوسرے کے رفیق:

غزوۂ احد سے فارغ ہوکر رسول اللہ ﷺ ابھی مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ انصار کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دوڑتی ہوئی آئی، آپ ﷺ اپنی گھوڑی پر سوار تھے جبکہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے گھوڑی کی لگام تھام رکھی تھی، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ آ رہی ہے، آپ نے فرمایا:

"میں اسے خوش آمدید کہتا ہوں، رسول اللہ ﷺ اس کی خاطر ٹھہر گئے، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آئی تو آپ نے اس سے اس کے بیٹے عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی وہ غزوۂ احد میں شہید ہوگیا تھا اس کی عمر بتیس سال تھی۔ اس نے کہا:

"یارسول اللہ ﷺ! آپ کو زندہ سلامت دیکھ کر میرے لیے ہر مصیبت آسان ہو گئی ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے شہداء کے حق میں دعا کی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ام سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے ام سعد! خوش ہو جاؤ اور شہداء کے اہل خانہ کو خوشخبری دو کہ غزوۂ احد میں شہید ہونے والے سب جنت میں ایک دوسرے کے رفیق بن گئے ہیں اور تمام شہداء اپنے اہل خانہ کی سفارش کریں گے۔ سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں، اب یہ مژدۂ جاں فزا سن کر بھلا کون روئے گا؟ پھر اس نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! شہداء کے پیچھے رہنے والوں کے لیے دعا کیجیے۔''

تو رسول اللہ ﷺ ان کے لیے یہ دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ حُزْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاجْبُرْ مُصِیْبَتَھُمْ وَ أَحْسِنِ الْخَلَفَ عَلٰی مَنْ خَلَفُوْا)) [السیرة الحلبیة : ٢/ ٤٧]

''الٰہی! ان کے دل سے غم مٹا دے، ان کی مصیبت ٹال دے اور ان کے پیچھے رہنے والوں کے حالات بہتر کر دے۔''

سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا کی تمنا:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے ابو لیلیٰ عبداللہ بن سہل نے بتایا کہ غزوۂ خندق کے دوران سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنو حارثہ کے قلعے میں تھی اور سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، اس نے ایک مختصر درع پہن رکھی تھی اور اس کا سارا بازو درع سے باہر نکلا ہوا تھا، اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا جسے پکڑ کر وہ بڑے ناز سے چل رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے.

لَبِّثْ قَلِیْلًا یَشْھَدُ الْھَیْجَا حَمَلْ
لَا بَأْسَ بِالْمَوْتِ اِذَا حَانَ الْأَجَلْ

''تھوڑا سا ٹھہریئے تاکہ لڑائی خوب بھڑک پڑے، جب وقت آ جائے تو موت میں کوئی حرج نہیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعد بن معاذ سے اس کی والدہ نے کہا: بیٹا! تم نے تاخیر کر دی ہے۔ میں نے کہا: اے ام سعد! مجھے بھی یہ پسند ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کی درع اس سے بڑی ہوتی۔ جواب ہے وہ غیر مناسب دکھائی دیتی ہے، اتنے میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ایک نیزہ آ لگا جس سے بازو کی ایک رگ کٹ گئی، یہ نیزہ اسے ابن عرقہ نے مارا تھا۔ جب سعد رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگ گیا تو ابن عرقہ نے بڑے فخر سے کہا: یہ میری طرف سے مرا، سنو! میں عرقہ کا فرزند ہوں، یہ نیزہ میں نے مارا ہے، تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اللہ تیرے چہرے کو جہنم میں جھلسائے، پھر اس کے بعد یہ دعا کی: الٰہی! قریش سے اگر لڑائی باقی ہے تو مجھے زندہ رکھنا، میری دلی خواہش ہے کہ جس قوم نے تیرے نبی کو ایذا دی، اسے جھٹلایا اور اسے اپنے وطن سے نکال دیا، میں اس کے مقابلے میں جہاد کروں۔ الٰہی! اگر ہمارے اور ان کے درمیان مقابلہ ہو تو مجھے شہادت نصیب کرنا اور تو مجھے اس وقت تک نہ مارنا جب تک تو بنو قریظہ کی طرف سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ کر دے۔''

[مسند امام احمد : ٦/ ١٤١ ـ ابن هشام : ٢/ ٢٢٦ ـ سير اعلام النبلاء : ١/ ٢٨١، ٢٨٢]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنو قریظہ کی طرف رخ کرنے کا حکم آ گیا۔ انھوں نے غزوۂ خندق کے دوران رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا معاہدہ توڑ دیا تھا۔

اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ:

رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے پاس آئے اور پچیس دن تک ان کا محاصرہ کیا۔ جب محاصرہ شدت اختیار کر گیا اور مصیبت میں اضافہ ہوا تو بنو قریظہ کو کہا گیا کہ تم اپنے قلعوں سے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق نیچے اتر آؤ، بنو قریظہ نے کہا: ہم سعد بن معاذ کے حکم پر نیچے اتریں گے، وہ جو ہمارے بارے میں فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیج دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گدھے پر سوار کر کے لایا گیا، گدھے کی پیٹھ پر کھجور کے پتوں کی پالان تھی۔ قوم نے انھیں گھیر لیا اور سعد رضی اللہ عنہ سے التجا کرتے ہوئے کہنے لگے

''اے ابو عمرو! تیرے حلیف رشتہ دار، آپ کو معلوم ہے کہ اب مصیبت میں گرفتار ہیں۔''

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے انھیں کوئی جواب دیا اور نہ ہی ان کی طرف توجہ دی۔ جب آپ ان کے گھروں کے قریب پہنچ گئے تو آپ نے اپنی قوم کی طرف دیکھا اور فرمایا:

''اللہ کے معاملے میں مجھے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں۔''

ابو سعید فرماتے ہیں کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو اور اسے اتارو، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہمارا سردار تو اللہ ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے سواری سے اتارو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انھیں سہارا دے کر سواری سے اتارا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ دو۔''

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میرا ان کے بارے میں یہ فیصلہ ہے کہ ان کے جنگجو افراد کو قتل کر دیا جائے، ان کی اولاد کو قید کر لیا جائے اور ان کے مال و دولت کو قبضے میں لے کر اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے سعد! تو نے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق حکم سنایا ہے۔''

پھر سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

''الٰہی! اگر تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے ساتھ لڑانا ہے تو مجھے بھی زندہ رکھنا، اگر تیرا فیصلہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان لڑائی ختم تو میری روح کو قبض کر لینا۔ اس کے بعد اس کا زخم پھٹ گیا اس سے پہلے اس کا تھوڑا سا نشان تھا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فیصلہ سنا کر اپنے اس خیمے کی طرف چلے گئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے مسجد نبوی میں نصب کر رکھا تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہیں کہ اس کے پاس رسول اللہ ﷺ، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، میں اپنے حجرے میں ابا جان سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے کی وجہ سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سن رہی تھی۔ وہ آپس میں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ" "آپس میں رحم دل تھے۔"

علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا:

"اماں جان! رسول اللہ ﷺ ایسے مواقع پر کیا طرزِ عمل اختیار کرتے تھے؟ فرمانے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے غم میں آنسو نہیں بہائے، البتہ جب آپ کو کوئی غم لاحق ہوتا تو آپ اپنی داڑھی کو پکڑ لیتے۔" [مجمع الزوائد : ۶/۱۳۷۔۱۳۸]

بنو قریظہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِیَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴾ [الأحزاب : ۲۶، ۲۷]

"پھر اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا اللہ ان کی گڑھیوں سے اتار لایا اور ان کے دلوں میں اس نے ایسا رعب ڈال دیا کہ آج ان میں سے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قید کر رہے ہو۔ اس نے تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے اموال کا وارث بنا دیا اور وہ علاقہ تمھیں دیا جسے تم نے کبھی پامال نہ کیا تھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

ام سعد کے علاوہ ہر رونے والی جھوٹ کہتی ہے:

سیدہ ام سعد کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کے فوت ہونے پر بہت زیادہ غمزدہ ہوئی، اگر اللہ تعالیٰ نے ایمان کی بنا پر اسے بچایا نہ ہوتا تو قریب تھا کہ شدت غم کی وجہ سے اس کا دل پارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پارہ ہو جاتا۔ محمد بن لبید سے روایت ہے:

''جب سعد بن معاذ کے بازو کی رگ کٹ گئی اور اس کی طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی تو اسے رفعیدہ نامی خاتون کے پاس لے جایا گیا تاکہ وہ اس کے زخم کا علاج کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام جب بھی اس کے پاس سے گزرتے تو اس کا حال معلوم کرتے، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی تو انھیں بنو عبدالاشہل کے ہاں منتقل کر دیا گیا، آپ وہاں تشریف لے گئے، آپ نے فرمایا:

''اسے جلدی جلدی اس کے گھر لے چلو، تو اسے لے کر ہم جلدی جلدی روانہ ہوئے، تیز رفتاری کی وجہ سے ہمارے جوتوں کے تسمے ٹوٹ گئے اور ہماری چادریں زمین پر گر پڑیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس صورت حال کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی تو آپ نے فرمایا: مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں ہم سے پہلے فرشتے آ کر اسے غسل دینے نہ لگ جائیں کہ جیسے حنظلہ رضی اللہ عنہ کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ اسے گھر پہنچایا گیا، غسل دیا گیا، اس کی والدہ رو رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی:

''ام سعد اپنے بیٹے سعد کی وفات پر شدت غم سے واویلہ کر رہی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ بَاكِيَةٍ تَكْذِبُ اِلَّا اُمُّ سَعْدٍ))

''ام سعد کے علاوہ ہر رونے والی جھوٹ کہتی ہے۔''

پھر لوگ اس کا جنازہ لے کر نکلے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ''یا رسول اللہ! اس سے زیادہ ہلکی میت ہم نے پہلے کسی کی نہیں اٹھائی۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس کے جنازے میں آج جتنے فرشتے شریک ہوئے اس سے پہلے کسی کے جنازے میں اس تعداد میں فرشتے شریک نہیں ہوئے، انھوں نے تمھارے ساتھ مل کر میت کو اٹھایا ہوا تھا۔''

[طبقات ابن سعد : ۳/ ۴۰۷۔ سیر اعلام النبلاء : ۱/ ۲۸۷]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات پر عرشِ الٰہی کا تھرتھرانا:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت تشریف لائے جب ان کی جان نکل رہی تھی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ اپنی قوم کے سردار ہیں، آپ نے جو اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا اسے پورا کر دیا اور جو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے وعدہ کیا وہ اسے ضرور پورا کرے گا۔'' [طبقات ابن سعد : ۹/۳]

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر عرش الٰہی تھرتھرا اٹھا، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَانِ لِمَوْتِ سَعْدٍ))

''رحمان کا عرش سعد رضی اللہ عنہ کی وفات سے تھرتھرا اٹھا۔'' [متفق علیه عن جابرؓ۔ مسلم، عن أنسؓ۔ مسند امام احمد أنسؓ]

اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو اس کی والدہ زار و قطار رونے لگی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا اب بھی آپ کے آنسو خشک نہیں ہوں گے اور تیرا غم ختم نہیں ہوگا؟ تیرا بیٹا وہ پہلا شخص ہے کہ اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ مسکرایا اور اس کی وفات پر اللہ کا عرش تھرتھرا اٹھا۔ [مجمع الزوائد : ۳۰۹/۹]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اس دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے ہاں گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اسے قبر میں رکھ کر مٹی برابر کر دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے دیر تک تسبیحات پڑھیں، پھر اللہ اکبر کہا، ہم نے آپ کے ساتھ مل کر اللہ اکبر کہا۔

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ نے پہلے تسبیحات پڑھیں اور پھر اللہ اکبر کہا، آپ نے ایسے کیوں کہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''قبر قدرے تنگ ہونے لگی، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کشادہ کر دیا۔'' [مسند امام احمد : ۳۶۰/۳۔۳۷۷]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ وہ نیک بندہ ہے کہ جس کے لیے رحمان کا عرش حرکت کرنے لگا، آسمان کے دروازے کھول دیے گئے، ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے جو اس سے پہلے زمین پر نہیں اترے تھے، قبر تھوڑی سی تنگ ہوئی پھر اسے کشادہ کر دیا گیا۔ [نسائی : ٤/ ١٠٠۔ طبقات ابن سعد : ٣/ ٩۔ صحیح الجامع : ٦٩٨٧]

جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے یہ سب کچھ سنا تو اپنے بیٹے کی شہادت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اعزاز پانے پر اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ واہ، سبحان اللہ! اس قدر صبر کرنے والی اور اللہ کے فیصلے پر رضا مندی کا اظہار کرنے والی ماں کی خوش نصیبی، کہ وہ اپنے دوسرے بیٹے کی وفات پر ثواب کی نیت سے صبر وتحمل کا کمال انداز میں مظاہرہ کرتی ہے اور امید رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے صابرین کے اجر وثواب سے نوازیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے جس خاتون کے تین بیٹے فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گے، ایک عورت نے پوچھا: اگر دو بیٹے فوت ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: وہ بھی جہنم کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں گے۔'' [متفق علیه، صحیح الجامع]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''واہ، سبحان اللہ! پانچ چیزیں میزان میں کس قدر بھاری ہوں گی۔''

۱۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

۲۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ

۳۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

۵۔ کسی کا نیک بیٹا فوت ہو جائے اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرے۔

[بزاز عن ثوبان، مسند امام احمد عن أبی امامه صحیح الجامع البانی : ٢٨١٧]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحلت کا وقت:

اس طویل ترین ایمانی سفر کے بعد سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا ابدی نیند کی آغوش میں چلی گئی تاکہ جنت الفردوس میں اپنے احباب اور عزیز و اقارب کے پاس پہنچ جائے۔ یہ جلیل القدر خاتون عبادت گزار، شب زندہ دار اور روزے دار تھی، جس نے اپنے دونوں بیٹوں کی شہادت پر ثواب کی نیت سے صبر کیا۔ اس نے اپنی جان، مال اور اولاد دین الٰہی کی مدد کے لیے صرف کر دیے۔

یہ جلیل القدر خاتون وفات پا کر دنیائے فانی سے کوچ کر گئی لیکن اس کی سیرت کے روشن اور عطر بیز نقوش کبھی نہیں مٹیں گے۔

اس کی سیرت ہمیشہ راستے کی روشنی بنی رہے گی۔

اللہ اس سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی بالآخر جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئی۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا

اب ہم تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔
یہ پاکیزہ خاتون وہ ہستی ہے کہ جس کے تذکرے نے تاریخ کو چار چاند لگائے اور اس کی قدر ومنزلت نے اسلام کا نام بلند کیا۔
یہ جلیل القدر خاتون سیدہ سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا ہے جسے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی، ایسی خوشخبری کے کیا کہنے کہ جس کی وجہ سے تکالیف میں بھی لذت محسوس ہونے لگتی ہے۔
آیئے! اب ہم سیدہ سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا کی زبانی ان کے صبر وثبات کی داستان سنتے ہیں تاکہ ہمارے دلوں کو بھی تقویت اور اطمینان محسوس ہو۔

سعادت کی گھڑی:

اس داستان کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کے والد یاسر اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ہمراہ اپنے تیسرے بھائی کو تلاش کرنے کے لیے مکہ معظّمہ کی طرف نکلا جو کہ کئی سال سے گم تھا۔ وہ اسے بستی بستی تلاش کرتے ہوئے بالآخر مکہ معظّمہ پہنچے، لیکن انھیں اپنے بھائی کا کہیں سراغ نہ ملا۔ دو بھائی حارث اور مالک تو واپس چلے گئے لیکن یاسر کو مکہ معظّمہ بہت پسند آیا، اس کے دل میں خوشی کی لہر پیدا ہوئی اور اس نے مکہ میں ہی رہنے کا فیصلہ کرلیا وہ اس چیز سے بےخبر تھا کہ آگے چل کر تاریخ اس کے لیے کس طرح اپنے در کھولے گی۔
عربوں کی یہ عادت تھی کہ باہر سے اگر کوئی آ کر ان کے ہاں رہائش اختیار کرنا چاہتا تو اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی مقامی سردار کی کفالت کا سہارا لینا پڑتا تھا، تاکہ وہ اسے لوگوں کی ایذا رسانی سے بچائے اور وہ اس جگہ اطمینان وسکون کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔

یاسر نے ابو حذیفہ بن مغیرہ المخزومی کی کفالت حاصل کی۔ جب ابو حذیفہ نے یاسر کی شرافت، نفاست اور دیگر اخلاقی خوبیوں کو دیکھا تو اسے اس کے ساتھ دلی محبت پیدا ہوگئی، اس نے چاہا کہ اسے اور زیادہ اپنے قریب کیا جائے تو اس نے اپنی کنیز سمیہ بنت خباط کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ [أصحاب الرسول از ابو عمار محمود المصری : ۱/ ۵۲۳۔۵۲۴]

یہی جلیل القدر خاتون ہماری اس داستان کی بہادر شخصیت ہے۔ مکہ میں اس کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ دنیا اس کا نام بڑے فخر سے لیا کرے گی۔ اسے تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون ہونے کا اعزاز حاصل ہوگا اور وہ سچائی کی خوگر اس عظیم ہستی کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بشارت کی بنا پر جنت میں جائے گی کہ جو کبھی اپنی خواہش سے نہیں بولے بلکہ ان کا بولنا وحی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

جب یاسر نے سمیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو اس سے ایک بابرکت لڑکے نے جنم لیا، جو عمار بن یاسر کے نام سے مشہور ومعروف ہوا اور جو دونوں میاں بیوی کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا۔ اس دن ان کی خوشی درجہ کمال کو پہنچی کہ جس دن ابو حذیفہ نے یاسر کو اپنی غلامی سے آزاد کر دیا، پھر ابو حذیفہ وفات پا گیا۔

سرزمین عرب پر آفتاب اسلام:

انسانیت طویل عرصے سے جاہلیت کی تاریکیوں میں زندگی بسر کر رہی تھی۔ جب آفتاب اسلام سرزمین عرب پر چمکا کہ لوگوں کو جاہلیت کی تاریکیوں سے ایمان اور توحید کے نور کی طرف نکالا جائے اور انھیں تنگ دستی اور بدبختی سے دنیا وآخرت کی سعادت اور خوشحالی کی طرف منتقل کیا جائے، تاکہ پہلے ان کے نصیب میں دنیا کی جنت آئے اور پھر وہ آخرت کی جنت میں جانے کے مستحق قرار دیے جائیں، تو انھیں نئی زندگی ملی۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ انھوں نے نئے سرے سے جنم لیا تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سنہری لمحات میں عمار نے رسول اللہ ﷺ کا پیغام سنا۔ اس کا دل ایمان کی پکار کے لیے کھل گیا اور وہ دارارقم کی طرف گیا۔ اس کے قدم ہوا سے بھی زیادہ تیز چل رہے تھے، بلکہ وہ وقت سے بھی آگے نکلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ بالآخر وہ دارارقم پہنچا اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ کی گفتگو کو سنا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

ہاں ہاں، یہ دین پوری انسانیت کے لیے نجات کا ذریعہ ہے، تو عمار بن یاسر نے اپنا ہاتھ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ کی طرف بڑھایا اور دل و زبان سے کہا:

«اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ»

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔'' [أصحاب الرسول از ابو عمار محمود : ۱/ ۵۲٤]

دنیا و آخرت کی جنت:

عمار رضی اللہ عنہ اپنے والدین کی طرف واپس آیا تو اس کے قدم ہوا سے بھی زیادہ تیز اٹھ رہے تھے، وہ ان کے ہاتھ پکڑ کر دنیا کی جنت سے نکال کر آخرت کی جنت میں لے جانا چاہتا تھا۔

جب عمار رضی اللہ عنہ نے اپنے والدین کو دیکھا تو ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور ان دونوں کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ وہ پاکیزہ اور صاف شفاف دل اللہ کا کلام سن کر جھوم اٹھے۔ ان میں انشراح پیدا ہو گیا، یاسر اور سمیہ نے محسوس کیا کہ ان کے اردگرد پھیلا ہوا نور کائنات کے کونے کونے میں جگمگا رہا ہے۔

وہ فوراً پکار اٹھے:

«اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ»

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح یہ معزز اور بابرکت خاندان جنت کی راہ پر گامزن ہو گیا۔ باوجودیکہ یہ راستہ بڑا مشکل، دشوار اور طویل تھا، لیکن اس کا انجام قابل تعریف اور گراں قدر تھا۔ مومن جب اپنے قدم اس راہ پر رکھتا ہے اور اپنے مالک حقیقی اللہ رب العزت سے مدد طلب کرتا ہے تو وہ مومن دنیا اور آخرت میں اس کا پھل حاصل کرتا ہے۔

صبر اور ثواب کی نیت:

جب ان کے اسلام قبول کرنے کی خبر بنومخزوم تک پہنچ گئی تو وہ غصے سے آگ بگولہ ہو گئے، اور وہ یاسر کے خاندان کو سخت ترین سزائیں دینے لگے۔

جب دوپہر کے وقت گرمی نقطہ عروج پر ہوتی تو بنومخزوم انھیں پکڑ کر بطحاء مکہ کی طرف لے جاتے، انھیں لوہے کی درعیں پہناتے، پینے کے لیے انھیں پانی نہ دیتے اور انھیں جھلسا دینے والی دھوپ میں گھسیٹتے اور طرح طرح کی سخت ترین سزاؤں کا تختہ مشق بناتے۔ جب وہ تھک جاتے تو سانس لیتے۔ پھر دوسرے دن اسی طرح انھیں سزا دیتے، مکہ معظّمہ میں جو بھی اسلام قبول کرتا اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا، لیکن سزاؤں کی کیفیات مختلف ہوتیں۔

[أصحاب الرسول ابو عمار محمود المصری: ۱/۵۲۵]

مگر مسلمان صبر کا دامن تھامے رہے اور وہ یہ سب تکالیف اجر وثواب کی نیت سے سہتے رہے۔ انھیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے جنت کی صورت میں گراں قدر انعام دے گا۔ جنت اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہر طرح کی قربانی پیش کی جا سکتی ہے۔

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا! اسلام کا برملا اظہار کرنے والی پہلی خاتون:

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی جلیل القدر خاتون ہے کہ جس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان ببانگ دہل کیا اور اللہ کے راہ میں سخت ترین سزائیں برداشت کیں۔

یاد رہے کہ اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تاریخ اسلام کی پہلی خاتون ہیں، لیکن اسلام قبول کرنے کا ببانگ دہل اعلان سیدہ سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا نے سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے کیا۔

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا ان مخلص، صداقت کی پیکر خواتین میں بڑی نمایاں حیثیت کی حامل ہے کہ جنھوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے کا اعزاز حاصل کیا، انھوں نے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے بھی سبقت حاصل کی اور جنت کی بشارت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی تعریف اور ان کے صبر وثبات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

"كَانَتْ سُمَيَّةُ مِمَّنْ عُذِّبَتْ فِي اللّٰهِ وَ صَبَرَتْ عَلَى الْأَذٰى فِي ذَاتِ اللّٰهِ وَ كَانَتْ فِي الْمُبَايِعَاتِ الْخَيْرَاتِ الْفَاضِلَاتِ رَحِمَهَا اللّٰهُ"

[الاستيعاب : ٤/ ٣٢٤]

"سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا وہ خاتون تھی جسے اللہ کی راہ میں سزا دی گئی اور اس نے اللہ کی راہ میں سزا ملنے پر صبر کا دامن تھامے رکھا اور وہ بیعت کرنے والی، نیک دل، عالم و فاضل خواتین میں سے تھی۔ اللہ اس پر رحم کرے۔"

عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنھوں نے اپنے مسلمان ہونے کا سب سے پہلے اعلان کیا وہ سات ہیں:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
۲۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔
۳۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔
۴۔ سیدہ سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا۔
۵۔ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ۔
۶۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ۔
۷۔ سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ذریعے حفاظت کی، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی قوم کے ذریعے سے حفاظت کی لیکن باقی سب کو مشرکین نے لوہے کی درعیں پہنائیں اور انھیں دھوپ میں جکڑا اور ان کو جس طرح چاہتے تکلیف میں مبتلا کرتے، مگر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی شان نرالی تھی۔ انھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان کو معمولی سمجھ رکھا تھا اور اس کی قوم نے بھی اسے معمولی تصور کر لیا تھا، بچے مکہ معظمہ کی گلیوں میں اسے گھسیٹتے پھرتے اور وہ احد احد پکارتے جاتے۔

[حلية الأولياء از ابو نعيم اصفهاني : ١٤٩/١ ـ مستدرك حاكم : ٢٨٤/٣]

جنت کی بشارت:

مشرکین سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اس کے خاوند یاسر رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے عمار رضی اللہ عنہ کو سخت ترین سزائیں دیتے اور وہ اللہ کی راہ میں سزا کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے، جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ ان کے پاس سے گزرتے تو ارشاد فرماتے:

((اَبْشِرُوْا آلَ يَاسِر فَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةَ))

''آل یاسر خوش ہو جاؤ، تمھارا ٹھکانا جنت ہے۔'' [طبقات ابن سعد : ١٨٨/٣]

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی مذکور ہے:

((صَبْرًا آلَ يَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةَ))

''آل یاسر صبر کرو بلاشبہ تمھارا ٹھکانا جنت ہے۔'' [مستدرك حاكم : ٣٨٣/٣]

اللہ اکبر، جنت کی ہوائیں یاسر کے خاندان کے دلوں پر چلیں اور ان ہواؤں نے عذاب کی آگ کو پلک جھپکنے میں بجھا دیا، جنت کی بشارت سن کر ان کے دل راحت اور اطمینان محسوس کرنے لگے...... اس ایذا رسانی کے نتیجے میں مشرکین سے بدلہ لینے کا خیال بھی ان کے دل میں نہ آیا، وہ دن رات تصور میں ہی جنت کے مزے لیتے رہے۔

تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون:

فاسق و فاجر ابو جہل قریش کے مردوں میں سب سے زیادہ مسلمانوں پر غضبناک ہوتا۔ اگر وہ کسی ایسے شخص کے بارے میں سنتا کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا ہے کہ جس کی معاشرے میں عزت ہوتی یا اس کا وقار ہوتا تو اسے جھڑکتا، اس کی ملامت کرتا، اسے رسوا کرتا اور اسے کہتا کہ تو نے اپنے باپ کے دین کو چھوڑ دیا ہے، وہ تجھ سے کہیں بہتر تھا۔ اسے کہتا ہم تیرے ہوش اڑا دیں گے، تیری رائے کا بھرکس نکال دیں گے اور تیری عزت کو خاک میں ملا دیں گے۔ اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دائرہ اسلام میں داخل ہونے والا تاجر ہوتا تو ابوجہل اسے کہتا کہ تیری تجارت کا ستیاناس کر دیں گے، تیرے مال کو تباہ کر دیں گے۔ اگر نو مسلم کوئی کمزور شخص ہوتا تو ابوجہل اسے مارتا، اس پر غضبناک ہوتا، اس پر لعن طعن کرتا اور اسے گالی گلوچ کرتا۔ [البداية والنهاية : ٥٩/٥]

جلیل القدر صحابیہ سیدہ سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا ایذا برداشت کرتی رہی۔ ابوجہل جو اسے اذیت دیتا اس پر بہادروں کی طرح صبر کیا، نہ وہ اپنے دین سے منحرف ہوئی نہ اس کے ارادے میں کوئی اضمحلال پیدا ہوا، نہ اس کے ایمان میں کوئی کمزوری آئی۔ اس بات نے اسے خواتین میں بڑے بلند مقام پر پہنچا دیا بلکہ ایمان کی وجہ سے سیدہ سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا صبر وتحمل کرنے والی خواتین میں سرفہرست شمار ہونے لگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انھیں جنت کی بشارت دی تو آزمائش انعام الٰہی میں بدلنے لگی۔ یہاں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوتی ہے تاکہ اپنے خون سے تاریخ کی پیشانی پر نورانی سطریں رقم کرتے ہوئے تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون ہونے کا اعزاز حاصل کرے۔ یہ واقعہ شہادت اس وقت پیش آیا جب ظالم، فاسق، فاجر ابوجہل سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کے سامنے آیا اور اس نے ان کے اندام نہانی میں نیزہ مارا اور انھیں قتل کر دیا۔

[أصحاب الرسول ابو عمار محمود المصري : ٥٢٧/١]

مجاہد رحمۃ اللہ کہتے ہیں:

((أَوَّلُ شَهِيدَةٍ كَانَتْ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ أُمُّ عَمَّارٍ سُمَيَّةُ طَعَنَهَا أَبُو جَهْلٍ بِحَرْبَةٍ فِي قُبُلِهَا))

''اسلام میں پہلی شہید خاتون سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا تھی، جس کے اندام نہانی میں ابوجہل نے نیزہ مارا۔'' [البداية والنهاية : ٥٩/٣]

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی شہادت ہجرت سے سات سال پہلے ہوئی۔

کاش! مسلمان خواتین اس جلیل القدر صحابیہ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے نمونہ بناتے ہوئے ایثار، قربانی، فدا کاری، صبر اور ثابت قدمی جیسی خوبیاں اپنے اندر پیدا کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدنا سمیہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور اس پر اپنی رحمت کی برکھا برسائی۔ وہ تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون تھی اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی، کہ جس نے تاریخ اسلام میں سب سے پہلے مسجد بنانے کا اعزاز حاصل کیا تا کہ اس میں نماز پڑھی جائے۔

اے اپنے مؤقف پر ڈٹ جانے والے یاسر کے خاندان! تجھ پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ انھیں ان کے صبر اور جہاد کے بدلے میں ایسی جنت عطا کرے گا کہ جس میں وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہوگی اور جو اہل تقویٰ کے لیے تیار کی گئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے تو کوئی مشکل نہیں۔ [صور من سیر الصحابیات السیجیلانی ص : ۱٤۳]

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹھکانا جنت میں بنا دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام ورقہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

ہم اس جلیل القدر صحابیہ رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جس نے اپنے دل میں ایک ہی غم پال رکھا تھا اور وہ آخرت کا غم تھا، وہ فانی دنیا کی چمک دمک سے دل نہیں لگاتی تھی بلکہ وہ یقینی طور پر اس بات کو جانتی تھی کہ مومن کے نامہ اعمال میں ایک تسبیح کا درج ہو جانا، دنیا اور اس کی تمام دولت سے بہتر ہے۔ اس نے اپنے گھر کو مسجد بنا دیا تھا۔ عبادت کے حوالے سے اس کی مثال پیش کی جاتی تھی۔ اس نے اللہ کی کتاب قرآن مجید کے ساتھ اس طرح زندگی بسر کی کہ یوں دکھائی دیتا تھا کہ قرآن مجید کی ہر آیت اس کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکی ہے، ایمان کی تر و تازگی اور اطاعت گزاری کی سر بمہر نے اس کے دل کی غذا بن چکی ہے۔

آئیے! اب ہم اس کی عطر بیز سیرت کو اپنے الفاظ میں قلم بند کر کے اپنے دل کی دنیا کو آباد کرتے ہیں۔

سبقت لے جانے والی خاتون:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور انھیں ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ لوگ پاکیزگی کے آنگن میں زندگی بسر کریں اور ایمان کے زیر سایہ موسم بہار کا لطف لیں۔ ان پاکیزہ دلوں نے دعوت حق کو پہلے ہی مرحلے میں قبول کر لیا، اس میں ذرا برابر تاخیر نہ کی۔ سلیم الفطرت اور پاکیزہ دل لوگوں کے لیے اس خیر و بھلائی کے حصول میں تاخیر کرنا ممکن بھی نہ تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے مشرکین کی طرف سے ایذا رسانی شدت اختیار کر گئی تو انھیں ہجرت کی اجازت دے دی گئی۔ پھر ان کے بعد حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، رسول اللہ ﷺ کی آمد سے مدینہ منورہ کی ہر چیز روشن ہوگئی۔

ہماری ان سطور کی بابرکت مہمان سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا ان انصاری خواتین میں سے ایک ہیں کہ جنھوں نے تاریخ اسلام میں سنہری صفحات کا اضافہ کیا اور ان خواتین کے ساتھ مل کر اسلام قبول کیا جنھیں قبولیت اسلام کے حوالے سے سبقت لے جانے کی سعادت حاصل ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ ﷺ سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ خاتون ان خوش نصیبوں میں شامل ہے کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ [التوبة: ١٠٠]

''مہاجرین و انصار میں سے پہلے سبقت لے جانے والے اور وہ جنھوں نے ان کی اچھے انداز میں پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے، اور ان کے لیے باغات تیار کیے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری پر سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی خوشی:

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں مسلمانوں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو آپ ﷺ کی زیارت کے لیے صبح کے وقت اپنے گھروں سے مقام حرہ کی جانب نکلتے، دوپہر کی گرمی سہتے اور شام کو مایوس ہو کر اپنے گھروں کو واپس آ جاتے۔ ایک دن ایسے ہوا کہ ایک یہودی قلعے کی چھت پر کھڑا دیکھ رہا تھا، اس کی نگاہ رسول اللہ ﷺ پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑی تو اس نے باآواز بلند کہا:

"اے خاندان عرب! یہ تمھارے بزرگ آ رہے ہیں کہ جن کا تم انتظار کر رہے ہو۔

مسلمان اپنے ہتھیاروں سمیت چاق و چوبند ہو گئے اور ان میں حیرت انگیز جوش جذبہ

اور ونولہ دیکھنے میں آیا۔" [رحمت للعالمین : ۲/ ۱۰۲]

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بنو عمرو بن عوف کی جانب سے نعرۂ تکبیر سنائی دیا۔ مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے باہر نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مؤدبانہ سلام پیش کیا اور آپ کو فرطِ محبت اور عقیدت سے اپنے گھیرے میں لے لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر بڑے مطمئن اور پر سکون دکھائی دے رہے تھے، عین ان لمحات میں آپ پر یہ وحی نازل ہوئی:

﴿فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ﴾

[التحریم : ٤]

"تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولیٰ ہے اور اس کے بعد جبرائیل اور تمام صالح اہل ایمان،

اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں۔" [زاد المعاد : ۲/ ٥٤]

پورا مدینہ استقبال کے لیے اٹد پڑا، مدینہ منورہ کی تاریخ میں پہلے کبھی ایسا منظر دیکھنے میں نہیں آیا تھا، یہ ایک تاریخی دن تھا۔ یہودیوں نے حبقوق نبی کی بشارت کی صداقت کو بچشم خود دیکھ لیا، اس کی بشارت یہ تھی:

((إِنَّ اللّٰهَ جَاءَ مِنَ التَّيْمَانِ وَالْقُدُّوسُ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ))

[صحیفہ حبقوق : ۳/ ۳]

"اللہ تیمان سے آیا اور مقدس پیغمبر فاران کے پہاڑوں سے۔"

جمعہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، اسی دن سے یثرب کا نام مدینۃ الرسول رکھا گیا، پھر اسے اختصار کے ساتھ مدینہ کہا جانے لگا اور اسے تاریخی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اس دن گھروں، گلیوں، بازاروں میں تحمید و تقدیس کی آوازیں گونجنے لگیں، انصار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بچیاں فرحت وانبساط سے یہ گیت گانے لگیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا
جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ
ان پہاڑوں سے جو ہیں سوئے جنوب
چودھویں کا چاند ہے ہم پر چڑھا
کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے
شکر واجب ہے ہمیں اللہ کا

اس موقع پر سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے محسوس کیا کہ سعادت اس کے دل کو ڈھانپ رہی ہے، اور اس کے رگ و ریشے میں رچ بس چکی ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، جن کے بارے میں عرصہ دراز سے سن رکھا تھا اور ان کی رسالت پر ایمان لا چکی تھی۔

وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لے آئے، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت کو شرک اور کفر کی تاریکیوں سے چھٹکارا دلا کر توحید اور ایمان کی روشنیوں میں لا کھڑا کیا تھا۔ اس طرح سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا براہ راست صاف شفاف چشمے سے سیراب ہونے لگی۔

وہ ہر لمحے کو غنیمت جانتی تھی اور چاہتی تھی کہ اس میں ایسی تعلیمات حاصل کرے کہ جو اس کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کے لیے معاون ثابت ہو۔

اپنے محراب میں عبادت کرنے والی:

جب سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے دل کی گہرائی میں ایمان اتر گیا اور اس نے حبیب کبریا سیدنا محمد ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر لی، تو اس نے قرآنی آیات کی روشنی میں زندگی بسر کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کردی۔ وہ رات دن قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتی تھی، یہاں تک کہ وہ بڑی ماہر قرآن مجید کی قاریہ بن گئی۔

اس کی قراءت، فہم قرآن اور حفظ میں بڑی مہارت اور مضبوطی پیدا ہوگئی۔

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے ان تمام آیات پر توجہ دی کہ جو چمڑے، ہڈیوں اور بعض دوسری چیزوں پر لکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ان سب کو اپنے گھر میں جمع کرلیا تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کرنے کا ارادہ کیا تو سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا بڑا بنیادی اور اہم حوالہ قرار پائی، جس پر اس وقت انحصار کیا گیا جب خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیا۔

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا روزے دار، اللہ کے لیے عبادت گزار اور دین الٰہی کی خدمت گزار تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس کا مقام ومرتبہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی قدر کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقام ومرتبہ کو بھی پہچانتے تھے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے تقوے، عبادت، نیکی اور کتاب الٰہی پر عمل پیرا ہونے کے اہتمام کے بارے میں جانتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گاہے بگاہے اس کی عزت وتوقیر کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے گھر تشریف بھی لے جایا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن خلاد سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے، اور آپ نے اس کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا ہوا تھا کہ جو اس کے گھر کی مسجد میں اذان دیا کرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ اہل خانہ کی امامت کرایا کرے۔

حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کے مؤذن کو دیکھا وہ بہت بوڑھا تھا۔ [ابو داؤد۔ علامہ البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ سنن أبي داوٗد۔ للالبانی: ص: ۵۵۳]

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل کرتی کہ جس سے بڑھ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی سعادت نہیں ہو سکتی۔ اسے یہ سعادت اور سرفرازی حاصل کرنے کا حق تھا، ہم میں سے ہر ایک کی یہ دلی تمنا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خواب میں ایک دفعہ زیارت کر لے۔ بھلا اس کی عظمت، رفعت، سربلندی، سرفرازی اور خوش قسمتی کے کیا کہنے کہ جس نے نبی کریم ﷺ کی زیارت اپنے گھر میں بچشم خود کی ہو۔

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر میں مسجد بنا رکھی تھی جس میں وہ تمام نمازیں ادا کیا کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے جب یہ مشاہدہ کر لیا کہ سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کا دل پاکیزہ، تقویٰ شعار اور صاف شفاف ہے تو آپ ﷺ نے اسے عورتوں کا امام بنا دیا، خواتین عبادت، علم اور زہد و تقویٰ کی خوگر سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی اقتدا میں نماز ادا کیا کرتی تھیں۔

شہادت کی بشارت:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ سَأَلَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَ اِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ)) [مسلم، ابن ماجة، النسائی، الترمذی، ابو داوٗد، عن سهل بن حنيف]

''جس نے صدق دل سے شہادت طلب کی اسے شہدا کے مراتب پر فائز کر دیا جائے گا، خواہ اس نے اپنے بستر پر ہی وفات پائی ہو۔''

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا جہاد سے دلچسپی رکھتی تھی اور اللہ کی راہ میں شہادت کی آرزومند تھی۔ جب سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غزوۂ بدر میں شریک ہونے کے لیے بلایا ہے تو ام ورقہ رضی اللہ عنہا جلدی سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ اسے بھی غزوۂ بدر میں شریک ہونے کی اجازت دی جائے۔ وہ زخمیوں کا علاج کرے گی، لیکن اس کی دلی تمنا یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر دے۔

نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے گھر میں بیٹھنے کی تلقین کی اور اسے یہ بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ اسے گھر میں ہی شہادت کے درجے پر فائز کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر لڑی تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی اپنے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی اجازت عنایت کریں، میں زخمیوں کا علاج کروں گی، شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا کر دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم اپنے گھر میں ٹھہری رہو، اللہ تعالیٰ تجھے شہادت عطا کرے گا۔''

اس طرح وہ اپنی زندگی میں ہی شہیدہ کے نام سے مشہور ومعروف ہوگئی۔ [ابو داؤد: علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے]

یہ عابدہ، زاہدہ اور متقی خاتون رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتی ہوئی اپنے گھر کی طرف واپس آ گئی۔ وہ اپنے گھر میں شہادت کا انتظار کرنے لگی، جس کی بشارت رسول اللہ ﷺ نے اسے دی تھی۔

لوگوں کو اس بشارت کا پتا چل چکا تھا، جو رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں دی تھی، اس لیے جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے گھر جاتے تو آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بھی ہوتی، آپ فرماتے: ''چلیں! شہیدہ خاتون کی زیارت کریں۔''

معمولات پر مداومت:

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ وفات پا گئے تو بہت زیادہ غمگین ہوئی۔ قریب تھا کہ دل شدت غم سے پارہ پارہ ہو جائے، لیکن وہ عبادت، زہد وتقویٰ اور روزے رکھنے کے حوالے سے اپنے معمول پر ثابت قدم رہی۔ وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے ملنے والی بشارت کو مسلسل یاد کرتی رہی، آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

((اِنَّ اللّٰهَ سَيَرْزُقُهَا الشَّهَادَةَ))

''اللہ اسے عنقریب شہادت عطا کرے گا۔''

رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو آپ سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا پر راضی تھے اور اس کی نیکی اور تقویٰ کے معترف تھے، اب صرف شہادت باقی تھی تاکہ دنیا وآخرت میں اس کی خوشی اور شہادت کی تکمیل ہو جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحلت کا وقت:

آخر کار وہ وقت آ گیا کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اسے شہادت عطا کرنا تھی اور سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا بڑے جذبے اور شوق سے اس سہانے وقت کا انتظار کر رہی تھی۔

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک غلام اور ایک لونڈی تھی، جو اس کی خدمت کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ہی گھر میں رہتے تھے۔ ان دونوں کو اس نے اپنا وارث قرار دے دیا تھا۔ جب سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تو اس نے ان دونوں سے وعدہ کر لیا کہ اس کے وفات پا جانے کے بعد وہ آزاد ہوں گے، ان دونوں کی دلی تمنا تھی کہ یہ جلدی وفات پا جائے لیکن یہ کیسے ہو؟

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کا نوجوان غلام اور نوجوان کنیز کہ جن پر اس نے بے شمار احسانات کیے اور انھیں محبت، شفقت اور ہمدردی سے نوازا، وہ اس حسن سلوک کے لائق نہ تھے، ان پر یہ مقولہ صادق آتا ہے:

((اِتَّقِ شَرَّ مَنْ اَحْسَنْتَ إِلَيْهِ))

''جس پر تو نے احسان کیا اس کے شر سے بچ کر رہنا۔''

ان دونوں کو یہ مشکل محسوس ہونے لگا کہ آزادی حاصل کرنے اور وارث بننے کے لیے طویل عرصہ انتظار کیا جائے۔ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے مال اور تونگری نے ان دونوں کو دھوکے میں ڈھال دیا، ان دونوں کے دلوں میں شیطان کا غدر اور بدمعاشی بیدار ہو گئی، ان دونوں نے مل کر رات کے وقت سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو نیند کی حالت میں قتل کر دیا۔ اس طرح وہ ظلم، زیادتی اور غدر کا شکار ہو کر وفات پاتے ہوئے شہادت کے درجے پر فائز ہو گئی۔ اسے وہ مقام مل گیا کہ جس کی خبر اسے رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔

قتل کر کے دونوں بھاگ گئے، لیکن وہ کہاں جا سکتے تھے، عدالت کے ہاتھ نے انھیں پکڑ لیا، گرفتار کر کے مدینہ منورہ واپس لایا گیا اور انھیں اپنے کیے کی سزا دی گئی۔ ان دونوں کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا تاکہ وہ عبرت کا نشان بن جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے قتل کی خبر سن کر سارے مدینہ منورہ میں غم واندوہ کی لہر دوڑ گئی۔ کوئی ایسی آنکھ نہ تھی جو سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے قتل پر آنسو نہ بہا رہی ہو، مومن اور عالم و فاضل خاتون کے قتل پر درد والم سے اہل مدینہ کے دل پارہ پارہ ہو گئے۔

ذیل میں ابو داؤد میں مروی اس حدیث کا ایک حصہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس میں سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی شہادت کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے گھر کی مسجد میں مؤذن رکھ سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دے دی۔

اس نے اپنے غلام اور لونڈی سے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ میری وفات کے بعد تم دونوں آزاد ہو گے، انھوں نے رات کے وقت موقع پاتے ہی جو چادر لپیٹ کر وہ سوئی ہوئی تھی، اسی چادر میں الجھاتے ہوئے اس کا گلا گھونٹ دیا، جس سے اس کی موت واقع ہو گئی اور وہ دونوں وہاں سے کھسک گئے۔

صبح ہوئی تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے لوگوں سے کہا:

”جس کسی کو ان دونوں کے بارے میں کوئی علم ہو یا کسی نے ان کو دیکھا ہو تو وہ انھیں پکڑ کر لے آئے، وہ گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے، آپ نے ان دونوں کو تختہ دار پر لٹکانے کا حکم دے دیا۔“

یہ مدینہ منورہ میں کسی کو سولی پر لٹکانے کا پہلا واقعہ تھا۔

[صحیح سنن أبی داؤد، البانی، ص : ۵۵۲]

اس طرح جلیل القدر، عابدہ، زاہدہ خاتون سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا دنیا سے کوچ کر گئی اور وہ شہادت کے درجے پر فائز ہو گئی کہ جس کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دی تھی۔

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا اللہ کی راہ پر گامزن رہی اور اس نے لمحہ بھر کے لیے بھی دنیا اور اس کی فنا ہو جانے والی دولت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا، بلکہ اس کی نگاہ آخرت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ہمیشہ رہنے والی نعمتوں پر تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے شہادت کی موت عطا کی، نیک عمل کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کو بہتر اجر و ثواب ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا پر راضی ہوا، جس نے اس دین کی دل لگا کر خدمت سرانجام دی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قرآن جمع کرنے کے حوالے سے اس نے اہم ترین خدمات سرانجام دیں، اس طرح ہر مسلمان جو کتاب الٰہی قرآن مجید کا ایک حرف بھی پڑھتا ہے تو اس کا ثواب سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی نیکیوں کے ترازو میں شامل ہو جاتا ہے۔ اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، جنت الفردوس اس کا ٹھکانا بنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا

اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کی سوانح حیات قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے خاندانی سیادت اور اسلام کی عظمت ایک ساتھ جمع کر دی تھیں۔

وہ صابرہ، مجاہدہ اور اللہ پر ایمان لانے والی خاتون تھی، وہ ایسی باکمال اور جلیل القدر خاتون تھی کہ جو دن رات اسلام کا غم اپنے دل میں سمائے رکھتی تھی۔

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب الہاشمیہ رضی اللہ عنہا تھی۔

بزرگی ہر طرف سے اس کے شامل حال تھی:

مجد و شرف ہر طرف سے سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے شامل حال تھا۔ اس کا والد عبدالمطلب بن ہاشم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا، قریش کا قائد اور ہر دلعزیز سردار تھا، اس کی والدہ ھالہ بنت وہب تھی۔

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند الحارث بن حرب تھا، یہ بنو امیہ کے سردار ابوسفیان بن حرب کا بھائی تھا، جو وفات پا گیا۔

پہلے خاوند کی وفات کے بعد اس کی شادی عوام بن خویلد کے ساتھ ہوئی، یہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کا بھائی تھا جو زمانہ جاہلیت میں خواتین عرب کی سردار تھی اور جسے تاریخ اسلام میں امہات المومنین میں سرفہرست ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ کیا اس شرف، عظمت اور سربلندی کے بعد بھی کوئی ایسا شرف باقی رہ جاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جس کو حاصل کرنے کے لیے دل راغب ہوں؟ ہاں! البتہ ایمان کا شرف ان تمام اعزازات پر فوقیت رکھتا تھا اور وہ بھی اس جلیل القدر خاتون کو حاصل تھا۔

پرورش:

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی پرورش عبدالمطلب کے گھر ہوئی کہ جو قریش کا سردار اور بلا شرکت غیرے اس کا قائد، زعیم اور راہنما تھا۔ وہ مجد و شرف کا حامل سردار تھا۔

اسے مکہ معظمہ کا دانشور سمجھا جاتا تھا اور اسے معاملات کو نپٹانے میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ ان تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ اسے حاجیوں کو پانی پلانے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد عبدالمطلب کی خوبیوں سے متاثر ہو کر اپنی شخصیت کو مضبوط تر بنایا۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی فصیح و بلیغ خاتون تھی، اس کے علاوہ وہ عالم، فاضل، بہادر، دلیر، ماہر شہسوار خاتون تھی۔ وہ تلوار اور نیزے سے ماہر ترین بہادروں کی طرح لڑائی کیا کرتی تھی۔

[صور من سیر الصحابیات السیجبانی ص : ۲۷۳]

جب اس کے والد عبدالمطلب نے وفات پائی تو اس نے بہت گہرا اثر لیا، اس کا دل غم سے بھر گیا کیونکہ اسے اپنے والد کے ساتھ بہت زیادہ پیار تھا۔

ہر بہادر یا عظمت کے پس پردہ:

جب آپ اسلامی تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں تو آپ کی نظر ایک ایسی عظیم شخصیت پر پڑتی ہے کہ جس کے آگے قوموں کی پیشانیاں جھک جاتی ہیں، ملک ان کے آگے سرنگوں ہو جاتے ہیں اور جن کا نام لینے سے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے تو اس کے پس پردہ عظیم ماں کا کردار ہوتا ہے، یہ تھے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ۔ بھلا یہ خوبیاں ان میں کیونکر پیدا نہ ہوں، جبکہ اس کی تربیت ایک ایسی مسلمان ماں نے کی کہ جس میں تمام تر قابل رشک ایسے اوصاف جمع ہو گئے تھے، جو اس کے علاوہ کسی اور میں دکھائی نہیں دیتے۔ ان اوصاف نے اسے شخصیت سازی اور دلوں میں تاثیر کے حوالے سے ساری مخلوق میں معروف ترین بنا دیا تھا، اس جلیل القدر خاتون سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب کے فرزند ارجمند تھے، سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہ جسے حواریِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کا اعزاز حاصل تھا اور وہ اپنی بہادری و جوانمردی کے لحاظ سے اس بلند مقام پر فائز تھے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے ایک ہزار آدمی کے برابر قرار دیا۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے امداد کے لیے لشکر اسلام مصر روانہ کیا تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ لکھا:

«أَمَّا بَعْدُ ! فَإِنِّي أَمْدَدْتُكَ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ رَجُلٍ، عَلٰى كُلِّ أَلْفٍ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَقَامَ الْأَلْفِ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَامِ، وَالْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو وَعِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، وَمَسْلَمَةُ بْنُ خَالِدٍ»

''حمد وثنا کے بعد، میں آپ کو چار ہزار افراد کی کمک بھیج رہا ہوں، ہر ہزار پر ایک ایسا آدمی مقرر ہے جو اکیلا ہزار کے برابر ہے اور وہ ہیں زبیر بن عوام، مقداد بن عمرو، عبادہ بن صامت اور مسلمہ بن خالد رضی اللہ عنہم۔''

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی فراست درست ثابت ہوئی۔ تاریخ کے صفحات میں یہ کارنامہ سنہری حروف میں درج ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جو ایک ہزار افراد کے برابر تھے، لشکر اسلام کے راستے میں آنے والے ایک قلعہ میں داخل ہوئے، اس کی دیوار پر چڑھ گئے اور دیوار کے اوپر سے دشمن کے لشکر پر چھلانگ لگا دی اور جذبہ ایمان سے سرشار ہو کر اللہ اکبر کہا، شمشیر زنی کرتے ہوئے اور دشمن کو دھکیلتے ہوئے قلعہ کے دروازے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، زور بازو سے قلعے کا دروازہ کھول دیا، جس سے لشکر اسلام قلعے میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا۔ آپ نے دشمن پر ایسا فیصلہ کن وار کیا کہ اسے ہوش نہ آنے دی، دشمن کے طوطے اڑ گئے، اس عظیم جلیل القدر بہادر کی تربیت اس کی والدہ سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کی تھی، یہ سیدنا حمزہ اللہ کے شیر کی ہمشیرہ تھی، یہ اس کی نگرانی میں جوان ہوا، اس کے پہلو میں پرورش پائی اور اس کی عادات واطوار سے آراستہ ہوا۔ [عودۃ الحجاب از محمد اسماعیل: ص ۱۹۹۔ ۲۰۰]

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا خاوند عوام بن خویلد فوت ہو گیا، اس کا بیٹا زبیر ابھی چھوٹی عمر کا تھا۔ ماں نے اس کی پرورش بڑے بہترین انداز میں کی۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے زبیر کو بچپن میں کھلونے بھی تیر کمان کی شکل کے دیا کرتی تھی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے خوفناک اور خطرناک مقامات میں داخل کر دیتی تاکہ سخت ترین حالات کی بھٹی میں پڑ کر کندن بن کر نکلے۔

جب یہ دیکھتی کہ اس کا بیٹا وہاں سے یونہی واپس آ گیا ہے تو اسے سخت ترین سزا دیتی ایک دفعہ زبیر بن عوام کے چچا نے دیکھا کہ اسے اس کی والدہ بے تحاشا مار رہی ہے تو اس نے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا کہ بھلا بیٹے کو اس طرح مارا جاتا ہے، مائیں اس طرح بیٹے کو مارتی ہیں جس طرح تم مارتی ہو؟ تم تو اسے دشمن کی طرح مار رہی ہو، ماں کی طرح نہیں مارتی۔ تو اس نے شاعرانہ انداز میں اسے جواب دیتے ہوئے کہا:

''جو یہ کہتا ہے کہ مجھے اپنے بیٹے سے دشمنی ہے وہ جھوٹ بولتا ہے...... میں تو اس لیے مارتی ہوں کہ یہ عقلمند بن جائے، سخت جان ہو جائے لشکر میں کامیاب ہو کر واپس لوٹے۔'' [صور من حياة الصحابه، ص : ٢٣]

رسول اللہ ﷺ کی قریبی رشتہ داروں کو دعوت:

جب جزیرۂ عرب کی سرزمین پر آفتاب اسلام چمکا اور حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ اپنی قوم اور قریبی رشتہ داروں کو فرمان الٰہی

﴿ وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ ﴾ [الشعراء : ٢١٤]

پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تنبیہ کرنے لگے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ ﴾ [الشعراء : ٢١٤]

''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو تنبیہ کیجیے۔''

تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر فرمانے لگے:

اے میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا! اے صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا! اے بنو عبدالمطلب میں اللہ کے ہاں تمھارے کچھ کام نہیں آ سکتا، تم مجھ سے جتنا چاہو میرا مال مانگ لو۔''

[مسلم : ٢٠٥ ـ مسند امام احمد : ٦/ ١٨٧ ـ النسائي : ٦/ ٢٥٠]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اسلام کو آشکار کر دیا اس نے اللہ کی رضا کے لیے اسلام قبول کر لیا جبکہ اس کا بیٹا زبیر رضی اللہ عنہ اس سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہو چکا تھا۔ اس مبارک لمحے میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اس دین عظیم کو اپنے لیے سرمایہ حیات سمجھنے لگی، دن کو وہ روزہ رکھتی اور رات کو قیام کرتی، اس کی زبان ذکر الٰہی میں ہر دم مصروف رہتی۔ بلکہ ہمیشہ وہ اسی پر غور و فکر کرتی رہی کہ کس طرح زیادہ سے زیادہ دین اسلام کی خدمت سرانجام دی جائے اور وہ اس دین اسلام کی خدمت کے لیے کیا کچھ خدمات بجا لا سکتی ہے؟

یثرب کی طرف ہجرت:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشرکین کی ایذا رسانی شدت اختیار کر گئی اور حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں ان کے جاں نثار ساتھی اپنے دین کے حوالے سے کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یثرب (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اور اس کا بیٹا سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ مہاجرین کے ساتھ اپنے گھر، مال و دولت اور وطن کو چھوڑ کر اللہ کی رضا کے لیے اجنبی وطن کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں جو کچھ اہل ایمان کے لیے تیار کر رکھا ہے اسے حاصل کیا جا سکے۔ تمام مہاجرین انصار کے محلے میں قیام پذیر ہوئے، انھوں نے ان کی راہ میں اپنی آنکھیں بچھا دیں اور ان کی دیکھ بھال میں کمال محبت، اپنایت اور ایثار کا مظاہرہ کیا۔

اس ایمانی معاشرے میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی کے خوشگوار ترین دن گزارے کیونکہ وہ مشرکین کی پکڑ دھکڑ اور ایذا رسانی سے محفوظ ہو گئی تھی۔

اللہ کی راہ میں جہاد:

باوجود اس کے کہ ان کی عمر ساٹھ برس ہو گئی تھی اور انھوں نے پوری زندگی جی بھر کر سخاوت کی لیکن میدان جہاد میں جو کارنامے سرانجام دیے تاریخ اسے کبھی نہیں بھلا سکتی۔ یہ ایسے روشن و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخشاں کارنامے ہیں کہ جو آئندہ آنے والی نسلوں کے راستے کو منور کرتے رہیں گے، تاکہ آئندہ نسلیں عزت، سرفرازی، بہادری اور فداکاری کو پہچانتی رہیں۔

سیدہ صفیہ کا غزوہ احد میں جہاد:

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا غزوۂ احد کے دن بعض عورتوں کے ساتھ میدان جہاد کی طرف نکلی۔ یہ پیاسے مجاہدین کو پانی پلاتی اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور یہ لشکر اسلام کے حق میں دعا کرتی تھیں کہ وہ دشمن پر فتح حاصل کرے اور اسلام کا جھنڈا لہراتا رہے۔

غزوۂ احد میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اس کا بھائی سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب (اللہ کا شیر) اور اس کا بیٹا سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ حواریٔ رسول ﷺ شریک تھے۔

نبی کریم ﷺ کا دفاع اور اپنے بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر صبر وتحمل:

غزوۂ احد شروع ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کو درے میں متعین کرکے یہ حکم دیا تھا کہ جنگ کی خواہ کوئی بھی صورت سامنے آئے، فتح ہو یا شکست تم نے اس درے پر ڈٹے رہنا ہے۔ جنگ کے ابتدائی لمحات میں لشکر اسلام کا پلہ بھاری ہو گیا، مشرکین میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے، یہ صورت حال جب درے میں متعین تیر اندازوں نے دیکھی تو وہ درہ چھوڑ کر نیچے میدان میں آ گئے اور مال غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ خالد بن ولید جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مشرکین کے ایک جتھے کی قیادت کرتے ہوئے درے کے ذریعے لشکر اسلام پر حملہ آور ہوئے۔ تیر اندازوں کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی بنا پر جب مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور افراتفری کے عالم میں مجاہدین رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگنے لگے، اور رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رہ گئے تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہاتھ میں نیزہ تھامے میدان میں کھڑی ہوئی وہ شکست کھا کر بھاگنے والے مسلمانوں اور دشمن مشرکین کے چہروں پر نیزے کی ضربیں لگانے لگی اور ساتھ ہی ولولہ انگیز انداز میں مسلمانوں سے کہہ رہی تھی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”ارے! تم رسول اللہ ﷺ کو میدان میں چھوڑ کر کہاں بھاگ رہے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے جوش و ولولے کو دیکھا تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے دل میں اندیشہ پیدا ہو گیا، آپ ﷺ نے ان کے بیٹے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہا:

”اپنی والدہ سے ملو اور اسے میدان سے واپس لے جاؤ وہ اپنے بھائی حمزہ بن عبدالمطلب کی لاش کو نہ دیکھنے پائیں۔“

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے ملے اور عرض کی: ”اماں جان! رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ میدان سے واپس چلی جائیں۔“

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے جذبہ ایمان سے سرشار ہو کر کہا:

”بیٹا کیوں؟ مجھے پتا چلا ہے کہ میرے بھائی کا دشمنوں نے مثلہ کر دیا ہے، اس کی لاش کی بے حرمتی کی ہے اور اس کے ناک کان ہونٹ کاٹ دیے ہیں۔ یہ قربانی اللہ کی راہ میں بہت تھوڑی ہے، ہم اللہ کے فیصلے پر راضی ہیں، میں ثواب کی نیت کرتے ہوئے ان شاء اللہ صبر کروں گی۔“

یہ سن کر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ کو صورتِ حال سے آگاہ کیا اور والدہ کے ایمان افروز جذبات رسول اللہ ﷺ کو بتائے، آپ ﷺ نے سن کر فرمایا:

”اس کا راستہ چھوڑ دیں۔“

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حمزہ کی لاش کے پاس آئی، اسے دیکھا، اس کے حق میں دعا کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہا۔

پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی، پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور اسے دفن کر دیا گیا۔

[الروض الأنف السهيلي : ٣/ ١٧٢]

پہلی خاتون جس نے ایک مشرک کو قتل کیا:

غزوۂ خندق میں دنیائے کفر کے تمام لشکر مسلمانوں اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے اکٹھے ہو گئے، لیکن اللہ اپنے فیصلے میں غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہوا کا لشکر بھیج دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے ان کی پکی ہوئی ہانڈیاں الٹا دیں، خیمے اکھاڑ پھینکے اور وہ صحرا میں چوہوں کی مانند بکھر گئے۔ غزوۂ خندق میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا۔

ہوا یوں کہ جب رسول اللہ ﷺ میدان خندق کی طرف روانہ ہوئے تو عورتوں کو فارع نامی قلعے میں محفوظ کر دیا۔

سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب دشمن سے جنگ کی غرض سے روانہ ہوئے تو عورتوں کو سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قلعے میں جمع ہو جانے کا حکم دیا کیونکہ وہ تمام قلعوں سے زیادہ مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا۔ ایک یہودی قلعے کے دروازے کی درز سے ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگا کہ اندرونی صورتحال معلوم کی جا سکے۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ایک لاٹھی پکڑی اور دروازے کے پاس آ گئی اور آہستہ سے دروازہ کھولتے ہی اس پر لاٹھی سے حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ [طبقات ابن سعد : ۲۷/۸۔ مستدرك حاكم : ۵۱/۴]

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا تاریخ اسلام کی پہلی خاتون ہے کہ جس نے ایک مشرک کو قتل کیا۔

ایک روایت کچھ اس طرح ہے کہ ایک یہودی قلعے کی دیوار پر چڑھ کر خواتین کی طرف جھانکنے لگا، سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس کی طرف اٹھ کر گئی اور اس پر تلوار کا وار کر کے اس کا سر قلم کر دیا جس سے اس کا دھڑ نیچے دھڑام سے گرا اور سر میرے ہاتھ میں رہ گیا، میں نے اس کا سر وہاں پھینکا جہاں یہودیوں کا جم گھٹا تھا۔ [الأصابة : ۷۴۴/۷]

رسول اللہ ﷺ کی وفات :

دن گزرتے گئے اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا دین وعقیدے کی حفاظت اور سربلندی کے لیے ہر ممکن قربانی پیش کرتی رہی، یہاں تک کہ وہ دن بھی آ گیا کہ جس میں حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ بستر مرگ پر دراز ہو گئے، پھر چند دنوں کے بعد رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔

یہ اندوہناک خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور جس سے سننے والوں کے دل بیٹھ رہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، جس سے لوگوں کی بصیرتیں اور نگاہیں چکرا رہی تھیں۔ مومنوں نے محسوس کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے مدینہ منورہ پر اندھیرا چھا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنکھوں سے اوجھل ہو جانے کی گھبراہٹ نے اہل مدینہ کو حیران و پریشان کر دیا ہے، انھیں پتا ہی نہیں چلتا کہ اب وہ کیا کریں۔ [فقه السيرة للغزالي ص: ٤٩٠]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اس قدر غم زدہ ہوئی کہ قریب تھا کہ اس کا دل پارہ پارہ ہو جائے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو مدینے کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو مدینے کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا۔ [ترمذی: ١٣/ ١٠٤۔١٠٥]

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو مسلمان بے چین ہو گئے ان میں سے بعض تو ہواس باختہ ہو گئے، اور بعض شدت غم سے زمین پر بیٹھ گئے، ان میں کھڑا ہونے کی سکت نہ رہی۔ بعض کی زبان غم کی زیادتی کی وجہ سے گنگ ہو گئی ان میں بولنے کی طاقت ہی نہ رہی، اور بعض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا سرے سے انکار ہی کر دیا، وہ کہنے لگے بس تھوڑی دیر کے لیے آپ کو اٹھا لیا گیا ہے۔ [لطائف المعارف، ص: ١١٤]

رحلت کا وقت:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور منہج پر گامزن رہی۔ وہ زندگی بھر عابدہ، زاہدہ اور اللہ کے لیے ڈرنے والی بن کر رہی، یہاں تک کہ وہ لمحہ بھی آ گیا کہ جس میں وہ بستر مرگ پر دراز ہوئی اور طویل عمر جود و سخا، ایثار و قربانی اور اللہ و رسول کے نام پر فدا کاری کا پیکر بن کر گزارتے ہوئے دنیائے فانی سے آخرت کی طرف کوچ کر گئی۔ اس کی پاکیزہ روح اپنے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی تاکہ رب رحمان کی جنت میں جا مقیم ہو، جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی کان نے نہیں سنا۔

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ وہ ہر مسلمان خاتون کے لیے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نادر نمونہ ہے۔ اس نے اپنے اکلوتے بیٹے کی تربیت کی اور اس کی تربیت ایسے ٹھوس انداز میں کی کہ اس میں کوئی کمی باقی نہ رہنے دی۔ اسے اپنے حقیقی بھائی سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی لاش دیکھ کر صدمہ پہنچا لیکن اس نے نہایت اچھے انداز میں صبر کیا، مشکلات و مصائب نے اسے کندن بنا دیا وہ بڑی محتاط، دانش منداور بہادر خاتون تھی۔ [صور من حياة الصحابيات، ص : ٣٣_٣٤]

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے ۲۰ ہجری میں وفات پائی اور انھیں بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ وفات کے وقت ان کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی۔

[سير اعلام النبلاء : ٢/ ٢٧١]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا

اہل مدینہ کہا کرتے تھے کہ جو شہادت کا ارادہ رکھتا ہے وہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا سے شادی کر لے، یہ بات اس لیے مشہور ہوئی کہ اس کی سب سے پہلے سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی وہ شہید ہو گئے، پھر اس کی شادی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی وہ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد وہ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں آئی تو وہ بھی شہید ہو گئے۔

اس جلیل القدر صحابیہ میں اتنے فضائل ومناقب ایک ساتھ جمع ہو گئے تھے کہ قلم ان کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے۔

یہ جلیل القدر صحابیہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھی اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ ان دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں کہ جنھیں لسان رسالت سے جنت کی بشارت ملی۔

سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ام کریز بنت الحضرمی تھا۔ اس کے ماموں سیدنا العلاء بن الحضرمی تھے، یہ وہ مشہور ومعروف صحابی ہیں جس کے بارے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> ''میں نے العلاء میں تین چیزیں دیکھیں کہ جن کی بنا پر میں اس سے محبت کرتا ہوں، ایک: جنگ دارین میں گھوڑے پر سوار ہو کر اس نے دریا عبور کر لیا تھا، دوسری: وہ لشکر کے ساتھ بحرین جا رہے تھے، اس نے پانی کے لیے دعا کی تو چشمہ ابل پڑا سب نے جی بھر کر پانی پیا...... تیسری: لشکر میں سے ایک آدمی اپنا سامان پیچھے بھول گیا، وہ اسے لینے کے لیے واپس گیا سامان تو مل گیا لیکن اس کے پاس پانی نہ تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی، ہمارے پاس بھی پانی نہیں تھا، امیر لشکر العلاء بن الحضرمی تھے نے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ایک بدلی ظاہر کی جس سے ہم پر مینہ برسنے لگا، ہم نے بارش کے پانی سے فوت شدہ ساتھی کو غسل دیا، پھر اپنی تلواروں سے قبر کھودی اور اس میں اسے دفن کر دیا اس قبر کی ہم نے لحد نہیں بنائی تھی۔''

[سیر اعلام النبلاء ذهبی : ۲٦۵_۲٦٦]

سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کی خالہ کا نام الصعبہ بنت الحضرمی تھا۔

اس کا پہلا خاوند سیدنا عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھا اور یہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سب سے افضل صحابی کا فرزند ارجمند تھا، جو عشرہ مبشرہ میں سرفہرست تھے۔ سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کی فاروقِ اعظم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہوئی اور یہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور یہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا قریشی خواتین میں فصاحت، بلاغت، دانشمندی اور حسن و جمال میں بڑی مشہور و معروف تھی۔

میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر مطالبہ کرتا ہوں کہ اس جلیل القدر صحابیہ جس میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں جمع کر رکھی تھیں اور اسے قابل رشک فضائل و مناقب سے آراستہ کیا تھا...... ہے کوئی جو اس کے ان تمام فضائل کو احاطہ تحریر میں لا سکے۔

آیئے ! اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کی سوانح حیات قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا کا والد زید بن عمرو بن نفیل اپنے دور اور زمانے کا یکتائے روزگار تھا، لوگ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی پوجا کرتا تھا۔ اس سے بابرکت نسل پیدا ہوئی جن میں سرفہرست سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور یہ جلیل القدر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابیہ سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا بھی زید بن عمرو بن نفیل کی بیٹی تھی۔ زید بن عمرو کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی اپنی نومولود بیٹی کو زندہ درگور کرنے لگتا تو یہ اس کے پاس جاتا اور کہتا: اس بیچاری کو قتل نہ کریں، اس کی پرورش میں اپنے ذمے لے لیتا ہوں آپ پر اس کا کوئی بوجھ نہ ہو گا۔ اس طرح اس بچی کو اپنی تحویل میں لے لیتے، جب وہ جوان ہو جاتی تو اس کے باپ کو کہتے، اگر آپ چاہیں تو میں اسے آپ کے سپرد کر دوں اور اگر چاہیں تو اب بھی میں اس کی ذمے داری قبول کرنے کو تیار ہوں تجھ پر اس کا کوئی بوجھ نہیں ہو گا۔

[بخاری: ۳۸۲۸۔ مستدرك حاكم: ۳/ ٤٠٤]

زید بن عمرو بن نفیل قریش کو عار دلاتے ہوئے کہا کرتے تھے: بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، آسمان سے اس کے لیے پانی اتارا اور زمین میں اس کے لیے چارہ پیدا کیا جبکہ تم اسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کر دیتے ہو۔ یہ عجیب بات ہے تمھیں کچھ عقل ہے کہ نہیں؟ ہم جلیل القدر صحابیہ کی عطر بیز سیرت قلم بند کرنے سے پہلے اس کے باپ زید بن عمرو کے حالات پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں۔ ہم اس کی داستان جاننے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ہم یہ جان سکیں کہ وہ کون سا سرسبز وشاداب اور بابرکت درخت تھا جس کے ساتھ اتنا عمدہ پھل لگا۔

توحید کا سفر:

عید کے دن قریش اپنے اس بت کے پاس جمع ہوئے کہ جس کی وہ بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔ اس کے نام پر جانور ذبح کیا کرتے تھے، اس کے پاس اعتکاف بیٹھتے اور اس کا طواف کرتے تھے۔ اس طرح قریش ہر سال عید منایا کرتے تھے۔

ان میں سے چار افراد الگ تھلگ بیٹھ کر سرگوشی کرنے لگے، انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ راز کی بات کسی کو نہ بتانا اسے ہر کوئی چھپا کر رکھے۔ سب نے بیک زبان ہو کر کہا: ٹھیک ہے، ایسے ہی ہو گا۔ یہ چار افراد ورقہ بن نوفل، عبید اللہ بن جحش، اس کی والدہ کا نام اصمیہ بنت عبدالمطلب تھا، عثمان بن حویرث اور زید بن عمرو بن نفیل تھے۔ یہ ایک دوسرے سے کہنے لگے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ کی قسم! یقین جانیے ہماری قوم کا کوئی مؤقف ہی نہیں، انھوں نے دین ابراہیم سے روگردانی کی ہے یہ ان کی خطا ہے یہ پتھر کیا ہے کہ جس کا ہم طواف کرتے ہیں، یہ نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے، نہ یہ کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ اپنے لیے صحیح دین تلاش کرو، اللہ کی قسم! ہم تو فضول ہی زندگی گزار رہے ہیں۔"

وہ چاروں ساتھی دین ابراہیم کی تلاش میں مختلف ملکوں میں بٹ گئے۔ ورقہ بن نوفل نے نصرانیت قبول کر لی اور اس میں استحکام پیدا کر لیا، وہ اہل کتاب کا بہت بڑا عالم بن گیا۔

عبید اللہ بن جحش پہلے تو مذبذب رہا پھر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد حبشہ کی جانب اس نے مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کی، اس کے ساتھ اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان بھی تھی، وہ بھی مسلمان تھی۔ حبشہ میں پہنچ کر اس نے نصرانیت قبول کر لی، اسلام کو چھوڑ دیا اور نصرانیت پر ہی اس کی موت واقع ہوئی۔

عثمان بن حویرث روم کے بادشاہ قیصر کے پاس آیا اور اس نے نصرانیت قبول کر لی اور روم کے بادشاہ قیصر کے ہاں اس نے بڑا مقام و مرتبہ حاصل کر لیا۔

زید بن عمرو بن نفیل نے نہ یہودیت قبول کی اور نہ ہی نصرانیت، اپنی قوم سے وہ الگ ہو گیا۔ بتوں کی پوجا پاٹ سے علیحدگی اختیار کر لی اور اسی طرح مردار، خون، اور بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانوروں کا گوشت کھانے سے پہلو تہی اختیار کر لی۔ وہ دوسروں کو نومولود بچی کو زندہ درگور کرنے سے روکتا اور علی الاعلان یہ کہتا کہ میں تو رب ابراہیم کی عبادت کرتا ہوں اور اپنی قوم کو بت پرستی پر عار دلاتا اور انھیں برملا کہتا کہ یہ تم کیا حماقت کر رہے ہو؟

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا بہت بوڑھا ہو چکا تھا، بیت اللہ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا اور وہ قریشیوں کو مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا:

"قریشیو! مجھے قسم اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں زید بن عمرو کی جان ہے، تم میں سے میرے علاوہ کوئی بھی دین ابراہیم پر کاربند نہیں، تم سب دین ابراہیمی سے منحرف ہو چکے ہو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وہ کہتا:

"الٰہی! اگر مجھے علم ہوتا کہ تجھے کون سی ادا زیادہ پسند ہے تو میں اسی طرح تیری عبادت کرتا، لیکن میں حقیقت حال سے واقف نہیں پھر وہ سجدے میں چلا جاتا۔"

ابن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بتایا گیا کہ اس کا بیٹا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، یہ اس کے چچازاد بھائی تھے، دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

"یا رسول اللہ! کیا آپ زید بن عمرو بن نفیل کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: "ہاں!" فَإِنَّهُ يُبْعَثُ أُمَّةً وَحْدَهُ

"بلا شبہ اس اکیلے کو ایک امت کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔"

[مسند امام أحمد : ١٦٤٨]

[احمد شاکر کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے]

زید بن عمرو بن نفیل نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑتے ہوئے یہ اشعار کہے:

أَ رَبًّا وَاحِدًا أَمْ أَلْفَ رَبٍّ
أَدِيْنُ إِذَا تَقَسَّمَتِ الْأُمُوْرُ
عَزَلْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى جَمِيْعًا
كَذٰلِكَ يَفْعَلُ الْجَلْدُ الصَّبُوْرُ
فَلَا عُزّٰى أَدِيْنُ وَلَا ابْنَتَيْهَا
وَلَا صَنَمَيْ بَنِيْ عَمْرٍو أَزُوْرُ
وَلَا هُبَلًا أَدِيْنُ وَكَانَ رَبًّا
لَنَا فِي الدَّهْرِ إِذْ حِلْمِيْ يَسِيْرُ
عَجِبْتُ وَ فِي اللَّيَالِيْ مُعْجِبَاتٌ
وَ فِي الْأَيَّامِ يَعْرِفُهَا الْبَصِيْرُ
بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْنٰى رِجَالًا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَثِيْرًا كَانَ شَأْنُهُمُ الْفُجُوْرُ
وَأَبْقٰى اٰخَرِيْنَ بِبِرِّ قَوْمٍ
فَيَرْبُلُ مِنْهُمُ الطِّفْلُ الصَّغِيْرُ
وَبَيْنَا الْمَرْءُ يَفْتُرُ ثَابَ يَوْمًا
كَمَا يَتَرَوَّحُ الْغُصْنُ الْمَطِيْرُ
وَلٰكِنْ أَعْبُدُ الرَّحْمَانَ رَبِّيْ
لِيَغْفِرَ ذَنْبِي الرَّبُّ الْغَفُوْرُ
فَتَقْوَى اللّٰهِ رَبِّكُمْ اِحْفَظُوْهَا
مَتٰى مَا تَحْفَظُوْهَا الَاتَبُوْرُوْا
تَرَى الْأَبْرَارَ دَارُهُمْ جِنَانٌ
وَ لِلْكُفَّارِ حَامِيَةٌ سَعِيْرُ
وَ خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ، وَإِنْ يَمُوْتُوْا
يُلَاقُوْا مَا تَضِيْقُ بِهِ الصُّدُوْرُ

''جب معاملات پیچیدہ ہو جائیں تو ایک رب کے ساتھ لو لگاؤں یا ہزار رب کے ساتھ؟ میں لات وعزیٰ سب سے الگ ہوگیا، بہادر اور صابر شخص اسی طرح کیا کرتا ہے...... نہ تو میں عزیٰ کو تسلیم کروں گا نہ ہی اس کی دو بیٹیوں کو اور نہ ہی بنو عمرو کے بت کی زیارت کروں گا...... نہ ہی میں ہبل کو مانتا ہوں، وہ ہمارا رب تھا جب میری عقل کم تھی...... راتوں کو عجائبات دیکھ کر مجھے تعجب ہوا، دنوں میں بصیرت والا ہم پہچانتا ہے...... اللہ نے بہت سے ایسے مردوں کو فنا کر دیا کہ جن کا کام ہی فسق و فجور تھا...... دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے قوم کی نیکی کی وجہ سے انھیں باقی رکھا، یہاں تک کہ چھوٹے بچے جوان ہو گئے...... جب آدمی پرسکون ہوتا ہے تو کسی دن جھومتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح سرسبز ٹہنی لہلہاتی ہے...... لیکن میں تو اپنے رب رحمان کی عبادت کروں گا تاکہ بخشنے والا میرا رب میرے گناہ بخش دے...... تم اپنے رب اللہ کے تقویٰ کو محفوظ رکھو، جب تک تم اسے محفوظ رکھو گے ہلاک نہیں ہو گے...... تم نے دیکھا کہ نیک لوگوں کا گھر جنت ہے اور کافروں کا گھر تپتی ہوئی جہنم ...... زندگی میں بھی رسوائی ہے، اگر وہ مر جائیں تو ایسے عذاب سے واسطہ پڑے گا کہ جس سے سینے تنگے ہو جائیں گے۔"

زید بن عمرو نے مکہ سے باہر نکل کر اللہ کی سرزمین میں دین ابراہیم کو تلاش کرنے کی نیت کر رکھی تھی۔ جب بھی اس کی بیوی صفیہ بنت حضرمی اسے روانگی کے لیے تیار ہوتا دیکھتی تو وہ خطاب بن نفیل کو اطلاع کر دیتی، خطاب بن نفیل اپنی قوم کے دین کو چھوڑنے پر زید بن عمرو کو ڈانٹتے، جھڑکتے اور برا بھلا کہتے۔ خطاب بن نفیل کبھی زید بن عمرو کو سزا بھی دیتے اور اسے پکڑ کر مکہ کی بالائی جگہ پر لے جاتے وہاں میدان میں لے جا کر اسے قریشی نوجوان اور اوباش احمقوں کے سپرد کر دیتے، اور انھیں کہتے کہ اسے چھوڑنا نہیں، تاکہ یہ مکہ معظمہ میں داخل نہ ہو سکے۔ لیکن زید بن عمرو ان سے چھپ چھپا کر مکہ معظمہ میں داخل ہو جاتے، جب انھیں پتا چلتا تو خطاب بن نفیل نوجوانوں کو حکم دیتے تو وہ اسے مارتے ہوئے مکہ سے باہر لے جاتے۔ انھیں یہ خطرہ تھا کہ وہ ان کے دین میں فساد برپا کر دے گا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اس کی باتوں سے متاثر ہو کر اپنے آبائی دین کو چھوڑ بیٹھے۔

پھر زید بن عمرو دین ابراہیم کی تلاش میں مکہ معظمہ سے روانہ ہو گیا، راہبوں اور علما سے پوچھتا ہوا موصل شہر پہنچ گیا۔ سارا جزیرۂ عرب چھان مارا، سارے شام میں گھوما، پھر وہ سرزمین بلقاء کی بالائی جگہ پر بنائے گئے علمی مرکز میں پہنچا کہ جو نصرانیوں کا بہت بڑا علمی مرکز تھا۔ وہاں پہنچ کر دین ابراہیمی کے بارے میں پوچھا تو وہاں کے ذمے دار نے اسے بتایا کہ جس دین کی تلاش میں تم پھر رہے ہو اس پر آج کوئی بھی عمل پیرا نہیں۔ البتہ جس شہر سے تم آئے ہو وہاں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے، اسے دین ابراہیم دے کر مبعوث کیا جائے گا، آپ اپنے

www.KitaboSunnat.com

شہر چلے جائیں وہ نبی اب مبعوث ہونے والا ہے یہ اس کے ظہور کا زمانہ ہے۔ زید بن عمرو نے یہودیت اور نصرانیت کے بارے میں بھی معلومات حاصل کیں لیکن یہ ان دونوں نظریات سے مطمئن نہ ہو سکا، وہ راہب کی باتیں سن کر جلدی سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا لیکن جب سفر کرتا ہوا قبیلہ لخم کے علاقے میں پہنچا تو انھوں نے اسے قتل کر دیا۔

[سیرت ابن ھشام: ۱/۱۹۱۔۱۹۸]

عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کی عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شادی:

ابونعیم اصفہانی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ عاتکہ عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ علامہ ابوعمر ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ سیدہ عاتکہ مہاجر خواتین میں سے تھی، عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کی وہ بڑی حسین وجمیل خاتون تھی، جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ بیٹا شادی کے بعد بیوی پر فریفتہ دکھائی دیتا ہے اور جنگوں میں شمولیت قدرے کم ہونے لگی ہے تو انھوں نے بیٹے سے کہا کہ تم اسے طلاق دے دو۔ اسے طبعاً ناگوار گزرا لیکن جب باپ نے قدرے زور دے کر کہا تو اس نے طلاق دے دی۔ ایک دن وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا، جو باپ نے سن لیا:

وَلَمْ أَرَ مِثْلِي طَلَّقَ الْيَوْمَ مِثْلَهَا
وَلَا مِثْلُهَا فِي غَيْرِ جُرْمٍ تُطَلَّقِ

"میں نے اپنے جیسا کسی کو نہ دیکھا کہ جس نے اس جیسی کو آج طلاق دے دی، اور نہ اس جیسی کوئی دیکھی کہ جسے بغیر کسی جرم کے طلاق دے دی گئی ہو۔"

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل یہ منظر دیکھ کر نرم ہو گیا تو آپ نے بیٹے کو رجوع کرنے کی اجازت دے دی تو اس نے رجوع کر لیا۔ پھر جب لشکر اسلام نے طائف کا محاصرہ کیا تو مجاہدین میں سیدنا عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے، اسے تیر لگا اور وہ مدینہ پہنچ کر فوت ہو گیا۔ اس کی وفات پر سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا نے مرثیہ کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُزِئْتُ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ
وَ بَعْدَ اَبِي بَكْرٍ وَمَا كَانَ قَصَّرًا
فَآلَيْتُ لَاتَنْفَكُّ عَيْنِي حَزِيْنَةً
عَلَيْكَ وَلَا يَنْفَكُّ جِلْدِي اَغْبَرًا
مَدَى الدَّهْرِ مَا غَنَّتْ حَمَامَةٌ اَيْكَةٌ
وَمَا طَرَدَ اللَّيْلَ الصَّبَاحُ الْمُنَوَّرًا
فَلِلّٰهِ عَيْنًا مَنْ رَأَى مِثْلَهُ فَتًى
اَكَرَّ وَ اَحْمٰى فِي الْجِهَادِ وَ أَصْبَرَا
إِذَا شُرِعَتْ فِيْهِ الْاَسِنَّةُ خَاضَهَا
إِلَى الْمَوْتِ حَتّٰى يَتْرُكَ الرُّمْحَ أَحْمَرَا

''ان کے نبی ﷺ اور ابو بکر صدیق کے بعد بہترین شخص میرے نصیب میں آیا اور وہ کوتاہ نہیں تھا...... اللہ کی قسم! تیری جدائی میں میری آنکھ کی گرمی نہیں گئی اور نہ ہی میرے جسم کی غبار صاف ہوئی ہے...... ایک زمانہ ہوا کہ جنگلی کبوتری بھی نغمہ سرا نہیں ہوئی، اور روشن صبح نے رات کو بھی نہیں دھکیلا...... بخدا! کسی آنکھ نے اس جیسا نوجوان نہیں دیکھا کہ جو میدان جہاد میں آگے بڑھ کر حملہ کرنے والا، حفاظت کرنے والا اور صبر کرنے والا ہو...... جب میدان جہاد میں تیروں کی بوچھاڑ ہوتی ہے تو وہ موت کے منہ میں داخل ہو جاتا ہے اور نیزے کو سرخ رنگ کر دیتا ہے۔''

عمر رضی اللہ عنہ سے شادی:

جب سیدنا عبداللہ بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور سیدہ عاتکہ کی عدت پوری ہو گئی تو اس سے فاروق اعظم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی۔ ان کے ہاں سیدہ عاتکہ کو بڑا بلند مقام و مرتبہ میسر آیا اور اس نے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم، زہد اور تقویٰ سے بھرپور استفادہ کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دلی لگاؤ رکھتی تھی اور اسے بھی اپنی بیوی سے حد درجہ دلی لگاؤ تھا۔ اس نے اپنے مال کا ایک معقول حصہ اس کے نام کر دیا تھا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ مال تیرے اخراجات کے کام آئے گا اور میرے بعد کسی سے شادی نہ کرنا...... سیدنا عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب شہید ہو گئے اور اس کی عدت پوری ہو گئی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے شادی کا پیغام ملا۔ انھیں جب صورت حال سے آگاہ کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے حلال کیا ہے اسے تم نے اپنے لیے حرام قرار دے لیا۔ تو سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا نے سارا مال، جو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیا تھا، ورثا کو لوٹا دیا اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئی۔

علامہ ابو عمر ابن عبدالبر رحمہ اللہ اپنی کتاب التمہید میں لکھتے ہیں کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو اس نے تین شرائط رکھیں:

۱۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسے ماریں گے نہیں۔

۲۔ حق کہنے سے اسے روکیں گے نہیں۔

۳۔ مسجد نبوی میں اسے نماز پڑھنے سے منع نہیں کریں گے۔

موسیٰ بن عقبہ سالم سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اور مسجد نبوی میں اکثر اس کا آنا جانا تھا۔ سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا کو اس بارے میں کہا گیا تو اس نے کہا کہ میں اس وقت تک مسجد نبوی میں آنے جانے سے نہیں رکوں گی جب تک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے منع نہیں کریں گے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسے مسجد نبوی میں آمد و رفت سے روکنا پسند نہیں کرتے تھے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اس نے ایک ایسے شخص سے شادی کی کہ جو اسے مسجد نبوی میں بکثرت آنے جانے سے روکتا تھا۔ میں نے سالم سے پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا: ''زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ۔''

[الأصابة حافظ ابن حجر : ۲۲۸/۸]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دردناک جدائی:

نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے طویل عرصہ رسالت کی ذمہ داریاں نبھانے کے دوران مصائب و مشکلات کو برداشت کیا، پھر آپ نے یہ ارادہ کیا کہ لوگوں کے کانوں اور دلوں میں آخری پند و نصائح ڈال دی جائیں۔ آپ ﷺ محسوس کر رہے تھے کہ اب قافلہ ایمان زندگی کے صحرا میں اکیلا ہی محوسفر ہوگا۔ آپ قافلے میں شامل افراد کو درد بھرے انداز میں نصیحت کرنے لگے، جیسے ایک باپ سفر پر روانہ ہونے والے اپنے بیٹے کو طرح طرح کی ایسی نصیحتوں سے نوازتا ہے جو اس کے لیے مستقبل میں فائدہ مند ہوں۔

طیب و طاہر نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو ہدایت اور علم کی راہ پر گامزن ہونے کی تلقین کی اور پھر ان سے یہ گواہی لی کہ کیا میں نے آپ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟ کیا میں نے رسالت کا حق ادا کر دیا ہے؟ کیا آپ لوگوں نے میری باتیں غور سے سن لی ہیں؟ سب لوگ اس بات کا بیک زبان اعتراف کرتے ہیں کہ واقعی آپ نے رسالت کا فریضہ سرانجام دینے میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔

تریسٹھ سال بیت گئے، رسول اللہ ﷺ ہر کس و ناکس کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرتے، یعنی آپ وہ کتاب مقدس پڑھ کر سناتے کہ جس کو جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے آپ کے پاکیزہ دل پر اتارا گیا اور جس نے جاہلیت کی اس تمام میل کچیل کو دھو ڈالا کہ جس نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کے ذریعے عربوں میں ایک نسل کی تربیت کی، جو حقائق اور نشانِ راہ کو سمجھنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ شدید بیماری میں مبتلا ہو کر بستر مرگ پر دراز ہو گئے اور چند ہی دنوں میں ان کی پاکیزہ روح اپنے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔

غمزدہ گھر سے یہ اندوہناک خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ اس خبر سے کانوں میں سرسراہٹ پیدا ہونے لگی اور دل اس کے بوجھ سے بیٹھنے لگے، لوگوں کی بصیرت اور بصارت چکرانے لگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل ایمان نے محسوس کیا کہ مدینہ منورہ کے افق پر اندھیرا چھا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے نگاہوں سے اوجھل ہونے کے صدمے نے لوگوں کو حیران و پریشان کر دیا ہے اب انھیں پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ کیا کریں؟ ان کی دنیا اندھیر ہوگئی۔

اس اندوہناک موقع پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ بعض منافق لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں۔ سنو! رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے، وہ اپنے رب کی طرف گئے ہیں جس طرح موسیٰ بن عمران گئے تھے۔ وہ اپنی قوم سے چالیس دن غائب رہے پھر واپس آ گئے اور ان کے بارے میں بھی یہ خبر اڑا دی گئی تھی کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ ضرور واپس آئیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ وفات پا گئے ہیں۔

[فقه السيرة للغزالي، ص : ٥٠٥/ ٥١٩]

نبی کریم ﷺ کی وفات سے سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا بہت زیادہ غمگین ہوئی، قریب تھا کہ شدت غم سے اس کا دل پارہ پارہ ہو جاتا، اس نے نبی کریم ﷺ کی وفات پر یہ قصیدہ کہا:

وَ أَمْسَتْ مَرَاكِبُهُ وَ وَحِشَتْ
وَ قَدْ كَانَ يَرْكَبُهَا زَيْنُهَا
وَ أَمْسَتْ تَبْكِيْ عَلٰى سَيِّرٍ
تَرَدَّدَ عَبْدَتُهَا . عَيْنُهَا
وَ أَمْسَتْ نِسَاؤُكَ مَا تَسْتَفِيْقُ
مِنَ الْحُزْنِ يَعْتَادُهَا دِيْنُهَا
وَ أَمْسَتْ شَوَاحِبُ مِثْلَ النِّصَالِ
قَدْ عَطَلَتْ وَ كَبُّهَا لَوْنُهَا
يُعَالِجْنَ حُزْنًا بَعِيْدُ الذَّهَابِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ فِی الصَّدْرِ مُکْتَنِعٌ

هُوَ الْفَاضِلُ السَّيِّدُ الْمُصْطَفٰی

عَلَى الْحَقِّ مُجْتَمِعٌ دِيْنُهَا

فَكَيْفَ حَيَاتِيْ بَعْدَ الرَّسُوْلِ

وَ قَدْ حَانَ مِنْ مِيْتَةٍ حِيْنُهَا

[طبقات ابن سعد : ۲/ ۳۲۲]

''اس کی سواریاں گھبرا گئیں، جن پر وہ عمدہ سوار سواری کیا کرتا تھا......وہ اپنے سردار پر رونے لگیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ تیری بیویاں غم کی وجہ سے ہوش میں نہ آ سکیں گی، ان کے دین نے انھیں عادی بنا دیا ہے، جدائی کے غم میں لوگوں کے جسم لاغر، اس تلوار کی دھار کی مانند ہو گئے کہ جو تلوار بیکار ہو گئی ہو اور اس کا رنگ سیاہ ہو چکا ہو، وہ جدائی کے غم کی شدت سے تلملا رہی ہیں اور سینے میں غم کے بگولے اکٹھے ہو چکے ہیں، وہ فاضل، سید اور مصطفیٰ ہیں کہ جن کا دین سراپا حق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میری زندگی کیسی ہو گی جبکہ موت کا وقت قریب آ چکا ہے۔''

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور شہادت:

سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے آنگن میں اپنی عمر کے خوشگوار ترین دن بسر کیے۔ سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا نے فاروق اعظم کی خدمت میں دین کے لیے حیرت انگیز کارنامے دیکھے اور اس چیز کا بھی مشاہدہ کیا کہ وہ رعایا کی دیکھ بھال میں بہت زیادہ دلچسپی لیتے تھے...... اس کا اسلام لانا فتح و کامرانی کی نوید، اس کا ہجرت اختیار کرنا غلبے کا باعث اور اس کی حکمرانی عدل و انصاف کا ایک مثالی نمونہ تھی۔

یہاں تک کہ وہ دن آ گیا کہ جس میں اسے شہید کر دیا گیا، جس طرح کہ صادق و مصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے، آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے، پہاڑ لرزنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ پر اپنا پاؤں مار کر فرمایا:

''اے پہاڑ ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔'' [بخاری : ٣٦٧٥۔ ابوداؤد : ٤٦٥١۔ ترمذی : ٣٦٩٧، امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر ایک دھلا ہوا کپڑا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تیرا کپڑا نیا ہے یا دھلا ہوا ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ دھلا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِلْبَسْ جَدِيْدًا وَّ عِشْ حَمِيْدًا وَّ مُتْ شَهِيْدًا...... يُعْطِكَ اللّٰهُ قُرَّةَ عَيْنٍ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ)) [مسند امام احمد : ٢/٨٨۔ ابن ماجة : ٣٥٥١۔ طبرانی : ١٣١٢٧ الشیخ احمد شاکر کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے]

''نیا کپڑا پہنو، قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہادت کی موت مرو...... اللہ دنیا و آخرت میں تیری آنکھ کو ٹھنڈا کرے۔''

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ابو لولؤ مجوسی نے خنجر سے قتل کر دیا تو سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے غم میں یہ مرثیہ کہا:

عَيْنًا جُوْدِيْ بِعَبْرَةٍ وَ نَحِيْبٍ
لَا تَمَلِّيْ عَلَى الْإِمَامِ النَّجِيْبِ
قُلِ الْأَهْلَ الضَّرَّاءِ وَالْبُؤْسِ مُوْتُوْا
قَدْ سَقَتْهُ الْمَنُوْنُ كَأْسَ شَعُوْبٍ

''اے آنکھ! آنسوؤں اور سسکیوں کی سخاوت کر اور تو شریف الطبع امام پر اکتاہٹ کا اظہار نہ کر...... لڑنے والوں سے کہہ دو کہ مر جاؤ، اسے موت کا پیالہ پلا دیا۔''

سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا کی حواریٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہو گئی تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواریٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے، یعنی سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی۔

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نڈر شہسوار تھے، وہ موت سے نہیں ڈرتے تھے۔ وہ کسی ایسی جنگ سے پیچھے نہیں رہے کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے۔

سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کی، اس نے اپنی تمام زندگی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزاری۔ وہ یہ جانتی تھی کہ اسے شہادت کی موت آئے گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شہادت کی بشارت دے رکھی تھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر تھے تو وہ لرزنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حرا ٹھہر جاؤ، تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہداء ہیں۔''

پہاڑ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے۔ [مسلم، کتاب فضائل الصحابة : ٢٤١٧]

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا اظہار ہوتا ہے۔ ان میں ایک معجزہ یہ ہے کہ آپ نے ان کے بارے میں یہ اطلاع دی کہ یہ شہید ہوں گے، واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی سب کو شہادت نصیب ہوئی سیدنا عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم کو ظلم وستم کا نشانہ بنا کر شہید کیا گیا۔

سیدنا عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی شہادت تو مشہور ہے، ان تینوں کی شہادت کو تو امت مسلمہ کا ہر فرد جانتا ہے...... زبیر بن عوام کو بصرہ کے قریب وادیٔ سباع میں قتل کیا گیا جبکہ آپ جنگ کو چھوڑ کر واپس آ رہے تھے کیونکہ یہ جنگ دو مسلمان لشکروں کے درمیان تھی۔ اسی طرح طلحہ رضی اللہ عنہ بھی جنگ سے کنارہ کشی اختیار کر چکے تھے۔

اسے ایک طرف سے تیر آ کر لگا کہ جس سے وہ شہید ہو گئے کیونکہ یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس کو ظلم وستم کا نشانہ بنا کر قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔

[مسلم شرح نووی : ١٥/ ٢٧١-٢٧٢]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زبیر بن عوام کا قاتل ابن جرموز تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر وہی بھیجے جس کا وہ مستحق ہے، اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اجازت طلب کی، آپ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' آپ کو بتایا گیا کہ یہ ابن جرموز ہے، آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اسے اجازت دے دو۔''

ساتھ ہی یہ فرمایا کہ زبیر بن عوام کا قاتل جہنم میں داخل ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: ''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے میرا حواری زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہے۔'' [مستدرك حاكم : ٣/ ٣٦٧]

[حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی]

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہوئے غضبناک ہو کر ارشاد فرمایا:

''اے بدوی! تو نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیا کیونکہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا قاتل جہنم میں جائے گا۔''

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں، ہر بیوی کے حصے میں کثیر تعداد میں مال آیا۔

رحلت کا وقت:

سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا اپنی طویل زندگی جود وسخا، مہر و وفا اور ایثار و قربانی کی قابل رشک مثالیں قائم کرتے ہوئے گزارنے کے بعد بستر مرگ پر دراز ہوگئی اور اس کی روح اپنے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔ یہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے۔

سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا نے ۴۱ ہجری میں وفات پائی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، اور جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ اُسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

آج ہم اس گراں قدر مہکتی کلی کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جس کی مہک نے ساری کائنات کو بھر دیا اور تاریخ کے صفحات پر اس کی سیرت ہر اس مسلمان خاتون کے لیے راستے کا نور بن گئی کہ جو یہ جاننا چاہتی ہے کہ وہ اپنے دین اور عقیدے پر کیسے ثابت قدم رہے؟ اب ہم سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس جلیل القدر صحابیہ نے یکے بعد دیگرے تین جنتی شخصیات سے شادی کی اور وفادار، ایماندار، پرہیزگار اور پاکیزہ سیرت خاتون کا مثالی کردار ادا کیا۔

قبول اسلام:

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو انھوں نے اس حقیقت کو جان لیا کہ اسلام ایک بہت بڑی امانت ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے داعی الی اللہ بن کر نکلے، وہ تمام لوگوں کو جنت کی طرف دعوت دینے لگے کہ جس جنت کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ جن لوگوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ان میں سیدنا جعفر بن ابی طالب اور اس کی بیوی سیدہ اسماء بنت عمیس بھی تھی۔ [أصحاب الرسول ابو عمار محمود المصری : ۱/ ۵۵۰]

اس طرح سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت لے جانے کا اعزاز حاصل ہوا، بلاشبہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کے مقابلے میں کوئی اور نعمت پیش نہیں کی جا سکتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴾ [التوبة : ١٠٠]

''وہ مہاجر و انصار جنھوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی اور وہ جو راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔''

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایمان کے آنگن میں زندگی بسر کی۔ اس کا خاوند نبی کریم ﷺ کی محفل میں بیٹھا کرتا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ سے خیر و بھلائی کی تعلیم حاصل کرتا اور پھر وہ اپنی بیوی کو تعلیم دیتا۔

واہ واہ! اس سے بھی بڑھ کر کسی کو عمدہ زندگی میسر آ سکتی ہے؟ لیکن حالات کا ایک جیسا رہنا محال ہے۔

آزمائش:

سیدنا جعفر اور اس کی بیوی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو قریش کی جانب سے اس قدر دردناک اذیت پہنچائی گئی کہ اس کی شدت کو اللہ ہی جانتا ہے، لیکن دونوں میاں بیوی نے اس اذیت اور آزمائش میں صبر کا دامن تھامے رکھا۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ آزمائش ایک سنت ثابتہ ہے کہ جس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، کیونکہ جنت کا راستہ ناپسندیدہ رکاوٹوں میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ بس یہ آزمائش کا تھوڑا سا دور تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے لیے اپنی جنت اور رحمت کے دروازے کھول دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن اہل دنیا میں جس شخص کو سب سے زیادہ نعمتیں دی گئی ہوں گی اسے جہنم میں ایک ڈبکی دی جائے گی اور پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی کوئی بہتری دیکھی؟ کیا کبھی تجھے کوئی نعمت میسر آئی؟ تو وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہے گا: اللہ کی قسم! کبھی کوئی نعمت مجھے نہیں ملی، اسی طرح قیامت کے دن اس شخص کو لایا جائے گا جس کی ساری زندگی تنگی، غربت اور افلاس میں گزری، اسے جنت میں ایک ڈبکی دی جائے گی پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی کوئی تنگی یا تکلیف دیکھی؟ تو وہ کہے گا: اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! میری زندگی میں کبھی کوئی تنگی ترشی کا میرے پاس سے گزر نہیں ہوا اور نہ کبھی کوئی سختی میں نے دیکھی۔'' [مسلم، مسند احمد، نسائی ابن ماجة]

حبشہ کی طرف ہجرت:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طرح طرح کی تکالیف سے دو چار کیا جا رہا ہے اور آپ خود اللہ کے فضل و کرم اور چچا کی معاونت کی وجہ سے کافروں کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہیں۔ لیکن آپ مجبور ہیں، صحابہ کرام کو پہنچنے والی تکالیف کو روک نہیں سکتے تو آپ نے انھیں ارشاد فرمایا:

« لَوْ خَرَجْتُم إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ، وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ خَرَجًا مِمَّا كُنْتُم فِيهِ »

''اگر تم سرزمین حبشہ کی طرف چلے جاؤ تو وہاں ایک بادشاہ ہے کہ جس کے ہاں کوئی ظلم نہیں کیا جاتا، یہ صداقت کی سرزمین ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے کشادگی پیدا کر دے اور تم اس ماحول سے نکل آؤ جس میں آج مبتلا ہو۔''

یہ حکم پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرزمین حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ انھوں نے ہجرت کا یہ راستہ فتنے میں مبتلا ہونے کے اندیشے اور اپنے دین کی حفاظت کی خاطر اختیار کیا، یہ تاریخ اسلام کی پہلی ہجرت تھی۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی طرف روانہ ہوئی تا کہ ان تمام زخموں کا مداوی ہو سکے جو اسے اللہ کی راہ میں لگے، مہاجرین نجاشی کے آنگن میں پر امن زندگی بسر کرنے لگے۔ نجاشی بڑا انصاف پسند بادشاہ تھا اس نے مسلمانوں کا گرم جوشی سے استقبال کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انھیں ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی تاکہ وہ اپنے دین کے مطابق امن اور اطمینان سے زندگی بسر کر سکیں۔

جب قریش نے اپنے دو آدمی تحائف دے کر نجاشی کی طرف بھیجے کہ وہ مسلمانوں کو حبشہ سے نکال کر ان کے سپرد کر دے اور انھیں وہ مزا چکھا سکیں تو نجاشی نے صاف انکار کر دیا اور قریش کا مطالبہ پورا نہ کیا، کیونکہ نجاشی نے مہاجرین کی صداقت اور دین پر ان کی ثابت قدمی بچشم خود دیکھ لی تھی اور اس نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ مسلمان اللہ کی اطاعت پر کاربند ہیں۔ [أصحاب الرسول از ابو عمار محمود المصری : ۵۵۸-۵۵۳/۱]

بعد ازاں حبشہ کا حکمران نجاشی بھی مسلمان ہو گیا۔ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند جعفر بن ابی طالب کے ساتھ سر زمین حبشہ میں سعادت کی زندگی بسر کی اور وہاں اس کے تین بیٹے ہوئے جن کے نام عبداللہ، محمد اور عون تھے۔

سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حبشہ میں دس سال کا عرصہ نہایت امن و آشتی اور اطمینان سے گزارا۔ وہ پورے اطمینان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے، انھیں اس دوران کسی قسم کی تکلیف یا دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ دن رات جو انھیں قریشی کفار کی جانب سے طرح طرح کی تکالیف دی جاتی تھیں ان سے بالکل محفوظ رہے۔

پھر وہ نبی کریم ﷺ کا دیدار کرنے کے لیے کشاں کشاں مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے یہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کا دل میں شوق لیے مدینہ منورہ اس وقت پہنچے جب آپ ﷺ خیبر فتح کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ [أصحاب الرسول : ۵۵۹/۱]

کشتی والوں کی دو ہجرتیں:

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم یمن میں تھے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی روانگی کی خبر پہنچی، میں اور میرے دو بھائی، میں ان میں چھوٹا تھا، رسول اکرم ﷺ کے پاس جانے کے لیے مہاجرین کے ساتھ نکلے۔ میرے ایک بھائی کا نام ابو بردہ اور دوسرے کا نام ابو رہم تھا، ہمارا قافلہ قوم کے باون یا ترپن افراد پر مشتمل تھا۔ ہم ایک کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبشہ پہنچا دیا۔ وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی، ہم کچھ عرصہ وہاں اس کے ساتھ رہے۔ پھر ہم سب مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جبکہ آپ خیبر فتح کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ لوگ ہم کشتی والوں کو یہ کہتے تھے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر حبشہ سے آئی تھی، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کے لیے گئی۔ یہ پہلے مہاجرین کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گئی تھی۔ وہ سیدہ حفصہ کے پاس بیٹھی تھی کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہے۔ فرمایا: حبشیہ، بحریۃ۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: ''ہاں وہی!''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں آپ لوگوں سے پہلے ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، ہم تمھاری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ حق رکھتے ہیں، سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا یہ بات سن کر طیش میں آ گئی اور کہنے لگی: اللہ کی قسم! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ تمھارے بھوکوں کو کھانا کھلاتے اور تمھارے جاہلوں کو نصیحت کرتے۔ ہم سر زمین حبشہ میں بہت دور رہے اور یہ دوری صرف اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر تھی۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ ہی پانی پیوں گی جب تک کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ سب کچھ نہ بتا دوں جو آپ نے کہا ہے اور آپ سے حقیقت حال دریافت نہ کر لوں کہ کیا واقعی ہم فضل و شرف میں پیچھے رہ گئے؟ ہمیں سفر کی تکالیف سے دوچار ہونا پڑا، ہم پہ خوف کے سائے چھائے رہے، جدائی کا غم ہم نے سہا۔ اللہ کی قسم! میں نہ جھوٹ بولوں گی اور نہ بات کرنے میں کمی بیشی کروں گی۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ یہ باتیں کی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے کیا جواب دیا، اس نے کہا:

''میں نے جواب میں یہ یہ باتیں کی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک ہجرت کر کے اسے اور اس کے ساتھیوں کو مجھ پر زیادہ حق جتانے کی کوئی حیثیت حاصل نہیں، اے کشتی والو! تم نے تو دو ہجرتوں کی سعادت حاصل کی ہے۔"

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ابو موسیٰ اور کشتی والوں کو دیکھا کہ وہ میرے پاس جتھوں کی صورت میں یہ حدیث سننے کے لیے آنے لگے۔

"انھیں دنیا میں سب سے زیادہ خوشی اس بات پر تھی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں یہ ارشاد فرمایا کہ اے کشتی والو! تم نے دو ہجرتوں کی سعادت حاصل کی ہے، تم بڑے خوش نصیب ہو۔" [بخاری: ٤٢٣٠۔ مسلم: ٢٥٠٢]

دردناک جدائی:

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے لیے اپنے خاوند سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایمان کے آنگن میں پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی بسر کرنے کے بعد آخر وہ دن بھی آ گیا کہ جس میں دونوں میاں بیوی کے درمیان جدائی ہو گئی۔ ہوا اس طرح کہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ جنگ موتہ کے لیے روانہ ہوئے اور جنگ کے دوران دادِ شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔

ان کی شہادت کی داستان کچھ اس طرح وقوع پذیر ہوئی۔

جنگ موتہ اور شہادت:

رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضا ادا کرنے کے لیے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف واپس آئے۔ راستے میں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے ان بھائیوں سے کچھ واقعات سنے جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بدر، احد اور دیگر معرکوں میں حصہ لیا تھا اور ان کے دلوں میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور شہادت کی کامیابی حاصل کرنے کا شوق بہت زیادہ پایا جاتا تھا، تھوڑے ہی عرصے بعد رسول اللہ ﷺ نے جمادی الاولیٰ ۸ ہجری کو موتہ کی جانب لشکر اسلام کو روانہ کیا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام کا امیر مقرر کیا اور فرمایا:

"اگر زید کو شہید کر دیا گیا تو اس کی جگہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کا امیر ہو گا، اور اگر جعفر کو شہید کر دیا گیا تو عبداللہ بن رواحہ لشکر اسلام کا امیر ہو گا۔ جب لشکر اسلام سرزمین شام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاقے بلقاء میں پہنچا تو معان نامی مقام پر پڑاؤ کیا جو سرزمین شام میں واقع تھا، وہاں انھیں یہ خبر پہنچی کہ روم کا بادشاہ ہرقل دو لاکھ کی فوج لے کر مقابلے کے لیے میدان میں نکل آیا ہے، اس کے لشکر میں ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ دیگر علاقہ جات کے لوگ شامل تھے۔ اس دو لاکھ رومی لشکر کے مقابلے میں صرف تین ہزار بہادر حاملین قرآن تھے، ان بہادروں کا اس وقت کے بتوں کے پجاریوں سے مقابلہ تھا دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا، آپس میں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے۔ زید بن حارثہ لشکر اسلام کی قیادت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لے کر آگے بڑھے، اور جوش و ولولہ سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ ایک نیزہ انھیں لگا جس سے وہ جام شہادت نوش کر گئے، پھر سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا۔ دشمن قوم سے لڑے اور جام شہادت نوش کر گئے۔ شہید ہونے سے پہلے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دی تھیں تاکہ کوئی دشمن اسے استعمال نہ کر سکے۔ میدان جنگ کی تاریخ میں سب سے پہلے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کی کوچیں کاٹنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ وہ جوش و جذبے سے دشمن کے ساتھ نبرد آزما تھے اور لڑائی کے دوران یہ اشعار پڑھ کر رہے تھے:

يَا حَبَّذَا الْجَنَّةُ وَاقْتِرَابُهَا
طَيِّبَةٌ وَ بَارِدٌ شَرَابُهَا
وَالرُّوْمُ رُوْمٌ قَدْ دَنَا عَذَابُهَا
كَافِرَةٌ بَعِيْدَةٌ أَنْسَابُهَا
عَلَيَّ إِنْ لَاقَيْتُهَا ضِرَابُهَا

"واہ واہ! جنت اور اس کا قرب...... عمدہ اور ٹھنڈا اس کا مشروب...... رومیوں پر عذاب کا وقت قریب آ گیا...... وہ کافر ہیں ان کے خاندان دور...... جب میں ان سے ملوں تو مجھ پر ان کو مارنا ضروری ہو گیا۔"

ابن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے اہل علم میں سے ثقہ راوی نے بتایا کہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کا جھنڈا دائیں ہاتھ میں پکڑا، ہاتھ کو کاٹ دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا بائیں ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تھام لیا۔ اسے بھی کاٹ دیا گیا تو اس نے جھنڈا دونوں بازوؤں میں تھام لیا، اس وقت اس کی عمر تینتیس سال تھی اللہ تعالیٰ نے کٹے ہوئے دو ہاتھوں کے بدلے اسے دو پر عطا کر دیے اور وہ جنت میں جہاں چاہتا ہے پرواز کر کے چلا جاتا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جنگ موتہ میں رسول اللہ ﷺ نے لشکر اسلام کا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا:

''اگر زید شہید ہو گیا تو امیر لشکر جعفر ہو گا، اور اگر وہ شہید ہو گیا تو امیر لشکر عبداللہ بن رواحہ ہو گا۔''

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''میں بھی اس جنگ میں موجود تھا۔ ہم نے تلاش کیا تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہداء میں پڑے تھے، ہم نے اس کے جسم میں نیزوں اور تیروں کے نوے زخم دیکھے۔''

[بخاري : ٤٢٦١]

نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وفات پا جانے کی خبر ملی تو آپ نے اللہ کی راہ میں ان کے شہید ہونے کی خوشخبری دی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا وہ شہید ہو گیا، پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا تو وہ شہید ہو گیا۔ پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا تو وہ بھی شہید ہو گیا۔ یہ بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، پھر لشکر اسلام کا امیر نہ ہوتے ہوئے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا اور اس نے فتح حاصل کی۔ [بخاري ، ١٢٤٦ ـ نسائي : ٤/ ٢٦]

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بتایا کہ میں نے جنگ موتہ کے دن جعفر رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھا وہ شہید ہو چکا تھا۔ اس کے جسم میں پچاس تیروں اور تلواروں کے زخم تھے اور سب زخم اس کے جسم کے سامنے کی طرف تھے کوئی ایک زخم بھی پیٹھ پر نہ تھا۔

[بخاري : ٤٢٦٠]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت میں پرواز:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا، میں نے اس میں دیکھا کہ جعفر رضی اللہ عنہ فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہیں اور حمزہ اپنی چارپائی پر ٹیک لگائے ہوئے ہے۔'' [المعجم الکبیر طبرانی۔ مستدرك حاکم: علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع: ۳۳۵۸]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو سلام کہتے تو یوں کہتے: ''اے ذوالجناحین کے بیٹے! السلام علیک۔'' [بخاری، کتاب المغازی: ۲۷۰۹۔]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دو ہاتھوں کے بدلے جنت میں دو پر عطا کر دیے تھے۔'' [البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر: ۲۵۶/۳]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اپنے دو پروں کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے دیکھا۔'' [ترمذی۔ حاکم۔ صحیح الجامع: ۳۴۵۹]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے ابو طالب کے بیٹے کو دیکھا کہ وہ جنت میں فرشتے کا روپ دھارے ہوئے ہے، اس کے قدم خون سے لت پت تھے اور وہ جنت میں محو پرواز ہے۔'' [مستدرك حاکم۔ فتح الباری۔ الاستیعاب، حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رات کو جعفر فرشتوں کی جماعت کے ساتھ میرے پاس سے گزرے، اس کے پر خون سے لت پت تھے اور اس کا دل سفید تھا۔'' [فتح الباری: ۹۶/۸]

سیدنا عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تجھے مبارک ہو، تیرا باپ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔'' [فتح الباری: ۹۶/۷ علامہ طبرانی نے کہا کہ اس حدیث کی سند حسن ہے]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے:

"جعفر رضی اللہ عنہ جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ پرواز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسے دونوں ہاتھوں کے بدلے دو پر عطا کر دیے ہیں۔" [فتح الباری : ۹٦/۷]

نبی کریم ﷺ کا جعفر رضی اللہ عنہ پر غمگین ہونا:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں خبر سنی تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف گئے تاکہ اسے اس کے شہید ہونے کی خبر دے دیں۔ ہائے یہ منظر کس قدر عجیب وغریب ہوگا کہ جس میں دل خون کے آنسو روتے ہوں گے۔

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، میں آٹا گوندھ چکی تھی اور اپنے بیٹوں کو نہلا کر انھیں تیل لگا کر صاف ستھرے کپڑے پہنا رہی تھی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

"جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ، میں انھیں آپ کے پاس لے آئی آپ نے انھیں بوسہ دیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ میں نے کہا:

"یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ خیر کرے، آپ رو کیوں رہے ہیں؟ کیا آپ کو جعفر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی غمناک اطلاع پہنچی ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! آج وہ شہید ہو گئے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں یہ سن کر اٹھی اور میری چیخ نکل گئی جسے سن کر عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں۔"

رسول اللہ ﷺ اپنے گھر روانہ ہو گئے، آپ نے ارشاد فرمایا:

« لَا تَغْفُلُوا اٰلَ جَعْفَرٍ مِنْ اَنْ تَصْنَعُوْا لَهُمْ طَعَامًا فَاِنَّهُمْ قَدْ شُغِلُوْا بِأَمْرِ صَاحِبِهِمْ » [ابو داؤد، ابن ماجة، ترمذی]

"آل جعفر کو نظر انداز نہ کرو، ان کے لیے کھانا تیار کرو، وہ اپنے ساتھی کی شہادت کے معاملے کی وجہ سے مشغول ہیں۔"

[علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح ابن ماجہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب:

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا عبادت گزار، روزے دار اور راتوں کو قیام کرنے والی بن کر رہنے لگی۔ جب اس کی عدت پوری ہوگئی تو آپ سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو کتنی بڑی عزت ملی کہ انبیا و مرسلین کے بعد سب سے بڑی شخصیت اس کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری میں بڑی مبارک اور پاکیزہ زندگی بسر کی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بریت:

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی یہ بہت بڑی فضیلت و منقبت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سات آسمانوں کے اوپر سے بری قرار دیا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنو ہاشم کے چند اشخاص اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، اس وقت یہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر آئے تو یہ اشخاص گھر میں موجود تھے، آپ نے انھیں اپنے گھر میں دیکھا تو آپ نے اس کو برا جانا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

''میں نے صرف بنی ہاشم کے چند افراد کو اپنے گھر میں دیکھا جو مجھے ناپسند لگا البتہ خیر و بھلائی کے علاوہ میں نے کچھ نہ دیکھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہ اللہ نے اسے بری قرار دے دیا ہے، مجھے وحی کے ذریعے اس کی اطلاع ہو چکی ہے۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا:

''لوگو! خبردار تم میں سے کوئی کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا خاوند غیر حاضر ہو، مگر یہ کہ اس کے ہمراہ ایک دو آدمی ہوں۔'' [مسلم: ۲۱۷۳]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجۃ الوداع اور ولادت مبارکہ:

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی قیادت میں حجۃ الوداع کرنے کیلئے روانہ ہوئی تو اس نے احرام کی حالت میں محمد نامی بیٹے کو جنم دیا۔ سعید بن میتب کہتے ہیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ذوالحلیفہ میں محمد نامی بچے کو جنم دیا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے واپس لوٹانے کا ارادہ کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے حکم دو کہ وہ غسل کرے پھر حج کا احرام باندھے۔'' [طبقات ابن سعد : ۸/۲۸۳]

غم تازہ ہوتے ہیں:

بڑی تیزی سے دن گزرنے لگے، یہاں تک کہ وہ دن بھی آ گیا جس میں حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ وفات پا گئے۔ آپ کی وفات سے ساری دنیا پر اندھیرا چھا گیا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو شدید صدمہ ہوا، قریب تھا کہ غم کی شدت سے اس کا دل پارہ پارہ ہو جائے۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے قرب کو محسوس کیا تو اپنی بیوی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو وصیت کی کہ میرے فوت ہو جانے کے بعد وہ اسے غسل دے۔ جس دن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو وصیت کے مطابق سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے میت کو غسل دیا۔

سعادت کی گھڑی:

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو اپنے پہلے دونوں خاوندوں سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا غم تو تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں یہ شرف لکھ دیا تھا کہ وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گی۔ تا کہ یکے بعد دیگرے تین ایسی شخصیات کی بیوی ہونے کا شرف حاصل ہو جو اہل جنت میں سے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو اس نے آپ کے ساتھ زندگی کے بڑے مبارک دن بسر کیے، زندگی بھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزار رہی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفا کی چوٹی:

وفا پر ثابت قدم رہنا عورتوں کا سب سے افضل اور گرانقدر زیور ہے۔ اسی لیے مسلمان عورت خاوند کی موافقت پر کمر بستہ رہتی ہے اور اس کے ساتھ خلوص دل سے پیش آتی ہے۔ مسلمان عورت اپنے خاوند کی طبیعت کے مطابق عمل پیرا ہوتی ہے۔ اکثر و بیشتر دیکھنے میں آیا ہے کہ مسلمان عورت اپنے خاوند کے ساتھ دلی خلوص، عمدہ اخلاق اور شیریں کلام سے پیش آتی ہے۔

مسلمان عورت خاوند کا نام و نشان مٹ جانے کے بعد بھی اس سے وفاداری کا دم بھرتی ہے، بیوی کی وفاداری خاوند کے لیے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے دیکھیے کہ جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اسے حکم ہے کہ وہ چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ اس دوران نہ وہ خوشبو لگائے نہ نئے کپڑے زیب تن کرے اور نہ ہی اپنے خاوند کا گھر چھوڑ کر اپنے والدین کے گھر جائے۔ یہ عورت کی طرف سے وفاداری کی ایک بہت عمدہ مثال ہے اور اسے ہر مسلمان عورت کے لیے ضروری قرار دے دیا گیا۔

مسلمان عورت اپنے خاوند کے فوت ہو جانے کے بعد بھی اس کے اچھے کارناموں اور قابل رشک خوبیوں کا گاہے بگاہے تذکرہ کرتی رہتی ہے اور اس کے فضائل و مناقب کا تذکرہ کرنے میں کوئی حجاب محسوس نہیں کرتی۔ [المرأة العربية : ٢/ ٨٩]

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی پہلے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی، اس کی شہادت کے بعد یہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں آئی، ان کی وفات کے بعد یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئی۔

ایک دفعہ یہ ہوا کہ محمد بن جعفر اور محمد بن ابو بکر ایک دوسرے پر فخر کرتے ہوئے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ میں تجھ سے زیادہ معزز ہوں کیونکہ میرا باپ تیرے باپ سے زیادہ بہتر تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دونوں بیٹوں کی بحث سن کر کہا کہ اے اسماء! ان کے درمیان تم ہی فیصلہ کرو۔ اس نے کہا:

''میں نے سرزمین عرب میں جعفر رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی جوان نہیں دیکھا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بہتر کوئی بوڑھا نہیں دیکھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے لیے تو آپ نے کچھ بھی نہ چھوڑا، اس نے کہا: تینوں میں آپ بھی تو بہتر ہیں۔" [طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ الإصابة: ۷/ ٤٩١]

رحلت کا وقت:

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری میں طویل زندگی بسر کی۔ اس نے اللہ کے دین کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کی، پھر وہ بستر مرگ پر ابدی نیند کی آغوش میں چلی گئی تاکہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی تو آپ اس پر راضی تھے۔ یہ یکے بعد دیگرے جن کے حبالۂ عقد میں رہی وہ سب اس پر خوش اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے تھوڑے عرصے بعد ہی وفات پا گئیں۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد تھوڑا عرصہ زندہ رہی"

میں سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی سیرت کا تذکرہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان پر ختم کرتا ہوں۔ نبی ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

«اَلْأَخَوَاتُ الْمُؤْمِنَاتُ مَيْمُونَةُ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أُمُّ الْفَضْلِ امْرَءَةُ الْعَبَّاسِ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ اِمْرَءَةُ جَعْفَرٍ وَ اِمْرَءَةُ حَمْزَةَ وَهِيَ أُخْتُهُنَّ الْأُمِّهِنَّ» [مجمع الزوائد الهيثمي: ١٥٤١٩]

"مومن بہنیں نبی کریم ﷺ کی بیوی میمونہ، عباس کی بیوی ام الفضل، جعفر کی بیوی اسماء بنت عمیس اور حمزہ کی بیوی، یہ ماں کی طرف سے ان تینوں کی بہن تھی۔"

اللہ سیدہ اسماء سے راضی ہوا اور اسے گرانقدر فضائل و مناقب سے سرفراز کیا۔ اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور جنت الفردوس اس کا ٹھکانا بنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا

آج ہم دل کی گہرائی سے اس دانشور مبلغہ کو خراج تحسین پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جس نے دین کی دعوت کو اپنے دل میں جگہ دی، اس کی قدر و منزلت کو جانا اور وہ اپنی دنیا سے نکلی تا کہ لوگوں کو ارض و سماء کے رب کی عبادت کی طرف دعوت دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعوت کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں انشراح پیدا کر دیا اور اس دعوت کو بہت سے لوگوں کے اسلام قبول کرنے کا باعث بنا دیا۔ یہ جلیل القدر خاتون ام شریک تھی اور اس کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم تھا۔

اس خاتون کی داستان حیات اگرچہ مختصر ہے لیکن اس کے سدا بہار اور عظیم کارنامے قابل رشک ہیں۔

انسان کی عمر کو دنوں پر نہیں پرکھا جاتا بلکہ اس کی عمر کو اس کے کارناموں پر پرکھا جاتا ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی عمر بڑی لمبی ہوتی ہے لیکن ان کا کوئی قابل ذکر کارنامہ نہیں ہوتا اور بہت سے ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن کی عمر بڑی مختصر ہوتی ہے لیکن ان کے بہت زیادہ کارنامے زبان زدِ عام ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایک انسان سو سال عمر گزارتا ہے اور اس کے ذریعے کسی ایک انسان کو بھی ہدایت نصیب نہیں ہوتی اور بعض اوقات یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کوئی انسان صرف چند سال زندگی گزارتا ہے اور وہ اپنے دل میں اس دین کی امانت کو اٹھاتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ سینکڑوں انسانوں کے اسلام قبول کرنے کا سبب بنا دیتا ہے۔

اسی نوعیت کی سعادت ہماری جلیل القدر مہمان خاتون کے ساتھ پیش آئی۔ مختصر عمر میں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عظیم کارنامے سرانجام دیے اور دعوت کے ذریعے بہت سے لوگوں کے اسلام قبول کرنے کا سبب بنی۔

آیئے ! اب ہم اس جلیل القدر دانشور خاتون سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی معلوم کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

دعوت الی اللہ انبیا کا وظیفہ:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾

[فصلت : ٣٣]

”اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی ہو سکتی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔“

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” دعوت الی اللہ رسولوں اور ان کے پیروکاروں کا طرزِ عمل رہا ہے۔ وہ اپنی اقوام میں رسولوں کے خلفاء ہوتے ہیں اور لوگ ان کے تابع ہوتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول ﷺ کو یہ حکم دیا کہ جو اس کی طرف اتارا گیا اس کو وہ دوسروں تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت اور لوگوں سے بچائے رکھنے کی ضمانت دی، اس طرح امت میں تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے والوں کی حفاظت بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے ہر فرد کو تبلیغ کا حکم دیا، خواہ اسے ایک آیت ہی کا علم ہو اور جس نے ایک حدیث کو بھی لوگوں تک پہنچایا نبی کریم ﷺ نے اس کے حق میں دعا کی۔ تبلیغ کی سنت دشمن کے سینوں میں تیر اتارنے سے بھی افضل عمل ہے۔

بہت سے لوگ تبلیغ کا کام کرتے ہیں، لیکن تبلیغ کا حق انبیاء علیہم السلام کے ورثا ہی ادا کرتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمیں بھی انھی میں سے کر دے۔

[جلاء الافہام، ص : ٢٤٩]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو دعوت دینے کا طریقہ:

سچا مبلغ اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں کیسے جگہ بنائی جا سکتی ہے۔ وہ ہمیشہ مسکراتا رہتا ہے اور لوگوں کے ساتھ بڑی رحم دلی اور شفقت سے پیش آتا ہے۔ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی چلتی پھرتی تصویر نظر آتا ہے۔

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۵۹]

''اے پیغمبر! یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو، ورنہ اگر کہیں تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمھارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے، ان کے قصور معاف کر دو، ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو، پھر جب تمھارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو، اللہ پر بھروسہ کرو اللہ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''معرفت سے آراستہ شخص لوگوں کو ترک دنیا کا حکم نہیں دیتا کیونکہ وہ اس کے ترک کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، وہ انھیں دنیا کے امور سرانجام دیتے ہوئے گناہوں کو ترک کرنے کا حکم دیتا ہے۔''

یاد رہے کہ ترک دنیا ایک فضیلت ہے اور گناہوں کو ترک کرنا فرض ہے۔ جو فرض پر کاربند نہیں ہوتا اسے ترکِ دنیا کا کیسے حکم دیا جا سکتا ہے۔

اگر لوگوں کے گناہوں کو ترک کرنا دشوار ہو تو آپ یہ کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، انعامات و احسانات اور اس کی صفات کمالیہ وصفات جلالیہ کا تذکرہ کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت ان کے دلوں میں پیدا کریں۔ کیونکہ لوگوں کے دلوں میں فطرتاً اللہ تعالیٰ کی محبت پائی جاتی ہے جب لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے آشنا ہو جائیں گے تو ان کے لیے گناہوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑنا آسان ہو جائے گا۔ پھر وہ استقلال اور اصرار کے ساتھ گناہوں کے ارتکاب پر آمادہ نہیں ہوں گے۔[الفوائد الامام ابن قیم، ص : ۲۴۳]

آسمان سے پانی آنا:

آیئے ! اب ہم یہ جاننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں کہ اس کے ایمان کی صداقت بہت سے مشرکین کے اسلام قبول کرنے کا سبب کیسے بنی؟

جب سیدہ ام شریک مکہ میں تھی تو اسلام اس کے دل میں گھر کر گیا اور ایمان اس کے دل میں پیوست ہو گیا۔ وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ گئی کہ دین اسلام کے حوالے سے اس پر کیا فرض عائد ہوتا ہے۔ اس نے اپنی زندگی کو توحید کی دعوت پھیلانے کے لیے وقف کر دیا اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی سربلندی کے لیے کمربستہ ہو گئی۔

جلیل القدر خاتون سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا ابتدائی مرحلے میں خفیہ طور پر قریش کی عورتوں کے پاس جاتی، انھیں دعوت دیتی اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتی اور اس کام میں نہ وہ تھکاوٹ محسوس کرتی اور نہ ہی اکتاہٹ۔

وہ اس بات کو اچھی طرح جانتی تھی کہ مصائب و آلام اس کے انتظار میں ہیں، بس قربانی دینے کا وقت آیا ہی چاہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمان کوئی ایسا کلمہ نہیں جو صرف زبان سے کہہ دیا جائے۔ ایمان ایک حقیقت ہے، اس کے قبول کرنے سے طرح طرح کی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایمان ایک امانت ہے، ایمان جہاد کا نام ہے جو صبر کا محتاج ہے۔ کچھ وقت گزر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت نے چاہا کہ امتحان کا دور شروع ہو اور آزمائش درپیش ہو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جلیل القدر خاتون سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے دل میں اسلام گھر کر چکا تھا جبکہ وہ مکہ معظّمہ میں رہائش پذیر تھی۔ وہ مسلمان ہو گئی اور خفیہ طور پر قریشی خواتین کے پاس جایا کرتی تھی، انھیں دعوت دیتی اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دلاتی۔ اس کی یہ سرگرمی اہل مکہ پر ظاہر ہو گئی تو انھوں نے اسے پکڑ لیا، انھوں نے کہا کہ اگر تیری قوم نہ ہوتی تو ہم تجھے اذیتناک سزا دیتے، لیکن ہم تجھے ان کی طرف لوٹا دیں گے۔ فرماتی ہیں کہ انھوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مجھے اونٹ پر سوار کر لیا جس پر کوئی زین وغیرہ نہیں رکھی گئی تھی۔ پھر انھوں نے مجھے تین دن اس حالت میں رکھا کہ نہ انھوں نے مجھے کھانا دیا اور نہ ہی پانی۔ ایک جگہ انھوں نے پڑاؤ کیا۔ جب وہ کسی جگہ پڑاؤ کرتے تو مجھے دھوپ میں ٹھہراتے اور خود سائے میں بیٹھتے، مجھے کھانے پینے کے لیے کچھ بھی نہ دیتے پھر وہاں سے چل پڑتے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ ٹھنڈی سی چیز میرے سامنے آئی، میں نے اسے پکڑ لیا تو وہ پانی کا ڈول تھا۔ تو میں نے اس سے تھوڑا سا پانی پیا، پھر وہ مجھ سے اوپر اٹھا لیا گیا۔ پھر وہ واپس آیا تو میں نے اسے پکڑا اور اس سے تھوڑا سا پانی پیا، پھر وہ اوپر اٹھا لیا گیا۔ پھر وہ میرے قریب واپس آیا اس طرح کئی دفعہ ہوا، یہاں تک کہ میں نے خوب جی بھر کر پیا اور سیراب ہو گئی۔ جو پانی ڈول میں بچا اس کو میں نے اپنے اوپر انڈیل دیا، جس سے میرا جسم اور کپڑے تر ہو گئے۔

جب وہ لوگ نیند سے بیدار ہوئے تو انھوں نے پانی کے اثرات دیکھے۔ مجھے دیکھا تو میں پہلے سے کہیں زیادہ اچھی شکل وصورت کی دکھائی دی، تو انھوں نے کہا کہ کیا تو نے ہمارا پانی پینے اور نہانے کے لیے استعمال کیا ہے؟ میں نے کہا: ''ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! میں نے تمھارے پانی کا ایک قطرہ بھی استعمال نہیں کیا۔''

میرے ساتھ تو یہ معاملہ ہوا، میں نے پیش آنے والا سارا واقعہ انھیں سنا دیا۔ انھوں نے کہا:

''اگر تو سچی ہوئی تو تیرا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔''

انھوں نے اپنے مشکیزوں کو دیکھا وہ بدستور پانی سے بھرے ہوئے تھے، وہ سب کے سب اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ [الأصابة: ۸/ ۲۴۸۔ حلیة الاولیاء: ۲/ ۶۶]

اس طرح اللہ اپنے سچے اولیاء کی عزت وتکریم کرتا ہے۔ سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا نے دعوت الی اللہ کے میدان اور ایمان وعقیدے کے حوالے سے ثابت قدم رہنے میں ایک مثالی کردار ادا کیا۔

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا صبر کرنے والی، خوش رہنے والی، اجر وثواب کی نیت رکھنے والی خاتون تھی۔ اسے اپنی دعوت کی ذمے داری کامیابی کے ساتھ نبھانے پر اجر وثواب کے ملنے کی واثق امید تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« مَنْ دَعَا إِلٰی هُدًی كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَ مَنْ دَعَا إِلٰی ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلَ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا » [مسلم : ٤/ ح ١٦۔ ابو داؤد : ٤/ ح ٤٩٠٩۔ ترمذی : ٥/ ح ٢١٧٤]

”جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی، جن لوگوں نے اس ہدایت کے راستے کی پیروی کی ان سب کے اجر وثواب کے مطابق اسے اجر ملے گا، اوران کے اجر وثواب میں کمی نہیں کی جائے گی...... اور جس نے کسی گمراہی کی دعوت دی تو اسے ان تمام لوگوں کے گناہوں کے مطابق گناہ ملے گا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔“

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

« لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ » [بخاری : ٣٠٠٩/٦۔ مسلم : ٤/ ح ٣٤]

”اگر تیرے ذریعے کسی ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، اللہ نے جنت الفردوس اس کا ٹھکانا بنا دیا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا

اب ہم ایک اور عطر بیز کلی کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو دنیا میں ایک نادر نوعیت کی تھی، وہ اہل بیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ لاڈلی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ اتنا پیار تھا کہ جب آپ نماز پڑھتے تو اسے گود میں اٹھا لیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا خاص خیال رکھتے تھے، اس کے ساتھ لاڈ پیار کرتے اور اسے تحائف دیتے۔ وہ ایک پاکیزہ بچی تھی جس نے پاکیزہ خواتین کی گود میں پرورش پائی اور اس نے پاکیزہ اور صاف ستھرے آنگن میں زندگی بسر کی۔

وہ ہر زمانے اور مقام میں ہر مومن دوشیزہ کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے۔

یہ سیدہ امامہ بنت ابی العاص ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب کی نور چشم ہے۔ اس لیے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اس کی عطر بیز سیرت کا تذکرہ کرنے سے پہلے آیئے! ہم ان فضائل و مناقب پر نظر ڈالیں جو اس کے اردگرد محیط ہیں۔ آیئے! اب ہم ایمان کے گلشن میں داخل ہوتے ہیں۔

مبارک خاندان:

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کے نانا جان حبیب کبریا سید الاولین والآخرین، رسول رب العالمین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

اس کی نانی جان سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھی جو خواتین عالم کی سردار، ام المومنین ہونے کے ساتھ ساتھ سب لوگوں سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوئی اور اس صادق و امین صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے اوران کی اطاعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

اس کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب تھی کہ جو صابرہ، طاہرہ اور مہاجرہ تھی اور رسول اللہ ﷺ کی بڑی بیٹی تھی۔

اس کی خالہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھی، جو خواتین اہل جنت کی سردار اور جگر گوشۂ رسول تھی۔ جو صابرہ، نیک دل، قناعت کرنے والی اور شکر کرنے والی خاتون تھی۔ جس کا خاوند شہسوار صحابی اللہ کا شیر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھا۔

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا اس ایمانی ماحول میں پروان چڑھی۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے نہایت مبارک اور پاکیزہ انداز میں پرورش پائی، جس کی بنا پر وہ بہت بڑے بلند مقام پر فائز ہوئی۔

جب نبی کریم ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو یہ شادی بڑی مبارک ثابت ہوئی، نبی کریم ﷺ سید الاولین والآخرین تھے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا خواتین عالم کی سردار تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے اولاد عطا کی۔

اولاد میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بڑی بیٹی تھی تو نبی کریم ﷺ کی بڑی لاڈلی تھی۔ جب وہ جوان ہوئی تو ابوالعاص نے اس کے ساتھ شادی کرنے کی پیشکش کی، ابو العاص مکہ معظّمہ میں مال و دولت، امانت و دیانت اور تجارت کے اعتبار سے چند گنے چنے افراد میں سے تھے۔ وہ ہالہ بنت خویلد کا چشم و چراغ تھا اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس کی خالہ تھی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ زینب کی شادی ابوالعاص سے کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مخالفت نہیں کیا کرتے تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی بیٹی زینب کی ابوالعاص کے ساتھ شادی کر دی، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ابوالعاص کو اپنے بیٹے کی طرح سمجھتی تھی۔

جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد کریم ﷺ کو نبوت سے سرفراز کیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی تمام بیٹیاں آپ پر ایمان لے آئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکین کا مطالبہ:

جب مشرکین نے ابو العاص سے مطالبہ کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو طلاق دے دے تو اس نے بڑا عظیم موقف اختیار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کے بیٹے عتبہ کے ساتھ اپنی بیٹی رقیہ یا ام کلثوم کی شادی کر دی تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا تو وہ آپ کی عداوت پر اتر آئے۔

قریش نے مشورہ کیا کہ ہم لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غم سے فارغ کر دیا ہے۔ اس کی بیٹیوں کو اس کی طرف لوٹا دو تاکہ اسے بیٹیوں کی طلاق کا صدمہ لاحق ہو۔

قریش ابو العاص کے پاس گئے اور کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو...... ہم تیری شادی قریش کی جس دوشیزہ سے کہو گے کر دیں گے اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنی بیوی کو طلاق نہیں دوں گا۔

اس کی جگہ قریش کی کسی عورت سے شادی کرنا پسند نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس داماد کی تعریف کیا کرتے تھے۔ پھر قریش عتبہ بن ابی لہب کے پاس گئے، انھوں نے اس سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو طلاق دے دے ہم تیری شادی قریش کی جس دوشیزہ سے کہو گے کر دیں گے۔ اس نے مطالبہ کیا کہ اگر تم میری شادی ابان بن سعید بن عاص یا سعید بن عاص کی بیٹی سے کرا دو تو میں طلاق دے دیتا ہوں قریش نے سعید بن عاص کی بیٹی سے اس کی شادی کرا دی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو طلاق دے دی۔ ابھی اس کی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پر اپنا فضل و کرم کیا کہ اس سے بچا لیا اور بعد میں اس کی شادی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کر لیا، جبکہ ابو العاص بن الربیع بدستور اپنے آبائی دین پر قائم رہا۔ وہ مسلمان ہونے کے بعد بھی ابو العاص کے پاس ہی رہی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اختیار کر لی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرورش:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنی نورِ چشم امامہ کو دودھ پلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی محبت کی روحانی غذا بھی فراہم کرنے لگی۔

اسے بتایا کرتی کہ اس کی نانی جان سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کس طرح مشکل ترین حالات میں بھی نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا کرتی تھی اور اس کے وفات پا جانے پر نبی کریم ﷺ کس قدر غمگین ہوئے تھے۔

غم واندوہ:

• سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو گھر میں ہر طرح کی سہولت میسر تھی لیکن وہ اپنی محبوب نظر بیٹی امامہ کو گود میں لے کر غمگین بیٹھی ہوئی تھی کیونکہ اس کے والد گرامی رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں اپنے ساتھیوں اور انصار کے ساتھ قیام پذیر تھے جبکہ وہ مکہ میں تھی۔

اس کی بہنیں رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھیں۔

اس کا خاوند ابو العاص سردارانِ قریش کے ساتھ اس کے ابا جان سے لڑنے کے لیے روانہ ہو چکا تھا۔ یہ لمحات دلوں پر تیر چلا رہے تھے، وہ بیٹھی غور وفکر کرتی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے لیے کوئی راہ کھول دے، تاکہ وہ اس مصیبت سے نکل سکے۔

فدیے کا ہار:

ابو العاص قریش کے ساتھ روانہ ہوئے۔ میدان بدر میں دونوں لشکر ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے اور معاملہ اپنے اختتام کو پہنچا اللہ تعالیٰ نے کافروں کے کلمے کو نیچا کر دیا اور اپنے کلمے کو بلند کر دیا۔ قریش کے بڑے بڑے سردار قتل کر دیے گئے جبکہ ان کے بہادر اور شہسوار گرفتار کر لیے گئے اور باقی میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابو العاص گرفتار ہونے والے فریق کے ساتھ تھا، رسول اکرم ﷺ نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تلقین کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِسْتَوْصُوْا بِالْاَسْرٰی خَیْرًا» ”قیدیوں کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔“

مکہ معظمہ میں یہ خبر پھیل چکی تھی کہ غزوہ بدر میں قریش کے بڑے بڑے سردار قتل کر دیے گئے اور ان کے بڑے بڑے دانشور گرفتار کر لیے گئے ہیں، ان کے چہروں پر ذلت اور رسوائی کا غبار پڑ چکا ہے۔ اہل مکہ میں سے مشرکین نے تیاری شروع کر دی کہ وہ اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کر کے انھیں چھڑا لائیں۔ ابو العاص کے رضاعی بھائی عمرو بن عاص نے تیاری کی کہ وہ اپنے بھائی کا فدیہ دے کر اسے چھڑا لائے۔

امامہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ زینب کو دیکھا کہ وہ اپنی گردن سے عمدہ اور قیمتی ہار اتارتی ہے تاکہ اسے اس کے باپ ابو العاص کا فدیہ دینے کے لیے بھیج دے۔

عمرو بن عاص اپنے بھائی کا فدیہ ادا کرنے کے لیے مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے کہا کہ مجھے زینب نے اپنے خاوند کا فدیہ ادا کرنے کے لیے یہ ہار دے کر بھیجا ہے۔ ابو العاص بن ربیع میرا بھائی ہے۔ [نساء اهل البيت : ٦١١ـ٦١٢]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مکہ معظمہ میں رہنے والوں نے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے فدیہ بھیجا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابو العاص بن الربیع کو چھڑانے کے لیے وہ ہار بطور فدیہ بھیجا جو اس کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسے شادی کے موقع پر دیا تھا۔ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار دیکھا تو شدید رقت کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

«اِنْ رَأَیْتُمْ اَنْ تُطْلِقُوْا لَھَا اَسِیْرَھَا وَ تَرُدُّوْا عَلَیْھَا مَا لَھَا فَافْعَلُوْا»

”اگر تم اس کے قیدی کو چھوڑ سکو اور اس کا مال بھی واپس کر سکو تو ضرور ایسا کرو۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! چشم ما روشن دل ما شاد۔

انھوں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کا مال بھی واپس کر دیا۔ [ابو داؤد : ۳/ ح ۲۶۹۲۔ مسند امام احمد : ٦/ ٢٧٦۔ مستدرك حاكم : ٤/ ٤٥۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایفائے عہد:

رسول اللہ ﷺ نے ابو العاص سے وعدہ لیا کہ وہ مکہ جاتے ہی زینب کو بھیج دے گا۔ ابو العاص جب مکہ معظّمہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو بھیجا اور فرمایا کہ تم دونوں مکہ میں یأجج مقام پر پہنچو وہاں زینب آ جائے گی۔ اسے اپنے ساتھ لے کر میرے پاس آ جانا۔[ابو داؤد: ۳/ ح: ۲۶۹۲۔ مستدرك حاكم: ۳/ ۲۳۶]

جنگ بدر کے ایک ماہ بعد وہ دونوں روانہ ہو گئے۔ جب ابو العاص مکہ معظّمہ پہنچا تو اس نے اپنی بیوی زینب سے کہا کہ ابا جان کے پاس جانے کے لیے تیار ہو جائیں، جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے تیاری کر لی تو اس کا دیور کنانہ بن ربیع اونٹ لے آیا۔ وہ اس پر سوار ہوئی اور کنانہ دن کے اجالے میں انھیں لے کر مدینہ روانہ ہوا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہودج میں تھی۔ قریش کو پتا چلا تو وہ اس کی تلاش میں نکل پڑے اور مقام ذی طویٰ میں انھیں گھیر لیا۔ ھبار بن اسود نے ہودج میں نیزہ مارا جو زینب کو جا لگا، وہ حاملہ تھی نیزہ لگنے سے اس کا حمل ضائع ہو گیا۔

اس کا دیور کنانہ بن ربیع طیش میں آ کر اپنے سامنے ترکش کے تیر پھیلاتے ہوئے غصے سے کہنے لگا: اللہ کی قسم! جو بھی میرے قریب آئے گا وہ میرے تیر کے نشانے سے بچ نہیں سکتا۔ لوگ خوف زدہ ہو کر واپس چلے گئے، ابو سفیان قریش کے چند افراد کے ساتھ آیا، اس نے کہا: نوجوان! تیر چلانا روکو، ہم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں، وہ تیر چلانے سے رک گیا ابو سفیان نے کہا: تم نے ٹھیک نہیں کیا کہ زینب کو دن دیہاڑے سب لوگوں کے سامنے لے کر روانہ ہوئے، تم ہماری مصیبت اور مجبوری کو جانتے ہو۔ تمھیں پتا ہے کہ اس کے باپ محمد ﷺ نے ہمیں کیسے ناکوں چنے چبوائے ہیں، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم اس بچی سے کوئی انتقام نہیں لینا چاہتے اور نہ ہی اس کو یہاں رکھنے میں ہمارا کوئی مفاد ہے۔ آپ اس طرح کریں کہ جب لوگ خاموش ہو جائیں تو تم رات کی تاریکی میں اسے یہاں سے لے کر روانہ ہو جانا۔ اس نے ایسے ہی کیا اور زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر گھر آ گیا۔ چند دن گھر میں قیام کیا جب لوگوں کی چہ میگوئیاں ختم ہو گئیں، حالات پرسکون ہو گئے تو وہ ایک رات اسے لے کر اس مقام پر پہنچ گیا کہ جہاں زید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن حارثہ ﷜ اور اس کا ساتھی منتظر تھے۔ وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ [تاریخ الطبری: ۲/ ۴۳۔۴۴۔ دلائل النبوۃ، بیہقی: ۳/ ۱۵۵۔۱۵۶]

المسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے داماد ابو العاص بن ربیع کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

''اس نے میرے ساتھ بات کی تو سچ بولا، میرے ساتھ وعدہ کیا تو اسے پورا کیا۔''

[بخاری: ۳۷۲۹]

مدینہ منورہ میں آمد:

حبیب کبریا سیدنا محمد کریم ﷺ اپنی بیٹی زینب اور نواسی امامہ ﷞ کا والہانہ شفقت اور محبت سے استقبال کر رہے ہیں، سیدہ زینب کی آنکھوں سے خوشی کی وجہ سے آنسو ٹپک رہے ہیں کسی نے خوب کہا:

وَ لَیْسَ الَّذِیْ یَجْرِیْ مِنَ الْعَیْنِ مَاءُ هَا

وَلٰکِنَّهَا رُوْحٌ تَسِیْلُ فَتَقْطُرُ

''آنکھ سے اس کا پانی نہیں بہہ رہا...... بلکہ یہ روح قطرہ قطرہ بہہ رہی ہے۔''

امامہ ﷞ نبی کریم ﷺ کی پہلی نواسی تھی، اس لیے آپ ﷺ کے مبارک دل میں اس کا بڑا مقام تھا۔

حبیب کبریا سیدنا محمد ﷺ بعض اوقات امامہ کو گود میں اٹھا کر مسجد نبوی میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو اس حال میں نماز پڑھاتے کہ امامہ کو اپنی گود میں اٹھایا ہوتا۔

ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور امامہ کو آپ نے اپنی گود میں اٹھایا ہوا تھا، جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تو اسے زمین پر بٹھا دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔ [بخاری: ۵۱۶۔ مسلم: ۵۴۳]

ابو داؤد میں ابو قتادہ سے مذکور ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ امامہ بنت ابی العاص ~~بن ربیع کو~~ اٹھائے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے نماز شروع کر دی، جبکہ امامہ آپ کے کندھے پر تھی۔ جب آپ رکوع کرتے تو اسے زمین پر بٹھا دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔ یہاں تک کہ آپ نے اسی طرح اپنی نماز پوری کی۔[صحیح سنن ابی داؤد : ۸۱۲]

ہار کا تحفہ:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی نے ہار کا تحفہ دیا جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا، آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ایک گھر میں جمع تھیں جبکہ سیدہ زینب بنت رسول کی بیٹی ''امامہ'' گھر کے ایک کونے میں کھیل رہی تھی، یہ ابو العاص بن الربیع کی نورِ چشم تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے پوچھا کہ ''تمھاری نظر میں یہ ہار کیسا ہے؟''

ہم نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اس سے زیادہ خوبصورت ہار تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے واپس دے دو۔'' جب آپ ﷺ نے اسے پکڑ لیا تو ارشاد فرمایا:

''اللہ کی قسم! میں یہ ہار اس کی گردن میں پہناؤں گا جو اہل بیت میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے وہ ہار امامہ بنت ابی العاص کے گلے میں ڈال دیا اور آپ ہماری جانب سے خوش ہو گئے۔[مجمع الزوائد الهیثمی : ۱۵۳۹۱]

سبحان اللہ! یہ عظیم فضیلت و منقبت ایسی ہے کہ دنیا بھر کی دولت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

یہ پہلی مرتبہ نہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے امامہ کو تحفہ دینے کے لیے مخصوص کیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس نجاشی کی طرف سے زیور کا تحفہ آیا، اس میں سونے کی ایک انگوٹھی تھی جس میں ایک حبشی نگینہ جڑا ہوا تھا۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پکڑا، پھر امامہ بنت ابی العاص کو بلایا اور فرمایا: ''بیٹا اس زیور کو پہن لیجیے۔'' [ابو داؤد۔ علامہ البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، صحیح سنن ابی داؤد : ۳۵٦٤]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعادت کی گھڑی:

ابو العاص مکہ معظّمہ میں رہائش پذیر تھا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں مقیم تھی۔ اسلام نے ان دونوں کے درمیان تفریق ڈال دی تھی۔ یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ابو العاص تجارت کی غرض سے شام کی طرف روانہ ہوا...... یہ امانت دار شخص تھا اس کے پاس اپنا مال بھی تھا اور قریش کے دوسرے افراد کا بھی مال تھا، لوگ تجارت کے لیے اپنا مال اس کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ جب یہ شام میں اپنی تجارت سے فارغ ہوا اور وہاں سے مال لے کر واپس ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لشکر اسے ملا اور جو کچھ اس کے پاس تھا سب چھین لیا اور بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ جب لشکر مال چھین کر چلا گیا تو ابو العاص رات کی تاریکی میں سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور اس سے پناہ طلب کی، اس نے اسے پناہ دے دی۔ وہ دراصل اپنے مال کے حصول کے لیے آیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت نکلے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عورتوں کے چبوترے سے بآواز بلند کہا: لوگو! میں نے ابو العاص بن الربیع کو پناہ دے دی ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم نے سن لیا جو میں نے سنا؟ سب نے کہا: ہاں!''

آپ نے فرمایا:

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے مجھے اس کے بارے میں کچھ علم نہیں میں نے ابھی سنا جو تم نے سنا۔''

دراصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا کوئی ادنیٰ شخص بھی پناہ دے سکتا ہے...... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی زینب کے پاس گئے اور فرمایا: ''بیٹی اس کو عزت سے ٹھہرانا لیکن تیرا اس سے تخلیہ شرعاً جائز نہیں ہے۔'' [سنن بیھقی: ۹/ ۹۵۔ مستدرک حاکم: ۲/ ۲۳۶۔۲۳۷۔ نصب الرایۃ زیلعی: ۳/ ۲۱۱]

عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا، اس نے ابو العاص کا مال چھین لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: ''جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ شخص ہم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہے تم نے اس کا مال چھین لیا۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ تم اس کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے اس کا مال واپس کر دو، اگر تم مال دینے سے انکار کر دو گے تو اس کا بھی تمھیں پورا پورا حق ہے۔'' انھوں نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ہم اسے اس کا مال واپس کر دیتے ہیں۔'' تو سبھی نے ابو العاص بن الربیع کو وہ تمام مال واپس کر دیا جو اس سے چھینا تھا، کوئی چیز بھی اس میں سے باقی اپنے پاس نہ رکھی۔ ابو العاص اپنا مال لے کر مکہ معظمہ روانہ ہو گیا اور قریش میں سے ہر ایک کو اس کا مال سپرد کر دیا۔ پھر اس نے کہا:

''اے خاندان قریش! کیا تم میں سے کسی کا مال میرے ذمے ہے جو اس نے ابھی تک وصول نہ کیا ہو؟'' سب نے کہا: ''اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، تم بڑے وفا دار اور شریف الطبع ہو، تو اس نے کہا: ''سن لو: أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

اللہ کی قسم! میں نے پہلے اسلام کا اعلان اس لیے نہیں کیا تھا کہ تم یہ کہو گے کہ ہمارا مال ہڑپ کرنے کے لیے اس نے اسلام قبول کر لیا ہے، میں نے جب تمھاری پائی پائی ادا کر دی تو میں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ یہ کہہ کر وہ مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ [مستدرك حاكم: ۳/ ۲۳۷۔ دلائل النبوة بيهقي: ٤/ ٨٥]

جب ابو العاص بن الربیع اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا اس کے سپرد کر دی تاکہ وہ دونوں ایمان کے زیر سایہ خوش و خرم زندگی بسر کریں۔ اس طرح امامہ کی دلی مسرت اور سعادت بھی پایہ تکمیل کو پہنچی کہ اس کے والد گرامی نے اسلام قبول کر لیا۔

غموں کی دستک:

۸ ہجری کے آغاز میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بستر مرگ پر ابدی نیند کی آغوش میں چلی گئی، وہ اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت سے بیمار چلی آ رہی تھی جب اس نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

اس کی روح اپنے خالق حقیقی کے پاس پہنچ گئی، امامہ اپنی ماں کی وفات پر بہت زیادہ غمزدہ ہوئی۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو تین یا پانچ دفعہ غسل دینا، پانی میں بیری کے پتے ملا لینا اور آخری دفعہ پانی میں کافور ملا لینا۔ جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔'' جب ہم غسل دے کر فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی، آپ نے اپنی چادر ہماری طرف پھینکی اور فرمایا: ''اس کو بھی کفن میں شامل کرلو۔'' [بخاری : ١٢٥٧۔ مسلم : ٩٣٩]

اپنی والدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد امامہ رضی اللہ عنہا اپنی خالہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی کفالت میں زندگی بسر کرنے لگی۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جس طرح اپنی اولاد حسن، حسین، زینب اور ام کلثوم کے ساتھ محبت، شفقت اور ہمدردی سے پیش آتی اسی طرح امامہ کا خیال رکھتی، اس کے ساتھ انتہائی محبت اور شفقت سے پیش آتی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے والد گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد وفات پا کر جنت الفردوس میں حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئی۔

اس کی وفات پر امامہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ غمگین ہوئی، قریب تھا کہ شدت غم سے اس کا دل پارہ پارہ ہو جائے، غم پے در پے لاحق ہونے لگے۔

١٢ ہجری کو ابو العاص نے اس دنیائے فانی کو الوداع کہہ دیا۔

امامہ رضی اللہ عنہا اس دنیا میں اکیلی رہ گئی، لیکن اسے یہ احساس تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے عنقریب عزت عطا کرے گا۔

اس کے لیے یہ کافی تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی، جب آپ نے وفات پائی تو آپ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے راضی تھے۔

شادی مبارک:

پے در پے غموں کے بعد وہ لمحہ بھی آ گیا کہ جو ~~جیبیتالی~~ نے اس کے مقدر میں لکھ دیا تھا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لمحے سیدہ امامہ کو سعادت میسر آئے گی جس سے اس کا دل خوش ہو جائے گا۔ مسلمانوں کے شہسوار سیدنا علی بن طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے تاکہ اس کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں۔

ابو العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے اپنے ماموں زاد بھائی زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ وہ امامہ کے ولی ہوں گے۔ امامہ رضی اللہ عنہا نے زبیر ابن العوام اور سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کی کفالت میں زندگی بسر کی۔

سیدنا فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے امامہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا اہتمام کیا۔

دن گزرتے گئے یہاں تک کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر المومنین کے منصب پر فائز ہو گئے۔ فتنوں کا آغاز ہو گیا فتنے ہر طرف سے اور ہر راستے سے بڑی تیزی سے وارد ہونے لگے۔ یہاں تک کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے قتل کر دیا گیا، سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کے غم تازہ ہو گئے۔

((وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))

لیکن سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے صبر کیا اور اجر و ثواب کی نیت کر لی۔

دن گزرتے چلے گئے یہاں تک کہ اس کے ساتھ مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب الہاشمی نے شادی کر لی اور اس نے یحییٰ بن مغیرہ کو جنم دیا۔

رحلت کا وقت:

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا نے طویل اور بھرپور زندگی گزاری جس میں خوشیاں بھی آئیں اور غم بھی لاحق ہوئے، لمبی اور جود و سخا سے بھرپور زندگی بسر کرنے کے بعد وہ بستر مرگ پر دراز ہوئی اور اس کی پاکیزہ روح خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی تاکہ وہ اپنے نانا رسول اللہ ﷺ نانی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور اپنے والد سیدنا ابو العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ سے جنت الفردوس میں جا ملے۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا

اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جس نے بابرکت ایمانی ماحول میں پرورش پائی۔

اس دختر اسلام نے اس دین کے غلبے کے لیے اپنی عمدہ جان کو کھپا دیا۔ اس تقویٰ شعار اور صاف شفاف، گلشن رسالت کی عطر بیز کلی نے بیعت رضوان کی سعادت حاصل کر کے جنت الفردوس میں ٹھکانا بنا لیا۔

یہ ہیں سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا۔ ہم حسب معمول اس جلیل القدر خاتون کی سیرت پر روشنی ڈالنے سے پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ اس خاتون کا فضائل و مناقب اور خاندانی وجاہت کے اعتبار سے مقام و مرتبہ کیا ہے؟

فضائل و مناقب:

اس جلیل القدر خاتون کے والد گرامی کا نام سیدنا معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ تھا اور وہ بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ))

[ابو داوٗد : ٤٦٥٤ ـ موارد الظمان : ٢٢٢]
[اس حدیث کی سند صحیح ہے]

''اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھا اور فرمایا: تم جو چاہو کرو میں نے تمھیں بخش دیا۔''

بخاری، مسلم میں یہ روایت مذکور ہے:

((لعَلَّ اللّٰہَ اِطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَکُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّةَ أَوْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ»

''اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھا تو فرمایا: تم جو چاہو کرو، تمھارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے، یا یہ فرمایا: میں نے تمھیں بخش دیا۔''

ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ تم اہل بدر کو اپنے میں کیا شمار کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا:

''ہم انھیں تمام مسلمانوں میں افضل شمار کرتے ہیں۔''

اس نے کہا: ''اسی طرح جو فرشتے میدان بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ دوسرے تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔'' [بخاری : ۳۹۹۲]

اس جلیل القدر خاتون سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا کے والد گرامی نے اس امت کے فرعون ابوجہل کو قتل کرنے میں حصہ لیا اور دین اسلام کے غلبے کے لیے اس نے عظیم اور حیرت انگیز کارنامے سر انجام دیے۔

اس جلیل القدر خاتون سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کے خاوند کا نام ایاس بن البکیر اللیثی رضی اللہ عنہ تھا۔ یہ کبار مہاجرین میں سے تھے اور ان کے بیٹے کا نام محمد بن ایاس تھا۔

جنگ بدر اور عظیم کارنامہ:

جنگ بدر میں اس کے والد اور چچا نے کفر کے ان سرداروں کے خلاف عظیم کارنامہ سرانجام دیا، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا۔

معرکہ شروع ہوا تو قریش کے تین تجربہ کار شہسوار میدان میں نکلے تینوں ایک ہی خاندان کے تھے، وہ تھے عتبہ بن ربیعہ اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔ جب وہ اپنی صف سے الگ ہوئے تو انھوں نے مبارزت کا مطالبہ کیا، ان کے مقابلے کے لیے انصار کے تین نوجوان نکلے...... وہ تھے عوف بن حارث اور معوذ بن حارث رضی اللہ عنہم ان دونوں کی والدہ کا نام عفراء رضی اللہ عنہا تھا اور مقابلہ کے لیے سامنے آنے والے تیسرے مجاہد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے کہا: تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کون ہو؟ مجاہدین نے کہا: ہم انصار کے چشم و چراغ ہیں۔ مشرکین نے پوچھا: برابری کے لیے بہتر ہو، لیکن ہم اپنے چچا کے بیٹوں سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے باآواز بلند کہا: اے لشکر اسلام کے سربراہ محمد (ﷺ)! ہماری قوم کے جوانمرد ہمارے مقابلے کے لیے نکالیں۔ یہ آواز سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عبیدہ بن حارث کھڑے ہو جاؤ!

حمزہ بن عبدالمطلب تم بھی کھڑے ہو جاؤ!

علی بن ابی طالب تم بھی کھڑے ہو جاؤ!

جب وہ اٹھے اور ان کے قریب ہوئے تو انھوں نے کہا: ''کون ہو؟''

انھوں نے بتایا کہ ہم کون ہیں تو مشرکین نے کہا: ''اب ٹھیک ہے۔ تم سے دو دو ہاتھ ہوں گے۔'' عبیدہ رضی اللہ عنہ ان میں زیادہ عمر رسیدہ تھے وہ عتبہ بن ربیعہ کے مقابلے میں نکلے...... سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ شیبہ بن ربیعہ کے مقابلے میں نکلے اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ولید بن عتبہ کے مقابلے میں سامنے آئے۔ سیدنا حمزہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما نے اپنے مد مقابل آنے والوں کو چشم زدن میں تہ تیغ کر دیا اور انھیں مہلت ہی نہ دی۔

عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن ربیعہ کے درمیان مقابلہ ہوا، دونوں زخمی ہو گئے اور دونوں کے جسموں سے خون بہنے لگا۔ یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا علی اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما نے عتبہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو اٹھا لائے، ان کی ایک ٹانگ کٹ چکی تھی۔ جنگ بدر کے چار یا پانچ دن بعد مقام صفراء پر سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے جبکہ مجاہدین اسلام مدینہ منورہ کی طرف واپس آ رہے تھے۔

[مسند امام احمد: ۱/۱۱۷۔ ابو داوٗد: ۳/۲۶۶۵۔ مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۳۴۳]

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قسم کھا کر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ درج ذیل آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی:

﴿ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ﴾ [الحج: ۱۹]

''یہ دونوں فریق ہیں جن کے درمیان اپنے رب کے معاملے میں جھگڑا ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بدر کے دن صف میں کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں دونوعمر جوان کھڑے ہیں، میں نے انھیں کوئی خاص اہمیت نہ دی۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے چھپاتے ہوئے میری کان میں کہا:

''چچا جان! مجھے ابوجہل دکھلا دیجیے۔'' میں نے کہا: ''میرے بھتیجے! تجھے اس سے کیا کام؟ اس نے کہا:

''مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں اسے قتل کر دوں گا یا خود اس راہ میں شہید ہو جاؤں گا۔''

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بڑا حیران ہوا کہ اتنے میں دوسرے نے مجھے کچوکا دیتے ہوئے وہی بات کی جو پہلے نے کی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ابوجہل لوگوں میں ٹہل رہا ہے، میں نے کہا کہ کیا تم دیکھ نہیں رہے، یہی ہے وہ جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے۔ یہ سنتے ہی جلدی سے دونوں اس کی طرف اپنی تلواریں تھام کر لپکے اور چشم زدن میں اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی طرف پلٹے، آپ ﷺ نے پوچھا: تم دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟

دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے اسے قتل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ دونوں نے کہا: نہیں! رسول اللہ ﷺ نے دونوں تلواروں کی طرف دیکھا تو ارشاد فرمایا:

''تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ابوجہل کے چھوڑے ہوئے سامان کا معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہم کے حق میں فیصلہ دیا۔ ابوجہل کو قتل کرنے والے دونوں نوجوان معاذ بن عمرو بن الجموح اور معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہم تھے۔

واہ سبحان اللہ! بہادری کے یہ نادر واقعات اور حق پر ثابت قدم رہنے کا یہ حیرت انگیز کارنامہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا کا والد شہید ہوا تو اسے بڑا غم لاحق ہوا لیکن اس نے اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی نیت کر لی، تاکہ صبر کرنے والوں جیسا اجر وثواب حاصل کر سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقام ومرتبہ:

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا اس اعتبار سے بہت خوش نصیب تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بڑا بلند مقام ومرتبہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پیش کردہ تحفہ قبول کر لیا کرتے تھے۔

یہ سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت اور اس کا اعزاز واکرام ہے کہ اس کی شادی کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لائے۔

خالد بن ذکوان کہتے ہیں کہ ہم الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے، اس نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شادی کے دن گھر تشریف لائے تھے اور وہ اس چارپائی پر آ کر بیٹھے۔ دو بچیاں خوشی سے دف بجا رہی تھیں اور شعروں میں میرے ان آباواجداد کا تذکرہ کر رہی تھیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے ان دونوں بچیوں نے یہ بھی کہا:

فِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ

''ہم میں ایک نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔''

آپ نے یہ بات سن کر فرمایا: ''بچیو! یہ بات نہ کہو۔'' [طبقات ابن سعد : ٤٤٧/٨۔ بخاری : ١٧٣/٩]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا یہ بہت بڑا اعزاز تھا کہ اس کی شادی کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لائے، یہ صلہ رحمی کی ایک عمدہ مثال تھی۔''

[سیر أعلام النبلاء : ١٩٨/٣]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاندان کو عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کے وضو کا طریقہ:

جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اکثر و بیشتر سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا کی گھر تشریف لے جاتے اور اس کے گھر میں وضو کرتے اور نماز پڑھتے۔ سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے براہِ راست وضو کرنے کا طریقہ سیکھا، وہ رسول اللہ ﷺ سے ہر وہ مسئلہ پوچھ لیا کرتی تھی جس کی اسے ضرورت محسوس ہوتی، تاکہ وہ معرفت اور بصیرت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا فریضہ سرانجام دے۔

سیدہ الربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میرے لیے پانی ڈالو۔''

میں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ یاد کرلیا، فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے اور اپنا چہرہ تین مرتبہ دھویا، ایک ایک مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، اپنے دونوں بازو تین تین مرتبہ دھوئے اور اپنے سر کا دو مرتبہ مسح کیا، ایک دفعہ اپنے سر کے پیچھے اور ایک مرتبہ آگے سے مسح کی ابتدا کی اور اپنے دونوں کانوں کا باہر اور اندر سے مسح کیا، پھر آپ نے اپنے دونوں پاؤں تین تین مرتبہ دھوئے۔'' [صحیح سنن أبی داؤد للالبانی : ۱۱۷]

سورج سے زیادہ خوبصورت:

سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا بڑی فصیح و بلیغ خاتون تھی، وہ لمبی اور تفصیلی بات کو مختصر اور جامع کلمات میں سمیٹ کر بیان کرنے پر قادر تھی۔ یہ اس کی ذہانت و فطانت اور عقل و دانش کی بہت بڑی دلیل تھی۔

ابو عبیدہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتائیں کہ آپ کیسے تھے؟ تو اس نے کہا:

''بیٹا! اگر تم رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتے تو تمھیں یوں دکھائی دیتا جس طرح سورج طلوع ہوتا ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج اور چاند سے بھی زیادہ حسین وجمیل تھے۔

[دلائل النبوۃ بیھقی : ۱/ ۲۰۰]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

« ما مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلَا دِيْبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ رِيْحًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

[بخاری: ٦/ ٦٥٤]

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ریشم کو بھی نہیں پایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ عمدہ کوئی خوشبو بھی نہیں سونگھی۔''

دین کی سربلندی کا شوق:

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لیے کوشاں رہتی اور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جس قدر ممکن ہوتا کام کرتی۔ وہ دین اسلام کی خدمت کے حوالے سے کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیتی تھی۔ وہ مجاہدین کو پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں بھی تشریف لے جاتی۔

سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

« كُنَّا نَغْزُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ نَسْقِي الْقَوْمَ وَ نَخْدُمُهُمْ وَ نَرُدُّ الْقَتْلٰى وَالْجَرْحٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ» [بخاری]

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگ کرتیں، قوم کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت بجا لاتیں، مقتولین اور زخمیوں کو مدینہ منورہ واپس پہنچاتیں۔''

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا اس طرح ہر وقت اور ہر لمحے دین اسلام کی خدمت کے لیے جلدی کرتی۔

خوشبو کا سودا:

سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا کا عقیدہ بڑا راسخ تھا، اس لیے اس کا ہر موقف قابل قدر اور عظیم الشان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا۔ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ابوجہل کی والدہ اسماء بنت مخربہ سے خوشبو کا سودا کیا اس نے کہا: لکھ دیں، میں نے کہا: ''ہاں! میں ربیع بنت معوذ ہوں لکھ دیتی ہوں۔''

اس نے کہا: ''تیرا ستیاناس ہو! تو اس کی بیٹی ہے جو اپنے سردار کا قاتل ہے؟''

میں نے کہا:

''ہاں! میں اس کی بیٹی ہوں جو اپنے غلام کا قاتل ہے۔ اس نے کہا:

''اللہ کی قسم! میں کبھی تجھے کوئی چیز نہیں بیچوں گی۔'' [الإصابة : ٤/ ٢٣٢۔ طبقات ابن سعد : ٤/ ١٢٩۔ ٥/ ٤٤٣۔ ٤٤٤]

بیعت رضوان میں شمولیت:

سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا ہمیشہ نیکی کے ہر کام میں سبقت لے جاتی اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے فرصت کا کوئی لمحہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھیں۔ وہ دنیا و آخرت کی کامیابی اور جنت الفردوس میں مغفرت، رضائے الٰہی اور نعمتوں کے حصول کو اپنے لیے غنیمت سمجھتی تھیں۔

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیعت رضوان کرنے والوں میں شامل تھی۔ جب صلح حدیبیہ کا سال آیا تو الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئی، جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر قریش کی طرف بھیجا کہ انھیں اچھی طرح باور کرا دیا جائے کہ ہم لڑائی کے لیے نہیں آئے، ہم صرف عمرہ ادا کرنے کے لیے آئے ہیں۔ قریش نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو روک لیا، وہ چاہتے تھے کہ باہمی مشورے سے جو طے پا جائے وہ اطلاع دے کر عثمان بن عفان کو بھیجیں۔ اس طرح انھیں زیادہ دنوں کے لیے رکنا پڑا۔ مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ یہ خبر سن کر اٹھے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت رضوان کے لیے بلایا، سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، سیدہ الربیع بھی ان خوش نصیبوں میں سے تھی جنھوں نے حبیب کبریا سیدنا محمد ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جو لوگ اس بیعت میں شریک ہوئے ان کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴾ [الفتح : ١٨]

''اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا، جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا، اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی، اور ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔''

سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا بیعت رضوان میں حصہ لے کر خیر و بھلائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن ہمیں فرمایا:

'' تم اہل زمین میں سب سے بہتر ہو، ہم ایک ہزار چار سو افراد تھے، اگر آج میں دکھلا سکتا تو تمھیں درخت کی جگہ دکھلاتا۔'' [بخاری : ٤١٥٤ ۔ مسلم : ١٤٨٤]

بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا اور اس کے ساتھ بیعت میں شریک ہونے والوں کو جہنم سے نجات کی خوشخبری دی۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے کہ ام مبشر نے خبر دی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہوئے سنا:

((لَا يَدْخُلُ النَّارَ..... اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا))

''ان شاء اللہ ! اصحاب شجرہ میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا، جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔''

کہتی ہیں کہ میں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسے ڈانٹا اور کہا:

((وَ اِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا))

'' تم میں سے ہر کوئی اس سے گزرے گا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴾ [مریم : ٧٢]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پھر ہم نجات دیں گے ان لوگوں کو جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے۔''

سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا کی روایت حدیث:

سیدہ الربیع بنت معوذ کو نبی کریم ﷺ کی صحابیہ بننے کا شرف حاصل ہوا، اس نے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کا علم حاصل کیا اور اسے نبی کریم ﷺ کی احادیث روایت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

اہل مدینہ کی بڑی تعداد نے اس سے احادیث کو روایت کرنے کی سعادت حاصل کی، کیونکہ وہ اس کی علمی ثقاہت کے معترف تھے اور جانتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے ہاں اس کی بڑی قدر ومنزلت تھی۔ چونکہ سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی اکثر و بیشتر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آمد و رفت تھی، اس لیے ان سے علم وفقہ میں فیض حاصل کیا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے ابوسلمہ بن عبدالرحمان، سلیمان بن یسار، عبادہ بن ولید بن عبادہ، عمرو بن شعیب، خالد بن ذکوان اور عبداللہ بن محمد بن عقیل وغیرہ نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔[سیر اعلام النبلاء: ۱۹۸/۳]

رحلت کا وقت:

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بابرکت ایمانی معاشرے میں زندگی بسر کرتی رہی۔

اس کی زندگی عبدالملک بن مروان کے دور حکومت تک طویل ہوئی، پھر وہ بستر مرگ پر دراز ہوکر ابدی نیند کی آغوش میں چلی گئی۔ طویل زندگی جود وسخا اور دین اسلام کی سربلندی کیلئے جہد مسلسل میں گزار کر اس کی پاکیزہ روح قفس عنصری سے پرواز کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا

اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کی سیرت قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جس نے پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے کا اعزاز پایا۔ اس کے پاکیزہ دل اور فطرت سلیمہ نے حق کی آواز کو قبول کیا اور جلدی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔

اس جلیل القدر خاتون کا نام لبابہ تھا اور یہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خالہ تھی۔ نیز سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی والدہ کی طرف سے بہن تھی۔

[فقه السيرة، ص : ٢٧-٣٤-٣٥]

آیئے! اب ہم اس جلیل القدر خاتون کی عطر بیز سیرت کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

فضائل ومناقب:

سیدہ ام الفضل کی سوانح حیات قلم بند کرنے سے پہلے ہم اس کے خاندانی مجد وشرف کا تذکرہ کریں گے۔

اس کا خاوند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بنو ہاشم کا سردار تھا کہ جو پڑوسی کا دفاع کیا کرتا، مال خرچ کرتا، مصائب ومشکلات میں لوگوں کی مدد کرتا، برہنہ کو لباس پہناتا اور بھوکے کو کھانا کھلایا کرتا تھا۔ اس کا بیٹا امت کا ایک معتبر عالم قرآن مجید کا ترجمان سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھا۔

عبداللہ کے علاوہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے اور بیٹے بھی تھے، جن میں سے ایک کا نام الفضل تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جس کے نام پر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کی کنیت ام الفضل مشہور و معروف ہوئی، دوسرے بیٹے کا نام عبید اللہ، تیسرے بیٹے کا نام قثم چوتھے بیٹے کا نام معبد پانچویں بیٹے کا نام عبدالرحمن تھا۔ چھٹا بیٹا عبداللہ اور ساتویں بیٹی ام حبیبہ تھی۔

سیدہ ام الفضل کی بہنوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ مرتبے والی ام المومنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا تھی جو نبی کریم ﷺ کی بیوی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ ۶ ہجری میں شادی کی۔ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی دیگر بہنوں میں لبابہ صغریٰ، عصاء، عزۃ اور ہزیلۃ تھیں، یہ سب حارث کی بیٹیاں تھیں۔

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی والدہ کی جانب سے بہنوں کے نام اسماء، سلمیٰ، سلامۃ تھے، یہ تینوں عمیس کی بیٹیاں تھیں۔ واہ سبحان اللہ! کیا کہنے اس عزت و شرف کے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی زینب بنت خزیمہ الہلالیہ رضی اللہ عنہا بھی ان کی والدہ کی طرف سے بہن تھی۔ [تهذيب الكمال للمزني : ٣٥/ ٢٩٨]

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خالہ تھی، جس کے بارے میں حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا:

((خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ))

"خالد بن ولید اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر سونتا ہے۔" [صحيح الجامع الباني : ٣٢٠٧]

[ابن عساکر نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے]

معزز خاتون:

جلیل القدر خاتون سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ بوڑھی خاتون دامادوں کے لحاظ سے سب لوگوں سے بڑھ کر معزز ہے کیونکہ اس کی ایک بیٹی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ تھی۔ ایک بیٹی لبابہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی، ایک بیٹی سلمیٰ سے سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب نے شادی کی اور ایک بیٹی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شادی کی، اس کی شہادت کے بعد یہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں آئی اور اس کی وفات کے بعد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کی۔[الاصابۃ : ۸/ ۴۵۰]

مومن بہنیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی بہنوں کے ایمان کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا:

((اَلْأَخَوَاتُ الْأَرْبَعُ مَیْمُوْنَۃُ، وَ أُمُّ الْفَضْلِ، وَسَلْمٰی وَ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَیْسٍ أُخْتُھُنَّ لِأُمِّھِنَّ مُؤْمِنَاتٌ)) [صحیح الجامع البانی : ۲۷۶۳]

''چار بہنیں میمونہ، ام الفضل، سلمٰی اور اسماء بنت عمیس جو ان کی ماں کی طرف سے بہن تھی، یہ چاروں ہی مومن بہنیں ہیں۔''

سبقت لے جانے والیوں میں سے:

آفتاب اسلام سرزمین عرب پر چمکنے لگا، حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی۔

عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

لیکن ذرا دیکھیے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد بھلا کس جلیل القدر خاتون نے اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ جلیل القدر خاتون سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا تھی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔[سیر اعلام النبلاء ۲/ ۳۱۵]

صبر اور ثواب کی نیت:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کی اجازت دی تو ام الفضل رضی اللہ عنہا مہاجرین کے ساتھ ہجرت کرنے کی استطاعت نہ پا سکی کیونکہ اس کا خاوند عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا۔

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ روانہ ہو سکی۔ اس پورے عرصے میں وہ اس وجہ سے غمگین رہی کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ سے دور مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے۔

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت:

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں رہی۔ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ حاضر ہوئے اور تین دن وہاں ٹھہرے تو اس موقع پر سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کی، وہ بیوہ تھی اور اپنی ہمشیرہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کے پاس مقیم تھی۔ وہ مکہ معظمہ سے اکٹھے روانہ ہوئے۔ عباس بن عبدالمطلب اور ام الفضل رضی اللہ عنہا اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے، مدینہ منورہ پہنچ کر سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کا معمول یہ تھا کہ وہ اکثر و بیشتر رسول اللہ ﷺ کے گھر تشریف لے جاتیں اور اپنی ہمشیرہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات سے ملتیں ہر کوئی سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبے کو جانتی تھی۔

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا بڑی بلند مرتبہ خاتون تھی۔ وہ حصول علم میں خصوصی دلچسپی رکھتی تھی، قرآن وسنت کے بیشتر حصے اسے زبانی یاد تھے۔

عباس کا جنگ بدر کے لیے بادل نخواستہ نکلنا:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''میں بنو ہاشم کے افراد کو جانتا ہوں۔ انھیں جنگ میں شرکت کے لیے مجبور کیا گیا ہے، وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے جس کسی کا بنو ہاشم کے کسی فرد سے دوران جنگ سامنا ہو تو وہ اسے قتل نہ کرے، جو کوئی ابوالبختری بن ہاشم سے ملے اسے قتل نہ کرے، جو کوئی عباس بن عبدالمطلب سے ملے اسے قتل نہ کرے کیونکہ انھیں جنگ میں شریک ہونے کے لیے مجبور کیا گیا ہے۔''

[طبقات ابن سعد : ۴/ ۸۰۷۔ مستدرك : ۳/ ۲۲۳۔ دلائل النبوة بیهقي : ۳/ ۱۴۰]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس کا بدر کے دن قیدی ہونا:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کا ایک شخص عباس کو لے کر آیا، اس نے اسے گرفتار کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا:

''اس شخص نے مجھے گرفتار نہیں کیا۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَقَدْ اٰزَرَكَ اللّٰهُ بِمَلَكٍ كَرِيْمٍ)) [طبقات ابن سعد : ۱۲/۴]

''اللہ تعالیٰ نے ایک معزز فرشتے کے ساتھ تیری مدد کی۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب کو ابوالیسر نے گرفتار کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تو نے اسے کس طرح گرفتار کیا؟ تو اس نے جواب میں کہا:

''ایک شخص نے میری مدد کی کہ جسے میں نے نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں وہ مجھے نظر آیا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک معزز فرشتے نے تیری مدد کی تھی۔'' [طبقات : ۱۲/۴]

نادر بہادری:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عکرمہ کہتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب کے غلام ابو رافع نے بیان کیا: اسلام ہم گھر والوں کے پاس آ چکا تھا۔ عباس بن عبدالمطلب مسلمان ہو گئے، سیدہ ام الفضل نے بھی اسلام قبول کر لیا اور میں بھی مسلمان ہو گیا۔ عباس اپنی قوم سے خوفزدہ تھے، اس لیے وہ اپنے اسلام قبول کرنے کو چھپاتے تھے۔ وہ بڑے مالدار تھے، اس کا مال اس کی قوم میں بکھرا ہوا تھا۔ ابولہب جنگ بدر میں شریک نہیں ہوا تھا۔ اس نے اپنی جگہ عاص بن ہشام بن مغیرہ کو جنگ کے لیے بھیج دیا تھا۔ جب یہ خبر مکہ معظمہ پہنچی کہ جنگ بدر میں بہت سے سردار موت کے گھاٹ اتار دیے گئے ہیں تو ابولہب یہ خبر سن کر ہکا بکا رہ گیا۔

ابو رافع کہتے ہیں کہ میں ایک کمزور انسان تھا اور پتھر کے پیالے بنانے کا کام کرتا تھا اور جس کمرے میں زمزم کا کنواں تھا اس میں بیٹھ کر پتھر سے پیالے تراشا کرتا تھا، اللہ کی قسم! وہاں بیٹھا پیالے بنا رہا تھا میرے پاس سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ ابولہب آیا اور حجرے کے پردے کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی، اچانک لوگوں نے کہا:

''وہ دیکھو ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آ رہا ہے۔ وہ آیا تو ابولہب نے اس سے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادھر میرے پاس آؤ اور سناؤ مقام بدر سے کیا خبر لائے ہو؟ وہ ابولہب کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ وہاں کھڑے ہو گئے۔ ابولہب نے کہا:

''میرے بھائی کے بیٹے مجھے بتاؤ کہ وہاں ہمارے لوگوں کے ساتھ کیا بیتی؟ اس نے کہا:

''اللہ کی قسم! جب ہمارا مسلمانوں سے آمنا سامنا ہوا تو ہم نے ان کے آگے اپنے کندھے جھکا دیے، انھوں نے جس طرح چاہا ہمیں قتل کیا اور جس طرح چاہا ہمیں گرفتار کیا۔ اللہ کی قسم! میں اپنی قوم کو ملامت نہیں کرتا، ہم سفید رنگ کے افراد سے ملے جو سفید اور سیاہ دھاریوں والے گھوڑوں پر سوار تھے۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان پھیلے ہوئے تھے اور کوئی چیز ان کے سامنے ٹھہرتی نہ تھی۔''

ابورافع کہتے ہیں: ''میں نے اپنے ہاتھ سے حجرے کا پردہ اٹھایا پھر بآواز بلند کہا:

''اللہ کی قسم یہ فرشتے تھے'' میری یہ بات سن کر ابولہب نے میرے چہرے پر زور سے طمانچہ مارا، میں اس کے مقابلے میں کھڑا ہوا تو اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ پھر وہ میری چھاتی پر بیٹھ کر مجھے زدوکوب کرنے لگا، میں کمزور آدمی تھا۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا یہ صورت حال دیکھ کر اٹھی، اس نے کمرے سے لاٹھی پکڑی اور زور سے اس کے سر پر دے ماری جس سے اس کے سر میں گہرا زخم آیا اور ام الفضل رضی اللہ عنہا نے غصے سے کہا: ''کیا اس کے آقا کو غائب پا کر تو نے اسے کمزور سمجھ لیا ہے۔''

وہ ذلیل وخوار ہو کر وہاں سے چلا گیا..... اللہ کی قسم! سات دن کے بعد وہ عدسہ (ایک قسم کا طاعون) کی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا۔'' [البداية والنهاية : ٢/ ٣٩۔ ٤٠]

واہ سبحان اللہ! سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ایسی شجاعت سے کام لیا کہ قلم اس کی توصیف لکھنے سے عاجز دکھائی دیتا ہے، اس نے کسی عام مشرک کی پٹائی نہیں کی بلکہ مشرکین کے ایک مغرور شہسوار کو زدوکوب کیا۔

حضرت حسین کو دودھ پلانا:

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو دودھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلانے کا اعزاز حاصل کیا۔ سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) [صحيح الجامع : ٣١٨١]

''حسن اور حسین نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔''

سماک بن حرب سے روایت ہے کہ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک حصہ میرے گھر میں ہے۔ آپ نے فرمایا:

''اس کی تعبیر یہ ہے کہ میری بیٹی فاطمہ ایک بیٹے کو جنم دے گی جسے تم دودھ پلاؤ گی۔''

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو جنم دیا۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اسے پکڑ لیا حالانکہ آپ اسے چوم رہے تھے۔ بچے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کر دیا تو ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اس کی چٹکی لی جس سے وہ رو پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تو نے میرے بیٹے کے بارے میں مجھے تکلیف دی ہے، پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس پر چھینٹے مار دیے۔'' [الإصابة : ٨/ ٤٥٠]

ایک روایت میں ہے کہ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا یہاں تک کہ وہ ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ وہ اسے ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی، آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا تو اس نے پیشاب کر دیا۔ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مارا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے میرے بیٹے کو تکلیف پہنچائی ہے۔''

بھرپور سعادت:

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کو اندیشہ تھا کہ کہیں عباس بن عبدالمطلب اپنے آباؤ اجداد کے دین پر ہی قائم نہ رہے، لیکن جب اس نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگوں میں شریک ہونے لگا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب وہ یہ سنتی کہ عباس بن عبدالمطلب کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بڑی قدر و قیمت ہے تو وہ اپنے آپ کو بڑی سعادت مند سمجھتی۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کے ایک شخص نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس کے آباؤ اجداد میں سے کسی کو برا بھلا کہا، تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اسے تھپڑ رسید کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور ماجرا بتایا تو قوم کے لوگ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! ہم بھی عباس رضی اللہ عنہ کو اسی طرح تھپڑ ماریں گے جس طرح اس نے ہمارے ساتھی کو تھپڑ مارا۔ انھوں نے ہتھیار پہن لیے۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمانے لگے:

''لوگو! مجھے یہ بتاؤ کہ زمین کے باشندوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عزت والا کون ہے؟''

سب نے کہا: ''آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ لَا تَسُبُّوا مَوْتَانَا فَتُؤْذُوا أَحْيَانَا))

''عباس مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، تم ہمارے مردوں کو گالی نہ دو اس سے تم ہمارے زندوں کو اذیت دیتے ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر قوم آپ کے پاس آئی اور کہا:

((نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ))

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کے غصے سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔'' [مسند امام احمد: ١/ ٣٠٠۔ طبقات ابن سعد: ٤/ ٢٤۔ مستدرك حاكم: ٣/ ٣٢٩]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس اور اس کے بیٹے پر چادر دی پھر یہ دعا دی:

''الٰہی! عباس اور اس کے بیٹے کو ظاہری اور باطنی لحاظ سے بخشش دے، کوئی گناہ باقی نہ چھوڑ، الٰہی اس کے بیٹے کے بارے میں اس کی مدد فرما۔'' [سیر اعلام النبلاء: ٢/ ٨٩]

عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش کی پیشین گوئی:

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی سعادت اسی پر بس نہیں ہو جاتی بلکہ جب اس نے شعب ابی طالب کے محاصرے میں اپنے لاڈلے بیٹے عبداللہ بن عباس کو جنم دیا تو اسکی سعادت وخوش بختی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یہ محاصرہ قریش نے بنو ہاشم کے خلاف کیا تھا، یہ ہجرت سے تین سال پہلے کا واقعہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے بیٹے کو دینی علوم میں بڑے بلند مرتبے پر فائز دیکھ رہی تھی، اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عظیم خوشخبری بھی یاد تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کی پیدائش سے پہلے اسے دی تھی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بتایا: میں گزر رہی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ام الفضل۔'' میں نے کہا: ''لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔'' آپ نے فرمایا: ''آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔'' میں نے کہا: ''وہ کیسے؟ قریش نے تو قسم اٹھا رکھی ہے کہ عورتیں بچوں کو جنم نہیں دیں گی۔'' آپ نے فرمایا: ''جیسے میں نے کہا ویسے ہی ہوگا، جب تم اسے جنم دے لو تو اسے میرے پاس لانا۔'' ام الفضل کہتی ہیں کہ جب میں نے بیٹے کو جنم دیا تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی، آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اسے اپنے لعاب کی گھٹی دی اور فرمایا: ''اسے لے جاؤ، تم اسے بڑا ذہین وفطین پاؤ گی۔'' میں عباس کے پاس آئی، اسے اطلاع دی تو وہ مسکرا دیے۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ بڑے حسین وجمیل اور دراز قامت تھے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو اس کی طرف بڑھے اور اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر اپنی دائیں طرف بٹھا لیا، پھر فرمایا: ''یہ میرا چچا ہے، اس جیسا کوئی ہے تو دکھلائے۔''

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے چند باتیں کیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں کیوں نہ کہوں کہ آپ میرے چچا ہیں، میرے آباؤ واجداد کی نشانی ہیں اور چچا والد کی مانند ہوتا ہے۔'' [مجمع الزوائد: ١٥٥١٤]

ذہانت وفطانت:

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی کے خوبصورت ترین دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی اور آپ سے بردباری اور اخلاق کی تعلیم حاصل کرتے ہوئے گزارے، یہاں تک کہ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔

اس سے اس کے ہونہار بیٹے عبداللہ نے حدیث روایت کی، اس کے علاوہ انس بن مالک اور عبداللہ بن حارث وغیرہ نے بھی حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

[اعلام النبلاء ٢ / ٣١٥]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا پر اپنا فضل وکرم کیا کہ اسے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، اس کا خاوند سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھا۔

دردناک جدائی:

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی زندگی میں اچانک غم کے بادل چھا گئے، ہوا یہ کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کو شدید صدمہ پہنچا قریب تھا کہ شدت غم کی وجہ سے اس کا دل پارہ پارہ ہو جاتا۔ لیکن اس نے اجر وثواب حاصل کرنے کی نیت سے صبر وتحمل کا دامن تھامے رکھا۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا عابدہ، زاہدہ، روزے دار اور شب زندہ دار رہی۔

سیدنا ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اس کی قدر ومنزلت کو جانتے تھے اور رسول اکرم ﷺ کے نزدیک اس کے مقام ومرتبے سے واقف تھے۔ وہ اس کا حد درجہ اکرام واحترام کیا کرتے تھے۔

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کو پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت بھی حاصل تھی اور وہ اسلام کے غلبے کے لیے اپنی ہر چیز قربان کر دیا کرتی تھی۔

رحلت کا وقت:

اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے کی خاطر زندگی کا طویل سفر جود وسخا اور تسلیم ورضا سے گزارتے ہوئے سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا بستر مرگ پر ابدی نیند کی آغوش میں سو گئی...... اس جلیل القدر خاتون نے اپنے پیچھے بہت سی نشانیاں چھوڑیں، اور اس نے امت کے متبحر عالم سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی صورت میں ایک بہت بڑی نشانی چھوڑی وہ یقیناً قیامت کے دن سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی نیکیوں کے ترازو میں ہو گا۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، نیز اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹھکانا جنت الفردوس میں بنا دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا

اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کی سوانح حیات قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ اسلام نے اس میں ایسی خوبیاں پیدا کر دیں جن کا کوئی انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ وہ جلیل القدر خاتون خنساء رضی اللہ عنہا تھی جس کا اصل نام تماخر بنت عمرو بن الشریع بن عصیۃ السلمیۃ تھا۔

یہ جلیل القدر خاتون، جلیل القدر صحابیہ اور مشہور و معروف شاعرہ اور بڑی عقلمند اور دانشور تھی۔ لوگ اس کی قدر و منزلت کو جانتے تھے اور شعر و شاعری میں اس کی مہارت کے معترف تھے۔ یہاں تک کہ تمام شعراء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی خاتون شاعرہ نہیں ہوئی۔

بھائی کی موت پر غم:

سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا کا معمول یہ تھا کہ وہ موقع کی مناسبت سے دو یا تین شعر کہا کرتی تھیں۔ جب ان کا حقیقی بھائی معاویہ بن عمرو اور اس کا باپ کی جانب سے بھائی صخر قتل کر دیے گئے تو انھیں از حد صدمہ پہنچا۔ صخر انھیں زیادہ پیارا تھا۔ وہ بڑا بردبار، سخی اور پسندیدہ شخصیت کا حامل تھا۔ اس نے بنو اسد سے جنگ لڑی تو ابو ثور الأسدی نے اسے نیزہ مارا جس سے وہ پورا سال بیماری میں مبتلا رہا اور اس کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کے غم میں سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا نے مرثیہ لکھا جس کے اشعار پیش خدمت ہیں۔

عَیْنَیَّ جُوْدَا وَ لَا تَجْمِدَا

أَ لَا تَبْکِیَانِ لِصَخْرِ النَّدٰی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَلَا تَبْكِيَانِ الْمَرْءَ الْجَمِيلَ

أَلَا تَبْكِيَانِ الْفَتٰى السَّيِّدَا

طَوِيلُ النِّجَادِ، رَفِيعُ الْعِمَادِ

إِلَى الْمَجْدِ مَدَّ إِلَيْهِ يَدَا

إِذَا الْقَوْمُ مَدُّوا بِأَيْدِيهِمْ

إِلَى الْمَجْدِ مَدَّ إِلَيْهِ يَدَا

فَنَالَ الَّذِي فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

مِنَ الْمَجْدِ ثُمَّ مَضٰى مُصْعِدَا

تَحْمِلُهُ الْقَوْمُ مَا عَالَهُمْ

وَ إِنْ كَانَ أَصْغَرَهُمْ مَوْلِدَا

تَرَى الْمَجْدَ يَهْوِي إِلَى بَيْتِهِ

يَرَى أَفْضَلَ الْمَجْدِ أَنْ يُحْمَدَا

وَ إِنْ ذُكِرَ الْمَجْدُ الْفَيْتَهُ

تَأَزَّرَ بِالْمَجْدِ ثُمَّ ارْتَدٰى

پھر اس کے بعد یہ شعر کہے:

أَلَا يَا صَخْرُ لَاأَنْسَاكَ حَتّٰى

أُفَارِقَ مُهْجَتِي وَلْيَتَّقِ رَمْسِ

يُذَكِّرُنِي طُلُوعُ الشَّمْسِ صَخْرًا

وَأَبْكِيهِ لِكُلِّ غُرُوبِ شَمْسِ

وَلَوْ لَا كَثْرَةُ الْبَاكِيْنَ حَوْلِي

عَلٰى أَمْوَاتِهِمْ لَقَتَلْتُ نَفْسِي

[الاصابہ لحافظ ابن حجر ۸/ ۱۱۲]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے میری آنکھو! سخاوت کرو، خوب آنسو بہاؤ کہ خشک نہ ہو جانا، کیا تم گھرو صخر نامی بھائی کی جدائی میں آنسو نہیں بہاؤ گی؟''

''کیا تم دونوں جرأت مند، خوبصورت، سردار نوجوان پر نہیں روؤ گی؟''

''جو دراز قد اور بلند مرتبہ تھا اور اس نے لڑکپن میں اپنی قوم کی قیادت کی۔''

''جب قوم بزرگی اور عظمت کی خاطر اس کی طرف اپنے ہاتھ بڑھاتی ہے تو وہ اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے۔''

''میرا بھائی قوم کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتا اور اس کو بلندی کی طرف لے جاتا ہے۔''

''قوم اس کو اپنے سروں پر بٹھاتی ہے اگر چہ عمر میں وہ ان سے کہیں چھوٹا ہے۔''

''بزرگی اور عظمت اس کے گھر میں رہتی ہے۔ عظمت وشرف کی بنا پر اس کی تعریف کی جاتی ہے۔''

''جب بھی بزرگی، عظمت اور سرفرازی وسربلندی کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو آپ اسے اس حالت میں دیکھیں گے کہ وہ عظیم ہے۔''

پھر اس نے یہ شعر پڑھے۔

''اے میرے بھائی صخر! زندگی بھر بھلا نہ سکوں گی۔''

''طلوع آفتاب مجھے بھائی صخر کی یاد دلاتا ہے، میں غروب آفتاب تک اس کے غم میں روتی ہوں۔''

''اگر میرے اردگرد اپنے بھائیوں کے غم میں رونے والے زیادہ نہ ہوتے تو میں اپنے آپ کو قتل کر بیٹھتی۔''

سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا کی شہرت ہر جگہ پر تھی اور خاص طور پر قافلے دوران سفر اس کے مرثیے گنگنایا کرتے تھے۔

اس جلیل القدر خاتون نے اپنے بھائی کی موت پر ایک دیوان لکھا جو غم واندوہ اور آنسوؤں پر مشتمل تھا۔ یہ جلیل القدر خاتون کمال درجے کی شاعرہ ہونے کے باوجود بلند اخلاق، دانشمند، صابرہ اور بہادر خاتون تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آفتاب اسلام:

سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا اپنی قوم بنی سلیم کے ہمراہ آئی اور اس نے قوم کے ساتھ مل کر اسلام قبول کر لیا۔ جو خیر وبھلائی ماضی کے دنوں میں رہ گئی اس پر اسے غم ہوا اور جو زندگی اسلام کے نور سے محروم رہی اس پر بھی اسے افسوس ہوا۔ لیکن اس نے یہ عزم کر لیا کہ جو چیز اس سے کھو گئی اسے پھر سے پالے اور اس عظیم دین کی سربلندی کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے۔

قادسیہ کے دن صبر اور ثواب کی نیت:

یہ وہی خنساء رضی اللہ عنہا ہے جس نے زمانۂ جاہلیت میں اپنے بھائی "صخر" کی وفات پر آہ وفغاں سے دنیا بھر میں شور وغوغا مچا دیا تھا لیکن جب اس پر اسلام نے اپنا رنگ چڑھایا تو جنگ قادسیہ میں اپنے چار بیٹوں کی شہادت پر کمال انداز میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا۔

ہم یہ تو پڑھ چکے ہیں کہ انھوں نے اپنے بھائی کی موت پر کس قدر حزن وملال اور جزع فزع کا مظاہرہ کیا، کس طرح ان کا دل دکھا اور ان کے جگر میں صدمے کی آگ لگی؟

اب ذرا غور کریں کہ سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا کے چار بیٹے، اس کے دل کے ٹکڑے، اس کے جگر گوشے ایک ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔ سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا نے اپنے ان چاروں بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

> "میرے بیٹو! تم نے بخوشی اسلام قبول کیا ہے۔ تم نے اپنی پسند سے ہجرت اختیار کی۔ میں قسم کھاتی ہوں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں کہ تم ایک آدمی کے بیٹے ہو اور ایک عورت کے بیٹے ہو۔ میں نے تمھارے حسب نسب میں کوئی تبدیلی نہیں آنے دی، تمھارا حسب ونسب بالکل خالص ہے۔
>
> بیٹو! اس حقیقت کو اچھی طرح جان لو کہ آخرت کا گھر اس فانی دنیا کے گھر سے بہتر ہے۔ صبر کرو، ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو اور ایک دوسرے سے وابسطہ رہو۔ اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب وکامران ہو جاؤ۔ جب تم دیکھو کہ لڑائی چھڑ چکی ہے، معرکہ آرائی تیز ہو چکی ہے تو تم لڑائی میں کود جانے کا عزم کر لو اور میدان کارزار میں کود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاؤ۔ عزت اور مال غنیمت کے ساتھ کامیابی و کامرانی حاصل کرو۔ ہمیشہ رہنے والی جنت کے حصول کے لیے کوشاں ہو جاؤ۔"

جب صبح ہوئی تو چاروں بھائی لڑائی میں شریک ہوئے۔ دلوں میں غیرت کے جذبات موجود تھے۔ ایک نے دوسرے بھائیوں کو اپنی بوڑھی ماں کی وصیت یاد دلائی اور وہ شیر کی مانند دھاڑا اور تیر کی تیزی کی طرح چلا، بجلی کی کڑک کی طرح کوندا اور اللہ کے دشمنوں پر اللہ کی تقدیر بن کر نازل ہوا۔ سارے بھائی اسی طرح میدان جنگ میں اترے اور یکے بعد دیگرے سبھی شہید ہو گئے۔ ہر نوجوان نے اپنی شہادت سے پہلے رجزیہ شعر پڑھے۔

پہلے نے یہ شعر کہے:

يَا إِخْوَتِي إِنَّ الْعَجُوزَ النَّاصِحَةَ
نَصَحَتْنَا إِذْ دَعَتْنَا الْبَارِحَةَ
بِمَقَالَةٍ ذَاتَ بَيَانٍ وَاضِحٍ
وَإِنَّمَا تَلْقَوْنَ عِنْدَ الصَّائِحَةِ
مِنْ آلِ سَاسَانَ كِلَابًا نَابِحَةً

"میرے بھائیو! نصیحت کرنے والی بوڑھی ماں نے گزشتہ رات ہمیں بلا کر جب نصیحت کی۔"

"واضح انداز میں اس نے بات کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم آل ساسان کے بھونکنے والے کتوں کے ساتھ لڑائی کرو تو خوب ڈٹ کر مقابلہ کرنا۔"

دوسرے نے یہ شعر پڑھے:

إِنَّ الْعَجُوزَ ذَاتَ حَزْمٍ وَجَلَدٍ
قَدْ أَمَرَتْنَا بِالسَّدَادِ وَالرُّشْدِ
نَصِيحَةً مِنْهَا وَبِرًّا بِالْوَلَدِ
فَبَاكِرُوا الْحَرْبَ حُمَاةً فِي الْعَدَدِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”بلاشبہ بوڑھی محتاط اور بہادر والدہ نے ہمیں سیدھے راستے پر گامزن رہنے کا حکم دیا۔“
”اس کی طرف سے نصیحت ہوئی اور نیک اولاد کا فرض اس پر عمل کرنا ہے، دیوانہ وار لڑائی میں جلدی سے کود پڑو۔“

تیسرے نے یہ شعر پڑھے:

وَاللّٰهِ مَا نَعْصِي الْعَجُوزَ حَرْفًا
وَ نُصْحًا وَبِرًّا صادِقًا وَ لُطْفًا
فَبَادِرُوا الْحَرْبَ الضَّرُوسَ زَحْفًا
حَتّٰى تَلُفُّوا آلَ كِسْرٰى لَفًّا

”اللہ کی قسم! ہم اپنی بوڑھی والدہ کی ایک حرف کی بھی نافرمانی نہیں کریں گے۔ اس نے صدق دل اور لطف وکرم سے نصیحت کی اور ہم صدق دل سے اس پر عمل کریں گے۔“
”سخت ترین لڑائی میں جلدی سے کود جاؤ یہاں تک آل کسریٰ کو لپیٹ کر رکھ دو۔“

چوتھے نے یہ شعر پڑھے:

لَسْتُ لِخَنْسَاءَ وَلَا لِأَصْرَمُ
وَلَا لِعُمْرِيْ ذِي السَّنَاءِ الْأَقْدَمِ
إِنْ لَمْ أَرِدْ فِي الْجَيْشِ جَيْشِ الْأَعْجَمِ
مَاضٍ عَلَى الْحُصُولِ خِضَمٍّ خَضْرَمِيٍّ

”اگر میں آگے بڑھ کر عجمی لشکر پر حملہ آور نہ ہوں اور ان کے پرخچے نہ اڑا کر رکھ دوں تو میں خنساء کا بیٹا ہی نہیں۔“

والدہ کو چاروں بیٹوں کے شہید ہونے کی خبر ایک ہی دن ملی۔ اس نے نہ تو اپنے رخساروں کو پیٹا اور نہ اس نے اپنا گریبان چاک کیا۔ بلکہ یہ خبر سن کر اہل ایمان جیسا صبر کیا اور بیٹوں کے شہید ہو جانے کی خبر سن کر یہ دعا پڑھی:

《 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شَرَّفَنِي بِقَتْلِهِمْ وَ اَرْجُوْ مِنْ رَبِّيْ اَنْ يَجْمَعَنِيْ بِهِمْ فِيْ مُسْتَقَرِّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَحْمَتِه))

"سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ان کی شہادت کے ساتھ شرف بخشا اور میں اپنے رب سے امید کرتی ہوں کہ وہ مجھے ان کے ساتھ اپنی رحمت کے جائے قرار یعنی جنت الفردوس میں اکٹھا کر دے۔" [ولا تموتن الا و انتم مسلمون از ابو عمار محمود المصری : ص ۷۱، ۷۲]

اللہ کی قسم! میں اسے گھٹیا مال نہیں دوں گا:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، الاصابہ، میں رقمطراز ہیں کہ ایک دفعہ سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، اس نے بالوں سے بنی ہوئی صدری پہن رکھی تھی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا:

"اے خنساء! اس کے استعمال سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر رکھا تھا۔" اس نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں تھا، البتہ اس صدری کی ایک داستان ہے وہ یہ کہ میرے باپ نے میری شادی ایک ایسے شخص سے کر دی جو بڑا فضول خرچ تھا۔ اس کا مال ختم ہو گیا تو میں اپنے بھائی صخر کے پاس گئی۔ اس نے اپنا مال دو حصوں میں تقسیم کیا اور بہترین مال مجھے دے دیا، میرے خاوند نے وہ بھی اڑا دیا۔ میرے بھائی نے پھر اپنا مال دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے اپنے مال کا بہترین حصہ دیا۔ صخر کی بیوی نے کہا: کیا یہ کافی نہیں کہ تم اپنا آدھا مال اسے دے دو، جو بہتر مال ہوتا ہے وہ تم بھلا کیوں دیتے ہو، تو اس نے جواب میں یہ شعر پڑھے:

وَاللّٰهِ! لَا أَمْنَحُهَا شِرَارَهَا
وَهِيَ الَّتِيْ أَرْحَضُ عَنِّيْ عَارَهَا
وَلَوْ هَلَكْتُ خَرَّقَتْ خِمَارَهَا
وَاتَّخَذَتْ مِنْ شَعْرٍ صِدَارَهَا

[الإصابة : ۸/ ۱۱۲]

"اللہ کی قسم! میں اسے برا اور ردی مال نہیں دوں گا ~~گا~~ میرے حوالے سے اپنی عار کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور کرتی ہے...... اگر میں ہلاک ہو گیا تو وہ اپنے دوپٹے کو میرے غم میں پھاڑ دے گی، اور بالوں کی بنی ہوئی صدری پہن لے گی۔''

رحلت کا وقت:

ہر ابتدا کی انتہا ہوتی ہے لیکن کس قدر خوبصورت بات ہے کہ انسان کا خاتمہ توحید اور ایمان پر ہو۔ سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا اپنے چار بیٹوں کو اللہ کے نام پر پیش کر دینے کے بعد بستر مرگ پر دراز ہوئی، وہ اس بات پر راضی تھی اور اجر وثواب کی امید وار تھی کہ میرے بیٹے جام شہادت نوش کر کے جنت کے باشندوں میں شامل ہو گئے ہیں۔

سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا نے دو یا تین بیٹوں کی شہادت پر نہیں بلکہ چار بیٹوں کی شہادت پر اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید وابستہ کر لی۔ وہ واقعی مبارک باد کی مستحق ہے۔ اسے یہ مقام مبارک ہو۔ سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا جس پر اسلام کا رنگ پوری طرح حاوی ہو چکا تھا وہ اپنی بھرپور زندگی گزارنے کے بعد اللہ کو پیاری ہو گئی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، نیز اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹھکانا جنت الفردوس میں بنا دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام معبد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا

جن لوگوں کا واقعہ ہجرت کے حوالے سے نام لیا جاتا ہے ان میں ہماری معزز اور بابرکت مہمان سیدہ ام معبد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

وہ زمانہ جاہلیت میں کوئی مشہور و معروف خاتون نہ تھی۔ بس ایک عام دیہاتی خاتون تھی، جس کی شہرت اس کے خیمے، اہل خانہ اور خاندان تک محدود تھی جو اس کے اردگرد زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف سفر ہجرت پر جاتے ہوئے اس کے مہمان بنے تو اس خاتون کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔

اس کا نام "عاتکہ بنت خالد" تھا یہ خنیس بن خالد الخزاعی الکعبی جلیل القدر صحابی کی ہمشیرہ تھی، یہ ان بہادروں میں سے ایک تھا جنھوں نے فتح مکہ میں شرکت کی۔

یہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھا، اور فتح مکہ میں جام شہادت نوش کیا۔

مبارک ہجرت:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی منحوس قرارداد منظور کر لی گئی تو جبریل علیہ السلام اپنے رب کی جانب سے وحی لے کر آئے۔ آپ کو قریش کی ریشہ دوانی کی اطلاع دی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روانگی کی اجازت دے دی اور ہجرت کا وقت اس فرمان کے ساتھ محدود کر دیا:

"آج آپ اپنے اس بستر پر رات نہ گزاریں جس پر پہلے رات بستر کیا کرتے تھے۔"

[سیرت ابن هشام : ١/ ٤٨٢]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر دوپہر کے وقت تشریف لائے، اس وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ پہلے کبھی تشریف نہیں لائے تھے۔ آپ نے آتے ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا:

''آپ کے پاس جو بھی آدمی ہے اسے باہر نکال دیں، ضروری بات کرنی ہے۔''

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

''یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے اہل خانہ ہیں، آپ ان پر اعتماد کر سکتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں سے روانگی کا حکم دے دیا ہے۔'' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا میں بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان، میری ان دو سواریوں میں سے ایک سواری آپ لے لیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیمتاً لوں گا۔'' [بخاری : ۱۸۳/۷]

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آج وہ آپ (ﷺ) کے بستر پر رات گزاریں۔

قریش کے افراد اکٹھے ہو کر دروازے کی درز سے اندر جھانکنے لگے۔ وہ چاہتے تھے کہ جونہی آپ باہر نکلیں تو یکبارگی حملہ کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے، میدان سے مٹی کی ایک مٹھی لی اور ان کے سروں پر ڈالنی شروع کر دی، انھیں کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چل دیے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر سے دونوں رات کے وقت روانہ ہوئے۔ ایک آدمی آیا اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے گھر کے دروازے کے باہر کھڑے ہیں۔ اس نے پوچھا: کس کا انتظار کر رہے ہو؟ کہنے لگے: محمد (ﷺ) کا۔

اس نے کہا: ''عقل کے اندھو! تم ناکام ہو گئے ہو، وہ تو تمھارے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے یہاں سے چلے گئے ہیں۔''

کہنے لگے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کی قسم! ہم نے تو اسے دیکھا نہیں، پھر وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑنے لگے۔''

ایک روایت میں ہے کہ مشرکین نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے محاصرے میں رات گزار دی، ان کا خیال تھا کہ اندر بستر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہیں۔

جب صبح ہوئی اور انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کھسیانے ہو کر پوچھنے لگے:

''آپ کے ساتھی کہاں گئے ہیں؟'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نہیں جانتا۔''

مشرکین آپ کے نشانات قدم پر چلتے ہوئے پہاڑ کے پاس پہنچے تو نشانات خلط ملط ہو گئے اور وہ غار کے پاس سے گزر کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔

[مسند امام احمد : ۳۴۸/۱۔ فتح الباری : ۱۸۳/۷، ۱۸۵]

قریش نے دونوں کی تلاش میں پوری کوشش کی اور غار ثور کے دھانے پر پہنچ کر رک گئے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کسی نے اپنے پاؤں کے نیچے دیکھ لیا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔''

آپ نے فرمایا:

''اے ابو بکر! ان دو کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو؟ گھبراؤ نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' [بخاری : ۸/۷، ۹، ۱۰۔ مسلم : ۲۳۸۱]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتیں سن رہے تھے جبکہ مشرکین سروں کے اوپر کھڑے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں اندھا کر دیا تھا۔

عامر بن فہیرہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا، مکہ میں جو باتیں ہوتیں وہ سن کر دونوں کے پاس پہنچ کر سناتا اور صبح کے وقت پھر لوگوں کے ساتھ گھل مل جاتا۔

[بخاری : ۱۸۵/۷]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم نے دونوں کے لیے زاد سفر خوب اچھی طرح تیار کیا۔ کھانے کا سامان ایک تھیلے میں ڈال دیا اور پانی کا مشکیزہ بھر دیا۔ اس موقع پر میری بہن سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے ازار بند کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور ایک کے ساتھ تھیلے کا منہ باندھ دیا اسی مناسبت سے اس کا لقب ذات النطاقین مشہور ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام معبد کے گھر پڑاؤ:

اب ہم حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور ام معبد کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ اس جلیل القدر خاتون نے نبی کریم ﷺ کی اس قدر فصیح و بلیغ انداز میں توصیف بیان کی کہ فصاحت و بلاغت کے ماہرین بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سفر ہجرت کے دوران ام معبد خزاعیہ کے خیمے کے پاس سے گزرے، وہ سخت جان مشہور خاتون اپنے خیمے کے صحن میں بیٹھی ہوتی اور جو مسافر وہاں سے گزرتا اسے کھانا کھلاتی اور پانی پلاتی۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ام معبد سے پوچھا کہ کیا اسکے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہمارے پاس کوئی چیز ہوتی تو میں آپ کی ضرور ضیافت کرتی۔ رسول اکرم ﷺ نے خیمے کے ایک کونے میں بکری کھڑی دیکھی۔ آپ نے پوچھا: ''اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟'' اس نے جواب دیا کہ یہ بکری تھکاوٹ اور کمزوری کی وجہ سے ریوڑ سے پیچھے رہ گئی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا یہ دودھ دیتی ہے؟'' اس نے کہا: یہ تو بہت لاغر اور کمزور ہے اس نے دودھ کیا دینا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں؟'' اس نے کہا: میرے ماں باپ قربان! اگر آپ دوہ سکتے ہیں تو میری طرف سے اجازت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بکری کے تھنوں کو اپنا ہاتھ لگایا، بسم اللہ کہا اور دعا کی تو اس کے تھنوں سے دودھ کے قطرے گرنے لگے۔ آپ ﷺ نے برتن منگوایا اس میں دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا۔ ام معبد کو دودھ پلایا اس نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا، پھر آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو دودھ پلایا انھوں نے بھی خوب سیر ہو کر دودھ پیا آخر میں آپ ﷺ نے دودھ پیا۔ پھر دوسری مرتبہ اسی برتن میں دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا۔ اس دودھ کو ام معبد کے پاس چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر پر روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد اس کا خاوند ابو معبد آ گیا۔ وہ مریل بکریوں کا ریوڑ ہانکتا ہوا آیا، بکریاں کمزوری کی وجہ سے ایک دوسرے سے ٹکرا رہی تھیں۔ جب ابو معبد نے دودھ دیکھا تو اسے بڑا تعجب ہوا۔ اس نے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دودھ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بکری بھوکی پیاسی تھی، چراگاہ پر چرنے بھی نہیں گئی اور گھر میں کوئی دودھ دینے والی بھی نہیں، یہ ماجرا کیا ہے؟ ام معبد نے کہا:

''اللہ کی قسم! آج یہاں سے ایک بابرکت آدمی کا گزر ہوا، اس نے یہ یہ باتیں کیں اور اس کا حال اس طرح کا تھا۔''

وہ سن کر کہنے لگا کہ یہ تو وہی آدمی ہے جسے قریش تلاش کر رہے ہیں۔ ام معبد مجھے ذرا تفصیل سے اس کا حلیہ بتائیں۔ ام معبد نے کہا:

چمکتا رنگ، تابناک چہرہ، خوبصورت ساخت، نہ توندلے پن کا عیب نہ گنجے پن کی خامی، جمال جہاں تاب کے ساتھ ڈھلا ہوا پیکر، سرگیں آنکھیں، لمبی پلکیں، بھاری آواز، لمبی گردن، باریک اور باہم ملے ہوئے ابرو، چمکدار کالے بال، خاموش ہوں تو باوقار، گفتگو کریں تو پرکشش، دور سے دیکھنے میں سب سے تابناک و پر جمال، قریب سے سب سے خوبصورت اور شیریں، گفتگو میں چاشنی، بات واضح اور دوٹوک، نہ مختصر نہ فضول، انداز ایسا کہ گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں، درمیانہ قد، نہ ناٹا کہ نگاہ میں نہ جچے، نہ لمبا کہ ناگوار لگے، دو شاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی طرح ہیں جو سب سے زیادہ تازہ اور خوش منظر ہے، رفقاء آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے، کچھ فرمائیں تو توجہ سے سنتے ہیں، کوئی حکم دیں تو لپک کر بجالاتے ہیں، مطاع ومکرم، نہ ترش رو، نہ لغوگو۔ [الرحیق المختوم ص ٦٤٤]

ابو معبد نے جب یہ اوصاف اپنی بیوی سے سنے تو پکار اٹھا: اللہ کی قسم! یہ تو وہی عظیم ہستی ہے جس کی تلاش میں قریش سرگرداں ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ میں ان کی زیارت کروں۔ میرے لیے اگر ممکن ہوا تو میں زیارت کی ضرور کوشش کروں گا۔ صبح کے وقت مکہ کی بالائی جانب سے کسی نے یہ شعر پڑھے، لوگوں نے شعر تو سنے لیکن کہنے والے کو نہ دیکھا:

جَزَی اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ خَیْرَ جَزَائِہِ
رَفِیْقَیْنِ حَلَّا خَیْمَتَیْ أُمِّ مَعْبَدِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ وَ ارْتَحلَا بِهِ
وَ اَفْلَحَ مَنْ أَمْسٰى رَفِيْقُ مُحَمَّدٗ
فَيَا لِقُصَيٍّ مَا زَوٰى اللّٰهُ عَنْكُمْ
بِهٖ مِنْ فَعَالٍ لَا يُجَازٰى وَ سُؤْدَدٗ
لِيَهْنَّ بَنِىْ كَعْبٍ مَقَامَ فَتَاتِهِمْ
وَ مَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدٗ
سَلُوْا أُخْتَكُمْ عَنْ شَاتِهَا وَ إِنَائِهَا
فَإِنَّكُمْ إِنْ تَسْأَلُوْا الشَّاةَ تَشْهَدُ

[مستدرك حاكم: ۳/ ۹۔۱۰۔ طبقات ابن سعد: ۱/ ۲۳۰۔۲۳۱]

"اللہ تعالیٰ دونوں رفیقوں کو جزائے خیر عطا کرے جو ام معبد کے خیمے میں فروکش ہوئے......دونوں خیر و بھلائی سے فروکش ہوئے اور خیر و بھلائی سے کوچ کر گئے، جو سیدنا محمد (ﷺ) کا رفیق بنا وہ کامیاب ہو گیا......اے قصی کے خاندان! تم پر سرداری ختم، اللہ نے تم پر وافر مقدار میں اپنا فضل و کرم کیا...... بنو کعب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ان کی ایک خاتون کا گھر اہل ایمان کا ٹھکانا بنا......تم اپنی بہن سے اس کی بکری کے بارے میں اور برتن کے بارے میں تو پوچھو، اگر تم بکری سے سوال کرو تو بکری از خود گواہی دے گی۔"

سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم نے یہ شعر سنے تو ہمیں پتا چلا کہ رسول اللہ ﷺ کا رخ مدینہ منورہ کی طرف ہے۔

جیسے ہی ام معبد نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کی تو اس کے دل میں ایمان کی روشنی جگمگانے لگی تھی۔

جب قریش کے نوجوانوں نے ام معبد سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا، وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ چکے تھے، لیکن اس نے انھیں کچھ نہ بتایا۔ اسے ان نوجوانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خطرے کی بو آ رہی تھی۔ ان سے مذاق کے انداز میں کہنے لگی:

"تم مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہو کہ میں نے اس سال سے پہلے کبھی اس کا نام تک نہ سنا تھا، یہ ام معبد کی طرف سے ایک حکیمانہ جواب تھا۔"

قبول اسلام:

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات دیکھ کر سیدہ ام معبد اور اس کا خاوند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

ایک دن ام معبد رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا تحفہ بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ یہ چیز ام معبد رضی اللہ عنہا پر بڑی گراں گزری بیان کیا جاتا ہے کہ جو بکری سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی وہ دودھ دینے والی تھی۔ آپ نے اسے قبول کرنے سے اس لیے انکار کیا کہ اس بکری کی جنگل میں رہنے والوں کے لیے زیادہ ضرورت ہے۔ اس نے پھر ایک دوسری بکری بھیجی جو ابھی دودھ نہیں دیتی تھی، آپ نے اسے قبول کر لیا۔

سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کی ہر ممکن یہ کوشش ہوتی کہ وہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرے۔

سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے اللہ کی رضا کے لیے عبادت گزار، روزے دار اور شب زندہ دار کی حالت میں زندگی بسر کی۔ اس کا دل ایمانی سعادت اور سرور سے لبریز ہوا اور اس نے دنیا کی اس جنت میں زندگی بسر کی جس کے نتیجے میں آخرت کی جنت نصیب ہوتی ہے۔

جب مسلمانوں کے اپنے دشمنوں پر غالب آنے کا سنتی تو سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوتی اور جب اسے کہیں یہ خبر ملتی کہ فلاں معرکے میں مسلمانوں کو شکست ہوئی ہے تو وہ غمزدہ ہو جاتی۔

سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ خلوص دل سے زندگی بسر کی یہاں تک کہ وہ دن بھی آ گیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو اس کی دنیا اندھیر ہو گئی یہ غم سے نڈھال ہو گئی۔ اتنا غم کیا کہ قریب تھا کہ اس کا دل شدت غم کی وجہ سے پارہ پارہ ہو جاتا، وہ بیٹھ کر اس دن کو یاد کرنے لگی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے سفر کے دوران اس کے خیمے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف لائے تھے۔

اس نے اس حقیقت کو جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہر خیر و بھلائی کی چابی ہے، اس نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کی نیت کر لی، تاکہ صبر کرنے والوں کے اجر وثواب میں وہ بھی حصہ دار بن جائے۔

مقام ومرتبہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کی بڑی قدر ومنزلت تھی، وہ اسے بڑے بلند مقام پر فائز سمجھتے تھے اور خاص طور پر خلفائے راشدین اس کی قدر ومنزلت کو خوب اچھی طرح جانتے تھے اور وہ اس بات کو بھی جانتے تھے کہ سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے سفر ہجرت کے دوران کتنا عظیم موقف اختیار کیا تھا۔ ہشام بن حرام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا کو سالانہ لباس، یمن کا غلہ اور اس کے اونٹوں کے لیے (قطران) دی جاتی تھی، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے کہا:

''میرا لباس اور وہ یمن کا غلہ کہاں ہے جو میرے پاس آیا کرتا تھا۔''

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے ام معبد! وہ آپ کو ضرور ملے گا اور پھر سب کچھ دے دیا۔'' [المعجم الزوائد الهيثمي : ١٥٤٣٣ - المعجم الكبير الطبراني : ٣٤٩/٢٤]

رحلت کا وقت:

سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا طویل زندگی دین اسلام کی خدمت کرتے ہوئے گزار کر بستر مرگ پر دراز ہوئی اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔

سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا خود تو فوت ہو گئی لیکن ہم اس کی اخلاص بھری داستان کو یاد کرتے رہیں گے جس کی خوشبو نے سارے جگ کو مہکا دیا۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، اللہ نے اس کا ٹھکانہ جنت الفردوس میں بنا دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا

اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کی سوانح حیات قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جس نے اسلام کی نعمت کی قدر و قیمت کو جان لیا، بلکہ اس نے اس دین عظیم کے زیر سایہ اپنی ذات کو پہچانا اور وہ اپنی دنیا کو چھوڑ کر اللہ و رسول کی ہو کر رہ گئی، تاکہ وہ ساری دنیا کو اس دین عظیم کے لیے قربانی اور فدا کاری کا سبق سکھلا سکے۔

قبولِ اسلام:

سیدہ ام کلثوم ایسی روشن صبح کی تلاش میں تھی جو جاہلیت کے اندھیرے کو چاک کر دے، جب آفتاب اسلام جزیرۂ عرب پر طلوع ہوا تو سیدہ ام کلثوم نے اسلام قبول کر لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی۔

لیکن اس کے لیے ہجری سے پہلے ہجرت کرنا ممکن نہ ہوا، اس لیے کہ اس کے والدین کافر تھے اور وہ ان کے ساتھ رہتی تھی، اس کے لیے صلح حدیبیہ کے زمانے میں ہجرت کرنا ممکن ہوا۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی ہجرت کا واقعہ بیان کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ اس کے باپ پر روشنی ڈالوں جو میدان بدر میں حالت کفر میں موت کی نذر ہوا، تاکہ ہم اس حقیقت کو جان سکیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر کے چنگل سے کیسے چھڑایا اور اسے توحید کی نعمت سے نوازا جس کا مقابلہ دنیا بھر کی دولت نہیں کر سکتی۔

عقبہ بن ابی معیط:

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا وہ مومن خاتون ہے جس نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف رغبت میں ہجرت کی تا کہ وہ اسلام کی نعمت سے سرفراز ہو سکے۔ باوجود اس کے کہ اس کا باپ کافروں کا سرکردہ پیشوا تھا اور اس کی کفر کی حالت میں موت واقع ہوئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عقبہ بن ابی معیط ابی بن خلف کا دوست تھا۔ اس نے ایک دفعہ ولیمے کا اہتمام کیا اور قریش کو دعوت دی، رسول اکرم ﷺ کو بھی کھانے کی دعوت دی۔ جب کھانا آ گیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم یہ اقرار نہیں کرو گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے آپ کی رسالت کا اقرار کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھانا تناول کیا۔ جب اُبی بن خلف کو اس بات کا پتا چلا تو اس نے اپنے دوست عقبہ سے کہا کہ تم بے دین ہو گئے ہو۔ اس نے کہا:

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں میرے پاس ایک عظیم ہستی تشریف لائی اس نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور یہ شرط لگا دی کہ میں اس کی رسالت کا اقرار کروں تو وہ کھائیں گے میں نے اس کا دل رکھنے کے لیے اس کے سامنے اقرار کر لیا، میں نے دل سے اقرار نہیں کیا تھا۔ ابی نے کہا کہ میں اس وقت تیری بات کو تسلیم نہیں کروں گا اور نہ ہی تجھ سے ملوں گا جب تک کہ تم یہ کام نہیں کرو گے، جب تم محمد کریم ﷺ کو دیکھو تو ان کے چہرے پر تھوکنا اور ان کی گردن کو پکڑنا اور برا بھلا کہنا۔ اللہ کے دشمن عقبہ بن ابی معیط نے ویسے ہی کیا جیسے اس کے دوست ابی بن خلف نے اسے حکم دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

﴿ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ ﴾ [الفرقان: ٢٧] [التفسير الكبير: ٧٥/٢٤]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ''يوم يعض الظالم على يديه'' کی تفسیر کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ظالم کے نادم ہونے کی اطلاع دے رہے ہیں جس نے رسول اقدس ﷺ کے راستے کو چھوڑ دیا اور اس دین حق کو چھوڑ دیا جو رسول اکرم ﷺ لے کر آئے اور جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ ظالم رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کی بجائے کسی دوسرے راستے پر چلا۔ وہ قیامت کے دن ندامت کا اظہار کرے گا جس دن نادم ہونا اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا اور وہ ہاتھوں کو اپنے دانتوں سے حسرت اور افسوس کی بنا پر کاٹے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ اس آیت کا سبب نزول عقبہ بن ابی معیط ہے لیکن یہ آیت ہر ظالم کے لیے عام ہے۔

[مختصر تفسیر ابن کثیر محمد نسیب الرفاعی : ۳۱/۳]

ظالم کا انجام:

یہ بد بخت جس نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت دی اس کی گردن کو میدان بدر میں کاٹ دیا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کو قتل کرنے کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ میرے بچوں کا کیا بنے گا آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہنم میں جائیں گے۔“

عقبہ بن ابی معیط کو عاصم بن ثابت نے قتل کیا تھا، موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب مغازی میں لکھا کہ جب عاصم بن ثابت عقبہ کی طرف آگے بڑھا تو اس نے کہا:

”اے قریش! مجھے یہاں ان لوگوں کے درمیان کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟“

اسے بتایا گیا کہ چونکہ تو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔

حماد بن سلمہ عطا بن سائب سے اور وہ شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے عقبہ کو قتل کرنے کا حکم دیا تو اس نے کہا:

”اے محمد (ﷺ)! آپ مجھے قریش کے درمیان قتل کر دیں گے؟“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”پھر آپ نے حاضرین کو مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اس نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔“ ”میں ایک دن مقام ابراہیم کے پیچھے سجدے میں تھا، یہ آیا اور آتے ہی میری گردن پر اپنا پاؤں رکھ کر اتنا شدید دبایا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ میری آنکھیں باہر آ جائیں گی، پھر اس نے اپنے پاؤں کو اٹھایا۔ ایک دفعہ یہ بکری کی اوجھڑی لایا، میں سجدے میں تھا اس نے وہ اوجھڑی میرے سر پر لا کر رکھ دی، میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ اٹھا کر پرے پھینکی اور میرے سر کو دھویا۔“

ابن ہشام کہتے ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط کو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

علامہ زہری اور بعض دیگر اہل علم نے بھی اس رائے کی موافقت کی ہے۔

[البدایۃ والنہایۃ [illegible]]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقبہ بن أبی معیط تاریخ کے کوڑا دان میں چلا گیا اور اس کی گردن کو اس کے کفر، عناد اور اللہ و رسول کے ساتھ حسد کی بنا پر اڑا دیا گیا۔ [الجزاء من جنس العمل سید حسین : ۱/ ۲۱۰]

بابرکت ہجرت :

اب ہم سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بابرکت ہجرت کی روداد بیان کرتے ہیں۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے انھوں نے مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے سنا وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں خبر دیتے ہوئے کہتے ہیں:

جب سہیل بن عمرو نے صلح کا معاہدہ لکھا تو سہیل بن عمرو نے نبی کریم ﷺ پر یہ شرط لگائی کہ اگر آپ کے پاس ہم میں سے کوئی پہنچا خواہ وہ آپ کے دین پر ہوا تو اسے ہماری طرف لوٹانا ہوگا، ہمارے اور اس کے درمیان آپ حائل نہیں ہوں گے۔ مومنوں نے اس شرط کو ناپسند کیا لیکن سہیل بن عمرو اس شرط پر مصر رہا، نبی کریم ﷺ نے اس کی یہ شرط تسلیم کر لی۔ ابو جندل کو اس کے باپ سہیل بن عمرو کی طرف رسول اللہ ﷺ نے لوٹا دیا، کوئی بھی مسلمان مرد مکہ معظمہ سے اگر مدینہ منورہ پہنچا تو رسول اکرم ﷺ نے معاہدے کے مطابق واپس کر دیا۔

اسی دوران کچھ مومن عورتیں ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچیں، ان میں سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بھی تھی۔ اور وہ ان دنوں دوشیزہ تھی اس کے اہل خانہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو واپس مکہ بھیجنے کا مطالبہ کیا، نبی کریم ﷺ نے اسے واپس جانے کا حکم نہیں دیا اس لیے کہ قرآن مجید کی درج ذیل آیات نازل ہوگئی تھیں:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا جَآءَكُمُ ٱلْمُؤْمِنَـٰتُ مُهَـٰجِرَٰتٍ فَٱمْتَحِنُوهُنَّ ۖ ٱللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَـٰنِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَـٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى ٱلْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَءَاتُوهُم مَّآ أَنفَقُوا۟ ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا۟ بِعِصَمِ ٱلْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوا۟ مَآ أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوا۟ مَآ أَنفَقُوا۟ ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ ٱللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ وَإِن فَاتَكُمْ شَىْءٌ مِّنْ أَزْوَٰجِكُمْ إِلَى ٱلْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَـَٔاتُوا۟ ٱلَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَٰجُهُم مِّثْلَ مَآ أَنفَقُوا۟ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ٱلَّذِىٓ أَنتُم بِهِۦ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَـٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِٱللَّهِ شَيْـًٔا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾
[الممتحنہ : ۱۰، ۱۱، ۱۲]

''اے ایمان والو! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمھارے پاس آئیں تو ان کے مومن ہونے کی جانچ پڑتال کر لو، اور ان کے ایمان کی حقیقت تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پھر تمھیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرو، نہ وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے لیے حلال، ان کے کافر شوہروں نے جو مہر ان کو دیے تھے وہ انھیں پھیر دو اور ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ تم ان کے مہر ان کو ادا کر دو اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رکھو، جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیے تھے وہ تم واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیے تھے انھیں وہ واپس مانگ لیں یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے اور اگر تمھاری کافر بیویوں کے مہروں میں سے تمھیں کچھ کفار سے واپس نہ ملے تو پھر تم بدلہ حاصل کرو تو جن لوگوں کی بیویاں ادھر رہ گئی ہیں ان کو اتنی رقم ادا کر دو جو ان کے دیے ہوئے مہروں کے برابر ہو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو، جس پر ایمان لائے ہو! اے نبی! جب تمھارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، نہ زنا کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی اور کسی امر معروف میں تمھاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو، یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

طبقات ابن سعد میں مروی ہے کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت پر روانہ ہوئی اور اس کے پیچھے اس کے دو بھائی ولید اور عمارہ روانہ ہوئے۔ وہ مدینہ پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمارے اور آپ کے درمیان طے شدہ معاہدے کے مطابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری ہمشیرہ کو ہمارے حوالے کر دیں۔''

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے عرض کی:

''یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا آپ مجھے کفار کی طرف لوٹا دیں گے؟ وہ مجھے میرے دین کے حوالے سے آزمائش میں ڈال دیں گے اور میں صبر نہ کر سکوں گی، آپ جانتے ہی ہیں ہم عورتیں کمزور ہوتی ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''چونکہ آپ اللہ، رسول اور اسلام کی محبت سے سرشار ہو کر ہجرت کے سفر پر نکلی ہیں، کسی دنیاوی غرض سے آپ نے ہجرت اختیار نہیں کی اس لیے تمھیں کفار کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔'' [طبقات ابن سعد : ۸/ ۲۳۰]

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اپنی ہجرت کی داستان اس طرح بیان فرماتی ہیں کہ میں گھر سے روانہ ہو کر ایک بستی میں گئی جہاں میرے خاندان کے کچھ لوگ رہتے تھے۔ میں تین یا چار دن رہی، یہ بستی تنعیم کی جانب تھی، پھر میں اپنے گھر واپس آ گئی۔ گھر والوں نے میرا اس بستی میں جا کر رہنا برا محسوس نہ کیا تو میں نے روانگی کا پختہ ارادہ کر لیا۔ میں ایک دن مکہ سے نکلی، میں نے یوں ظاہر کیا کہ میں پھر اس بستی کی طرف جا رہی ہوں۔

بنوخزاعہ کا ایک آدمی میرے پیچھے پیچھے آیا اس نے کہا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: تیرا کیا مسئلہ ہے، تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں بنوخزاعہ کا آدمی ہوں، جب اس نے خزاعہ قبیلے کا نام لیا تو مجھے تسلی ہو گئی۔ کیونکہ خزاعہ قبیلے کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور آپ کے ساتھ وفا داری کا معاہدہ کر لیا تھا۔ میں نے کہا: میں قریش کی ایک خاتون ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا چاہتی ہوں، لیکن مجھے راستے کا علم نہیں۔ اس نے کہا کہ میں تجھے مدینہ منورہ پہنچانے کے لیے تیرے ساتھ چلوں گا۔

پھر وہ ایک اونٹ لے آیا، میں اس پر سوار ہو گئی اور وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلنے لگا۔ اللہ کی قسم! اس نے میرے ساتھ راستے میں کوئی بات نہیں کی، جہاں پڑاؤ کرنا ہوتا تو وہ اونٹ کو بٹھا دیتا اور خود ایک طرف ہو جاتا۔ جب میں اونٹ سے اتر جاتی تو وہ اونٹ کی طرف آتا اور اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخت کے ساتھ باندھ کر خود دوسرے درخت کے سائے میں چلا جاتا۔ جب روانگی کا وقت ہوتا تو وہ اونٹ پر کجاوہ باندھتا۔ اونٹ کو میرے قریب لے آتا، جب میں سوار ہو جاتی تو وہ اس کی نکیل پکڑ لیتا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھتا، مدینہ منورہ پہنچنے تک اس نے یہی رویہ اختیار کیے رکھا۔ اللہ اسے جزائے خیر عطا فرمائے، وہ بڑا ہی نیک ہم سفر ثابت ہوا۔

میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ میں نے نقاب اوڑھ رکھا تھا اس لیے انھوں نے مجھے نہ پہچانا۔ میں نے اپنا تعارف کرایا اور نقاب اتار دیا تو وہ مجھ سے بغل گیر ہوئی اور کہنے لگی: تو نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی ہے۔ میں نے کہا:

''ہاں! لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے واپس لوٹا دیں گے، جیسے ابو جندل اور ابو بصیر کو واپس کر دیا۔ مردوں کا حال عورتوں جیسا نہیں ہوتا، قوم بڑی چوکنی ہے، آج مجھے ان کی آنکھوں سے اوجھل ہوئے پانچ دن ہو گئے ہیں۔ جب سے میں ان کی نظروں سے اوجھل ہوئی وہ پل پل گن کر گزارتے ہوں گے، انھوں نے مجھے تلاش کیا ہوگا، میں انھیں نہیں ملی تو وہ میری تلاش میں سفر پر نکل چکے ہوں گے۔'' اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے آئے۔ اس نے آپ کو ام کلثوم کے بارے میں ساری بات بتا دی تو آپ نے ام کلثوم کو خوش آمدید کہا اور اسے تسلی دی۔ میں نے عرض کی:

> ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے دین کے ساتھ بھاگ کر آپ کے پاس پہنچ گئی ہوں، آپ مجھے برائے مہربانی ان کی طرف نہ لوٹائیں، وہ مجھے فتنے میں مبتلا کر دیں گے اور مجھے سخت سزا دیں گے۔ میں وہ سزا برداشت نہ کر سکوں گی، میں ایک عورت ہوں اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ عورتیں کمزور ہوتی ہیں۔'' [صفة الصفوة ابن الجوزی: ص ٣٦١۔ ٣٦٢]

اس موقع پر آیۃ الامتحان نازل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا جَآءَكُمُ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ مُهَٰجِرَٰتٍ فَٱمْتَحِنُوهُنَّ ۖ ٱللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَٰنِهِنَّ ﴾

[الممتحنة: ١٠]

''اے ایمان والو! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمھارے پاس آئیں تو ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومن ہونے کی جانچ پڑتال کر لیا کرو اور ان کے ایمان کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔''

شادی مبارک:

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے بابرکت ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں زندگی بسر کی، اس نے رب رحمان رحیم کی رضا حاصل کرنے کی خاطر اپنے وطن اور اہل وعیال کو چھوڑا۔

مکہ معظمہ میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے شادی نہیں کی تھی، اس کے ساتھ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی، پھر اسے طلاق دے دی۔ پھر اس کے ساتھ سید عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی، اس کے ہاں ابراہیم اور حمید پیدا ہوئے۔ جب سید عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی، اس نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاں ہی وفات پائی۔ [مستدرك حاكم: ۱/ ٦٦ـ٦٧ـ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۷۷]

اس طرح جلیل القدر صحابیہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ایک ایمانی گھرانے سے دوسرے ایمانی گھرانے کی طرف منتقل ہوتی رہی، یہاں تک کہ وہ وقت بھی آ گیا جس میں وہ دنیائے فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

رحلت کا وقت:

جلیل القدر صحابیہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا زندگی بھر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر عمل پیرا رہی یہاں تک کہ وہ لمحہ بھی آ گیا جس میں یہ دنیائے فانی سے کوچ کر گئی۔ اس کی وفات حسرت آیات سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔ وہ خود تو کوچ کر گئی لیکن اس کی سیرت نسل درنسل بیان ہوتی رہے گی، تاکہ یہ راستے کی روشنی بنی رہے۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، نیز اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹھکانا جنت میں بنا دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام المنذر بنتِ قیس رضی اللہ عنہا

اب ہم اس جلیل القدر صحابیہ کی سوانح حیات قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں کہ جس پر ایمان کا اثر اور برکت غالب آئے۔ یہ جلیل القدر صحابیہ سیدہ ام المنذر بنت قیس رضی اللہ عنہا ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ لگتی تھی، جس نے دو بیعتیں کرنے اور دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ اب ہم سیدہ ام المنذر بنت قیس رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات کا آغاز کر رہے ہیں اور اپنے دل کی گہرائی سے انھیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

فضائل ومناقب:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس جلیل القدر صحابیہ میں اتنے زیادہ فضائل ومناقب جمع کر دیے تھے کہ قلم ان کی توصیف کا احاطہ کرنے سے عاجز دکھائی دیتا ہے۔

یہ جلیل القدر صحابیہ باپ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ لگتی تھی۔

علامہ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ سلیط بن قیس کی بہن تھی۔ سلیط رضی اللہ عنہ شہسوار صحابی تھا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ سے عسکری تربیت حاصل کی تھی۔ یہ بدر، احد، خندق غرضیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوا۔ اس نے سیدنا ابوعبیدہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے ساتھ معرکہ جسر میں بڑی بہادری کے جوہر دکھائے اور میدان جنگ میں دادِ شجاعت دیتا ہوا، جام شہادت نوش کر گیا۔ یہ ۱۳ ہجری کا واقعہ ہے اس جلیل القدر صحابی کے بڑے بابرکت کارنامے ہیں جو اس کی شرافت، عظمت اور شجاعت پر دلالت کرتے ہیں۔ [طبقات ابن سعد: ۳/ ۵۱۲۔ الإصابة: ۲/ ۷۰]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام المنذر بنت قیس رضی اللہ عنہا کی دو بہنیں اور تھیں، ایک کا نام ام سلیم بنت قیس تھا اور دوسری کا نام عمیرہ بنت قیس تھا۔ دونوں نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی۔

مبارک دعوت کے ثمرات:

عقبہ اولیٰ کی بیعت کے بعد نبی کریم ﷺ نے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دعوتِ اسلامی کا پہلا سفیر بنا کر مدینہ منورہ بھیجا۔

سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ گئے اور اپنے اردگرد لوگوں کو حکمت و دانائی کے ساتھ اور احسن انداز میں دعوت دینے لگے۔

اس بابرکت دعوت کے نتیجے میں سیدہ ام المنذر بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بھی اسلام قبول کر لیا، ایمان اس کے دل کی گہرائی میں جا گزیں ہو گیا اور وہ ان خواتین کی فہرست میں شامل ہو گئی جنھوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے کی سعادت حاصل کی۔

حبیب کبریا کی بیعت:

جب مشرکین کی طرف سے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایذا رسانی میں شدت آ گئی تو آپ نے انھیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی۔ بعد میں نبی کریم ﷺ خود بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انصار کی خواتین کے ہمراہ آپ ﷺ کی بیعت کی، آپ ﷺ نے ہم پر بیعت کی یہ شرائط عائد کیں:

> ''ہمیں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا ہو گا، نہ ہم چوری کریں گی، نہ ہم زنا کا ارتکاب کریں گی، نہ ہم اپنی اولاد کو قتل کریں گی، نہ ہی ہم کسی پر بہتان باندھیں گی، نہ ہم معروف کاموں میں آپ کی نافرمانی اور نہ ہی اپنے خاوندوں کو دھوکا دیں گی۔''

فرماتی ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کر لی پھر ہم واپس آئیں تو میں نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تم واپس جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ خاوند کو دھوکا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے سے کیا مراد ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کا مال کسی دوسرے پر لٹاتی ہے تو وہ عورت اپنے خاوند کو دھوکا دیتی ہے۔" [المجمع الزوائد الهیتمی : ٩٨٦٣]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں قدر و منزلت:

اس جلیل القدر صحابیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بڑا مقام و مرتبہ تھا، آپ اس کو احترام و اکرام کی نگاہ سے دیکھتے تھے، کبھی کبھار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لے جاتے اور اس کے ہاں کھانا تناول کرتے۔ سیدہ ام المنذر بنت قیس الانصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیمار رہنے کی وجہ سے کمزور دکھائی دیتے تھے۔ ہمارے گھر میں پھلوں کے گچھے لٹک رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں کھانے لگے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی کھانے کے لیے کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے:

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! آپ رک جائیں کیونکہ آپ بیمار ہیں، آپ کے لیے یہ ٹھیک نہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر رک گئے، کہتی ہیں کہ میں نے جو اور چقندر کا مشروب بنا کر پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! یہ پی لیجیے، یہ تیرے لیے مفید ہے۔" [صحیح ابن ماجه للالبانی : ٣٦٦٥]

غزوۂ بنی قریظہ اور سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا کا موقف:

جب غزوہ خندق کے موقع پر کفر کے لشکر اکٹھے ہو گئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نبرد آزما ہوں، تو وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور یہودیوں کے درمیان یہ معاہدہ طے پا چکا تھا کہ جو بھی مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو اس کا اجتماعی طور پر دفاع کیا جائے گا۔ لیکن یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا معاہدہ توڑ دیا۔

جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ لوٹے، جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس ظہر کے وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے، آپ ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر غسل کر رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی:

''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ہتھیار اتار دیے؟ فرشتوں نے تو ابھی اپنے ہتھیار نہیں اتارے۔ اب آپ جتنے ساتھی بھی میسر ہیں انھیں اپنے ساتھ لے کر بنی قریظہ کی طرف پیش قدمی کریں، میں آپ کے آگے آگے چلتا ہوں میں ان قلعوں کو ہلا کر رکھ دوں گا، ان کے دلوں میں رعب طاری کر دوں گا، سیدنا جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کا قافلہ لے کر چلے۔'' [بخاری : ٤١١٧ ۔ مسلم : ١٧٦٩]

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کرتے ہوئے حکم دیا ''جو سننے والا اور بات ماننے والا ہے وہ عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھے۔''

رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے پاس آئے ان کا پچیس دن تک محاصرہ کیا، جب محاصرہ شدت اختیار کر گیا اور مصیبت سخت ہو گئی تو بنو قریظہ کو کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اپنے قلعوں سے نیچے اتر آؤ۔ بنو قریظہ نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اپنے قلعوں سے نیچے اتریں گے اور جو فیصلہ سعد بن معاذ ہمارے بارے میں کریں گے وہ ہمیں منظور ہو گا۔

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''ان کے بارے میں میرا یہ فیصلہ ہے کہ ان کے جنگجو افراد کو قتل کر دیا جائے، ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے مال و دولت کو تقسیم کر دیا جائے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے سعد! تو نے اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے مطابق فیصلہ سنایا ہے۔''

جب مسلمان سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بنو قریظہ کے بارے میں حکم کو نافذ کرنے لگے ان لمحات میں سیدہ ام المنذر بنت قیس رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے قریب آئی، وہ بنو قریظہ کا انجام دیکھ رہی تھی، رفاعہ بن سموأل القرظی بنو قریظہ سے الگ ہو کر سیدہ ام المنذر اور اس کے بھائی سلیط بن قیس کے پاس آیا اور علیحدگی میں کوئی بات کی۔ رفاعہ کو جب گرفتار کیا گیا تھا تو اس نے سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کریں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری آپ سے رشتے داری ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ لگتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ بڑی حیران و پریشان کھڑی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اے ام المنذر! کیا بات ہے، خیریت تو ہے؟''

کہنے لگی: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، رفاعہ بن سموئل ہمارے پاس ملاقات کے لیے آیا، اس کی ہمارے ساتھ رشتہ داری بھی ہے اسے میرے سپرد کر دیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ٹھیک ہے وہ تیرے سپرد ہے۔''

پھر سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا نے کہا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور اونٹ کا گوشت بھی کھاتا ہے۔''

یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے۔ پھر فرمایا:

''وہ نماز پڑھتا ہے یہ اس کے لیے بہت اچھا ہے اور اگر وہ اپنے دین پر بدستور قائم ہے تو یہ اس کے لیے بڑی بری بات ہے۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رفاعہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ [الاستیعاب : ۱/ ۴۹۲ ۔ الإصابة : ۱/ ۵۰۴]

رفاعہ کا اسلام قبول کرنا بلا شبہ سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا کی حسنات میں سے ہے۔

رفاعہ ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کا خالو تھا۔ [اسد الغابة رقم : ۱۶۹۰]

سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا اور بیعت رضوان:

سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا نے دوسری مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت درخت کے نیچے کی جسے تاریخ میں بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف بھیجا تاکہ ان کو بتائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کے لیے نہیں آئے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ قریش کے پاس گئے، انھوں نے آپ کو اپنے پاس روک لیا تاکہ باہمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشورہ کرنے کے بعد جو فیصلہ ہو اس سے آگاہ کریں..... فیصلہ کرنے میں دیر لگ گئی ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش نے قتل کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر سن کر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا کہ ہم عثمان کا بدلہ لیے بغیر یہاں سے نہیں جائیں گے۔[سیرت ابن ھشام : ۷۸۰]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے موت کی بنیاد پر نبی کریم ﷺ کی بیعت کی ، سب سے پہلے ابو سنان الاسدی نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سلمہ بن الاکوع نے تین بار بیعت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ ایک دفعہ سب لوگوں سے پہلے دوسری دفعہ لوگوں کے درمیان اور تیسری مرتبہ سب لوگوں کے آخر میں بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ پکڑ کر دوسرے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا کہ یہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔

جب بیعت مکمل ہو گئی تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے ، پھر انھوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ صرف ایک منافق جد بن قیس بیعت کرنے سے محروم رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ بیعت درخت کے نیچے بیٹھ کر لی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کو پکڑ کر رکھا تھا اور معقل بن یسار نے درخت کی ٹہنی کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک سے اوپر اٹھا رکھا تھا۔[مسلم : ۱۸۵۷ ـ مسند امام احمد : ۲۰۳۴۴]

سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا ان لوگوں میں شامل تھی جنھوں نے درخت کے نیچے نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کا اعزاز حاصل کیا اور اپنے جسم کو جہنم کی آگ پر حرام قرار دلا لیا۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِّمَّنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ))

''ان میں سے جہنم میں کوئی بھی داخل نہیں ہو گا جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔'' [مسلم، مسند امام احمد، ابو داؤد، ترمذی]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت حدیث کا شرف:

سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا کو احادیث روایت کرنے کا شرف بھی حاصل تھا، اسے بہت سی احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم زبانی یاد تھیں۔ اس سے ام سلیط بنت ایوب بن حکم، ایوب بن عبدالرحمن اور یعقوب بن ابی یعقوب المدنی نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

[الإستیعاب : ٣٢١/٤۔ تھذیب التھذیب : ٢٨٠/٢١]

وفات:

وفات ایمانی سفر پر گامزن رہتے ہوئے سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا طویل عمر گزارنے کے بعد بستر مرگ پر دراز ہوئی اور دو بیعتیں کرنے والی اور دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے کا اعزاز پانے والی خاتون سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا کی پاکیزہ روح اپنے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، نیز اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹھکانا جنت الفردوس میں بنا دیا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ہندہ بنت عتبہ رضی اللہ عنہا

اب ہم جلیل القدر خاتون سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کی داستانِ حیات قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ جس نے زمانہ جاہلیت میں اسلام، مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھل کر عداوت کی اور تقریباً بیس سال اسلام کے راستے میں روڑے اٹکانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور جس قدر بھی ممکن ہو سکا اس نے اپنا مال اور وقت صرف کیا۔ فتح مکہ میں اس کا دل اسلام کی طرف راغب ہوا اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اس پر بہت بڑا احسان تھا کہ ان نورانی لمحات میں اس جلیل القدر خاتون نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اسلام قبول کرنے کے بعد اس جلیل القدر خاتون نے دین الٰہی کی سربلندی کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جس طرح یہ زمانہ جاہلیت میں حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت کا اظہار کرتی تھی اس سے کئی گنا زیادہ یہ دین الٰہی کی مدد اور اس کی سربلندی کے لیے سرگرم ہوگئی۔ اس جلیل القدر صحابیہ کی عظمتوں کے کیا کہنے۔

یہ جلیل القدر صحابیہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس القرشیہ رضی اللہ عنہا تھی۔

ابتدائی حالات:

سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا بڑی اعلیٰ درجے کی صفات سے آراستہ تھی جو خواتین میں شاذ و نادر ہی پائی جاتی ہیں۔

یہ جلیل القدر خاتون فصیح و بلیغ گفتگو والی، بہادر، با اعتماد، محتاط، صاحب رائے ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی عقلمند، دلیر، اور بلند مرتبہ شاعرہ بھی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ذہبی اس عظیم المرتبت خاتون کے بارے میں فرماتے ہیں:

《 كَانَتْ هِنْدٌ مِنْ أَحْسَنِ نِسَاءِ قُرَيْشٍ وَ أَعْقَلِهِنَّ 》

''سیدہ ہندہ رضی اللہ عنہا قریش کی خواتین میں سب سے بڑھ کر حسین وجمیل اور عقلمند تھی۔''

[تاریخ اسلام ذهبی : ٣/ ٢٩٨]

سیدہ ہند بنت عتبہ کی پہلی شادی الفاکہ بن المغیرہ المخزومی سے ہوئی، یہ قریش کا ایک نوجوان تھا، اس کے برے افکار ونظریات سے یہ کبیدہ خاطر رہتی تھی، جس کی وجہ سے اس کے ساتھ نباہ نہ ہوسکا اور اس سے علیحدگی اختیار کرلی لیکن اس سے ایک بیٹا اُبان نامی پیدا ہوا۔

پھر اس کے بعد ابوسفیان بن حرب نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس سے معاویہ اور عتبہ پیدا ہوئے۔

سیدہ ہند بنت عتبہ نے جزیرہ عرب پر آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد بھی ابوسفیان کے ساتھ زندگی بسر کی لیکن نور اسلام کو قبول نہ کیا۔ اس نے اور اس کے خاوند نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا، بلکہ اس نے اپنے خاوند کے ساتھ مل کر دین اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی تدبیریں اور حیلے بہانے سوچے، یہ اسلام دشمنی پر ڈٹی رہی یہاں تک کہ جنگ بدر کا موقع آیا۔ اس میں اس خاتون نے کھل کر اپنی اسلام کے خلاف عداوت کا اظہار کیا۔

جنگ بدر اور ہند بنت عتبہ:

جنگ بدر میں شریک ہونے کے لیے مشرکین مکہ سے روانہ ہوئے ان کا سردار ابوسفیان تھا۔ ان کا مقصد اپنے تجارتی سفر کو محفوظ بنانا اور مسلمانوں کا قلع قمع کرنا تھا۔

اس جنگ میں ہند بنت عتبہ نے بڑا سخت موقف اختیار کیا کیونکہ اس کے قریبی رشتہ دار اس جنگ میں شریک تھے۔ اس کا باپ، اس کا چچا، اس کا خاوند اور اس کا بھائی، سب ہی مشرکین کی صفوں میں شریک ہوکر جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔

زوردار معرکے کا آغاز ہوا اور دونوں فریق آپس میں نبرد آزما ہوئے۔

اس معرکے میں مسلمان ان پر چڑھ دوڑے، انھیں گرفتار کرنے اور انھیں قتل کرنے لگے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکین کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ اس جنگ میں مشرکین کے ستر افراد قتل ہوئے اور ستر ہی گرفتار کر لیے گئے۔ جبکہ عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ قتل کر دیے گئے۔

ہند کا باپ، چچا اور بھائی بھی اس جنگ میں تہ تیغ کر دیے گئے، یہ اپنے عزیزوں سے محروم ہو گئی۔ اس کے باپ اور چچا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، ہند کے چچا کو حمزہ بن عبدالمُطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، لیکن اس کے باپ کے قتل میں حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ اس کے بعد ہند رات دن یہی سوچنے لگی کہ وہ حمزہ بن عبدالمطلب سے اپنے باپ، چچا اور بھائی کا انتقام کس طرح لے۔

جنگ احد، بدلے کا دن:

قریش کو جنگ بدر میں جس عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا اس سے ان کے دل بے سکون ہو گئے۔ یہ ان کے لیے ایک جانکاہ حادثہ تھا، جب اس حادثے کو ایک سال گزر گیا، اہل مکہ نے اپنی تیاری پوری کر لی، اردگرد کے حلیف مشرک ان سے آ ملے بلکہ اسلام اور مسلمانوں سے انتقام لینے ہر فرد ان کے ساتھ آ ملا تو تین ہزار افراد پر مشتمل یہ لشکر روانہ ہوا۔ لشکر کے قائد ابو سفیان نے لشکر کے ساتھ عورتیں بھی شامل کر لیں، اس کی رائے یہ تھی کہ عورتوں کے لشکر میں شامل ہونے سے مرد اپنی عزتوں کی حفاظت کی غرض سے لڑائی میں اپنی جانوں کی بازی لگا دیں گے۔ [فقه السيرة للغزالي ص : ٢٨٨]

اس نئے معرکے میں قریش کے زعما کا ہدف لشکر اسلام کے دو فرد تھے، ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔

قریش نے روانگی سے پہلے ایک شخص کا انتخاب کیا اور سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کا معاملہ اس کے سپرد کیا، وہ ایک حبشی غلام تھا لیکن نیزہ بازی کا بڑا ماہر تھا۔

یہ شخص وحشی تھا اور جبیر بن مطعم کا غلام تھا، جبیر کا چچا جنگ بدر میں قتل کر دیا گیا تھا۔ جبیر نے اپنے غلام وحشی سے کہا کہ تم لوگوں کے ساتھ روانہ ہو جاؤ، اگر تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب کو قتل کر دیا، کیونکہ میرا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں قتل کر دیا گیا تھا، اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوض تجھے آزاد کر دیا جائے گا۔

پھر قریش نے ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ اس ہدف کو پورا کرنے کے لیے جس قدر ممکن ہو انگیخت کرے کیونکہ جنگ بدر میں ہند کا والد، چچا، بھائی اور بیٹا قتل ہو چکے تھے۔

لڑائی پہ روانہ ہونے سے پہلے ہند بنت عتبہ نے کئی روز تک صرف یہ کام کیا کہ وحشی کے دل میں جس قدر ممکن ہوا کینہ بھرا اور اسے اس ذمے داری کو پورا کرنے کے لیے تیار کیا۔

ہند نے وحشی سے وعدہ کیا کہ اگر تم حمزہ بن عبدالمطلب کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میں اپنا سارا زیور تجھے بطور انعام دے دوں گی۔

غزوۂ احد میں ہند کا کردار:

قریش کی خواتین نے جنگ احد میں شریک ہو کر اپنا حصہ ڈالا، خواتین کی قیادت ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ کے ہاتھ میں تھی، قریشی خواتین مردوں کی صفوں میں رقص کرتی ہوئی اور ڈھولکی بجاتی ہوئی مردوں کو لڑائی پر ابھارنے لگیں۔ بہادروں، شمشیرزنوں، نیزہ بازوں اور تیر اندازوں کے جذبات کو مشتعل کرنے لگیں۔

کبھی یہ خواتین جھنڈا برداروں کو مخاطب ہو کر کہتیں:

وَيْهًا بَنِي عَبْدِ الدَّارِ
وَيْهًا حُمَاةَ الْأَدْبَارِ
ضَرْبًا بِكُلِّ بَتَّارِ

''بنو عبدالدار افسوس، پیچھے بھاگنے والوں کے حامیوں! افسوس، قاطع تلوار سے لڑائی کرو۔''

کبھی یہ خواتین اپنی قوم کو لڑائی کے لیے انگیخت کرنے کی غرض سے یہ اشعار کہتیں:

إِنْ تُقْبِلُوا نُعَانِقْ
وَ نَفْرِشْ النَّمَارِقْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوْ تُدْبِرُوْا نُفَارِقْ
فِرَاقَ غَيْرِ وَامِقْ

''اگر تم غالب آؤ گے ہم گلے ملیں گی تمھارے لیے قالین بچھائیں گی..... اگر تم پیچھے ہٹے تو ہم تم سے تعلق رکھے بغیر الگ ہو جائیں گی۔''

دوسری جانب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام ذکر الٰہی میں مصروف تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مدد یا اس کی راہ میں شہادت کا مطالبہ کر رہے تھے۔

جنگ احد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان پر، ماریں گے یا مرجائیں گے، کے الفاظ جاری تھے، جنگ احد کے دوران یہ ان کا شعار تھا۔[ابو داؤد : ۲۵۹٦۔ مسند امام احمد : ۱٦۵۵۰]

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا قتل اور مثلہ:

سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جنگ احد میں نبی کریم ﷺ کے آگے آگے اپنی دو تلواروں کے ساتھ دیوانہ وار لڑتے ہوئے کہہ رہے تھے: ''میں اللہ کا شیر ہوں۔''[طبقات ابن سعد : ٦/٣۔ مستدرك حاكم : ١٩٤/٣]

اگر پہاڑی درے پر متعین تیر انداز اپنی جگہ نہ چھوڑتے اور قریش کے شہسواروں کو کھلا راستہ نہ دیتے تو میدان احد مشرکین کے تمام مردوں، عورتوں بلکہ گھوڑوں اور اونٹوں کا قبرستان بن جاتا۔

سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں مشرکین کے سامنے پوری طاقت، جوانمردی، جرأت اور حوصلے کا مظاہرہ کر رہے تھے، لیکن وہاں ایک وحشی نامی حبشی غلام انھیں قتل کرنے کے لیے منتظر تھا، اس نے آپ پر نگاہ رکھی ہوئی تھی، ہند بنت عتبہ نے اسے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے پر انگیخت کیا ہوا تھا۔

وحشی کہتا ہے کہ میں حبشہ کا باشندہ تھا، میں نیزہ حبشی تیر اندازوں کی طرز پر پھینکتا تھا اور میرا نشانہ کم ہی خطا جاتا تھا۔ جب لوگ لڑائی میں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے تو میں حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کے لیے نکلا۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ لوگوں کے درمیان خاکستری رنگ کے اونٹ کی مانند نمایاں دکھائی دے رہا ہے اور لوگوں کو اپنی تلوار سے پرخچے اڑا رہا ہے، اس کے آگے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی چیز ٹھہرتی ہی نہیں۔ میں اس کا نشانہ باندھ کر تیار ہو گیا اور خود ایک درخت یا پتھر کی اوٹ میں چھپ گیا تاکہ وہ اور زیادہ میرے قریب آ جائے اتنے میں سباع بن عبدالعزی حمزہ بن عبدالمطلب کے سامنے آ گیا تو اس نے کہا:

''ارے کپتی ماں کے بیٹے! ادھر آؤ، اس کے سر پر تلوار کا وار کیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس موقع پر میں نے اپنے نیزے کو حرکت دی دیکھا کہ وہ ٹھیک اور درست ہے۔ میں نے نشانہ باندھ کر نیزہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف چلا دیا، نیزہ ان کے پیٹ کے نچلے حصے میں اس زاویے سے لگا کہ پیٹ کو چیرتا ہوا دونوں ٹانگوں کے درمیان سے باہر نکل آیا۔ نیزہ لگنے کے بعد حمزہ بن عبدالمطلب میری طرف بڑھے لیکن ہمت نے جواب دے دیا اور وہ موت کی وادی میں اتر گئے۔

پھر میں اس کے لاشے کے پاس آیا اور اپنا نیزہ پکڑ کر لشکر کی طرف واپس آ گیا، میرا اس کے علاوہ کوئی کام نہ تھا اور نہ ہی کسی سے کوئی غرض تھی، میں نے اپنی آزادی حاصل کرنے کے لیے اسے قتل کیا۔ [بخاری فتح الباری: ۷/ ۴۰۷۲۔ مسند امام احمد: ۳/ ۵۰۱]

قریش اپنی فتح پر خوشی سے بغلیں بجانے لگے، انھوں نے سمجھا کہ ہم نے بدر کا پورا پورا بدلہ لے لیا ہے، ہند بن عتبہ کو سب سے زیادہ خوشی تھی۔ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے قتل پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ہند اور دیگر عورتیں مسلمان شہداء کی لاشوں کا مثلہ کرنے لگیں۔ انھوں نے لاشوں کے ہاتھ، کان، ناک اور دیگر اعضا کاٹ کر بڑے برے انداز میں ان کی بے حرمتی کی۔ ہند بنت عتبہ کا خاوند ابوسفیان اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتے ہوئے کہنے لگا:

مسلمانو! تمھارے مقتولین کا مثلہ کیا گیا، میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں، اس پر میں نہ خوش ہوں اور نہ ناراض، نہ میں نے کسی کو روکا اور نہ ایسا کرنے کا کسی کو حکم دیا۔ اب کیا ہو سکتا ہے، جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔

اس کے بعد ہند بنت عتبہ ایک اونچی چٹان پر چڑھ کر بلند آواز سے یہ شعر پڑھنے لگی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَحْنُ جَزَيْنَاكُمْ بِيَوْمِ بَدْرٍ
وَالْحَرْبُ بَعْدَ الْحَرْبِ ذَاتَ سُعُرٍ
مَا كَانَ عَنْ عُتْبَةَ لِيْ مِنْ صَبْرٍ
وَلَا أَخِيْ وَ عَمِّهِ وَ بِكْرِيْ
شَفَيْتُ صَدْرِيْ وَ قَضَيْتُ نَذْرِيْ
شَفَيْتُ وَحْشَةِ عَلِيْلِ صَدْرِيْ

[تاریخ اسلام ذهبی : ۲/۲۰۵]

''ہم نے تم سے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا، لڑائی کے بعد لڑائی تیزی سے بھڑکی، میں اپنے باپ عتبہ اپنے بھائی، چچا اور بیٹے کی موت پر صبر نہ کر سکی، میرا سینہ ٹھنڈا ہو گیا، میں نے اپنی نذر کو پورا کیا اور میرے سینے کی جلن جاتی رہی۔''

مشرکین میدان احد سے بڑے خوش واپس ہوئے ان کے دلوں سے جنگ بدر کی عار زائل ہو گئی تھی۔

جنگ احد سے واپسی پر ہند بنت عتبہ نے یہ شعر پڑھے:

رَجَعْتُ وَ فِيْ نَفْسِيْ بَلَابِلُ جَمَّةٍ
وَ قَدْ فَاتَنِيْ بَعْضُ الَّذِيْ كَانَ مَطْلَبِيْ
وَلٰكِنَّنِيْ قَدْ نِلْتُ شَيْئًا وَلَمْ يَكُنْ
كَمَا كُنْتُ أَرْجُوْ فِيْ مَسِيْرِيْ وَ مَطْلَبِيْ

[سیرت ابن هشام : ۲/۱۶۸]

''میں واپس آئی اور میرے دل میں کثیر خیالات و جذبات تھے اور بعض مقاصد مجھ سے جاتے رہے۔ لیکن میں نے ایک چیز پالی جس کی میں اپنے سفر اور مقاصد میں امید نہ رکھتی تھی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مکہ اور سیدہ ہند کا قبول اسلام:

ہند بنت عتبہ شرک پر بدستور قائم رہی یہاں تک کہ فتح مکہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے اسے شرح صدر نصیب کر دیا، اس کا بیٹا امیر معاویہ اپنے باپ سے پہلے صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمان ہو گیا تھا، لیکن اپنے باپ کے ڈر کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملنے سے گریز کیا۔ اس نے انتظار کیا اور فتح مکہ کے موقع پر اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کر دیا۔

آیئے! اب ہم ہند بنت عتبہ کے اسلام قبول کرنے کی داستان بیان کرتے ہیں۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ مکہ معظمہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوتے ہیں۔

ہند بنت عتبہ بیس سال سے زیادہ عرصہ اسلام کی عداوت میں برسر پیکار رہی، لیکن فتح مکہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو اسلام کی طرف مائل کر دیا۔ وہ اپنے خاوند ابوسفیان سے کہنے لگی:

''میں تو سیدنا محمد (ﷺ) کی تابعداری کرنا چاہتی ہوں۔''

وہ کہنے لگا:

گزشتہ کل میں نے تجھے دیکھا کہ تو نفرت کا اظہار کر رہی تھی...... اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے گزشتہ روز مسجد حرام میں انتہائی دلکش منظر دیکھا۔ مسلمان دل لگا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کر رہے تھے کوئی قیام میں تھا، کوئی رکوع میں تھا اور کوئی سجدے میں پڑا تھا۔ واللہ! کیسا دلفریب منظر تھا، میں تو یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی...... میں نے یہ سوچا ان لوگوں پہ یہ رنگ اسلام ہی نے تو چڑھایا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ:

《 وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُذِلَّهُمُ اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يُعِزَّهُمُ اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَأَيْضًا الَّذِي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَفْسِيْ بِيَدِهٖ“)) [مسلم، كتاب الأقضية : ١٧١٤]

”اللہ کی قسم ! زمین پر جس خاندان کے بارے میں میری خواہش تھی کہ اللہ انھیں ذلیل کرے تو وہ آپ کا خاندان تھا، اور (اب) روئے زمین پر جس خاندان کے بارے میں میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں عزت دے تو وہ آپ کا خاندان ہے..... یہ بات سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ بات بالکل درست ہے۔“

بیعت:

جب رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے لیے مکہ فتح ہو گیا تو مکہ کے باشندوں پر حق واضح ہو گیا۔ وہ اس حقیقت کو جان گئے کہ اب اسلام قبول کیے بغیر چھٹکارا نہیں اور نہ ہمارے لیے کوئی کامیابی کی راہ ہے، انھیں اسلام کی حقانیت پر یقین آ گیا۔ بالآخر وہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے جمع ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ لوگوں سے بیعت کرنے کے لیے صفا پر بیٹھ گئے، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ذرا نیچے بیٹھ گئے، وہ نبی کریم ﷺ کے لیے لوگوں سے حسب استطاعت سمع و اطاعت کی بنیاد پر بیعت لینے لگے۔ [مصنف عبدالرزاق : ٦/ ٩٨٢٠۔ مسند امام احمد : ١٥٤٧٢]

تفسیر مدارک التنزیل میں مذکور ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو عورتوں سے بیعت لینا شروع کی۔ نبی کریم ﷺ صفا پہاڑی پر بلند جگہ پر تشریف فرما تھے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قدرے نچلی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق عورتوں سے بیعت لینے لگے اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین عورتوں تک پہنچانے لگے۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ بھیس بدل کر ڈرتی ہوئی آگے بڑھی کہ کہیں مجھے رسول اللہ ﷺ پہچان کر بیعت لینے سے انکار نہ کر دیں، کیونکہ میں نے جنگ احد میں حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم خواتین سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ تم نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عورتوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے دوسرا یہ ارشاد فرمایا: ''تم نے چوری نہیں کرنی۔''

ہند بنت عتبہ بولی:

''میرا خاوند ابوسفیان بڑا بخیل آدمی ہے، کیا میں بوقت ضرورت اس کا کچھ مال لے لوں تو کیا میرے لیے مناسب ہوگا۔''

ابوسفیان یہ بات سن کر فوراً بولے:

''میرا جو بھی مال تو لے گی تیرے لیے حلال ہے۔''

رسول اللہ ﷺ یہ بات سن کر ہنس پڑے اور اس کو پہچان لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تو ہند ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں!'' پھر عرض کی: ''اے اللہ کے پیارے نبی! جو ہم سے غلطیاں خطائیں ہوئیں، ہم معافی کے خواستگار ہیں۔ آپ نے فرمایا:

''اللہ معاف کرنے والا ہے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے بیعت کی تیسری شرط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''عورتیں زنا نہیں کریں گی۔''

یہ شرط سن کر ہند بنت عتبہ بولی: ''کیا آزاد عورت بھی زنا کا ارتکاب کرسکتی ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے چوتھی شرط یہ عائد کی:

''عورتیں اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔''

تو ہند بولی: ''ہم نے چھوٹے بچوں کی پرورش کی، جب وہ بڑے ہو گئے تو آپ لوگوں نے انھیں قتل کردیا۔ آپ اور وہ خوب اپنے انجام کو جانتے ہیں، ہند کا بیٹا حنظلہ بن ابی سفیان جنگ بدر میں قتل ہو گیا تھا۔''

یہ بات سن کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو گئے، رسول اللہ ﷺ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسکرانے لگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کوئی عورت کسی پر بہتان نہیں باندھے گی۔'' یہ شرط سن کر ہند بولی:

''واللہ! کسی پر بہتان لگانا تو بڑی بری بات ہے۔'' پھر ہند نے عرض کی: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمیں کچھ اعلیٰ اخلاقیات اور رشد و ہدایت کے بارے میں بھی ارشاد فرمائیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''نیکی کے کاموں میں آپ میں سے کوئی بھی اللہ، رسول کی نافرمانی نہ کرے۔''

وہ کہنے لگی: ''واللہ! ہم اس مجلس میں اس نیت سے بیٹھے ہیں کہ ہم ہر صورت میں اطاعت گزاری کریں گے اور نافرمانی کا کبھی سوچیں گے بھی نہیں۔''

عظیم نعمت:

خواتین کی دنیا میں ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت بڑی ممتاز تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے اس کا دل فراخ کر دیا اور اس کے دل سے ہر طرح کی میل کچیل نکال دی تو وہ صحابیات کی دنیا میں ایک عمدہ، نفیس اور نئے طرز کی خاتون بن کر ظاہر ہوئی۔

اللہ کے دین کے بارے میں اس قدر انقلاب آیا کہ ہر طرح کی وحشت جاری رہی، دلی نفرت تلف ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو ہر طرح کے کینے سے پاک کر دیا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے گھر میں پڑے ہوئے بت کو پاؤں کی ٹھوکر سے ریزہ ریزہ کر دیا اور اسے ٹھوکر مارتے ہوئے یہ کہنے لگی:

''ارے کمبخت! تیری وجہ سے ہم دھوکے میں مبتلا رہے۔'' [تهذيب الاسماء و اللغات: ٣٥٧/٧]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت:

سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ اپنی زندگی کے معاملات کے بارے میں مشورہ لینے کے لیے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ ~~ابوسفیان~~ کی بیوی ہند بنت عتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس آئی اور عرض کی:

''یا رسول (ﷺ)! ابوسفیان بخیل آدمی ہے، مجھے وہ اتنا خرچہ نہیں دیتا جو میرے لیے اور میری اولاد کے لیے کافی ہو، میں اسے بتائے بغیر خرچ کے لیے اس کا مال لے لیتی ہوں، کیا ایسا کرنا میرے لیے گناہ ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''معروف طریقے سے تم اس کا مال بغیر بتائے لے سکتی ہو، جو تیرے اور تیری اولاد کو کفایت کر جائے۔'' [مسلم، كتاب الأقضية: ١٧١٤]

دردناک جدائی:

اسلام قبول کرنے کے بعد سیدہ ہند رضی اللہ عنہا عبادت گزار، شب زندہ دار اور روزے دار کی حیثیت میں زندگی بسر کرنے لگی، یہاں تک کہ وہ دن آ گیا جس دن ساری دنیا پر اندھیرا چھا گیا، حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ وفات پا گئے آپ ﷺ کی وفات حسرت آیات پر سیدہ ہند رضی اللہ عنہا بہت زیادہ غمگین ہوئی۔

قریب تھا کہ شدت غم کی وجہ سے اس کا دل پارہ پارہ ہو جاتا کیونکہ اس کی زندگی کا طویل عرصہ رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں گزرا تھا، اسلام قبول کیے ابھی تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا، وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات پر بہت زیادہ غمگین ہوئی۔ اسے افسوس اس بات کا تھا کہ اس نے اسلام قبول کرنے سے پہلے اپنی زندگی ضائع کر دی۔

لیکن جب سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر کے نبی کریم ﷺ کی بیعت کر لی اس کے بعد وہ مسلسل عبادت گزاری، اطاعت گزاری اور بیعت میں طے شدہ شرائط پر عمل پیرا ہونے میں مصروف رہی۔

جنگ یرموک اور سیدہ ہند رضی اللہ عنہا:

جنگ یرموک میں سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کا موقف بڑا عظیم، مثالی اور زندہ جاوید تھا۔

علامہ ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جنگ یرموک میں مسلمان خواتین نے بھی لڑائی میں حصہ لیا، انھوں نے بہت سے رومی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جو مسلمان شکست تسلیم کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر آمادہ نظر آتے یہ آگے بڑھ کر ان کی پٹائی کرتیں اور کہتیں:

"ارے بھگوڑو! کہاں جا رہے ہو...... ہمیں دیوہیکل دشمن کے لیے چھوڑے جا رہے ہو، جب خواتین انھیں ڈانٹ پلاتیں تو ان میں سے کسی کے لیے بھی اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہتا کہ وہ پھر لڑائی کی طرف لوٹ آئے۔" [البداية والنهاية : ۷/ ۱۳]

شہسوار واپس پلٹتے تو انھیں خواتین لڑائی کے لیے برانگیختہ کرتیں، شکست تسلیم کرنے کی طرف مائل ہونے والے جب خواتین سے جلی کٹی سنتے تو وہ پورے جوش و جذبے سے لڑائی کی طرف دیوانہ وار پلٹتے۔ اتنے میں ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا میدان میں نکلی اس کے ہاتھ میں مشعل تھی، اس کے پیچھے مہاجرین کی خواتین تھیں ہند رضی اللہ عنہا وہ شعر کہہ رہی تھی جو اس نے جنگ احد میں کہے تھے:

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقْ نَمْشِي عَلَى النَّمَارِقْ
مَشْيَ الْقَطَا الْمُوَافِقْ قَيْدِي مَعَ الْمُرَافِقْ
وَ مَنْ أَبَى نُفَارِقْ اِنْ تَغْلِبُوا نُعَانِقْ
أَوْ تُدْبِرُوا نُفَارِقْ فِرَاقَ غَيْرِ وَامِقْ

"ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں اور قالینوں پر چلتی ہیں...... ہماری چال قطا پرندے کی مانند ہے، ہم ایک ضابطے اور سلیقے سے قدم اٹھاتی ہیں...... جو انکار کرے گا ہم الگ ہو جائیں گی، اگر تم غالب آئے تو ہم گلے ملیں گی...... اگر تم پیٹھ پھیر گئے تو کوئی تعلق رکھے بغیر ہم تم سے الگ ہو جائیں گی۔"

پھر ہند لشکر اسلام کی دائیں جانب متوجہ ہوئی، انھیں شکست خوردہ دیکھا تو بآواز بلند ان سے کہنے لگی:

"ارے شکست کھا کر کہاں جا رہے ہو؟ کہاں بھاگ رہے ہو؟ اللہ اور اس کی جنت سے راہ فرار اختیار کر رہے ہو؟ یاد رکھو! اللہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ ہند نے اپنے خاوند ابو سفیان کو دیکھا کہ وہ بھی شکست خوردہ دکھائی دے رہا ہے، ہند نے اس کے گھوڑے کے منہ پر اپنی چھڑی ماری اور اس سے کہا: اے ابن صخر! کہاں جا رہے ہو؟ میدان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کی طرف پلٹو، آج سارے داغ دھو ڈالو، آج جو کچھ ہم رسول اللہ ﷺ کے خلاف کرتے رہے، ان کی تلافی کا دن ہے۔"

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کی ابوسفیان کے ساتھ آج کی گفتگو سن کر احد کا دن یاد آ گیا۔ اس دن بھی اس نے ایسی گفتگو کی کہ سننے والے جوش و ولولے سے معمور ہو گئے، آج بھی ابوسفیان نے جب ہند کی باتیں سنیں تو میدان جنگ کی طرف پلٹا اور اس کے ساتھ مسلمان بھی پلٹے۔ میں نے خواتین کو دیکھا کہ انھوں نے بھی حملہ میں بھرپور ساتھ دیا بلکہ خواتین مردوں سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ آور تھیں۔

میں نے ان میں سے ایک خاتون کو دیکھا کہ اس نے دشمن کے ایک قوی ہیکل بہادر پر جو کہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا حملہ کر دیا، اسے گھوڑے سے نیچے گرا لیا اور اسے چشم زدن میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ کہہ رہی تھی: یہ مسلمانوں کو اللہ کی مدد کا مظاہرہ ہے۔ اس جنگ میں سیدہ اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا نے اپنے خیمے کی لاٹھی سے نو رومی قتل کیے۔[سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۹۷]

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر مسلمانوں نے یکبارگی پورے جوش و جذبے سے اللہ اور اس کے رسول کی رضا کی خاطر رومیوں پر زوردار حملہ کیا جس سے رومی فوج ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی۔[فتوح الشام: ۱/ ۱۲۷۔۱۲۸]

رحلت کا وقت:

دنیا سے رحلت کا وقت قریب آ گیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دین اسلام کی جس قدر اس سے ممکن ہوا خدمت کی اور پھر وہ وقت آ گیا کہ اس کا جسم آرام کرے۔ وہ بستر مرگ پر دراز ہوئی اور اس کی پاکیزہ روح اپنے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔

وہ اللہ سے راضی اور اللہ اس سے راضی، نیز اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس اس کا ٹھکانا بنا دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صحابیات رسول ﷺ

گلشن رسالت کی مہکتی کلیاں

دارالاندلس ®
اسلام کی نشرواشاعت کا عالمی مرکز
۴۔ لیک روڈ، چوبرجی، لاہور، پاکستان
Ph: 92-42-7230549 Fax: 92-42-7242639 www.dar-ul-andlus.com

400